تذکرۃ البلاد والحکام

میر حسین علی کرمانی

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، نئی دہلی

Marfat.com

محمد اقبال مجددی

Marfat.com

تذکرۃ البلاد والحکام

از

میر حسین علی کرمانی

مترجم

ڈاکٹر شفیع احمد شریف شفیعؔ

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان

وزارتِ ترقیِ انسانی وسائل، حکومتِ ہند

ویسٹ بلاک۔1، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔110066

Tazkiratul Balad Val Hukkam

By :Meer Husain Ali Kirmani

136092

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

سنہ اشاعت :جولائی ستمبر، 2001، شک 1923

پہلا اڈیشن :1100

قیمت : =/126

سلسلہ مطبوعات : 884

ناشر : ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک-I، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔ 110066

طابع : جے۔ کے آفسیٹ پرنٹرس، جامع مسجد، دہلی۔ 110006

Marfat.com

معنون

میں اپنی اس ناچیز کوشش کو ۔

میرے والدز جناب یم غوث شریف باپواور والدہ محترمہ اختر النساء (مرحومین)

میری رفیقہء حیات ڈاکٹر حبیب النساء (سائنٹسٹ سی یف ٹی آر آئی) ،میسور

دختر عزیزہ ڈاکٹر شبنم روحی، یم بی بی یس، یم ڈی ۔

فرزند عزیزی شجاع محمود بی ای

استاذی پروفیسر میر محمود حسین صاحب مرحوم

اور

اپنے تمام دوستوں کے نام معنون کرتا ہوں ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

(اے ہمارے پروردگار ہم سے یہ خدمت قبول فرما، بیشک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے ۔)

Marfat.com

فہرست تصاویر

صفحہ نمبر

1۔ ٹیپو سلطان بحالت جوانی	5
2 ۔ٹیپو سلطان کی مختلف تصویریں	6
3۔نواب حیدر علی خان بہادر	17
4۔کریم شاہ برادر خورد ٹیپو سلطان	131 الف
5۔حضرت اورنگزیب عالمگیر	150الف
6۔آصفجاہ اول	175 الف
7۔ٹیپو سلطان شہید کا آخری معرکہ	250 الف
8۔جنرل ہیاریس	274
9۔شہید کی نعش کی دریافت	294 الف
10۔شہید کی نعش کی شناخت	307 الف

Marfat.com

فہرست

صفحہ نمبر

حصہ اول

1 پیش لفظ 7

2 کرمانی بحیثیت مصنف 10

3 کرمانی کے ہم عصر 16

4 حسن علی عزت 20

5 محمد باقر آگاہ 22

6 قاضی ارتضیٰ علی خان خوشنود 23

7 سید شاہ عبداللطیف ذوقی 24

8 محمد قدرت اللہ خان قدرت 24

9 میرزین العابدین شوستری 25

10 لالہ مہتاب رائے سبقت 30

11 محمد علی مہکری خانہ زاد 33

12 غوتی چنگل پیٹی 35

13 عبداللطیف آزکائی 37

14 کرمانی بحیثیت مورخ 38

15 کتابیات 42

Marfat.com

حصہ دوم	44
دیباچہ	45
1 ۔اورنگ اول ابتدائے پنوکنڈہ و بیجی نگر	46
2 اورنگ دوم سرا اور اس کے حاکم	81
3 اورنگ سوم ادھونی	118
اورنگ چہارم ساونور	132
5 اورنگ پنجم "کڑپہ"	151
6 اورنگ ششم کنول یا کرنول	176
7 اورنگ ہفتم ہرپن ہلی کے پالیگار	203
8اورنگ ہشتم رائے درگ	221
9اورنگ نہم چک بالا پور	239
10 اورنگ دہم کنچن گڈھ	252
11 اورنگ یازدہم حقیقت مراررراؤ اورگتی	260
12 اورنگ دوازدہم سرہٹی اور اس کے نواح	275
نوٹ : میر حسین علی کرمانی	281
3 اورنگ سیزدہم ہندی انت پو2	282
14 اورنگ چہاردہم شیخ احمد دھونڈا جی واگیہ	295
15 خاتمہ کتاب	308
16 حواشی	311
17 اشاریہ	353
18 کتابیات	380
19۔اظہار تشکر	383

Marfat.com

ٹیپو سلطان بحالتِ جوانی

Fig. 1. Tipu Sultan. Oil by G. F. Cherry, c. 1792.

Fig. 2. Tipu Sultan. Engraving from a copy of Fig. 1.

Fig. 3. Tipu Sultan. By an Indian artist. S. India. c. 1790–1800.

Fig. 4. Tipu Sultan. By an Indian artist. S. India. c. 1865.

Marfat.com

پیش لفظ

میر حسین علی کرمانی کی کتاب تذکرۃ البلاد والحکام چودہ ملکوں اوران کے حاکموں کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔ یہ کرناٹک کے ایسے حاکموں کی تاریخ ہے جواس سے قبل کہیں تحریر نہیں ہوئی ہے۔ یہ کتاب کرمانی کی فارسی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔ مترجم ڈاکٹر شفیع احمد شریف نے فارسی سے اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا جس پر انہیں میسور یونیورسٹی نے 1983ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے نوازا۔ کرمانی نے یہ کتاب 1215ھ مطابق 1801 میں مکمل کی۔ 1225ھ مطابق 1810 میں اس نے اس کتاب میں مزید دوابوب کا اضافہ کیا۔

یہ کتاب نہ صرف ایک اہم تاریخ ہے بلکہ اسے اس دور کی ادبی طرز تحریر کا نمونہ بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ کتاب کی طرز تحریر بے حدرواں اور معنی خیز ہے۔ کرمانی کی اس کتاب کواس دور کی طرز تحریر جو کہ دکن میں مروج تھی کا نمونہ بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ چونکہ دکن اور خصوصاً مدراس اور میسور کے جنوب ترین علاقون کی تاریخ پر انگریزی زبان میں بھی کتابیں بے حد کم ہیں اس لیے اس کتاب کواردو میں ترجمہ کرنے کی سعی کی گئی۔ ترجمہ کہاں تک کامیاب ہے اس کا فیصلہ قارئین کرام پر چھوڑا گیا ہے۔ اس کتاب کے آخر میں کتابیات اوراشاریہ بھی دیا گیا ہے۔

اس ترجمہ کی تیاری میں اصل مسودہ کے مائکروفلم حاصل کیے گئے کتاب کے مسودات اسٹیٹ آرکیوز، حیدرآباد، برٹش میوزیم، لندن اور سالار جنگ میوزیم، حیدرآباد سے حاصل کیے گئے۔

اسٹیٹ آرکیوز حیدرآباد میں دومسودات موجود ہیں اور یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ یہ دونوں مصنف کے ہاتھ سے لکھے گئے ہیں۔ پہلے مسودہ کو ہم نے 'A' کا نشان دیا ہے یہ مسودہ مصنف نے 1215ھ میں لکھا تھا اس میں صرف بارہ ابواب ہیں۔ مصنف نے تتمہ میں لکھا ہے کہ اس میں صرف بارہ ابواب ہیں۔ یہ اولین مسودہ ہے۔

Marfat.com

دوسرا مسودہ جسے ہم نے مسودہ 'B' کا نشان دیا ہے یہ بھی مصنف میر حسین علی کرمانی ہی کا تحریر کردہ ہے اس مسودہ میں چودہ ابواب ہیں اس کے آخری دو ابوب دوبارہ مواد جمع کرنے کے بعد 1225ھ م 1810ء میں شامل کیے گئے۔ مصنف نے لکھا ہے کہ اس سے قبل جو کتابیں لکھی گئیں ان میں صرف بارہ ابواب ہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مصنف نے اس دوران ایک سے زیادہ نقلیں تحریر کی ہونگی۔

تیسرا مسودہ برٹش میوزیم' لندن سے حاصل کیا گیا۔ یہ مائکروفلم کی شکل میں ہے۔ یہ مسودہ بھی مصنف کا تحریز کردہ ہے۔ اسے ہم نے مسودہ 'C' قرار دیا۔ اس میں صرف بارہ ابواب ہیں اور کتابت کی تاریخ درج نہیں ہے۔ اس مائکروفلم میں تین مسودات موجود ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلا مائکروفلم جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے برٹش میوزیم، لندن کی ملکیت ہے اس میں بارہ ابواب موجود ہیں۔ اس کی کتابت خود میر حسین علی کرمانی نے کی ہے۔ اس مسودہ کا اختتام ۱۲۱۵ھ میں ہوا ہے۔

دوسرا مائکروفلم بھی میر حسین علی کرمانی ہی کا کتابت کردہ ہے۔ اس میں صرف بارہ ابواب ہیں۔ اس مسودہ کا سال تحریر ۱۲۱۵ھ ہے۔ یہ مسودہ کہاں سے حاصل کیا گیا ہے اس کے متعلق کچھ تحریر نہیں ہے۔

تیسرے مسودہ کے مائکروفلم میں چودہ ابواب ہیں۔ اس کا سیریل نمبر 32097 ہے اس پر جو مہر لگی ہے اس کے درمیان کتب خانہ سرکار نظام عالیہ پڑھا جا سکتا ہے اس کے علاوہ درج ذیل الفاظ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے " سب و خطابات و موالات " حیدر آباد۔ یہ مسودہ بھی میر حسین علی کرمانی ہی کا کتابت کردہ ہے اس کی تاریخ تحریر ۱۲۲۵ھ ہے۔

چوتھا فارسی مسودہ سالار جنگ میوزیم' حیدر آباد میں موجود ایک مسودہ کی فوٹو اسٹیٹ

Marfat.com

کاپی ہے۔ جوکہ تاخیر سے تحریر کردہ مسودہ ہے۔ یہ مسودہ محمد اکبر خان بہادر ابن مرحوم نواب محمد الف خاں رئیس قمر نگر عرف کرنول کے حکم پر غلام محمد خان ابن محمد سعید خان وکیل کرنول نے 1261ھ م 1846 میں نقل کیا ہے۔

ایک اور مسودہ ہمیں مشہور ادیب جناب سلیم تمنائی کی وساطت سے حاصل ہوا۔ یہ مصنف کے تحریر کردہ مسودہ سے جو 1225ھ میں مکمل کیا گیا تھا سے عشرت احمد سید احمد نے 1251ھ م 1835 ئمیں مولانا عبدالوہاب صاحب مدارالامرا کے نسخہ صحیحہ سے نقل کیا ہے۔

سید احمد کے اس نسخہ سے جوکہ مولوی محمد حبیب اللہ فرزند قادر مرتضیٰ حسین سالار ملک کے کتب خانہ میں موجود تھا ڈاکٹر محمد غوث بن محمد مرتضی سے حاصل کر کے ابتدائی 93 صفحات محمد شمیم عبدا لرؤف فرزند عبدالوہاب نے تحریر کیے اوران کے بعد سید غوث پیر نہال مخدومی نندلور نے ۱۲ ماہ صفر المظفر 1385ھ م 1916ء میں سوداگر نذر اللہ صاحب کے مکان بمقام مدن پلی میں حضرت خواجہ سید شاہ ید اللہ محمد محمد الحسینی چشتی القادری خلف حضرت خواجہ شاہ امین اللہ محمد محمد الحسینی قدس سرہ، کی درخواست پر تحریر کیا۔

تراجم سے پہلے ایک ماسٹر کاپی فارسی میں تیار کی گئی جس میں فٹ نوٹس میں اول الذکر چار مسووں میں موجود اختلافات مذکور ہیں۔ فارسی نسخہ کی طباعت واشاعت کب ہوگی واللہ اعلم بالصواب۔

ڈاکٹر شفیع احمد شریف شفیع

صدر شعبہ فارسی، ءمڈل ایسٹرن اسٹڈیس

میسور یونیورسٹی، ماناسا گنگوتری، میسور

و صدر، میسورڈسٹرکٹ جرنلسٹ اسوسی ایشن، میسور

Marfat.com

کرمانی بحیثیت مصنف

میر حسین علی کرمانی ابن سید عبد القادر کرمانی حضرت نواب حیدر علی خان بہادر اور حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ کے دربار میں بحیثیت میر منشی مامور تھا۔ اس نے 1782ء سے 1787ء تک یعنی کل پانچ سال یہ خدمت انجام دی۔ یہ بات اس کی تالیف نشان حیدری سے واضح ہے۔
نشان حیدری کے متعلق پروفیسر محبّ الحسن کہتے ہیں کہ اس دور کی تاریخوں میں یہی ایک ایسی کتاب ہے جو قابل بھروسہ ہے اس کا انگریزی ترجمہ کرنل مائلس نے کیا اسے دو جلدوں میں رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال نے 1844ء اور 1847ء میں شائع کیا۔

میر حسین علی کرمانی نے 1787ء کے بعد اپنی زندگی کے دن کہاں بتائے اس پر تاریکی کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ پروفیسر محمد یوسف کوکن رقم طراز ہیں کہ کرمانی نے 1208ھ م 1794ھ میں مولانا باقر آگاہ کی کتاب نقل کی۔ اس کتاب کا ایک نسخہ Manuscripts Library ,Madras میں موجود ہے۔ مگر یہ بات یقین کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی کہ وہ ویلور میں مقیم تھا یا سرینگپٹم میں یا مدراس میں؟

میسور گزیٹیر کے اڈیٹر سری ہیاوادنا راؤ نے لکھا ہے کہ سرینگپٹم میں موجود گنبد شاہی میں جو فارسی کتبہ لگا ہوا ہے وہ کرمانی کا تحریر کردہ ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت ٹیپو سلطان کی شہادت کے وقت کرمانی سری رنگپٹم میں موجود تھا۔ تاریخ شہادت کی تحریر کرنا اور اسے کتبہ میں کندہ کیا جانا اور گنبد کی اہم دیوار میں اسکا جگہ پانا اس بات کا غماز ہے کہ کرمانی شہزادوں کی نظر میں کتنا بلند مرتبہ رکھتا تھا کہ اسے حسن علی عزتؔ اور میر زین العابدین شوستری جیسے بلند پایہ شاعروں پر ترجیح دی گئی۔

حضرت ٹیپو سلطان کی شہادت کے وقت سری رنگپٹم میں اس کی موجودگی کا ثبوت کرنل ولیم کرک پیٹرک کی مرتب کردہ کتاب Select letters of Tipoo Sultan سے

بھی ملتا ہے جس میں کرمانی کہتا ہے کہ اس نے عبدالحکیم خان کے فرزند خیرامیاں نواب ساونور کو سری رنگپٹم کے ایک مکان میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ کرمانی نے 50 اشعار پر مشتمل ایک اُردو مرثیہ بھی لکھا ہے جس سے سلطان کی عمر کا پتہ چلتا ہے۔

یہ بات ممکنات سے ہے کہ کرمانی شہزادگان ٹیپو کے ہمراہ ویلور گیا ہو شاید نشان حیدری اور تذکرۃ البلاد والحکام اس نے وہیں لکھی ہو۔ پروفیسر محمد یوسف کوکن نے اپنی کتاب ''باقر آگاہ'' میں لکھا ہے کہ سید احمد حسین تمنا نے میر حسین علی کرمانی سے فارسی کا درس چتور شہر میں 1807ء میں لیا۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کرمانی 1223ھ م 1807ء میں چتور میں مقیم تھا۔

ٹیپو کے منتخبہ خطوط کے مرتب ولیم کرک پیٹرک اور سی۔ اے۔ اسٹوری کے بیان کے مطابق کرمانی کرنل کولن میکنزی Col. Colin M`ckenzy کے یہاں ملازم تھا مگر یہ واضح نہیں ہے کہ وہ کس سن میں اور کہاں اس کا ملازم تھا۔ ٹیپو سلطان کے منتخبہ خطوط ''Select Letters of Tipoo Sultan'' کی طباعت واشاعت 1811ء میں ہوئی۔ کرک پیٹرک نے لکھا ہے کہ یہ خطوط 1810 میں مرتب اور ترجمہ کئے گئے۔ شاید کرمانی نے اس کام میں اس کی مدد کی ہو۔

میر حسین علی کرمانی نے کپتان جیمس فریزر Capt. James Frazer کو مدراس میں نشان حیدری کا ایک نسخہ پیش کیا۔ تذکرۃ البلاد والحکام کے آخری دو ابواب 1225ھ م 1810ء میں اضافہ کئے گئے جو اس بات کے گواہ ہیں کہ کرمانی اس وقت تک بقید حیات تھا۔

پروفیسر ڈاکٹر حبیب النساء بیگم ولی اللہ مصنفہ ''میسور میں اردو کی نشو ونماء'' میں رقمطراز ہیں کہ میر حسین علی کی جائے پیدائش سری رنگپٹم ہے۔ اس سے قبل عبدالخالق سعید نے اپنی کتاب میسور میں اُردو میں لکھا ہے کہ کرمانی شاید ایران سے ان سپاہیوں کے ساتھ آیا ہو جو حضرت

Marfat.com

نواب حیدر علی نے ملازم رکھے تھے۔ مگر کرمانی خود اس بات کی تردید کرتے ہوئے تذکرۃ البلاد والحکام میں رقمطراز ہے کہ اس کے آباد واجداد ویلور سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے اجداد میں سے ایک حیدر آباد کی فوج میں ہفت ہزاری منصب پر فائز تھے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کرمانی ہندوستانی ہے۔

کرمانی پانچ اہم کتابوں کا مصنف ہے۔ بقول سلیم تمنائی اس نے اُردو میں بھی ایک کتاب لکھی ہے جو فارسی کتاب خالق باری سے ملتی جلتی ہے۔ اسکی اہم کتابیں ہیں:۔

۱) بدیع المعانی (غیر مطبوعہ)

(۲) نشانِ حیدری

(۳) تذکرۃ البلاد والحکام

(۴) بحر فطرت (غیر مطبوعہ)

(۵) تجنیس اللغات (غیر مطبوعہ)

بدیع المعانی:۔ کرمانی کی تحریر کردہ پہلی کتاب بدیع المعانی ہے۔ یہ حضرت بابا فخر الدین اولیاؒ کی سوانح حیات ہے حضرت بابا فخر الدین اولیاء کا مزار مبارک پنکنڈہ میں ہے۔ اس کتاب کا تذکرہ خود میر حسین علی کرمانی نے تذکرۃ البلاد والحکام کے پہلے باب میں کیا ہے۔ کرمانی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب دوسری کتابوں سے قبل لکھی گئی۔ لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ نہ تو یہ کتاب اور نہ ہی اس کا مسودہ دستیاب ہے۔

نشانِ حیدری:۔ نشانِ حیدری حضرت نواب حیدر علی خان بہادر اور ان کے فرزند حضرت ٹیپو سلطان شہید کی تاریخ ہے۔ یہ کتاب 1215ھ م 1801ء یعنی حضرت ٹیپو سلطان کی شہادت کے صرف دو سال بعد لکھی گئی اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کرنل ولیم مائلس نے کیا اور یہ کتاب دو جلدوں میں رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، کلکتہ نے 1844 اور 1847 میں شائع

Marfat.com

کی۔نشانِ حیدری کا اُردو ترجمہ سب سے پہلے قاضی عبداللہ حسین خلیل نے ''نزہت الاعیان'' کے نام سے کیا اس کتاب کی تقطیع "6"X8 ہے۔اوراس کی ضخامت کل پانسوارسٹھ صفحوں پر حاوی ہے۔اس کتاب کے آخری ایک باب کا ترجمہ باقی رہ گیا، اگر مرحوم کی زندگی وفا کرتی تو اس آخری باب کا ترجمہ بھی مکمل ہو جاتا۔اس کا دوسرا ترجمہ جناب احمد فاروقی نے کیا ہے اور یہ کتاب پاکستان میں شائع ہوئی ہے۔نشانِ حیدری (فارسی) کا اصل نسخہ ممبئی کے مطبع کریمی سے 1890ء میں شائع ہوا۔اس نادر نسخہ کی ایک کاپی جناب غوث محی الدین مہکری صاحب کے پاس موجود ہے جس کی ایک زیراکس کاپی ناچیز کو موصوف نے عنایت کی ہے۔

تذکرۃ البلاد والحکام:۔تذکرۃ البلاد والحکام 1215ھ م 1801ء میں مکمل کی گئی تھی یعنی نشانِ حیدری کے ساتھ ساتھ لکھی گئی۔اس میں ابتداً بارہ ابواب تھے۔مصنف نے خود 1225ھ م 1810ء میں اس میں دو ابواب کا اضافہ کیا۔جیسا کہ پہلے ہی لکھا جا چکا ہے یہ کتاب کرناٹک کے چودہ حکام اوران کی ریاستوں یا عملداریوں کے تذکرہ پر مبنی ہے۔اس کتاب کی اب تک طباعت اور اشاعت نہیں ہوئی تھی۔اس کتاب کا انگریزی اور اُردو ترجمہ راقم الحروف نے کیا ہے۔انگریزی ترجمہ کی اشاعت کے لئے انڈین کونسل آف ہسٹاریکل ریسرچ، نئی دہلی نے جزوی مالی امداد دی۔ انگریزی کتاب شائع ہو چکی ہے۔اور اسے دفترِ آفتابِ کرناٹک میسور سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔(قیمت 220 روپئے)

(نوٹ: قاضی عبداللہ حسین خلیل ریاست کرناٹک کے مشہور فارسی گو شاعر ہیں آپ کی ولادت ویلور میں ۱۲۷۱ھ میں ہوی آپ کے والد محمد اکبر حسین خلیل نے تاریخ ولادت 'نیر اعظم' سے نکالی۔ آپ کی تعلیم گھر پر ہی ہوی پھر مولانا حاجی قلندر حسین اطہر سے درسی کتابوں کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کی ساری زندگی درس وتدریس میں گذری۔آپ کا انتقال دوشنبہ ۸ جمادی الآخر ۱۳۵۲ھ مطابق 9 اکتوبر 1933 کو بنگلور میں ہوا۔(آپ ڈاکٹر شفیع احمد شریف کے دادھیال سے تعلق رکھتے ہیں)

Marfat.com

اکرام کاوش مصنف ''داستانِ میسور'' نے حضرت محمد یوسف کوکن مرحوم کے حوالے سے لکھا ہے کہ میر حسین علی کرمانی کا دورِ آخر پنکنڈہ میں گزرا اور وہ وہیں کسی مسجد کی پیش امامی پر مامور ہو گیا تھا اس کا انتقال وہیں ہوا اور اسی مسجد کے احاطہ میں مدفون ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر حبیب النسا بیگم ولی اللہ مصنفہ میسور میں اُردو کی نشو ونما میں رقمطراز ہیں کہ کرمانی نے اُردو نظم کی بھی ایک کتاب لکھی ہے مگر انہوں نے اس سلسلہ میں کوئی تفصیل نہیں دی ہے نہ ہی اس کے نام کی تصریح کی ہے۔ مصنف نے اس سلسلہ میں کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے۔

(نوٹ)؛۔ مزید تحقیق کے دوران کرمانی کی تین اور کتابوں کا پتہ چلا ہے۔

(۱) بحرِ فطرت ؛۔ اس کتاب کے متعلق خود میر حسین علی کرمانی نے لکھا ہے۔ ''میر حسین کرمانی متخلص حاکم کا یہ التماس کہ کئی ایک قاعدے پارسی علم کے جو نوسکھوں کے لئے ضروری اور لابد ہیں علاحدہ جمع کر کے ہندی باکھے میں لکھا۔ اور اس مجموعہ کا نام ''بحر فطرت'' رکھا یہ کتاب 1221ھ میں لکھی گئی۔

تجنیس اللغات ؛۔ یہ کتاب ایک منظوم لغت ہے اس کے متعلق اس نے خود لکھا ہے۔

جمع کرتا ہوں یہاں چن چن کے ایسے ہی لغات
ہوویں لکھنے میں ایک صورت میں دگر
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
اس وزن پر بولتا ہوں نظم پھیلا خوبتر
نحل ہے ممسکی، ونحل مکھی شہد کی
جھاڑ کو خرمے کے بولے نخل اوروں کو شجر
نام اس نسخے کا سن لیجو ہے تجنیس اللغات

Marfat.com

ہے عربی فارسی ہردولغت خوش یاددھر
سن تھا اکیس بارہ سو اوپر
اور شعباں کا تھا آدھا ماہ سن لے اے پسر

اس منظوم مسودہ کی بھی تاریخ تحریر ۱۲۲۱ھ ہے۔

یہ دونوں مخطوطات مشہور ادیب جناب سلیم تمنائی کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ راقم نے انہیں دیکھا ہے ہر ایک مسودہ کی ضخامت 150 صفحات پر مشتمل ہے۔ (شفیع)۔

کرمانی کا ایک اور مسودہ جو فارسی قواعد پر مبنی ہے ڈویژنل آرکیوز، میسور میں موجود ہے جو ابھی تحقیق طلب ہے۔

--

Marfat.com

کرمانی کے ہم عصر

کرمانی کا عہد حضرت نواب حیدر علی خان بہادر اور حضرت ٹیپو سلطانؒ کا دور ہے اس لیے اس کے ہمعصر بھی انہیں دو حکمرانوں کے دربار سے منسلک شعراء ادباء اور مورخین ہیں۔ اس کے علاوہ چونکہ کرمانی کا تعلق مدراس اور ویلور سے بھی رہا ہے اس لیے اس دور کے ان شعراء کا تذکرہ بھی اہمیت کا حامل ہے جو اس علاقہ میں موجود تھے۔

نواب حیدر علی خان اور ٹیپو سلطان کا دورِ حکومت صرف اڑھتیس ۳۸ سال پر محیط ہے۔ اس مختصر مدت کا بھی بیشتر حصہ میدانِ جنگ میں گزرا۔ اس کے باوجود ان حکمرانوں نے نظام سلطنت کے کاموں سے جب بھی فرصت پائی اپنا وقت ادبی خدمت میں صرف کیا۔ انہوں نے فنونِ لطیفہ اور شاعری سے اپنا منہ نہیں موڑا۔ ان کے دربار سے اعلیٰ پایہ کے شعراء ادباء اور مورخین وابستہ رہے۔ انہوں نے علم ادب کے فروغ کے لئے اپنے دامن کھول دیئے جس کی بدولت ایران، عرب اور دیگر ممالک سے شعراء سری رنگپٹم پہنچے اور یہیں مقیم ہو گئے۔ دونوں حکمرانوں نے انہیں جاگیروں سے نوازا اور ان کے لئے وسیع اور شاندار محلات عطا کیے۔

حیدر علی ان پڑھ تھے مگر انہوں نے ماہرین فن، شعراء اور ادباء کی قدر افزائی میں کوئی کمی نہیں کی۔ ان کے دربار سے کئی شعراء منسلک رہے۔

حضرت ٹیپو سلطان کی تعلیم و تربیت باقاعدہ ہوئی تھی۔ انہیں عربی فارسی سنسکرت اور فرانسیسی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ اور انہوں نے اس زبان میں کافی کچھ تحریر بھی کیا۔ چارلس اسٹیوارٹ Charles Stewart نے حضرت ٹیپو سلطان کے کتب خانہ کی فہرست تیار کی تھی وہ لکھتا ہے کہ ٹیپو سلطان نے 45 کتابیں جو مختلف مضامین پر مشتمل ہیں خود لکھیں یا اوروں سے لکھوائیں۔ ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد ان کے ذاتی کتب خانہ میں دو ہزار کتابیں پائی گئیں۔ اس دور کی کئی کتابیں اور مسودات فاتح سپاہیوں نے لوٹ لیے یا عوام نے خود برباد

Marfat.com

کر دئے۔ ہم یہ بات حتمی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ کونسی کتابیں خود ٹیپو سلطان نے تحریر کیں۔ کون سی انہوں نے تحریر کروائیں اور کونسی ان کے حکم پر تحریر کی گئیں۔ مثلاً فتح المجاہدین، زبر وجد، ''فقہ محمدی'' سلطان التواریخ اور مفرح القلوب ایسی کتابیں ہیں جنہیں سلطان نے لکھیں یا انہوں نے تحریر کروا ئیں۔

ملکِ الشعراء حسن علی عزتؔ نے جو کہ ٹیپو سلطان کا درباری شاعر تھا اپنی کتاب ''مفرح القلوب'' میں لکھا ہے کہ اس کتاب کا مواد حضرت ٹیپو سلطان کا لکھا ہوا ہے۔

اسی طرح درباری شاعر زین العابدین شوشتری نے فتح المجاہدین کے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ یہ حضرت ٹیپو سلطان کی لکھوائی ہوئی ہے۔ میر حسین علی کرمانی اسے خود حضرت ٹیپو سلطان کی تحریر کردہ کتاب گردانتے ہیں۔

ٹیپو سلطان کی تعلیم و تربیت با قاعدہ ہوئی تھی اور ان کا مطالعہ بھی وسیع تھا اس لئے تالیف و تصنیف کا کام بعید از قیاس نہیں ہے تاہم یہ بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی کہ کون سی کتاب انہوں نے خود لکھی اور کن کتابوں کے مصنفین نے سلطان کی خوشنودی کے لئے ان کا نام لکھ دیا۔

''فقہ محمدی'' یہ کتاب فقہ پر مبنی ہے اور اس کے دیباچہ میں لکھا گیا ہے کہ سلطان نے جو کچھ فرمایا اسے بعینہٖ تحریر کیا گیا۔ راقم (ڈاکٹر شفیع احمد شریف) نے اس کتاب کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ جو زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔

نواب حیدر علی خان نے اپنی فوج میں شیراز سے ایک ہزار سوار بھرتی کئے تھے۔ ایران کا ایک شہزادہ (عبدالکریم) ٹیپو سلطان کے دربار میں دو سال تک مقیم رہا۔ دونوں باپ بیٹوں کو نایاب کتابیں جمع کرنے کا شوق تھا اور جب وہ کسی بھی جگہ کو فتح کرتے تو وہاں کی کتابیں اپنے ذاتی کتب خانہ میں جمع کروادیتے تھے ٹیپو سلطان کے کتب خانہ کی کتابوں کی جلد بندی کافی

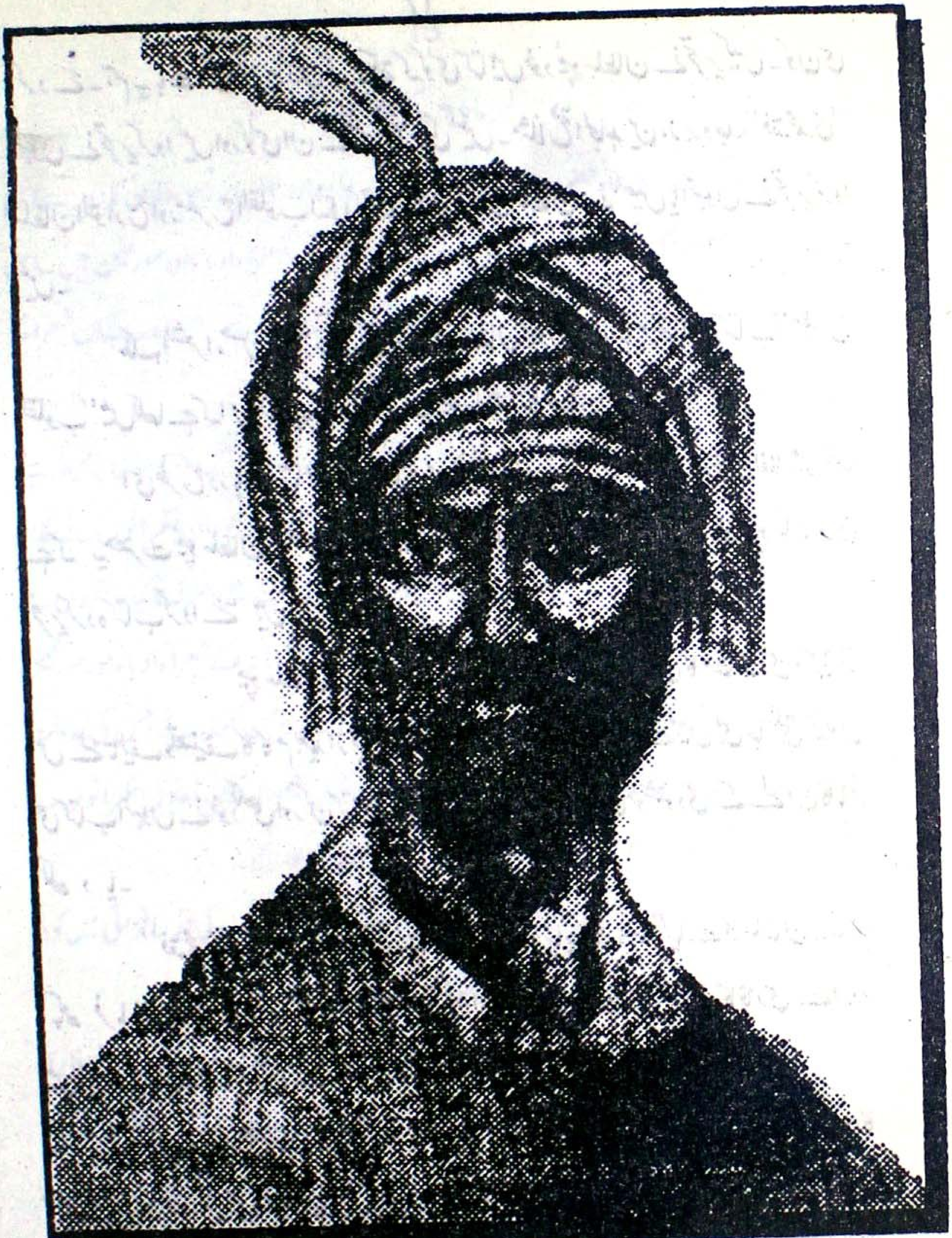

نواب حیدر علی خاں بہادر

خوبصورت ہوا کرتی تھی۔ کتاب کے چاروں کونوں پر خلفائے راشدین کے نام تحریر ہوتے تھے۔
اوپری حصہ میں "سرکار خداداد" منقش ہوتا اور درمیان میں "سُبحٰنک لا عِلمَ لَنا اِلّا
مَاعَلَّمتَنا اِنّکَ اَنتَ العَلِیمُ الحَکِیمُ" (اے ہمارے پروردگار تو پاک ہے جتنا
علم تو نے ہمیں بخشا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے بیشک تو دانا اور حکمت والا ہے) لکھا
ہوتا تھا۔ اور اسکے اوپر اور نیچے بے حد خوبصورت خط میں "اللہ کافی"، منقش ہوتا تھا۔ چرمی جلد پر ہر
طرف ببری کا نشان جو کہ سلطان کا سرکاری نشان تھا منقش ہوتا تھا۔ ان کتابوں میں جو کاغذ استعمال
ہوتا تھا وہ سری رنگپٹم میں تیار کیا جاتا تھا۔
اس پر آبی نشان (water marks) بھی ببری ہوا کرتا تھا۔

ان تمام باتوں سے یہ بات واضح ہے ٹیپو سلطان کی ذہنی تربیت تصنیف و تالیف کے
لئے بے حد موزوں تھی اور چند کتابوں کی تصنیف ان کے حیطہ امکان سے بعید نہیں تھی۔

داستانِ میسور کے مصنف اکرام کاوش نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایران و شیراز
سے بھی دو ہزار شیعوں کو حیدر علی خان نے بلا کر اپنی سلطنت میں بسایا ان ایرانی شیعوں نے بعد
میں مختلف ذریعہ معاش اختیار کیا جن میں سے اکثر گھوڑوں کی تجارت کرتے تھے۔

اس طرح میسور آنے والوں میں مرزا زین العابدین عابدؔ بھی ایک تھے آپ کے والد
مرزا عسکری ٹیپو سلطان کے دورِ حکومت میں سری رنگ پٹم میں آئے سلطان نے ان کو ظفر پیکر
کے خطاب سے نوازا اور دھاڑواز کے قلعوں کی مہتمی کے منصب پر مامور کیا۔ منشی عابدؔ دورِ سلطانی
میں غنی کچہری تھے جو کہ فوج کا ایک دفتر تھا۔ آپ کے استاد میر فیاض عسکری فطنتؔ تھے جو آپ
سے پہلے میسور آئے تھے۔ رزیڈنٹ ولکس کو منشی عابدؔ ہی کے گھر سے سلطان التواریخ کا نسخہ ملا تھا۔

نوٹ: فقہ محمدی کا ایک نسخہ ڈویژنل آرکیوز، میسور میں موجود ہے اس کی جلد پر یہ سب نقوش موجود
ہیں۔ (شفیع)۔

Marfat.com

میر فیاض عسکری فطنتؔ کا خاندان نواب بہادر کے دور میں شیراز سے آنے والوں میں سے ایک تھا۔ آپ کا گنجام میں ایک ذاتی مدرسہ تھا۔ آپ ایک جید عالم دین و شاعر تھے۔ تخلص فطنتؔ تھا۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں دورِ سلطانی میں لکھی گئی آپ کی ایک کتاب میں عربی و فارسی کے چار سو الفاظ کے معنی دکنی زبان میں لکھے گئے ہیں۔ یہ لغات شائع ہو چکی ہے۔ آپ کی دیگر تصانیف میں ''انشائے عسکری'' اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میسور میں موجود ہے۔

ان شعرا کے علاوہ درج ذیل شعرا و ادباء بھی قابل ذکر ہیں:

~~اخیر اللہ شاہ قادری عرف محمد شریف خادمؔ تخلص کی مناسبت سے حیدر علی نے ان کو آثار مبارک کی~~ خدمت پر مامور کیا تھا۔

۲ شیخ میاں فضل اللہ فقیرؔ نواب بہادر کے دور میں فقیر سرا سے گنجام آ کر مقیم ہوئے۔ وہ ایک اچھے شاعر تھے۔

۳۔ محمد مخدوم بیجاپوری نواب حید علی کے دورمین محمد مخدومؔ انجام میں آ کر آباد ہوئے۔

۴۔ منشی غلام حسین منجم عاصیؔ آپ حضرت ٹیپو سلطان کے دور میں درباری منجم کے عہدہ پر فائز تھے۔ علاوہ ازیں وہ ایک اچھے شاعر اور ادیب بھی تھے۔ ان کی کتاب منشآئات کافی مشہور ہے۔

(نوٹ):۔ اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، میسور میں جو اُردو، فارسی اور عربی کتابیں موجود تھیں اب انہیں ڈویژنل آرکیوز، میسور کو منتقل کر دیا گیا ہے۔ (شفیع)

حسن علی عزتؔ

حسن علی عزتؔ کے حالاتِ زندگی پردہء تاریکی میں چھپے ہوئے ہیں ۔ چارلس اسٹیوارٹ نے لکھا ہے کہ عزتؔ ٹیپو سلطان کے دربار کا ملک الشعراء تھا۔ اس نے دو کتابیں تحریر کی ہیں جو مفرح القلوب اور فتح نامہ ٹیپو سلطان یا اضراب سلطانی ہیں ۔ اضراب سلطانی حضرت ٹیپو سلطان کے ایک جنگی کارنامہ یعنی مرہٹوں اور حیدر آباد پر ٹیپو سلطان کی فتح کے موقع پر دکھنی زبان میں لکھی گئی ۔ وہ چونکہ درباری شاعر تھا اس لئے ہر اچھے اور برے وقت میں اسے اظہار خیال کا موقع ملتا تھا۔ اسے فارسی اور دکھنی پر عبور حاصل تھا۔

مفرح القلوب کی زبان فارسی ہے۔ اس کا ابتدائیہ اور تشریحی مضامین فارسی میں ہیں موسیقی کے راگ راگنیوں کی تشریح دکھنی میں ہے۔ دکھنی حصہ کی ضخامت فارسی حصہ سے تقریباً دس گنا زیادہ ہے تاہم اگر فارسی حصہ خارج کر دیا جائے تو یہ کتاب بے معنی ہو جاتی ہے۔ ٹیپو سلطان کے دور میں مرّوجہ دکھنی کا نمونہ ہے اس کتاب میں تحریر شدہ موسیقی نہ تو ہندوستانی موسیقی ہے اور نہ ہی کرناٹکی اس لیے اسے سلطانی موسیقی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ یہ اس دور میں پھلی پھولی اور اسی کے ساتھ ختم ہوگئی۔

اس دور کے کسی بھی شاعر نے دکھنی میں اتنا ضخیم سرمایہ نہیں چھوڑا ہے۔ اگرچہ کہ مثنوی حقوق المسلمین عارفؔ ضخامت میں اس سے بڑی ہے تاہم اس کی تالیف 1224ھ میں ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ یہ نثر کی کتاب ہے۔

اس کے ہم عصر محمد علی خانہ زادؔ نے گنج شائگاں، لکھی ہے جو قصائد پر مبنی ہے۔ یہ کتاب 1221ھ میں لکھی گئی۔ اس میں صرف آٹھ غزلیں ہیں اور وہ بھی حضرت باقر آگاہ کی غزلوں کے جواب میں ہیں۔ ان غزلوں کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ خانہ زادؔ کا مزاج غزل کے موافق نہیں ہے۔ عزتؔ کو زبان و بیان پر قدرت حاصل ہے اور اس نے دکھنی کا اچھا اور

Marfat.com

بھرپور استعمال کیا ہے۔

Marfat.com

محمد باقر آگاہ

مولانا محمد باقر آگاہ، محمد مرتضیٰ کے فرزند تھے۔ ان کی پیدائش ویلور میں 1158ھ م 1745 میں ہوئی۔ انہوں نے اپنی تعلیم سید شاہ ابوالحسن قربی سے حاصل کی۔ قربی ایک عظیم شاعر اور صوفی تھے۔

حضرت باقر آگاہ کی تعلیم و تربیت قربی اور ان کے چچا شیخ محمد حبیب اللہ کے زیر نگرانی ہوئی۔ باقر آگاہ کو حضرت قربی سے بے حد لگاؤ تھا انہوں نے ان کی سوانح حیات فارسی میں تحریر کی جس کا نام تحفۃ الاحسان فی مناصب السید ابی الحسن ہے۔

قربی کی وفات کے بعد ان کی جگہ پر آگاہ کو نواب محمد علی والا جاہ کے دربار میں منشی مقرر کیا گیا اور انہیں والا جاہ کے فرزندوں۔ نواب عمدت الامراء اور نواب عین لامراء کا اتالیق بھی مقرر کیا گیا۔ آگاہ کو عربی، فارسی اور اُردو پر یکساں عبور حاصل تھا۔ انہوں نے تینوں زبانوں میں کتابوں کا ایک ذخیرہ چھوڑا ہے۔

آگاہ کی وفات 1220ھ م 1805ء میں مدراس میں ہوی۔

میر حسین علی کرمانی نے 1208ھ م 1794ء میں حضرت باقر آگاہ کی کتاب کی نقل تیار کی۔ پروفیسر محمد یوسف کوکن مرحوم کے مطابق یہ کتاب تحفۃ الاحباب در مناقب اصحاب ہے۔

136092

Marfat.com

قاضی ارتضیٰ علی خان خوشنود

قاضی ارتضیٰ علی خان خوشنود کے والد بزرگوار کا نام قاضی احمد مجتبیٰ خوشدل تھا۔ ان کی وفات گوپامئو میں 1198ھ م 1783ء میں ہوی۔

انہوں نے ادیب ،شاعر اور عالم بے بدل کی حیثیت سے کافی شہرت حاصل کی انہیں افضل العلماء کے خطاب سے نوازا گیا۔ جب 1225ھ م 1811ء میں وہ مدراس تشریف لے گئے تو وہاں انہیں مفتی کے عہدہ پر فائز کیا گیا۔ اس کے بعد انہیں قاضی اور کرناٹک کے قاضی القضات (Chief Justice) کے عہدے سے سرفراز کیا گیا۔

انہوں نے اس عہدہ سے 1270ھ 1851ء میں استعفیٰ دیدیا اور اسی سال ان کا انتقال حج بیت اللہ سے واپسی کے وقت ہوگیا۔ ان کے جسد خاکی کو سپرد سمندر کر دیا گیا۔

قاضی ارتضی علی خان نے فارسی اور عربی میں کئی تصانیف چھوڑی ہیں۔ ان کی کئی کتابیں کرناٹک کے عربی مدرسوں کے نصاب میں شامل ہیں۔

Marfat.com

سید شاہ عبداللطیف ذوقیؔ

شاہ عبداللطیف ذوقیؔ، مولانا قربیؔ کے فرزند ہیں۔ ان کی ولادت ویلور میں 1151ھ م 1738ء میں ہوئی تھی۔ انہوں نے عربی اور فارسی کی تعلیم اپنے والد بزرگوار اور دوسروں سے حاصل کی۔ ان کی یادداشت بے حد تیز تھی۔ وہ پانچ سات سو شعر ایک ہی نشست میں لکھ سکتے تھے۔ آگاہؔ کے مطابق ذوقیؔ فارسی شاعر نظامیؔ کے ہم پلہ ہیں۔ انہوں نے فارسی میں کئی کتابیں تحریر کی ہیں۔

ذوقیؔ کا انتقال ۴۴ سال کی عمر میں ۱۱۹۴ھ م 1780 ء میں ہوا۔

محمد قدرت اللہ خان قدرتؔ

مولوی محمد قدرت اللہ خان کی پیدائش 1152ھ م 1739ء میں بمقام گوپامئو میں ہوئی تھی 1227ھ م 1812ء میں وہ مدارس آئے اور یہیں مقیم ہو گئے۔ وہ فارسی کے عظیم شاعر تھے۔

انہیں مشاعرۂ اعظم کے لیے جج مقرر کیا گیا تھا نتائج الافکار ان کی مشہور تصنیف ہے۔ اس میں کرناٹکا اور دیگر مقامات کے شعراء کی سوانح حیات کو نظم کیا گیا ہے۔

میرزین العابدین شوستری

میرزین العابدین شوستری حضرت ٹیپو سلطان کے دربار میں میرمنشی کے عہدہ پر فائز تھا ۔اس کے آباد و اجداد ایران سے آئے تھے ۔اس کے جد امجد سید نورالدین شہر شوستر کے شیخ الاسلام تھے ۔ یہ خاندان اس عہدہ پر کئی نسلوں تک فائز رہا۔

زین العابدین کے والد میر رضی ایران سے ہجرت کر کے ہندوستان پہونچے ان کی ولادت 1128ھ م 1716ء میں ہوئی تھی ۔انہوں نے اپنی تعلیم اپنے والد اور بھائی سید عبداللہ سے حاصل کی ۔ ہندوستان کو ہجرت کے بعد چند دن المنصور خان خراسانی کے مہمان رہے پھر انہوں بنگال کو ہجرت کی جہاں ان کا تعارف نواب شجاع الدولہ کے داماد مرشد قلی خان سے کرایا گیا ۔انہوں نے مرشد قلی کے ہمراہ حیدر آباد کا سفر کیا۔ آصف جاہ کے فرزند نظام علی خان نے انہیں جاگیر عطاء کی جس کی آمدنی تین ہزار تھی ۔میر رضی کا انتقال ۱۱۹۴ھ م 1780ء میں ہوا۔

میرزین العابدین کے نام کے ساتھ کبھی کبھار موسوی اور اکثر شوستری استعمال کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر حامد اللہ، فتح المجاہدین پر اپنے مضمون میں جو کہ مجلّہ عثمانیہ (جلد ۱۱ نمبر ۱) میں شائع ہوا ہے، لکھتے ہیں کہ موسوی لفظ متروک ہے اس لئے غیر فصیح ہے ۔میرزین العابدین کے نام کے ساتھ موسوی اس لیے استعمال کیا جاتا ہے ۔ کہ وہ حضرت موسیٰ کاظم سے اپنی وراثت جتاتا ہے۔ چونکہ اس کے اجداد ایران کے شہر شوستر سے آئے تھے اسلئے اس کے نام کے ساتھ شوستری استعمال کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ لکھا جا چکا ہے زین العابدین کے دادا سید نورالدین شوستر کے شیخ الاسلام تھے ۔ میرزین العابدین کے والد میر رضی، سید نورالدین کے آٹھویں فرزند تھے ۔

تحفۃ العالم کے مصنف سید عبداللطیف خان بہادر شوستری نے زین العابدین کا شجرہ

Marfat.com

اس طرح دیا ہے۔

سید رضی بن سید نورا لدین بن سید نعمت اللہ بن سید عبداللہ بن سید محمد بن سید حسین بن سید احمد بن سید محمود بن سید غیاث الدین بن سید مجد د بن سید نو رالدین بن سید سعد الدین بن سید عیسیٰ بن سید موسیٰ بن سید عبداللہ بن امام موسیٰ الکاظم۔

میر رضی کا انتقال حیدر آباد میں ۱۱۹۴ھ م 1780ء میں ہوا اور تدفین حیدر آباد کے قدیم قبرستان دائرہ میر مومن میں ہوئی۔

میر رضی کے دو فرزند اور دو دختریں تھیں۔ ان کی دختر مریم بیگم کا نکاح بہرام الملک سے اور دوسری لڑکی سکینہ بیگم کا نکاح مستقیم الدولہ سے ہوا تھا۔

میر رضی کے پہلے فرزند کا نام سید ابو القاسم تھا جو اپنے لقب میر عالم کے نام سے مشہور ہوا۔ انگریز اسی کی وجہ سے دکن میں اپنے پیر جما سکے۔ اسی کی وجہ سے نظام علی خان کا روّیہ ٹیپو سلطان سے معاندانہ رہا۔

میر زین العابدین میر عالم کا چھوٹا بھائی تھا۔ وہ فتح المجاہدین کا مصنف ہے جو ایسے خطبات پر مشتمل ہے جو ٹیپو سلطان نے فوج کے سپاہیوں کی ہدایت کے لیے جاری کئے تھے۔ اس کی پیدائش 1754ء میں حیدر آباد میں ہوئی تھی۔ اس کی ابتدائی زندگی یہیں گزری۔ کم عمری ہی میں وہ مدراس اور بالا گھاٹ کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ اور گھومتے گھومتے وہ سری رنگپٹم پہونچا اور اسنے ٹیپو سلطان کی ملازمت اختیار کی۔ وہ ادب شناس، نیکو اخلاق اور اچھا شاعر اور ادیب تھا۔ اس کی انہیں خوبیوں نے اسے ٹیپو سلطان کے قریب کر دیا۔ ٹیپو سلطان کے دربار سے منسلک ہو کر اس نے بہت جلد ترقی کی اور بہت جلد وہ ان کا مشیر خاص بن گیا۔ ٹیپو سلطان نے اسے میجر جنرل کا عہدہ عطا کیا۔

نوٹ: فتح المجاہدین کے مسودہ کی ایک کاپی دریا دولت باغ میں نمائش کے لئے رکھی گئی ہے۔ شفیع

Marfat.com

فوج میں اپنے بلند عہدے کے باوجود میر زین العابدین میدان جنگ سے زیادہ قلم کا سپاہی تھا۔ مورخین اس کی سپاہیانہ زندگی کے متعلق خاموش ہیں۔ اس کا نام جنگ کے سلسلہ میں صرف ایک جگہ مرقوم ہے اور وہ بھی کچھ زیادہ خوش آئند نہیں ہے۔

میر حسین علی کرمانی نے نشانِ حیدری میں یہ دلچسپ واقعہ تحریر کیا ہے کہ کورگ کی بغاوت 1198ھ م 1785ء میں زین العابدین کو دو ہزار سواروں کا سپہ سالار بنا کر روانہ کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ بلاتوقف قلعہ ظفر آباد میں داخل ہو کر شرارت کیشوں کو سزا دی جائے۔

جب زین العابدین گھاٹ کے دروازہ تک پہنچا باغیوں نے چاروں طرف سے حملہ کر کے تیر اور تفنگ سے اس کے حواس باختہ کر دیے۔ شوستری جس کی ساری زندگی ناز و نعم میں گزری تھی اور جس نے کبھی جنگ آزمائی نہیں کی تھی جان بچا کر سداپور میں قلعہ بند ہو گیا۔ اگر چہ کہ رسالداروں اور سپاہیوں نے اسے باہر نکل کر جنگ لڑنے کی ترغیب دی لیکن وہ ہول زدہ ہو کر تپ اور پیچش کا بہانہ بنا کر وہیں رہ گیا۔

ٹیپو سلطان کو زین العابدین کی اس شرمناک حرکت کا علم ہوا تو وہ خود فوج لے کر نکلے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ زین العابدین باتوں کا کتنا ہی دھنی کیوں نہ ہو عمل میں بالکل کورا تھا۔ اس بات میں کوئی تعجب نہیں ہے کہ ٹیپو سلطان نے پھر کبھی کسی جنگی مہم کے سلسلہ میں اس پر اعتماد نہیں کیا۔ تاہم ٹیپو سلطان نے اس کے ہاتھ سے کئی کتابیں لکھوائیں جن میں سب سے مشہور فتح المجاہدین ہے۔ زین العابدین کی ایک اور کتاب ''زبرجد'' ہے جس میں انہوں نے شعر و نثر میں طبع آزمائی کی ہے۔

زین العابدین کی ایک اور کتاب معید المجاہدین ہے جو فتح المجاہدین سے ملتی جلتی ہے۔ اس میں 104 خطبات ہیں جن میں سے اکثر جمعہ اور عیدین میں پڑھنے کے لئے تھے۔ چند خطبات قصیدہ کی شکل میں اور کچھ مثنوی کی شکل میں ہیں۔

Marfat.com

اس کی نظموں کا ایک مجموعہ ''صبح وطن'' ہے جسے نواب غلام محمد غوث خان اعظم نے مرتب کیا ہے۔ رائق کی کتاب گلدستہء کرناٹک میں اس کے کچھ حصے موجود ہیں۔ یہ دونوں کتابیں شعراء کرناٹک کے تذکرے ہیں۔

یہ بات ثابت نہیں ہے کہ زین العابدین کا انتقال کب اور کہاں ہوا۔ ایک خیال یہ ہے کہ اس کا انتقال سقوط سری رنگپٹن سے قبل ہوگیا۔ یہ خیال خواجہ غلام حسین خان عرف خان زمان خان کا ہے۔ انہوں نے اپنی تاریخ گلزارِ آصفیہ میں زین العابدین کے متعلق لکھا ہے ''درِ سری رنگ پٹن در عہد ٹیپو سلطان با کمال عز و وقار بودہ پیشیشِ انقلاب روزگار وفات نمودہ۔

اسپرنگر (Springer) نے لکھا ہے کہ اس کا انتقال حیدرآباد میں سری رنگپٹن کے سقوط کے بعد ہوا۔

اسپرنگر نے اپنے اس بیان کا انحصار نواب غلام محمد غوث خان اعظم کی کتاب ''صبح وطن'' پر کیا ہے۔ یہ کتاب 1258ھ م 1842ء میں شائع ہوئی تھی یعنی شہادت ٹیپو سلطان کے کل 43 سال بعد اگر چہ کہ یہ کتاب زیادہ قابل اعتناء نہیں ہے لیکن اس بات کی تصدیق زین العابدین کے ایک رشتہ کے بھائی سید عبداللطیف شوستری کی کتاب تحفۃ العالم سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں زین العابدین کی سقوط سری رنگپٹن کے فوری بعد حیدرآباد کو واپسی اور انتقال کا ماجرا بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے خاندان کے حالات سے واقفیت کی بنیاد پر اس پر انحصار کیا جا سکتا ہے۔

اکرام علی کاوش ''داستانِ میسور'' میں لکھتے ہیں۔ میسور کی چوتھی جنگ کے بعد میر عالم جب حیدرآباد واپس ہوئے تو ان کے ساتھ ان کے چھوٹے بھائی میر صادق سپہ سالار فوج سلطان شہیدؒ کے اہل وعیال اور زین العابدین شوستری جو میر عالم کے چھوٹے بھائی تھے اور ان کے اہل و عیال کو بھی اپنے ساتھ حیدرآباد لے گئے۔ راستے میں چند وجوہات کے باعث یہ قافلہ علی پور میں

Marfat.com

مقیم ہو گیا جہاں سے تین ماہ بعد میر عالم کچھ لوگوں کے ساتھ حیدر آباد روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

لالہ مہتاب رائے سبقتؔ

لالہ مہتاب رائے سبقتؔ حضرت نواب حیدر علی خان بہادر کے درباری شاعر اور منشی تھے۔ جیسا کہ ان کے نام سے ظاہر ہے وہ شمالی ہند کے ہندو کائستھ خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ انہیں اُردو اور فارسی دونوں زبانوں پر قدرت حاصل تھی جو اس کی بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ شاید وہ شمالی ہند سے ترک وطن کر کے جنوبی ہند آ ئے تھے۔

ان کے حالات زندگی کے متعلق کچھ زیادہ معلوم نہیں ہے۔ اس دور کے تذکرے ان کے حالات سے خالی ہیں۔ نواب حیدر علی خان نے شاہ ایران کریم خان کو ایک خط تحریر کیا ہے۔ جس پر لکھا ہے کہ یہ خط لالہ مہتاب رائے منشی سرکار حیدری نے نقل کیا ہے۔

پروفیسر عبدالقادر سروریؔ لکھتے ہیں خوش قسمتی سے سبقتؔ کا ایک مسودہ جسے انہوں نے ۱۱۹۱ھ میں تحریر کیا ہے ہمارے ہاتھ لگا۔ اس مسودہ میں سبقتؔ کے فارسی خطوط اور ان کی اُردو و فارسی نظمیں موجود ہیں۔ اس مجموعہ کا نام ''شمع مجلس'' ہے۔

اس مسودہ سے اس دور کے کئی حالات پر روشنی پڑتی ہے۔ ہمیں جنوبی ہند اور میسور کے ایسے شعراء اور اہم اشخاص کی زندگی پر روشنی پڑتی ہے جن کا تذکرہ دوسری کتابوں میں موجود نہیں ہے۔

''شمع مجلس'' نہ صرف ان کی نظموں اور شاعری کا مجموعہ ہے بلکہ اس میں:

(۱) ایسے خطوط موجود ہیں جو نواب نے دیگر حکام اور سرکاری افسروں کے نام لکھوائے ہیں۔ اس میں چند ذاتی خطوط بھی موجود ہیں۔

(۲) ایک فارسی مثنوی۔

(۳) حضرت ٹیپو سلطان کی تخت نشینی کے موقعہ پر لکھا گیا قصیدہ۔

(۴) فارسی غزلیں۔

Marfat.com

(۵) چند فارسی قصائد

(۶) اُردو غزلیں

ان کے ذاتی خطوط سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ ایک تعلیم یافتہ کائستھ گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ شاید ان کے اجداد کا تعلق دہلی سے تھا۔

سبقتؔ فیض اللہ خان ہیبت جنگ کے منشی تھے۔ فیض اللہ خان کا تعلق دہلی سے تھا اور انہوں نے کورگ، پائین گھاٹ اور مرہٹہ، علاقہ کی فتوحات میں اہم رول ادا کیا تھا۔ ان تمام جنگوں میں سبقتؔ ان کے صلاح کار اور منشی کی حیثیت سے شریک رہے اور حیدر علی کو حالاتِ حاضرہ سے واقف رکھتے تھے۔

حیدر علی کی معیت میں ان کا تذکرہ سب سے پہلے 1174ھ م 1761ء میں ہوتا ہے جبکہ حیدر علی نے ہوسکوٹہ فتح کیا۔ اس موقعہ پر انہوں نے حیدر علی کی توصیف میں ایک قصیدہ پیش کیا۔ شاید اسی دن سے انہوں نے سرکارِ حیدری میں ملازمت اختیار کی۔ یہ سلسلہ نواب حیدر علی کی وفات تک جاری رہا۔ انہوں نے ٹیپو سلطان کی تخت نشینی کے موقعہ پر بھی ایک قصدہ لکھ کر گزارا تھا۔

ان کی دو دختریں اور ایک فرزند تھا۔ فرزند کا نام لالہ مجلس رائے تھا اور انہوں نے اپنے مجموعہ کا نام انہیں کی مناسبت سے شمع مجلس رکھا تھا۔ ایسے لگتا ہے کہ وہ 1202ھ تک بقید حیات تھے۔ ان کے خطوط نہ صرف اس دور کے تاریخی حالات پر روشنی ڈالتے ہیں بلکہ اس دور کی ادبی زبان کا بھی نمونہ ہیں۔

پروفیسر عبدالقادر سروری کے خیال میں ان کی نظمیں ان کے خطوط[1] سے کہیں زیادہ جاذبِ نظر ہیں۔

(نوٹ) :۔ پروفیسر عبدالقادر سروری نے ایک مختصری کتاب ''مہتاب سخن'' کے نام

سے تحریر کی ہے جس میں انہوں نے سبقتؔ کے حالات زندگی اور منتخبہ کلام پیش کیا ہے۔ جسے ادارہء ادبیات اُردو، حیدرآباد نے 1948ء میں شائع کیا تھا۔

پروفیسر سروری لکھتے ہیں، ''ذوق کے میخانہ میں ''مینا'' تو ہر اس شخص کا ہوسکتا ہے جو اسے ہاتھ بڑھا کر اُٹھا لے، لیکن اس ''مئے مردافگن'' کا حریف ہر حوصلہ نہیں بلکہ یہاں ہر ایک کا کام ''بقدر لب ودنداں'' نکلتا ہے۔ پھر جس طرح ذوق کا عطیہ کسی خاص فرقہ یا سرزمین کے ساتھ مخصوص نہیں اسی طرح لطف گویائی، قدرت زبان اور پسندِ خاطر اور لطف سخن بھی خداداد چیز ہے۔

اس کی عمدہ مثال میسور کا یہ نغز گفتار شاعر اور انشاء پرداز ہے۔ جس نے آج سے دوسو سال قبل اس دور دراز خطے میں نغمہ سنجی کی اور انشاء پردازی کی داد دی جو آج ظاہر میں ایک اجڑی نگری کی حیثیت رکھتا ہے لیکن حقیقت بین نظریں اب بھی اس سرزمین میں قیامتیں خوابیدہ رکھتی ہے۔ یہ چھوٹا سا قریہ اپنے عروج کے زمانے میں سری رنگپٹن کے نام سے رشک دہلی وصفاہاں بنا ہوا تھا۔ اس نغمہ سنج نے فکر لطیف کے ایسے پاکیزہ نمونے چھوڑے ہیں جو کسی زمانے، کسی سرزمین کے لئے بھی باعثِ فخر ومباہات ہوسکتے ہیں۔

اس نغز گو کا نام لالہ مہتاب رائے اور تخلص سبقتؔ تھا۔ وہ اُردو کا نفیس شاعر اور فارسی کا بیمثل انشا پرداز تھا۔ زمانے نے اس کو بھلانے کی کوشش کی اور تقریباً دوسو سال تک اس کے نام اور کارناموں پر پردہ ڈال رکھا۔ لیکن سچی عظمت کو مٹانے میں اس کی کوششیں ہمیشہ کی طرح ناکام رہیں۔ سبقت ایسا بھولا ہوا ادیب اور شاعر نہیں ہے جو کبھی بھلایا جاسکے۔ گو اس کے افکار سے بہت تھوڑا سا نمونہ اس وقت ہمارے پاس محفوظ رہ گیا ہے۔ لیکن جو کچھ رہ گیا ہے وہ اس کی قادر الکلامی۔ شگفتہ طبیعت اور ندرت تخیل کے ثبوت کے لئے کافی ہے، جس کے بل بوتے پر وہ فارسی اور اُردو کے خوش گفتار شعرا کی صف میں جگہ پاسکتا ہے۔''

Marfat.com

محمد علی مہکری خانہ زآد

محمد علی مہکری خانہ زاد محمد سعید عاصیؔ نلونگلی کے فرزند تھے۔ حضرت ٹیپو سلطان کے دورِ حکومت میں محمد علی بارہ محل یعنی کالی کٹ، گٹی، بنگلور وغیرہ کے گورنر مقرر ہوئے تھے۔ ٹیپو سلطان نے انہیں "فلک شکوہ " کا خطاب عطا کیا تھا۔ محمد علی اردو اور فارسی کے عظیم المرتبت شاعر تھے۔ " گنج شائگان "ان کا مجموعہ کلام ہے جو 1221ھ م 1806ء میں پائے تکمیل کو پہنچا۔ ان کا فارسی مجموعہ کلام "بحر و کان،، کے نام سے مشہور ہے۔

خانہ زآد کے والد محمد سعید عاصیؔ نواب سعادت اللہ خان نواب آرکاٹ وسرا کے درباری اور مصاحب تھے۔ نواب سعادت اللہ خان کا انتقال -1732ء میں ہوا جبکہ عاصیؔ کا انتقال 1753ء میں ہوا۔

محمد علی خانہ زاد کا انتقال ۸۲ سال کی عمر میں 5-1224ھ میں ہوا" گنج شائگان،، تقریباً چار ہزار پانچسو اردو اشعار پر مشتمل ہے جن میں غزلیں، حمد، نعت، قصائد اور منقبت سبھی اصناف شامل ہیں۔ اس کی تکمیل 1806ء میں ہوئی۔ خانہ زاد کے دو بڑے بھائی عبدالقادر قادری اور محمد باقر یکرنگ دونوں اردو شعراء تھے۔ عبدالقادر کا انتقال 1806ء میں ہوا۔

ان دونوں کتابوں کے مسودے ڈویژنل آرکیوز، میسور میں موجود ہیں۔ دونوں مسودات مولانا میر محمود حسین (پروفیسر اردو جامعہ، میسور) کی بازیافت ہیں۔ پروفیسر مرحوم کے بیان کے مطابق خانہ زاد اور مولانا باقر آگاہ کے درمیان دوستانہ تعلقات تھے اور خانہ زاد نے آگاہ کی چند غزلوں پر طبع آزمائی کی تھی۔

ڈاکٹر حبیب النساء بیگم (سابق پروفیسر جامعہ میسور) کے مطابق خانہ زاد ٹمکور میں مدفون ہیں۔ یہ مقام بنگلور سے 40 میل کی دوری پر واقع ایک شہر ہے۔

محمد علی خانہ زآد سلطان کی شہادت کے بعد اسی دور میں اپنے چچا باقر علی مہکری، صدر

Marfat.com

الصدور میسور کے ہاں کچھ دنوں کیلئے مقیم ہوئے تھے۔

[نوٹ: خانہ زآداور مہکری خاندان کے متعلق ناچیز نے ایک طویل مضمون تحریر کیا ہے جو ناچیز کی کتاب فقہ محمدی میں ضمیمہ کے طور پر شائع ہوا ہے]

Marfat.com

غوثی چنگل پیٹی

غوثی چنگل پیٹی: محمد غلام محی الدین مہکری المتخلص غوثی چنگل پیٹی نے اپنی مشہور منظوم کتاب ''شہادت جنگ سلطانی'' میں تحریر فرمایا ہے۔

ہوں میر احسن اللہ کا غوثی پسر　　　چنگل پیٹ وطن ہیں جو میر انگر
دیا نیں خدا ہر کسی کون یہ فن　　　ہی غوثی تون اس باغ کا پھول چن

جس سے ظاہر ہوتا ہے ان کے والد کا نام میر احسن اللہ ہے اور وطن چنگل پیٹ ہے وہ مزید لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر کسی کو شاعری کا فن نہیں دیتا اسلیئے اے غوثی اس باغ سے خوب پھول چن۔ غوثی نے لکھا ہے کہ انہیں ایک درویش کامل بندے علی شاہ سے عقیدت ہے اور ہر وقت ان کے دربار میں حاضر رہتے ہیں۔

تھا بندی علی شاہ مشہور نام　　　شب و روز حاضر تھا غوثی غلام

شہادت جنگ سلطان کی تحریر کی وجہ بیان کرتے ہوئے غوثی لکھتے ہیں کہ ان کے دوستوں نے ٹیپو سلطان شہیدؒ پر نظم لکھنے کیلئے کہا وہ اسی پر غور کر رہے تھے کہ خود ٹیپو سلطان نے ان کے خواب میں آ کر یوں ندا دی کہ میرا ذکر ظاہر کر خدا تجھ کو نیک عافیت دے گا۔

کہ ہی جھوٹی دنیا یہہ پچر وز کی　　　ہی سر پو چھوں آفتاب رہی دو گھڑی
میں یکرات شہ کی شہادت کہا　　　جو اس رات کوں شہ ندا یوں دیا
مرا ذکر ظاہر توں کر سب کتیں　　　خدا عافیت نیک دی تجھ کتیں
میں اس رات لیا تھا قلم　　　جو اظہار کرتی اچا یا علم
کیا نیں ہون وزدی شعر کس کتیں　　　کیتی فہم سوں وز پر دیا ہون نین

وہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے ایک رات حضرت ٹیپو سلطان کے متعلق سوچنا شروع کیا اسی رات حضرت ٹیپو سلطان نے خود ان کے خواب میں آ کر ان سے کہا کہ وہ ان کے متعلق کچھ

لکھیں انہوں نے اسی وقت قلم اٹھالیا اور قلم اپنے طور پر چلنے لگا اس میں انہوں نے کسی کے اشعار کی چوری نہیں کی بلکہ اپنے فہم کے مطابق نینوں کے موتی پروئے ہیں اس منظوم کتاب میں کل چھ سو پچہتر 675 ابیات ہیں اور کتاب ماہ رجب ۱۲۱۶ھ م 1801ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچی یعنی حضرت ٹیپو سلطان کی شہادت کے صرف تین سال بعد۔

ہزار ایک دو سو تھی سولا میں سال	مرتب کیا ماہ رجب کمال
کیا داستاں سب پہنچ سپس	کیا بیت چھ سو پو پنچاہ پچیس

غلام محی الدین مہکری ابن غوثی کی شادی محمد علی مہکری خانہ زاد کی دختر امتہ المعروف بڑی بی بی سے ہوئی تھی۔ ان کی ولادت چنگل پیٹ میں ۱۱۷۱ھ م 1757ء میں ہوئی۔

Marfat.com

لطیف آرکاٹی

لطیف آرکاٹی کا نام سید سیف الدین اور تخلص لطیف تھا۔ان کا آبائی وطن میسور ہے۔ ان کی پیدائش ۱۱۷۸ھ م 1764ء میں میسور کے قریب ایک گاؤں شرجہ پور میں ہوی لیکن وہ جوانی میں ہی اپنے خاندان کے افراد سے خفا ہوکر آرکاٹ چلے گئے۔

ان کی زندگی کافی مشکلات میں گذری انہیں اپنے اہل خاندان سے بھی ہمیشہ شکایت رہی۔

نیک عورت سے مرد کو آرام لطیف نہ ہوا ایسا تو جے لگ ہے جوڑا گھوڑا

انہوں نے اپنے اولاد کے ناخلف ہونے پر یوں لکھا:

عجب کام قسمت کا گولہ ہوا میں پیر یا تھا خر ماصندولہ ہوا

تخم لیموں جہاں بوتا ہوں تو ہوتا ہے نیم ایسے تخم بد کے یاں ہونے سے نہ ہونا بھلا

لطیف نے نواب غوث خاں اعظم کا دل موہ لیا تھا۔انہیں کی نوازشوں کی بدولت حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوی۔ان کا انتقال ۱۲۸۹ھ م 1876ء میں آرکاٹ میں ہوا اور تدفین اسد پور میں عمل میں آئی۔

Marfat.com

کرمانی کا مقام بحیثیت مورخ

میر حسین علی کرمانی پانچ اہم کتابوں کا مصنف ہے۔

1۔ بدیع المعانی

2۔ نشانِ حیدری

3۔ تذکرۃ البلاد والحکام

4۔ بحر فطرت

5۔ تجنیس اللغات۔

بدیع المعانی، میر حسین علی کرمانی کے بیان کے مطابق یہ حضرت بابا فخر الدین اولیاء پنکنڈہ شریف کی سوانح حیات ہے۔ اس کا تذکرہ اس نے تذکرۃ البلاد والحکام کے پہلے باب میں کیا ہے۔ لیکن اس کتاب کا مسودہ ابھی تک بازیاب نہیں ہوا ہے لہذا اس کی طباعت واشاعت نہیں ہو پائی ہے۔

نشانِ حیدری: میر حسین علی کرمانی کی دوسری اور بے حد اہم کتاب نشان حیدری ہے جس میں حضرت نواب حیدر علی خان بہادر اور ٹیپو سلطان شہید کی مکمل تاریخ مندرج ہے۔ یہ ان دونوں کی اولین تاریخ ہے جو کسی ہندوستانی مصنف نے لکھی ہے۔

کرمانی 1782 اور 1787 کے دوران حیدر علی خان اور ٹیپو سلطان کی ملازمت میں تھا۔ کرمانی نے لکھا ہے کہ اس کتاب میں مرقوم چند واقعات کے دوران وہ خود بہ نفس نفیس موجود تھا۔

نشان حیدری 1216ھ مطابق 1801ء یعنی حضرت ٹیپو سلطان کی شہادت کے صرف دو سال بعد مکمل کی گئی۔ اس کتاب کے دیباچہ میں کرمانی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب اس نے

Marfat.com

اپنی ذاتی محنت اور خواہش کے مطابق تحریر کی ہے اور اس سے اسے کسی انعام و اکرام کی تمنا ہے اور نہ نام ونمود کی۔ اسے صرف شہزادگان ٹیپوؒ شاید فتح حیدر کی خوشنودی کی تمنا ہے۔

چند مورخین جیسے محمود خان محمود مارسٹن مصنف سلطنت خداداد، پروفیسر محب الحسن خان، مصنف تاریخ ٹیپو سلطان اور پروفیسر حبیب النساء بیگم، مصنفہ میسور میں اردو کی نشونما، نے لکھا ہے کہ یہ کتاب کلکتہ میں کپتان جیمس فریزر کے حکم سے 1807ء میں لکھی گئی۔

ڈاکٹر آمنہ خاتون نے اپنی کتاب ''میسور میں اردو'' میں اس الزام کو غلط اور بے بنیاد قرار دیتے ہوئے نشانِ حیدری ہی کے حوالوں سے یہ بات ثابت کی ہے کہ یہ کتاب ویلور میں ۹۔رجب المرجب 1216ھ م 10 نومبر 1801ء میں مکمل کی گئی۔

انہوں نے مزید لکھا ہے کہ اس کتاب کی تاریخ تکمیل 10 نومبر 1801ء بروز اتوار ہے جو کہ حضرت ٹیپو سلطان کی شہادت سے ڈھائی سال بعد ہے یہ کتاب اس کے اپنے ضمیر کی آواز پر لکھی گئی۔ کرمانی نے کتاب کے خاتمہ پر لکھا ہے۔

سال تاریخ ختم آں خردم　　　　بے سر کذب　گفت ذکر دو شاہ

1236-20=1216

''ولیم ہیچ مارلے'' ۔ William H. Morley لکھتا ہے۔ "نشانِ حیدری و خروج و نزول دولت ٹیپو سلطان" حیدر علی اور ٹیپو سلطان کی تاریخ ہے جو میر حسین علی کرمانی کی تحریر کردہ ہے جن کی ملازمت میں وہ خود موجود تھا۔ اس کتاب میں مرقوم کئی واقعات خود اس کے مشاہدہ کردہ ہیں۔

وہ مزید لکھتا ہے'' ہر وہ شخص جسے ہندوستان کی تاریخ کا صحیح اور غیر متعصبانہ مطالعہ مقصود ہے اسے کرنل مائلس Col.William Miles کے ترجمہ کی طرف رجوع ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ کتاب خود ہندوستانی مصنف کی تحریر کردہ ہے اور ہندوستانیوں کی ترجمانی کرتی ہے''۔

میسور گزیٹیر کے ایڈیٹر شری ہیاوادنا راؤ نے میر حسین علی کرمانی کے متعلق لکھا ہے

Marfat.com

''اٹھارہویں صدی کے میسوری مورخین میں میر حسین علی کرمانی کا مقام کافی بلند ہے۔جس کی تاریخ نواب حیدرعلی شاہ کا ترجمہ کرنل ولیم مائکس نے کیا ہے۔کرمانی کافی تعلیمیافتہ تھااوراس کی زبان شستہ اورصاف تھی۔اس کی زبان کی خوبصورتی پڑھنے والوں کو آج بھی موہ لیتی ہے۔

اسی طرح ڈینس فارسٹ Denys Forest اپنی کتاب'' Tigers of Mysore'' کے دیباچہ میں لکھتا ہے انگریزی مصنفین کے مکمل طور پر اینگلو سیکسن (Anglo saxon) خیالات کا جواب میر حسین علی کرمانی کی فارسی تاریخ سے بہتر کہیں اورنہیں مل سکتا۔

پروفیسر محب الحسن خان حضرت ٹیپو سلطان پر لکھی گئی مختلف تواریخ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نشان حیدری ایک ایسے شخص نے لکھی ہے جو نواب حیدرعلی اور ٹیپو سلطان کو بہت قریب سے جانتا تھا اس دور میں لکھی گئی تواریخ میں یہی ایک ایسی تاریخ ہے جو مکمل جامع اور مفصل ہے۔جوان دونوں کے دورِحکومت کا مکمل احاطہ کرتی ہے جس پر مکمل طور پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے "وہ مزید لکھتے ہیں" کرمانی کا بیان اشخاص، مقامات اور تواریخ کے سلسلہ میں کہیں کہیں غیرواضح ہے مگراس کتاب کا مطالعہ کسقدر دلچسپ ہوتا ہے"۔

ولیم کرک پیٹرک (William Kirk Patrick) نے Select Letters of Tipoo Sultan میں کرمانی کو کافی سراہا ہے۔

تذکرۃ البلاد والحکام:اس کتاب کی تکمیل 1215ھ میں ہوی جبکہ نشانِ حیدری کی تکمیل 10 نومبر 1801ء یعنی ۱۲۱۶ھ کو ہوی تھی۔کرمانی نے تذکرۃ البلاد والحکام کے کئی ابواب میں نشانِ حیدری کا ذکر کیا ہے۔مولوی محمد خان (مولف، میسور میں اُردو) کا خیال ہے کہ یہ دونوں کتابیں بیک وقت تحریر کی گئیں۔تذکرۃ البلاد والحکام کے پہلے بارہ ابواب 1215ھ میں مزید دو ابواب 1225ھ 1810ء۔ 1811ء میں مکمل کیے گئے۔ جیسا کہ مصنف نے خود کتاب کے خاتمہ میں لکھا ہے۔

Marfat.com

رنل میکنزی Col. Colin M`ckenzy کی ذخیرہ کردہ کتابوں میں منشی حسن علی کی نوابین ساونور پر لکھی ہوئی ایک کتاب موجود ہے۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ عبدالعزیز نامی ایک صاحب نے جو کرنل میکنزی کی ملازمت میں تھے نے کیا ہے۔ منشی حسن علی، ٹیپو سلطان کے دربار میں منشی کی خدمت پر ان کی موت تک مامور رہے۔ پورنیا نے بعد میں انہیں کرنل مارک ولکس کی خدمت میں مامور کر دیا تھا تا کہ وہ میسور کی تاریخ کی تحریر میں اس کی مدد کر سکیں۔ حسن علی نے یہ تاریخ 1801ء میں مکمل کی اور اس کا ترجمہ 1803ء میں کیا گیا۔ تذکرۃ البلاد والحکام میں میر حسین علی کرمانی نے بھی ساونور کے پٹھان نوابوں پر ایک باب شامل کیا ہے۔ اس باب کا ترجمہ کرنل ولیم کرک پیٹرک نے انگریزی میں کیا اور اسے Select letters of Tipoo Sultan '' میں شامل کیا۔ یہ کتاب 1810ء میں لکھی گئی اور 1811ء میں طبع کی گئی۔ کرک پیٹرک لکھتا ہے'' یہ یادداشت ایک فارسی مسودہ سے لی گئی ہے جسے میرے دوست لفٹنٹ کرنل میکنزی نے غایت مہربانی سے روانہ کی ہے اس کتاب کا مصنف میر حسین علی ہے جو کہ بے حد عقلمند مسلمان ہے جو میکنزی کی خدمت میں مامور ہے۔ اگرچہ کہ یہ اس خاندان کی موروثی تاریخ سے زیادہ نہیں ہے تاہم ان کی اہمیت اس بات میں ہے کہ یہ مقام وقوعہ پر تحریر کی گئی ہے اس لئے یہ قابل بھروسہ ہے۔ جن مقامات پر میر حسین علی کرمانی، اسکاٹس کے معاصر الامراء سے اختلاف کرتا ہے ان مقامات پر احتیاط لازمی ہے''

اس بیان کے باوجود خود کرک پیٹرک نے اسے ترجمہ کرنے اور اپنی کتاب میں شامل کرنے کے قابل گردانا اگرچیکہ حسن علی کی کتاب اور اس کا ترجمہ پہلے سے موجود تھا۔ اس سے تذکرۃ البلاد والحکام کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ میکنزی اور کرک پیٹرک دونوں اس کتاب کو اہم سمجھتے تھے۔

مندرجہ بالا حقائق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کرمانی معاصر انگریزی مصنفین اور

Marfat.com

مقامی مصنفین دونوں میں اہم مقام رکھتا تھا۔ جو بات نشان حیدری کے لئے صحیح ہے وہی تذکرۃ البلاد والحکام کے لئے بھی درست ہے۔ تذکرۃ البلاد والحکام چند معنوں میں نشان حیدری سے کہیں زیادہ اہم ہے کیونکہ اس میں ایسے واقعات مرقوم ہیں جو دوسری کسی بھی معاصر تاریخ میں چاہے وہ انگریزی ہو یا فارسی مندرج نہیں ہیں میر حسین علی کرمانی نے خود لکھا ہے کہ اس کتاب میں وہ مضامین مندرج ہیں جو کہ تاریخ افاغنہ اور تاریخ فرشتہ میں مندرج نہیں ہیں۔

کتابیات

1۔ میسور میں اردو کی نشو نما — ڈاکٹر حبیب النساء بیگم

2۔ میسور کا ایک باکمال شاعر — میر محمود حسین مطبوعہ ماہنامہ سب رس، حیدر آباد جلد XXXV صفحہ 5

3۔ میسور میں اردو — ڈاکٹر آمنہ خاتون

4۔ داستان میسور — اکرام کاوش

5۔ میسور گزیٹر — مدیر، سی ہیاوادناراؤ بنگلور پریس 1930 صفحہ 448

6۔ TIGERS OF MYSORE BY Dennis Forest ممبئی 1970 صفحہ 65

7۔ History of Mysore By Col Mark Wilks, Preface

8۔ مقالات محمود — میر محمود حسین

9۔ تمل ناڈو کے مشاہیر ادب — علیم صبا نویدی

Marfat.com

Marfat.com

دیباچہ

تذکرۃ البلاد والحکام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہٖ نستعین

تسخیر قلاع فصاحت فصحا وفتاح قفل گنجینہ بلاغت بلغاء وسپاس جہاں شاہنشاہیکہ بی دستیاری تدابیر مدار بیک حکم غالب کہ عبارت از دو حروف مختصر باشد محفل از ارض وسمارا از قندیل شمس وقمر وچراغان ثاقب وسیار کہ نقوش صور علیہ اوست آرائشی داد کہ الی اعلان ہیچ عاقل ذی شعور وحکماء فراست گنجور غیر از اعتراف حیرت وقصور ادراک یارائے ایراد ومناقصب نہ داشت ۔ الحق جائیکہ سرچشمۂ عقل وحکمت ومنبع معرفت فضیات کماہی خلقت اعنی سالار انبیاء ورسل ہر دو دفتر دیوانِ عرفاں جز وکل محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ واہلِ بیتہٖ وسلم کہ منشور لولاک لما خلقت الافلاک نام نامش مسطور است وفرمان وما ارسلناک الا رحمۃ العالمیں اسم والائش مصدر ومدون ما عرفناک حق معرفتک وگنجینہ عجز نہ پیدا است بس دیگر بسر عجز مشرب کدۂ ہیچمدانی متصف باشد چہ طاقت زبان کشائی حمد وثناء خصوص ایں درس خوان ہیچ نشاسی ونادانی را کہ موسوم بمیر حسین علی کرمانی ولد سید عبد القادر کرمانی است کجا یارا کہ حرفے از دفاتر ستایش بے ہماں بصفحۂ ظہور وانگارد یا لفظی از کتب لغوت مالک ملک واحدیت بقرطاس بتیاں در آردام بعد از دانایاں خرد انتماد ومورخان جہاں نما پوشیدہ نماند کہ از مدت ممتد بہار جوشش قلبی میخواستہ بودم کہ از ہار امراء وراجہائی خطہ گلشن آباد بالاگھاٹ کہ تحقق احوال شان بدامن تاریخ فرشتہ وتاریخ افاغنہ وغیرہ مندرج نگشتہ کما حقہٗ دریافتہ برشتۂ تفصیل صورت گلدستگی دہم تا متوصلان اخبار را بمطالعہ اش تفریح وتصریح کلی دست دہد الحمد للہ والمنہ املال یعنی از حسن اتفاق بجلوہ در آمد ایں کتاب را کہ شیرازہ دفتر متفرق اخبار بلاد وحکام ومجموعہ افراد واوضاع کافہ انام است بہ تذکرۃ البلاد والحکام موسوم وبر دوازدہ اورنگ مختوم ساختم باللہ التوفیق والیہ المستعان ۔

اورنگ اول (پہلا باب)

پینوکنڈہ بیجی نگر (وجیانگر) عرف آنے گنڈی اور وہاں کے راجاؤں کے حالات

کہا جاتا ہے کہ آج سے سات سو سال قبل کوہ پنوکنڈہ ایک ویران اور غیر آباد مقام تھا جہاں پر آبادی کا نام ونشان نہیں تھا۔ یہ مقام شیروں چیتوں اور دیگر خونخوار جنگلی جانوروں کا مسکن تھا۔ کبھی کبھار اس ویرانے میں سنیاسی اور جوگی آ کر اسے اپنا مسکن بناتے تھے۔ کوہ پنکنڈہ کے جنوب میں ایک پہاڑ ہے جس میں ایک غار موجود ہے جس میں اکثر سنیاسی اور جوگی ریاضت کے لئے سکونت پذیر ہو جاتے تھے۔ اس پہاڑ کے آس پاس سات فرسنگ تک سخت جنگل اور پہاڑی سلسلے موجود ہیں۔ یہاں کی زمین بھی پتھریلی اور نشیب وفراز والی ہے۔

قصہ مختصر ان دنوں شمالی پہاڑ کی جانب سے جسے سہسا جل کہتے ہیں ایک سنیاسی جس کا نام کریا شٹی وڈیر تھا اپنے بھائی چک شٹی وڈیر کے ساتھ یہاں آ کر آباد ہوا۔ اس نے اس مقام کو جہاں پر آدم زاد کی بو باس تک نہیں تھی آباد کیا اور یہیں پر عبادت اور ریاضت میں مشغول ہو گیا۔

چک شٹی وڈیر کی بیوی جو کہ ہم جنس تھی ان کے ساتھ تھی۔ انہیں ایک بیٹا تولد ہوا جس کا نام انہوں نے سدا شیو وڈیر رکھا۔ سدا شیو جب سن بلوغ کو پہونچا تو اس نے اپنے تایا (افدر) یعنی کریا شٹی وڈیر سے کہا کہ اسے ریاست سرداری اور نام آوری حاصل کرنے کی خواہش ہے۔ کریا شٹی نے اپنے برادر زادے کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے آس پاس کی پہاڑیوں میں سے ایک پہاڑ منتخب کیا اور دور دراز علاقوں سے معمار اور سنگتراشوں کو بلا کر اس پہاڑ پر ایک پتھریلی حصار تعمیر کروائی۔ اس کام کے لئے اس نے ہزاروں مزدور جمع کئے۔

کریا شٹی کو علم جادو اور شعبدہ بازی میں ید طولیٰ حاصل تھا اس لئے اس نے مزدوروں کو تاکید کر دی تھی کہ وہ کام سے فراغت کے بعد مٹی کا ایک چھوٹا سا تودہ بنائیں اور اس کا انتظار

Marfat.com

کریں۔ پوجاپاٹ مکمل کرنے کے بعد وہ ایک چھڑی ہاتھ میں لئے ہوئے کچھ پڑھ کر ان تودوں پر مارتا تھا۔ مزدوروں کو ان کے کام کے مطابق مزدوری حاصل ہو جاتی تھی۔ بتایا گیا ہے کہ ان مٹی کے تودوں میں چاندی کے ٹکڑے پائے جاتے تھے۔ حاملہ عورتوں کو ان کے حصہ کی مزدوری کے علاوہ ان کے جنین کا بھی حصہ ملتا تھا۔

اس طرح مزدوروں نے تین پہاڑوں کو ملا کر دامنِ کوہ تک دیواریں تعمیر کر دیں۔ درمیانی پہاڑ پر جو کہ دیگر دو پہاڑوں سے زیادہ وسیع تھا پانی کے دو چشمے پیدا ہوئے۔ اس پہاڑ پر حاکم کے لئے عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ پہاڑ سے لگے ہوئے کھیت اور باغات تعمیر کئے گئے۔ ان میں سے ایک پان کا باغ (برگ تنبول) بھی تھا جب پہاڑوں پر حصار کی تعمیر کا کام مکمل ہو گیا تو پائین قلعہ، بارہ دری، برج اور خندق اور پرکوٹہ اور فصیل کے ساتھ تیار کروائے گئے۔ اس قلعہ میں تین دروازے بنوائے گئے ایک شمالی کی جانب دوسرا مشرق کی جانب اور تیسرا جنوب کی جانب یہ دروازہ پہاڑ کے دامن میں واقع تھا۔ بتایا گیا ہے کہ جب شمالی جانب دیوار کی کھدائی کی گئی تو قلعہ کے متصل قدیم مندر کا دورازہ اور ایک سنگین بت جو کہ زمین کے اندر پوشیدہ تھے برآمد ہوئے۔

قلعہ کی تکمیل کے بعد شہر بسایا گیا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ 13 سال اور نو ماہ کی مدت میں قلعہ کی حصار بندی کی گئی اور پائیں درست کی گئی۔ کریاشٹی وڈیرے نے کئی افراد کو نوکر رکھ کر برادر زادہ کو اس ریاست کی مسند پر بٹھایا۔ کریاشٹی نے مذکورہ پہاڑ کے ایک غار میں سکونت اختیار کی۔

ہندوؤں کی تقویم کے مطابق یہ واقعہ پندرہ سو تین میں واقع ہوا۔ چک کریاشٹی اپنے بڑے بھائی سے جدا ہو کر مذکورہ مقام سے دور دھر مارنامی مقام میں رہنے لگا۔ اس مقام پر اس نے ایک مندر اور دو تالاب تعمیر کروائے۔ تالابوں پر مضبوط بندھ بنوائے اس کے علاوہ اس نے مکانات بھی تعمیر کروائے اور اپنا وقت پوجاپاٹ میں گزارنے لگا۔

Marfat.com

چک کریاشٹی کے فرزند سداشیو وڈیر نے مسند آرائی کے بعد ایک لشکر جمع کیا اور اپنے بزرگوں کی پناہ میں دریائے تنگ (تنگ بھدرا) سے بالا گھاٹ تک جنگلوں کو آباد کیا اور ضبط و ربط کے ساتھ عوام کی بہبودی داد گستری کرتے ہوئے فرمانروائی کی۔

جب کریاشٹی وڈیر کے انتقال کا وقت قریب آپہونچا تو وہ علم استدراج (حبس دم) اور علم جادو کی مدد سے ایک پتھر کی چکی پر سوار ہو کر اپنے بھائی سے ملنے کے لیے روانہ ہوا۔ چک کریاشٹی کو جب اپنے بڑے بھائی کی آمد کا علم ہوا تو وہ علم تسخیرات کے ذریعہ شیر نر پر سوار ہو کر استقبال کے لئے روانہ ہوا۔

دونوں بھائیوں نے چند دن ہنسی خوشی ایک ساتھ گذارے۔ کریاشٹی وڈیرا اپنے بھائی سے اجازت لے کر دوبارہ اپنے مسکن کو لوٹ گیا۔ جب اسے اس بات کا مکمل یقین ہو گیا کہ اس کی حیات مستعار ختم ہونے والی ہے تو وہ اس غار کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے اپنا عصا، گیروے رنگ کا لباس اور دیگر چیزیں جو اس کے پاس موجود تھے انہیں اسی غار میں دفن کر دیا اور خود غار کے اندر داخل ہو کر اس کا دروازہ پتھروں اور گچ سے بند کروا دیا۔

مندرج بالا پہاڑ کا نام قلعہ کی تعمیر کے بعد شکتی گڑھی رکھا گیا تھا لیکن چونکہ یہ مقام پہاڑیوں کو ملا کر بنایا گیا تھا اس لئے عوام اور خواص میں یہ مقام پنوکنڈہ کے نام سے مشہور ہو گیا ہندوؤں کی اصطلاح میں پنو کے معنی چسپاں ہونے اور کنڈہ کے معنی پہاڑ کے ہیں۔

اس کے برادرزادہ یعنی سداشیو وڈیر نے انیس سال تک حکومت کی۔ اس نے کئی مقامات آباد کئے اور طبعی موت پائی۔

سداشیو وڈیر کا بیٹا ملک ارجن وڈیر کے نام سے مسند آرائے سلطنت ہوا۔ اس نے پنوکنڈہ سے دریائے کاویری اور پاپانکھاٹ تک کے سارے علاقے پر قبضہ کیا۔ اس کے دور حکومت میں مشرقی کوہ وانمباڑی کو جو کہ بارہ محل کا حصہ ہے ملک ارجن کنڈہ کا نام دیا گیا۔ اس پہاڑ سے

Marfat.com

ایک کروہ کی دوری پر ارجندہ ہے۔ اس وقت یہاں پر ایک بڑی آبادی آباد ہے اور اسے یوجندر کہتے ہیں۔ یہ مقام اس وقت اول کنڈہ کی جاگیر میں شامل ہے ملک ارجن وڈیر کے دور ہی میں چندر گیری کے پہاڑ پر حصار تعمیر کی گئی۔ ملک ارجن وڈیر بائیس سال حکومت کرنے کے بعد انتقال کر گیا۔ چونکہ وہ لاولد تھا اس لئے اس کے کار پردازوں نے اس کے ہمشیرہ زادے کو جس کا نام رام چندر دیوا تھا کو مسند ریاست پر بٹھایا اور ملک کا انتظام کار پرداز خود کرنے لگے۔

اس دوران وڈیارن یر نامی ایک برہمن شمالی علاقہ سے دریائے تنگ بھدرا کو پہونچا۔ اس مقام پر ہمپا دیوی کا مندر گذشتہ تین چار ہزار سال سے موجود ہے۔ وہ اس مندر میں مقیم ہو کر عبادت کرنے لگا۔ وڈیارن یر بے حد مفلس تھا اس لیے سرمایہ اشک خزانہ چشم سے بہا کر اس دیوی سے دعا کیا کرتا تھا کہ اس کی مفلسی اور ناداری دور ہو۔

ایک دن اُسے اس بت نے اشاروں سے بتایا کہ اِس زندگی میں اُس کی مفلسی اور ناداری دور ہونے والی نہیں ہے اور نہ ہی مال و دولت ملنے والی ہے۔ البتہ تیرے انتقال کے بعد تجھے جاہ وحشم حاصل ہوگا۔ یہ خبر ملنے پر وہ دنیا طلبی سے بالکل ہی مایوس ہو گیا۔ بیوی بچوں کے دیدار کی خواہش اور تمام ورثاء سے ترک تعلق کر کے اس نے جوگیوں کا لباس زیب تن کیا اور سنیاس اختیار کر لیا تو بت مذکور دوبارہ اس کے خواب میں نمودار ہوا اور اس پر التفات کرتے ہوئے کہا کہ اب جبکہ تو نے سابقہ مذہب اور ملت سے منھ موڑ لیا ہے تو گویا تیری روح دوسرے قالب میں نفوذ کر گئی ہے اب تیری اقبال مندی کا وقت آپہنچا ہے۔ جو بھی مانگنا چاہتے ہو مانگو؟ ودیارن یر نے جواب دیا۔ میں نے دنیا ترک کر دی ہے اور سارے لذایذ سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے، چونکہ جب مجھے دنیا کی طلب تھی تو مجھے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اب جبکہ کسی بات کی طلب نہیں ہے تو پھر میں کیوں مانگوں؟

بت نے جواب دیا قضا وقدر کے کارگذاروں کے پاس ہر کام کی انجام دہی کے لئے

ایک وقت مقرر ہے۔ اس وقت تیری بہبودی اور حکم کے نفاذ کا وقت آ پہنچا ہے اس لیے جو کچھ مانگنا ہے مانگ لے۔ مجھے تیری حاجت روائی کے لیے واسطہ بنا کر روانہ کیا گیا ہے تا کہ تجھے اعلیٰ مرتبہ تک پہنچا سکوں۔

سنیاسی نے جواب دیا اگر ایسی بات ہے تو میں جب بھی ضرورت ہوگی مانگ لونگا۔ بت نے اس کی حاجت روائی کے لئے چار سال مقرر کئے۔ سنیاسی نے پہلی مرتبہ شہر اور قلعہ تعمیر کرنے کی درخواست کی۔ اس وقت ایک بادل اس منعم حقیقی کی جانب سے اٹھا اور ایک ساعت تک زروجواہر کی برسات ہوتی رہی۔ سنیاسی نے اس میں سے کچھ رقم خرچ کر کے آنے گنڈی کے پہاڑ پر ایک مندر تعمیر کیا۔

بتایا گیا ہے کہ ودیارن یر کا تعلق اہل تقویم سے تھا اسلیے شہر اور قلعہ کی تعمیر نیک ساعت دیکھ کر شروع کی گئی تا کہ ابدال دہر اسے پائیدار اور مستحکم بنائے۔

اس نے بیلداروں کو جمع کر کے تاکید کر دی تھی کہ وہ سبلوں اور بیلچوں کے ساتھ مقررہ مقام پر مستعد رہیں اور جیسے ہی وہ نیک ساعت میں ناقوس بجائے گا وہ حصار کا پایہ کھودنا شروع کر دیں۔ چنانچہ بیلدار اپنے اوزاروں کے ساتھ مستعد ہو گئے اور انہوں نے ناقوس کی آواز کی طرف کان لگا دئے۔ لیکن اتفاق سے شیطان نے اپنا چکر چلایا اور آواز مقررہ وقت سے ایک دو ساعت پہلے ہی سنائی دی۔ بیلداروں نے جلدی سے حصار کھودنا شروع کر دیا۔ اس کے کچھ دیر بعد ناقوس کی آواز دوبارہ سنائی دی بیلدار حیران و پریشان ہو کر برہمن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پہلی آواز کے متعلق برہمن کو آگاہ کیا۔ وہ بحر حیرت میں غرق ہو گیا اور کچھ دیر تامل کرنے کے بعد تقویم کی رو سے اس نے پتہ لگایا کہ یہ شیطان کا فریب ہے اس نے بیلداروں سے کہا کہ جس کام کا انہوں نے بیڑہ اٹھایا ہے اسے تکمیل کو پہنچائیں۔ اس نے کہا کہ پانسو سال تک شہر آباد اور دارالریاست رہے گا۔ اس کے بعد پانسو سال تک ویران و خراب رہے گا۔ اس کے بعد پھر از سرنو

Marfat.com

آباد ہوگا۔ الغرض اس شہر کی وسعت بارہ فرسنگ تھی قلعہ کی تکمیل کے بعد شہر پناہ تعمیر کیا گیا۔ قلعہ کوہ دریائے تنگ بھدرا کے شمالی ساحل پر واقع ہے۔

کہتے ہیں کہ اس شہر میں بوکا نامی ایک گلہ بان رہا کرتا تھا جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہی اس شہر کا بانی ہے وہ برہمن مذکور (ودیارن یر) کو ریاضت کے دوران دودھ سربراہ کیا کرتا تھا۔ اسے اس بات کی امید تھی کہ اس کی تقدیر بھی جاگے گی اور اس کے دن بھی پھرینگے۔ برہمن مذکور نے اس کی خدمت سے خوش ہوکر اسے بوکا رایل کا خطاب دیا اور اس ریاست پر فائز کیا اس کے پاس جو کچھ زروجواہر موجود تھے انہیں بوکا رایل کے حوالے کر کے خود کاشی کی طرف روانہ ہوگیا۔ رایل مذکور نے ملک کی تنظیم وترتیب میں کافی نام پیدا کیا۔ چونکہ بلاد پنوکنڈہ تک کوئی مستقل حاکم نہیں تھا اس لئے یہ علاقہ بھی اسی کی حکمرانی میں شامل ہوگیا۔ اس نے اٹھارہ سال حکمرانی کی اور طبعی وجوہات سے انتقال کیا۔

اس کے بعد اس کا فرزند پرتاب رائل کے نام سے مسند آرائے سلطنت ہوا۔ اس نے کرناٹک بالا کھاٹ اور پائین گھاٹ کے بیشتر حصہ کو اپنے تصرف میں کرلیا۔ اس دور میں جو بھی سپاہ گری کا پیشہ اختیار کرتا تھا وہ اہل ہنود سے ہوتا تھا۔ اس علاقہ میں کوئی بھی مسلمان آتا جاتا نہیں تھا۔

الغرض پرتاب رائل چوبیس سال حکومت کرنے کے بعد چل بسا۔ اس کے بعد اس کا فرزند بڑا اور رائل کے نام سے مسند نشین ہوکر رئیس ملک ہوا۔

کچھ عرصہ بعد وہ اپنی رعایا کا حال جاننے اور ملک کی آبادی اور ویرانی کا حال دریافت کرنے کے لیے دارالحکومت کے جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ سیر وتفریح کرتے ہوئے اور رعایا کے حالات دریافت کرتے ہوئے وہ رفتہ رفتہ کچلی بن یعنی کورگ کو پہنچا۔ یہاں کے اکثر زن ومرد وحشی صفت، دیو سیرت، فیل تن وتوش (ہاتھی جیسا بڑا جسم) رکھنے والے تھے۔

Marfat.com

اس نے یہاں کے جنگلات' عجائبات' صندل' دارچینی اور دیگر نادر پھلوں اور پیڑوں کا مشاہدہ کیا وہ یہاں کی صحت مند فضا' ہوا کی طراوت اور مہک' حسین مناظر' وادیوں کے نشیب وفراز سے بے حد لطف اندوز ہوا۔ اس نے دریائے کاویری کے منبع پر جو کہ ایک پہاڑ پر موجود ہے ایک مندر تعمیر کروایا۔ اس نے ایک زمین دوز قلعہ گھنے جنگلات کے درمیان پتھروں اور مٹی سے تعمیر کروایا۔ جس کا تذکرہ راقم الحروف (میر حسین علی کرمانی) نے نشان حیدری میں جو کچھ کہ اس نے بچشم خود دیکھا اور معائنہ کیا اس کا مفصل احوال بیان کیا ہے۔

اس قلعہ کا نام مڑکرہ (مرکرہ) رکھا اور ملنّا نامی ایک شخص کو جو کہ اس کا خادم تھا اس قلعہ کا حاکم مقرر کیا تا کہ اس عجیب وغریب ملک پر حکم رانی کرے اور یہاں کے وحشی سیرت لوگوں کو رام کرے۔ اس کے بعد پڑاور رایل یہاں سے لوٹ گیا ملنّا نے اپنی خوش کلامی خوش انتظامی اور داد و دہش سے اس جنگل کو آباد کیا۔

پڑاور رایل نے پچیس سال تک حکومت کی اور جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ویروپاجی رایل کے نام سے مسند پر متمکن ہوا۔ لیکن ریاست کا نظم ونسق اور ضبط وربط خاطر خواہ نہ کر سکا اس لیے دوسرے ہی سال کندنول (کرنول) کے حاکم سری رنگ رایل چھتری ولد بھیما رایل چھتری نے جو کہ ویشراج حاکم شہر بیدر کے خاندان سے تھا اس ریاست پر قبضہ کرلیا۔ اس نے ویروپاجی رایل کو قید کر کے اس مقام کا نظم ونسق سنبھال لیا۔ اس نے ایک کثیر لشکر جمع کیا۔ سری رنگ رایل کے دور میں تین دارالریاست مقرر ہوئے پہلا بیجی نگر (عرف آنے گنڈی (وجیانگر) دوسرا پنوکنڈہ اور تیسرا چندر گیری جو کہ پہاڑ سے چار کروہ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کی بنیاد پنوکنڈہ کے راجہ جگپتی بھوپٹ راج نے رکھی تھی۔ وہ شلنگرا ورسات گڈھ کا بھی راجہ تھا۔ سری رنگ رایل نے اسے اپنا دارالمقر بنایا۔ اس نے بتیس ۳۲ سال حکومت کی اور اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔

Marfat.com

اس کا بیٹا ہری ہر رایل کے نام سے مسند آرائے سلطنت ہو کر ہنگامۂ ضبط و ربط گرم کرنے لگا۔ اس نے پنوکنڈہ کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔

اس زمانے میں توران، ایران، کشمیر، کاشغر، کابل، قندھار، لاہور اور ملتان وغیرہ کے سوداگر اپنے ملک کا سامان تجارت اور تحائف جیسے شال وکمخواب، اطلس، مشک، نافے، ترکش وکمان، کابلی وقندھاری اونٹ، عراق اور ترکی کے گھوڑے لے کر آیا کرتے تھے۔ ارباب دولت وریاست کے لیے اس طرح کی نفیس چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے یہ لوگ یہ سامان ان سوداگروں سے خریدا کرتے تھے۔ ان سوداگروں کے قیام کے لیے پنوکنڈہ کے پہاڑ سے دو فرسنگ کی دوری پر ایک شہر آباد کیا گیا جس کا نام ترکلا پٹن رکھا گیا۔

رایل مذکور نے اپنے کارپردازوں کو خطیر رقومات دے کہ اس جگہ متعین کیا تھا تاکہ وہ ان سوداگروں سے قیمتی اور نفیس اشیاء خرید کر اس کی خدمت میں پیش کریں۔

اس کے دور حکومت میں اس کی منظور نظر رقاصہ نے جس کا نام بھوکم ثانی تھا نے رایل کی اجازت سے قلعہ کے باہر جنوبی دروازہ کے قریب ایک تالاب کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ یہ تالاب قلعہ کی خندق سے قلعہ کے برج اور دامن کوہ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس تالاب کا نام بھوک سمندر رکھا گیا اس پہاڑ سے ایک تیر کے فاصلہ پر پائیں قلعہ کے قریب ایک غار موجود ہے۔ غار کے سامنے ایک بت رکھا ہوا ہے جس کی دو بڑی آنکھیں ہیں۔

اس غار میں قوم لنگایت سے تعلق رکھنے والا ایک سنیاسی سدرام جوگی مقیم تھا۔ سدارام جوگی کا مٹھ یعنی مندر پائین خانہ کے مشرق کی جانب ایک تیر کے فاصلہ پر موجود تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جوگی قوت استدراج (حبس دم) کی مدد سے موز (کیلے) کے پتے پر سوار ہو کر پوجا پاٹ کے لئے مندر کو آیا کرتا تھا۔ پوجا پاٹ سے فراغت کے بعد وہ اسی طرح غار کو لوٹ جایا کرتا تھا اس علاقہ کے اکثر ہندو بلکہ رایل اور اس کے کارندے سبھی جوگی کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔

Marfat.com

اس زمانے میں یعنی ۶۰۹ ھ م 1212ء میں حضرت سید بابا فخر الدین حسینی گنج الاسرار سہروردی قدس اللہ سرہٗ اپنے چھوٹے بھائی حضرت سید علی چلہ کشؒ اور چند فقیروں کے ہمراہ شہر نطہر نگر یعنی ترچناپلی سے اس علاقہ میں تشریف فرما ہوئے۔ گھاٹیوں پر جو پہرے دار متعین تھے وہ کسی بھی مسلمان کو رایل کی اجازت کے بغیر اس طرف آنے نہیں دیتے تھے۔ لیکن جب پہرے داروں نے ان بزرگوں کو اس طرف آتے دیکھا تو انہیں نہ تو روکا اور نہ کوئی مزاحمت کی۔

ان بزرگوں نے علاقہ میں داخل ہونے کے بعد لاعلمی کی وجہ سے اس جوگی کے مٹھ میں ڈیرا جما دیا۔ اور رات وہیں بسر کی۔ حضرت بابا فخر الدین اولیاؒ نے اپنی خشک مسواک، جسے ان کے مرشد یعنی حضرت بابا نطہر ولی سہروردیؒ نے عطا کی تھی زمین میں گاڑھ کر اسے پانی دیا۔ صبح جب وہ بیدار ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ مسواک کی لکڑی سرسبز و شاداب ہو کر اس میں شاخیں، پتے، اور پھل پیدا ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ انہیں اس جگہ قیام کرنا ہے۔ انہوں نے پوری فراغت کے ساتھ یہاں بسیرا کر لیا۔ تاہم اس شہر کے ایک بھی فرد نے ان کی طرف توجہ نہیں کی آنحضرتؒ کے رفقاء نے چوک اور بازار میں گداگری کی مگر کسی بھی شخص نے انہیں بھیک تک نہیں دی بلکہ لوگ ان سے نفرت کا اظہار کرنے لگے۔

آنحضرتؒ کے رفقاء کا دامن صبر و شکر لبریز ہو گیا۔ انہوں نے اپنی بھوک اور پیاس کو درختوں کے پتوں، جنگلی پھلوں اور گھاس پوس سے دور کرنے کی کوشش کی۔ ان کی یہاں آمد کے دس پندرہ دن بعد فاطمہ بی بی رومی زوجہ شریفہ حضرت سید علی چلہ کشؒ انتقال فرما گئیں۔ مرحومہ کو اسی اراک کے درخت کے سائے میں دفن کیا گیا۔

اس مٹھ کے کارکنوں اور خدمت گاروں نے اس بات کی اطلاع رایل کو دی اور آنحضرتؒ اور ان کے ساتھیوں کو تکلیف پہنچانے کے درپے ہو گئے۔

راجہ نے اپنے خاص افسروں کو چند اہل کاروں کے ساتھ روانہ کرتے ہوئے حکم دیا کہ

Marfat.com

ان درویشوں کو زور زبردستی اس جگہ سے نکال کر سرحد کے پار روانہ کردیں۔اس نے مزید حکم دیا کہ نعش طیبہ کو مدفن سے نکال کر درّہ کوہ میں پھینکدیں۔

راجہ کے افسروں نے یہاں پہنچ کر آنخضرتؒ کے ساتھ سخت گستاخانہ برتاؤ کیا اور انہیں تکلیف پہنچانے اور قبر کھودنے کی کوشش کی۔

اس وقت دونوں باکرامت بزرگوں نے قبلہ رو ہو کر آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائی اور تبسم فرمایا اسی وقت اس درخت پر ابر رحمت کی طرح دھواں چھا گیا اور ہر ایک شاخ اور پتے سے بارش کی طرح شکر برسنے لگی۔اہل ہنود یہ منظر دیکھ کر حیران ہو گئے اور شکر کھانے لگے۔ان لوگوں نے کئی طبق اس شکر سے بھر کر انہیں رایل کے سامنے پیش کیا اور جو کچھ کہ گزری تھی من وعن بیان کر دیا، رایل آنخضرتؒ کے کرامات کا حال جان کر بے حد فکر مند ہو گیا۔

اسی دوران حضرتؒ نے مٹھ کے بیل کو ذبح کر کے اسے اپنے رفیقوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور اس کا چمڑا اور ہڈیاں وغیرہ الگ سے رکھدیں۔جب ہندوؤں کو اس بات کا علم ہوا تو وہ غصہ سے پاگل ہوا ٹھے اور رایل سے شکایت کرنے لگے کہ درویشان اسلام ہمارے دین کے دشمن ہو گئے ہیں۔وہ ہماری عبادت گاہ میں مقیم ہیں اور اسے گندہ اور پلید کر رہے ہیں۔اس کے ماسوا انہوں نے مندر کے بیل کو بھی ہلاک کر کے کھالیا ہے۔

رایل ان لوگوں کی شکایت سن کر طیش میں آگیا اور اس نے حکم دیا کہ ان دونوں بزرگوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کے رفیقوں کو اس کی قلمرو سے باہر نکال دیا جائے۔

شہر کے لوگ گالیاں بکتے، بلوہ کرتے ہوئے اس جگہ کو پہنچے۔آنخضرتؒ نے پوری انکساری اور دینداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے جو کہ فقراء کا طرّہ امتیاز ہے فرمایا کہ فقراء اس دنیا سے آزاد اور اہل ملک و دولت کے دعا گو ہوتے ہیں ہمیں یہاں آئے ہوئے ایک مہینہ کا عرصہ ہو چکا ہے مگر تم لوگوں میں سے کسی نے بھی ہماری خبر گیری نہیں کی آفریں ہے تمہارے اس

Marfat.com

بت پر کہ اس نے خود اپنا بیل ہمیں دیدیا تا کہ ہم اسے اپنے استعمال میں لائیں۔ اگر یہ بیل تمہارا ہے تو تمہیں پوچھنے کا پورا حق حاصل ہے۔ لوگوں نے کافی سوچ بچار کے بعد آنحضرتؒ سے مطالبہ کیا کہ ان کا بیل انہیں لوٹا دیا جائے۔ آنحضرت نے وضو کرنے کے بعد بیل کی ہڈیاں اور چمڑا مناسب طور سے جوڑ کر عصائے مبارک کو دستہ سے پکڑ کر اس پر مارا۔ بیل زندہ ہو گیا اور آواز یں لگاتا ہوا چلدیا۔

سدّ رام جوگی نے آنحضرتؒ کے ان کرامات سے واقف ہو کر انہیں ساحر اور جادوگر قرار دیا۔ بے حد ردوقدح اور بحث وتکرار کے بعد جوگی اور آنحضرتؒ نے آپس میں طے کیا کہ چونے سے بھرے ہوئے ایک تھیلے کے ایک جانب آنحضرتؒ اور دوسری جانب سدرام جوگی بیٹھیں اور اس تھیلے کو بھوک سمندر میں پھینک دیا جائے، اور جو بھی تھیلے سے زندہ برآمد ہو وہی اس مقام کا قائم مقام ہوگا۔ دونوں نے یہ بات مان لی۔

دوسرے دن اقرار کے مطابق آنحضرتؒ اور سدرام جوگی جلے ہوئے چونے کے تھیلے میں بیٹھ کر تالاب میں غوطہ زن ہوئے۔ نو دن کی مدت کے بعد دونوں جانب کے حامیوں (متوسلین) نے تھیلا کھول کر دیکھا۔ تھیلے کے اندر سدّ رام جوگی ہڈیوں اور چمڑی کے ساتھ جل کر راکھ ہو چکا تھا اور اس کا وجود تک باقی نہیں تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ تھیلے کی دوسری طرف کا حصہ خالی ہے۔ سبھی لوگ حیران رہ گئے۔ اسی وقت پہاڑ کے اُوپر سے جہاں سدّ رام جوگی کا غار تھا جسے رامن گڑھ کہتے تھے اذاں کی آواز سنائی دی۔ اور آنحضرتؒ با کرامت صحیح وسلامت نظر آئے۔ جب اہل شہر کو آنحضرتؒ صحیح سلامت نظر آئے تو اس بات کا اثر اہل ہنود پر بہت زیادہ ہوا۔ وہاں پر جمع شدہ لوگوں نے جن کی تعداد چودہ ہزار بتائی جاتی ہے آنحضرتؒ کی کرامت سے متاثر ہو کر دل و جان سے آنحضرت کی جانب رجوع کیا۔

راجہ (رایل) نے آنحضرتؒ کے ان کرامات کو جادوگری قرار دیتے ہوئے

Marfat.com

اپنے مصاحبین سے مشورہ کیا کہ آنحضرتؒ کو کس طرح تکلیف پہنچائی جائے۔ تمام نے متفقہ طور پر مشورہ دیا کہ آنحضرتؒ کو زہر دیا جائے۔ رایل نے ضیافت کے نام پر چند طبق شیرینی کو زہر آلود کر کے روانہ کئے۔ آنحضرتؒ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر تھوڑی سی شیرینی کھائی اور باقی اُٹھا کر رکھ دی۔ جب رایل کو زہر کی بے اثری کا علم ہوا تو اس نے حیرت سے سوال کیا، کیا وہ ابھی زندہ ہے؟ جیسے ہی یہ الفاظ اس کی زبان سے نکلے اس پر دردِ قولنج کا اس طرح حملہ ہوا کہ اس کے جسم کی ساری طاقت جاتی رہی اور وہ ناکامی کے بستر پر دراز ہو گیا۔ ہر چند کہ طبیبوں اور معالجوں نے اس کا علاج کیا مگر وہ صحت یاب نہ ہو سکا۔ بلکہ مرض اور شدت اختیار کرتا گیا۔ اس کا جسم بے جان اور بے حس و حرکت ہو گیا۔ اس حال کو دیکھ کر اس کی ماں جس کا نام سمبل بائی تھا سخت غمگین ہو گئی اور اپنے بیٹے کو پالکی میں ڈال کر اسے لئے ہوئے آنحضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور سوئے ادب اور جرموں کی معافی کی خواستگار ہوی۔ اسنے آہ و زاری کے ساتھ درخواست کی کہ اس کے بیٹے کو شفاء دی جائے۔

آنحضرتؒ نے اس عورت پر رحم کرتے ہوئے وہی شیرینی جو اُٹھا کر رکھی تھی طلب کی اور اس میں سے تھوڑی سی شیرینی اپنے کتے کے آگے ڈال دی۔ جیسے ہی کتے نے شیرینی کھائی وہ تڑپ کر ہلاک ہو گیا آپ نے تھوڑی سی شیرینی پانی میں حل کر کے اس عورت کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ تیرے بیٹے کے مرض کا علاج یہی ہے کہ اسے یہ پلایا جائے۔ اس صادق ارادہ عورت نے بلا کسی اندیشہ اور پس و پیش کے درست نیت اور صفائی دل کے ساتھ اپنے بیٹے کو شیرینی پلا دی۔ جیسے ہی پانی رایل کے پیٹ میں داخل ہوا اسے صحت کلّی حاصل ہوئی اور وہ ایسے ہو گیا جیسے اسے کوئی مرض ہی نہ رہا ہو۔ اسی وقت اسنے اپنے فاسد خیالات سے توبہ کی اور آپ کا معتقد ہو گیا۔

اگر ان واقعات کی تفصیل اور شرح کرامات وخرق عادات آنحضرتؒ جاننے کی خواہش ہو تو کتاب ''بدیع المعانی'' کا مطالعہ کریں جسے راقم سطور نے اس سے پہلے سلاست کے ساتھ

Marfat.com

لکھا ہے۔ معلوم ہو۔ غرض آنحضرتؒ کی وفات کے بعد رایل نے دو موضع ایک ہزار ایک سو اور آٹھ ۸ ہون رایل کہ فی ہون تین روپے و چہار آنہ کے برابر ہے جاگیر مقرر کی تا کہ انہیں آپ کے مزار مبارک پر پھول چڑھانے، خوشبو و چراغ کے تیل پر خرچ کیا جائے۔

رایل تا زیست ہر پنجشنبہ کی شام کو اشنان یعنی غسل کر کے مرقد منورہ کے تین چکر کاٹ کر اپنے مکان کو لوٹ جاتا تھا۔ اس طرح اس نے انتیس سال ضبط و ربط کے ساتھ حکمرانی کی اور آنے گنڈی میں ہی انتقال کر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا رام چندر رایل کے نام سے اپنے والد کی مسند پر جلوہ افروز ہوا۔ اس نے اپنی قیادت میں کافی ملک اور لشکر جمع کیا اس کے عہد دولت میں شہر بیدر کے بادشاہ یعنی محمود تغلق شاہ گجراتی نے مرقد آنحضرتؒ کی زیارت کا ارادہ کیا اور اپنے چند خاص احباب کے ساتھ اس مقام کو پہنچا۔ رایل مذکور نے سمجھا کہ بادشاہ اس کے ملک کی تخریب کے لئے آئے ہوے ہیں اس لیے اس نے جنگ کی تیاری شروع کی۔ اس وقت اس مزار مبارک کے سجادہ نشین شاہ یوسف قتال، جو حضرت بابا فخر الدین اولیاءؒ کے برادر زادے تھے نے رائل کو سمجھایا کہ بادشاہ کا ارادہ صرف مزار مبارک کی زیارت ہے اس لیے وہ پریشان نہ ہو۔

اس دور میں مشرقی ممالک سمندر تک آباد اور معمور تھے۔ رایل مذکور نے اٹھائیس سال فرمانروائی کرنے کے بعد عمر طبیعی کو پہنچ کر انتقال کیا۔ اس کی جگہ پر اس کا بیٹا ہری چندر رایل کے نام سے اپنے والد کے مسند پر متمکن ہوا۔

ان دنوں یعنی سنہ ۷۵۶ھ م 1355ء میں حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز ؒ گلبرگہ کو تشریف لائے اور اسے رونق بخشی۔ ان کے فضل اور رب ذوالجلال کے کرم سے بہمنیہ سلطنت کا پہلا بادشاہ حسن کانگو مسند بادشاہی پر جلوہ افروز ہوا۔ اس نے ایک عالم کو مسخر کیا اس کے حالات تاریخ فرشتہ اور تاریخ گجرات میں پڑھے جا سکتے ہیں۔

اس طرح ساٹھ ستر سال تک رایلان چھتری ایک کے بعد ایک سلطنت پر مسند آرا

Marfat.com

ہوتے رہے۔ اس دور میں سلطنتِ بہمنیہ کے سلاطین یعنی مجاہد شاہ بہمنی اور احمد شاہ بہمنی نے ترقی کی اور قلعہ اسیر، جنیر، واد گیر اور دیو گیر عرف دولت آباد اور شہر بیدر کو اپنے تصرف میں لے کر اس پر قابض ہو گئے۔۔ رایل اور اس کی رعایا مسلمانوں کی شمشیر سے خائف رہتے تھے اور اپنے اوقات اس طرح گذارتے تھے کہ ان کا ملک سلاطین اسلام کی فوجوں سے محفوظ رہے۔

اس طرح جب چھتریوں کی حکومت ہری چند رایل کے چوتھے نواسے پرتاپ رایل تک پہنچی تو اس نے اپنے باپ دادا کے طریقے کو چھوڑ کر لشکر آلات حرب وضرب جمع کرنا شروع کیے۔ اس کے علاوہ اس نے کئی ہاتھی بھی خریدے۔ اس نے فوج میں راجپوتوں اور مسلمانوں کو بھی بھرتی کیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ رایلوں کا ہر شخص آنحضرتؐ فلک مرتبت یعنی حضرت سید بابا فخر الدین اولیاءؒ کی مزار مبارک پر حاضری دیتا اور سال بسال نذر وغلاف روانہ کرتا تھا۔

کچھ مدت بعد سلطان احمد بہمنی نے لشکر کشی کی اور رایل کو جو جنگ کرنے پر مستعد تھا کو شکست دی۔ احمد شاہ نے بیدر کو اپنا دار السلطنت مقرر کیا۔ مذکورہ رایل سترہ (۱۷) سال تک ملک گیری کی کوشش اور حسرت کرتے ہوئے انتقال کر گیا۔ اسے چونکہ صاحب شوکت فرزند نہیں تھا اس لیے اس کے کارپردازوں نے اس کے ہمشیرہ زادے کو جس کا نام دیو رایل تھا سلطنت پر بٹھایا اور خود اس ملک کا انتظام کرنے لگے۔

کچھ مدت بعد سلاطین تیموری یعنی مغل بادشاہ کی جانب سے ایک امیر صاحب تدبیر سلاطین گجرات اور بہمنیہ کی مدد اور ان کے اتفاق اور رہنمائی میں لشکر کشی کرتے ہوئے آ نے گنڈی تک آ پہنچا۔ اس نے چھتریوں کے کثیر لشکر کو غارت کرنے کے بعد ان راجاؤں سے شایان شان پیشکش وصول کی اور دوستی کے لیے صلح کر لی۔ اس زمانہ سے یہ دستور ہو گیا کہ دو تین سال گذرنے کے بعد ایک امیر کی معاونت میں جو سلاطین دکن کا وکیل ہوتا تھا ایک مخملی زردوز مصحوب جوتا آ نے گنڈی کو روانہ کیا جاتا اور اس مقام کا راجہ اس پاپوش کو پوری شان وشوکت سے آگے بڑھ کر وصول

Marfat.com

کرتا اور امیر کا استقبال کرتا تھا اور مقررہ پیشکش ادا کرتا تھا۔ اس دستور پر قائم رہتے ہوئے مذکورہ رائل نے بیالیس سال (42) حکومت کی اور ایک مہلک مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا ویر بھدر رایل سلطنت پر فائز ہوا۔ اس نے اپنے باپ دادا کے قاعدہ کے مطابق ذی احتشام سلاطین کے ساتھ دوستی اور مصالحت کا طریقہ جاری رکھا۔ اس کے دور میں جنوبی علاقہ میں اکثر شہر اور آنے گنڈی کے آس پاس کے علاقے کو آباد کیا۔ اس نے تمام کرناٹک بالا گھاٹ اور پائین گھاٹ میں لائق، کفایت شعار اور عالم نواز کارکنوں کو مقرر کیا۔ اس نے کئی شہر آباد کئے اور قلعے تعمیر کروائے۔ اس نے سلاطین کو نیچا دکھانے کے لیے کثیر لشکر جمع کیا لیکن اپنی حکومت کے دسویں سال میں سکتہ کے مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا۔

اس کے بعد اس کا لڑکا نرسمہا رایل جلوہ افروز سلطنت ہوا۔ اس کے دور حکومت میں ملک وراج کی رونق بڑھی۔ اس نے پائین گھاٹ میں کئی قلعے تعمیر کروائے۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے دار الحکومت کے مشرق میں کئی عظیم شہر جیسے صوبہء نیلور، ونکل، دیر سسنکار کنڈہ، سیکا کول وغیرہ آباد کروائے۔ اس طرح آنے گنڈی اور اگنی کے جنوب میں موجود شہر جیسے ترنگی، کندر پلی وغیرہ بھی آباد کروائے۔

رایل مذکور اگرچہ نیک نیت، رعیت پرور اور لشکر نواز تھا لیکن اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اکثر اداس اور تشویش میں مبتلا رہتا تھا۔ وہ بچون کی آرزو میں آنسو بہایا کرتا تھا۔ اس کے لئے وہ سادھو سنتوں اور خدا پرست بزرگوں سے التماس اور عاجزی کے ساتھ دعا کروایا کرتا تھا۔

ایک دن ایک منجم نے تقویم کی رو سے دریافت کرنے کے بعد بتایا کہ اگر رائل ایک مقررہ وقت پر غسل کر کے پوجا پاٹ ادا کرنے کے بعد اپنی بیوی سے ہمبستری کرے تو اغلب ہے کہ بھگوان جو اس جہاں کو بنانے والا ہے اسے اقبال مند و قوی بازو پسر عطا کرے گا۔ رایل اس جانفزا خبر کو سن کر بے حد خوش ہو گیا۔ اسے گویا نئی زندگی مل گئی اور وہ اس وقت کا انتظار کرنے لگا۔

Marfat.com

پجاری کے بیان کے مطابق جب مقررہ وقت آ پہنچا تو اس نے حسب ہدایت غسل کیا اور پوجا پاٹ سے فارغ ہو کر جلدی سے وہ اپنی خواب گاہ میں پہنچا۔ اس وقت اتفاق سے اس کی زوجہ ابھی تک اپنے آرائش میں لگی ہوئی تھی اور ایک کنیز بستر استراحت درست کرنے کے لئے کمرہ میں موجود تھی۔ راجہ نے کنیز کو بیوی سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ ہمبستری کی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد اس کی بیوی بھی وہاں پہنچی۔ اس نے بیوی کے ساتھ بھی مباشرت کی۔ کنیز اور رانی دونوں کو حمل ٹھہر گیا۔ اس طرح دونوں نازنینوں کو بیٹے پیدا ہوئے۔ کنیز کے فرزند کا نام کشن رایل اور رانی کے پسر کا نام ویرنرسمہا رائل رکھا گیا۔ رایل کا دل ان دونوں کو پا کر چمن کی طرح کھل اٹھا۔ وہ ان دونوں نونہالوں کی پرورش دولت واقبال میں سرموفرق کیے بغیر کرنے لگا۔ تاہم اسے بہادری، جلاوت، دانائی اور جرأت کے آثار کشن رایل میں زیادہ نظر آئے اس لئے وہ اسے ترجیح دینے لگا۔ اسی لئے رانی کشن رایل سے جلنے اور خار کھانے لگی۔ اس طرح وہ موقع ملنے پر اسے ایذا پہنچانے بلکہ قتل کروادینے کے متعلق سوچنے لگی۔ کشن رایل کے طالع اور یاوری سے رایل کے جاہ وجلال میں دن بدن ترقی ہونے لگی۔ سلاطین بہمنی اپنے آپسی نزاع کی وجہ سے اس کی مدد طلب کرنے لگے۔

اسی دوران معمول کے مطابق رایل ایک رات اپنی خواب گاہ میں پہنچا اور اپنی دستار (پگڑی) کرسی پر رکھ کر سو گیا۔ اس وقت اس کا سکۂ حکمرانی دستار ہی میں موجود تھا۔ رانی کی نظر جب اس پر پڑی تو اس نے رایل کی نظر سے چھپ کر سکۂ حکمرانی اٹھا لیا اور اسے لے کر وہاں سے روانہ ہوگئی اور کارپرداز (وزیر) کے نام رایل کی جانب سے ایک خط لکھ کر حکم دیا کہ کشن رایل کو فوراً راتوں رات قتل کر کے اس کی آنکھیں نکال کر حضور کے آگے پیش کی جائیں۔ خط لکھنے کے بعد اس نے اس حکمنامہ پر مہر لگا کر کارپرداز کو روانہ کر دیا۔

کارپرداز جس کا نام رامنا تھا بیحد دانا اور اس دنیا کے معاملات سے اچھی

طرح واقف تھا۔ اسے اپنے ولی ءنعمت کی مہراس خط پر دیکھ کر بے حد حیرت ہوی اوراس نے سمجھ لیا کہ ہو نہ ہو یہ اسی رانی کا فتور ہے۔ کار پرداز کشن رائل کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے گھر لے گیا اور تہ خانے کے ایک حجرے میں اسے چھپا دیا۔ اس نے انسانوں کی آنکھوں سے ملتی جلتی ایک ہرن کی آنکھیں نکال کر انہیں رایل کے زنانہ میں روانہ کر دیا۔

جب صبح ہوی اور کشن رایل راجہ کے پاس نہیں پہنچا تو رایل نے کار پرداز سے دریافت کیا کہ کشن رایل کہاں ہے۔ کار پرداز نے رات کا لکھا ہوا خط رایل کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رایل یہ خط دیکھ کر اپنی بیوی کے فتنہ اور فساد کو سمجھ گیا اور غم اور غصہ کے سمندر میں ڈوب گیا اور اس نے سوچا کہ اس غلطی کے پاداش میں اپنی پست فطرت عورت کو قتل کرا دے لیکن یہ سوچ کر کہ ناقص عقلوں سے انتقام لینا خردمندوں کی فطرت کے خلاف ہے اسے معاف کر دیا۔

اسی طرح اسے مسند آراء ہوئے پندرہ سال گزر گئے۔ طالع آور بیٹے کے سوگ میں اس کا دل فرمانروائی سے بیزار ہو گیا۔ وہ اس وقت موجود فرزند کو مسند نیابت پر بٹھا کر گوشہ نشین ہو گیا۔ لیکن مصلحتاً اس نے مہر سکہ ءملک رانی اپنے ہی پاس رکھی۔ اس نے زمام حل وعقد اور امور سلطنت بیٹے کے حوالے نہیں کئے۔ اس کے علاوہ کارکنوں کی ترقی وتنزل اور قلعداروں کو مامور کرنے کا کام اپنے ہی ہاتھوں میں رکھا۔

اس طرح بارہ سال گذر گئے جب اس کا آخری وقت آ پہنچا تو اس نے اپنے کار پرداز سے کہا کاش کہ اس وقت کشن رایل ہمارے پاس ہوتا۔ کار پرداز نے کہا۔ آپ جس کسی کا بھی ہاتھ پکڑ لینگے وہ کشن رایل بن جائے گا۔ آپ جہاں بھی اسے نام لے کر پکارینگے وہ حجرۂ غیب سے (چھپی ہوئی جگہ سے) چلا آئے گا۔ یہ بات سن کر وہ بے حد خوش ہو گیا۔ اسے یقین ہو گیا کہ اس کا بیٹا زندہ ہے۔ فرط تمنا اور مہر پدری کے جوش سے مغلوب ہو کر اس نے وہاں پر موجود لوگوں کو حکم دیا کہ اس فخر دودمان دولت کو عالم وجود میں لے آئیں یعنی فرزند کو پیش کریں۔ حاضرین نے فوراً

کشن رایل کو اس کے آگے پیش کیا۔ جیسے ہی کشن رایل پر اس کی نظر پڑی اس کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہنے لگے۔ فرط محبت سے اسنے رایل کو گلے سے لگالیا۔

رایل نے فرماندہی کی انگوٹھی اپنی انگلی میں پہنتے ہوئے کشن رایل کے آگے پیش کی۔ اس ریاست میں یہ دستور تھا کہ ولی عہد خنجر سے انگلی کاٹ کر مہر حکومت حاصل کرتا تھا۔ اس دستور اور عقیدہ کے مطابق کشن رایل نے سفا کی کے ساتھ خنجر کھینچ کر انگلی کاٹ دی اور انگوٹھی حاصل کر کے دستور کے مطابق آداب بجالایا اور وہ وہاں سے اپنی ماں کے گھر روانہ ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد رایل کا انتقال ہو گیا۔ رایل کی وصیت کے مطابق کارپردازوں نے کشن رایل کو مسند راجگی پر متمکن کیا۔ اس کے بھائی ویرنرسمہا رایل کو چندر گیری کی حکومت پر بٹھایا گیا۔

کشن رایل نے مسند حکومت و ریاست پر سرفراز ہو کر لشکر، جنگی ساز و سامان اور جنگی ہاتھیوں کو جمع کرنے کا کام شروع کیا۔ اس نے ریاست کا کاروبار سیاست کے ساتھ کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب اسے اس بات کا یقین ہو گیا کہ اس کے پاس ملک گیری کی کافی استعداد پیدا ہو گئی ہے تو اس نے فدائیان بہمنیہ سے مقابلہ ومجادلہ کرنے کا فیصلہ کیا اور فوج کے ساتھ روانہ ہو گیا۔

محمود شاہ بہمنی سلطنت بہمنی کی دولت وجاہ کے خاتمہ کا سبب بنا۔ ہر جنگ میں اسے کشن رایل کے ہاتھوں شکست ہوتی رہی۔ اور رایل کی سپاہ قوی ہوتی گئی۔

بالآخر محمود شاہ رائچور کے نواح میں اعداد شکنی کے عزم سے نکلا۔ جنگ کے دوران گھوڑا دوڑاتے وقت گھوڑے کا پاؤں میدان جنگ میں موجود گھاس میں پھنس گیا۔ گھوڑا اپنے سوار کے ساتھ گر گیا۔ محمود شاہ کا سر پھٹ گیا۔ لشکر شاہ میں بھگدڑ مچ گئی۔

قاسم خان برید الملک نے اس موقع کو غنیمت جان کر بہمنیوں کی سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ اور ملک ومال اور حرم بادشاہی پر اپنا تصرف کر لیا۔ اس کے علاوہ اس نے غلط فیصلہ کرتے ہوئے کشن رایل سے مدد طلب کی۔ قاسم خان نے دولت بہمنیہ کو تاراج و برباد کر دیا اور اس کے بھی

Marfat.com

خواہوں کو رنجیدہ کیا۔ یہ حالت دیکھ کر یوسف عادل خاں بیجاپوری، سبحان قلی قطب الملک گولکنڈوی، عماد الملک براڑی اور ملک احمد بحری نظام جنیری نے جو کہ بااقتدار امراء صاحب جاہ وحشم اور بے قیاس دولت کے مالک تھے اس بات کا فیصلہ کیا کہ وہ بیجاپور، گولکنڈہ، براڑ اور جنیر پر قابض ہو جائیں۔ اس طرح انہوں نے ان سلطنتوں پر جلوس کیا۔ چونکہ انہوں نے رایل مذکور سے آشتی کر لی تھی اس لئے قوی بازو ہو کر حکومت کرنے لگے۔ لیکن یہ لوگ اس کے فریب سے غافل نہیں تھے۔

جب راجہ نے معمول کے مطابق تین سال تک زر نعل بہادہلی کو روانہ نہیں کیا تو شاہ دہلی نے معمول کے مطابق ایک پاپوش اپنے ایک وکیل کے ذریعے روانہ کی۔ کشن رایل اپنی دولت اور فوج کے سبب کافی مغرور ہو چکا تھا اسلئے اس نے اگرچیکہ وکیل کا استقبال کیا۔ لیکن آداب کے جو اصول تھے انہیں پورا نہیں کیا۔ اس نے ایک جوتی دیکھ کر سوال کیا کہ آخر میں ایک جوتی لے کر کیا کرونگا دوسری جوتی بھی پیش کریں تو اس کی قیمت ادا کر دونگا۔

یہ بات سن کر وکیل اور اس کے ساتھی غیظ و غضب میں بھر گئے۔ انہوں نے جنگ کی ٹھانی مگر رایل کی کثیر افواج سے مغلوب ہو کر فرار ہو گئے۔ کشن رایل نے انکا پیچھا کیا اور دارالحکومت کے شمال میں دریائے نربدا تک اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اس نواح کے تمام راجاؤں اور زمینداروں نے اس کی باج گذاری قبول کر لی۔ امراء بہمنیہ بھی مطیع اور خوفزدہ ہو گئے۔ اس کی سلطنت اور فرمانروائی کا دبدبہ اطراف و اکناف دکن میں ہو گیا۔ ہر کوئی چاہے وہ ہندو ہو یا مسلمان سپر انداز ہو کر اس کا باجگذار ہو گیا۔

اس کا غرور مملکت اور اقبال روز افزوں بڑھتے گئے اس نے تین چار ہزار جنگی ہاتھی اپنی حکومت میں جمع کر لئے پچیس سال تک مخالفین کی کامیابی کے ساتھ سرکوبی کرتے ہوئے انتقال کر گیا۔ بعض لوگوں نے بتایا کہ اس کی موت استسقاء (جگر کی بیماری جس میں ہاتھ پیر پھول جاتے

Marfat.com

ہیں) کے مرض میں مبتلا ہو کر ہوی۔

چونکہ اسے ایک شادی شدہ دختر کے سوا کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی اسلیئے ارکان واعیان دولت نے اسکے سگے بھائی اچھوت راج کو مسند پر بٹھایا اور وہ باپ اور بھائی کی روایت اور قاعدہ کے مطابق ملک کا نظم ونسق چلانے لگا۔

اس زمانہ میں قاسم خان برید الملک نے سر میں شورش بھر کر ملک گیری کی ہوس میں کثیر لشکر جمع کیا اور اپنے پاؤں حدود سے آگے بڑھانے لگا۔ یہ صورت حال دیکھ کر مذکورہ بالا چاروں امراء یوسف عادل شاہ' سبحان قلی' عماد الملک اور ملک احمد بحری) نے اپنے اپنے لشکر کے ساتھ جنبش کی اور کوہیر کے نواح میں قاسم خان کو قتل کر دیا۔ انہوں نے ملک بیدر اور اسکے ماتحت علاقہ کو اپنے درمیان تقسیم کر لیا۔

اس دوران اچھوت راج جس کی قسمت میں ترقی جاہ وحشم تحریر نہیں تھی دوسرے سال اس جہاں فانی سے کوچ کر گیا۔ اس کے بعد متوفی کشن رایل کے داماد رام راج کو چھتریوں کے مسند امارت پر متمکن کیا گیا۔ وہ ملک ولشکر پر قبضہ کر کے داد ودہش سے حکومت کرنے لگا۔ اسنے قلعوں کو مضبوط کیا اور ان پر اپنے بھائیوں کو مقرر کیا۔ صوبہ ادھونی پر اپنے بھائیوں کنم راج اور گووند راج کو مامور کیا۔ اس نے اکثر راجوں اور اراکین کرناٹکیں میں تبدیلی کی چند کو معزول اور چند کا تقرر کیا۔

کچھ مدت بعد مرتضیٰ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ جنیری اور علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ بن اسماعیل محمد عادل شاہ بن یوسف عادل بیجاپوری کے درمیان ملک ومال کی حرص کیلیئے جنگ وجدال اور قتل وغارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ عادل شاہ کو نظام شاہی لشکریوں کے ہاتھوں شکست ہوئی۔ عادل شاہ نے لاکھوں کا سونا چاندی دیگر راجہ کو اپنی مدد کے لئے طلب کیا۔ راجہ نے اہل اسلام کو شکست دینا فوز عظیم اور اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے

Marfat.com

باعث سمجھا۔ اسنے ایک گراں فوج کے ساتھ احمد نگر اور جنیر کے آس پاس کے علاقہ میں آتش زنی اور غارت گری شروع کر دی۔ وہ اس علاقہ کی تمام سرزمین اور رعایا کو خراب و تاراج اور خاک سیاہ کے برابر کرنے لگا۔ جب آتش فتنہ وفساد ختم ہوا اور آشتی اور سکون پیدا ہوا تو راجہ نے علی شاہ شہریار کی جانب سے کثیر سامان غنیمت بطور خراج حاصل کیا اور وہاں سے لوٹ گیا۔

اسی دوران اس کے بھائیوں نے جو ادھونی میں مامور تھے راجہ کو مشغول پا کر فتنہ انگیزوں کی ایک جماعت کی حمایت سے قلعوں اور بیجی نگر کے چند تعلقات پر قبضہ کر لیا۔

جب رام راجہ نے اپنے اطراف عظیم فتنہ اور بے دولتی اور اپنی فوجوں کے شکست کے آثار دیکھے تو متحیر اور متفکر ہو کر ایلچیوں کو نصیحت اور مواعظ کے ساتھ اپنے بھائیوں کے پاس روانہ کیا اور ان کی دلداری اور دل جوئی کی۔ لیکن چونکہ ان کے پاس بے حساب فوجیں جمع ہو گئیں تھیں اور چند مستحکم قلعے بھی موجود تھے اس لئے انہوں نے اپنے بھائی کی نصیحت کی پرواہ نہیں کی بلکہ جنگ کی تیاری کرنے لگے۔

راجہ نے جب دیکھا کہ خود اس کی سلطنت کے اکثر راجے اور قلعداران کی موافقت کرنے لگے ہیں تو اس نے اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا۔ ان کی تجویز پر ابراہیم قطب شاہ گولکنڈوی کی خدمت میں وکیل روانہ کر کے اس سے مدد طلب کی۔ دونوں بادشاہان ذیجاہ نے اس کی اس درخواست کو مغتنم جان کر اس کی خواہش کے مطابق سوار و پیادہ اور سامان رسد و غلات روانہ کئے۔

اس نے شاہان با تمکین کی فوجوں کی مدد سے فتنہ باز بھائیوں کو اپنے حیطۂ اطاعت میں داخل کر لیا۔ قلعہ ادھونی اور اس کے محلات اور مواضعات اپنے قبصہ میں لے لئے۔ لیکن جو فتنہ اس کے اراکین دولت نے شروع کیا تھا وہ بالکل فرو نہیں ہوا۔ ہر گوشہ سے فتنہ انگیزی سر اٹھانے اور اس کے حیطۂ امکان اور فرمان سے آگے بڑھنے لگی۔ لڑائی کا امکان پیدا ہو گیا۔ اسی لئے اس نے

بادشاہان اسلام سے التجا کی۔ انہیں بے شمار تحائف اور ہدیے روانہ کئے۔ چونکہ اسے زوال سلطنت کا خدشہ پیدا ہو گیا تھا اسلئے اسنے فراست اس میں دیکھی کہ نخوت وغرور کو دور کر کے صفائی باطن اور سلامتی کی راہ اختیار کرے۔

اسی دوران ابراہیم عادل شاہ بیجاپوری اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔ چونکہ اس کا خلف صدق صرف بارہ سال کا تھا اسلئے بادشاہی کے مہمات جزوکل سے عہدہ برآ ہونے کے لائق نہیں تھا۔ اسی سبب اس کے ارکان دولت میں قصور اور فتور پیدا ہو گیا۔ چنانچہ نظام شاہ اور قطب شاہ نے بار بار بیجاپور پر لشکر کشی کی۔ عادل شاہ میں ان دوخونخوار شیروں سے مقابلہ ومجادلہ کی طاقت نہیں تھی اسلئے اس نے راجہ کی پناہ حاصل کی اور اس کے صلاح ومشورہ سے حکومت کرنے لگا۔

اس واقعہ سے قبل جمشید شاہ نے جو ابراہیم قطب شاہ کا بڑا بھائی تھا حیدرآباد پر قبضہ کر لیا۔ اس لئے ابراہیم قطب شاہ دارالسلطنت سے جان بچانے کے لئے نکل کر آنے گنڈی میں پناہ گزین ہو گیا۔ بالآخر راجہ کی مدد سے تلنگانہ کی حکومت پر سریر آرا ہوا۔ راجہ نے ان واقعات سے یہ باور کر لیا کہ بیجاپور اور تلنگانہ کی تمام سلطنت اور مملکت اس کے قبضہ میں ہے۔

غرض انہیں دنوں راجہ کو جس نے چند دنوں کے لئے پنو کنڈہ کو اپنا مستقر بنایا تھا تمراجہ بن سری جنگل راج ناظم چنگلپیٹ کے متعلق جانکاری حاصل ہوئی۔ چنگلپیٹ کرناٹک پایانگھاٹ میں سمندر سے مشرق کی جانب آٹھ کردہ کے فاصلہ پر ہے۔ تمراج شجاعت ومردانگی حسن وجمال اور فرزانگی میں سرآمدہ تھا۔ وہ راجہ کے معاصرین اور بیجی نگر کے تابعین میں سے تھا اسلئے راجہ نے اسے ملاقات کے بہانے طلب کیا۔ لیکن تمراجہ نے بغاوت کرتے ہوئے انکار کر دیا۔ راجہ کے اعیان وارکین میں کسی بھی شخص میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اس کی تادیب کر سکے۔ تاہم تمراجہ نے حلال نمکوں کے قاعدہ کے مطابق اس کی طلبی پر سفر کا تہیہ کر لیا اور اپنی روانگی کا جھنڈا قلعہ سے باہر لگوا دیا۔ لیکن یکا یک جھنڈے کا ستون ٹوٹ کر نیچے گر گیا۔ تمراجہ کے ماموں پھوپٹ راج' دیگر ہوا

خواہوں اور منجموں نے اس طرح علم ٹوٹنے کو بدشگونی قرار دیتے ہوئے سفر منسوخ کرنے کی درخواست کی۔ ایک برہمن نے کہا کہ اس رات کانچی کے مندر کے بت نے خواب میں آ کر اس سے کہا ہے کہ راجہ یہ سفر منسوخ کر دے مگر تمراجہ نے اپنی شجاعت کے غرور میں کسی کی نہ مانی۔ وہ قلعہ اس کے تابعین اور تمام اسباب ثروت کو اپنے عم (چچا) کے حوالے کرتے ہوئے ایک ہزار خون آشام پیادہ فوج اور پانسو شجاعت آثار سواروں کے ساتھ بیجی نگر کو روانہ ہو گیا۔

بدقسمتی سے پہلی منزل میں کوہ سیورم کے متصل ایک صیاد نے ایک خرگوش کو تیر سے زخمی کر دیا اور زخمی خرگوش نے اس کے سامنے آ کر تڑپ تڑپ کر جان دیدی۔ اس کے رفیقوں نے اسے بھی بد فال سمجھتے ہوئے آگے بڑھنے سے روکا۔ لیکن اس نے کہا جو بھی خدا چاہتا ہے وہ ظہور پذیر ہوتا ہے صاحب عزم وشوکت اس طرح کے واقعات سے متغیر نہیں ہوتے۔

الحاصل وہ قطع منازل کرتا ہوا پنوکنڈہ پہنچا۔ قلعہ کا دروازہ بند تھا لیکن وہ راجہ کی اجازت کا انتظار کئے بغیر ہاتھی پر سوار ہو کر نقارہ بجاتے ہوئے راجہ کے محل خاص کے دروازہ تک بڑھ گیا۔ راجہ کو یہ بے ہنگم اور کان پھاڑنے والی آواز سنائی دی۔ وہ بالائے بام آ کر سوار کے کرّ وفر اور اس کے رخ زیبا کا نظارہ کرنے لگا۔ وہ آتش قہر وغضب میں جلنے لگا۔ اپنے آس پاس موجود حاضرین سے اس نے دریافت کیا کہ یہ کون بے ادب اور شوخ چشم ہے جو ایسی دلیری رکھتا ہے۔ حاضرین نے جواب دیا کہ یہی تمراجہ ناظم چنگل پیٹہ ہے جو حسب طلب حاضر ہوا ہے۔ راجہ نے اس کی ہیبا کی اور رعب وداب سے مرعوب ہو کر مصلحتاً اس سے سرسری ملاقات کی اور حصار قلعہ سے باہر مغرب کی جانب خیمہ زن ہونے کی اجازت دی۔

دوسرے دن راجہ نے اپنے کارپردازوں سے صلاح مشورہ کیا اور کہا کہ ایسے دلیر وشجیع شخص کو جسے رستم وقت کہیں تو بیجا نہ ہوگا اپنی قلمرو وریاست میں رکھنا غیر مناسب ہے اگر خدانخواستہ اس کے دل میں خیال فاسد اور اندیشہ بد پیدا ہو جائے اور وہ لشکر جمع کر لے اور اس کی دسترس میں

بیجی نگر کے تعلقات اور پرگنات ہو جائیں تو پھر اس سے مقابلہ کی قوت کسی میں نہیں ہوگی۔ اس لئے اس وقت اس کی سوئے ادبی سے اغماض کرنا ملک اور لشکر میں خلل اور فساد پیدا کرنے کا سبب ہوگا۔ اس بارے میں تمہاری صوابدید اور رائے پیش کرو۔ سبھی اراکین سلطنت نے اس مقولے پر عمل کرتے ہوئے کہ سلطان کی رائے کے خلاف رائے دینا اپنے ہی خون سے ہاتھ دھونے کے مصداق ہے۔ اتفاق رائے سے کہا کہ راجہ کی پسند عین صواب اور عبرت ملک و دولت ہے کیونکہ جنوبی کرناٹک پایاں گھاٹ کے اکثر راجے اور زمیندار اس کے ساتھ باب رسل و رسائل اور پیام و کلام کھولے ہوئے ہیں اس لیے اس کی سوئے ادبی سے اغماض کرنا دولت و اقبال، عدل و مال سے ہاتھ دھونا ہے۔

ایک اور جگہ اس طرح لکھا ہوا ہے کہ جب تمراجہ پنوکنڈہ فائز ہوا اس نے اپنے سواروں کے طمطراق سے سارے شہر کے لوگوں کو گرویدہ کر لیا اس وقت راجہ خود مضطرب ہو کر بالائے بام جا کر یہ منظر دیکھنے لگا۔ اس وقت راجہ کی منظور نظر جو اسے جان سے بھی زیادہ عزیز تھی۔ بالا خانہ کے غرفہ سے اس جوانمرد کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کے مردانہ جاہ جلال پر فدا ہوگئی۔

اس فاحشہ نے اسی وقت راجہ سے رخصت چاہی اور اپنے نوکر کے ذریعے تمراجہ کو مجرا کے بہانے طلب کیا۔ تمراجہ خالی الذہن اور ان لومڑی صفت عورتوں کی چال اور دغا و فریب سے ناواقف تھا اس لیے بلا توقف محل سرا میں داخل ہو گیا۔ اس نے آداب فرزندانہ اور نذر جو کہ اس قوم میں جاری تھے ادا کئے اور ادب سے ایک جانب کھڑا ہو گیا۔ زن بد باطن نے شہوت نفسانی سے مغلوب ہو کر تمراجہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے کھینچتے ہوئے اپنی خواب گاہ میں لے گئی اور امر شنیعہ کی مرتکب ہوئی۔ اور مطالبہ کیا کہ وہ اس کی خواہش نفسانی پوری کرے۔ تمراجہ عورت کے اس مطالبہ سے سخت ناخوش اور مجتنب ہو گیا اس نے کہا میں راجہ کا نوکر ہوں اور اس ناطے تمھارے فرزند کے مانند ہوں اور تم میری ماں کے سمان ہو۔ کس ملت اور مذہب میں ماں کے ساتھ اس طرح کی حرکت

Marfat.com

جائز ہے؟۔ جو کچھ بھی ہو رام قسم میں اس امر میں رام نہیں ہوں گا۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔

فاحشہ اپنی حاجت پوری نہ کر سکی اور غضب ناک ہو کر اپنے کمرہ میں چلی گئی۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ پرفریب عورت سے ہزار شیطان عالم خواب میں بھی پناہ مانگتے ہیں۔ وہ یہ سوچ کر کہ کہیں رات کا راز فاش نہ ہو جائے خوفزدہ ہو گئی۔ صبح ہوئی تو خود سر کے بال کھولے، ساڑی کا پلو زمین پر گرائے، جہالت اور مایوسی سر سے پیر تک طاری کئے راجہ کے حضور میں پہنچی اور بے حیائی کے آنسو اپنی پرفریب آنکھوں سے بہاتے ہوئے کہنے لگی حضور نے عجیب ناموس شکن، شہوت باز نوکر رکھے ہیں کہ آج میرا دامن عصمت جو کہ سالہا سال سے قائم تھا تار تار ہوتے ہوتے رہ گیا۔ راجہ نے حالات کی تفصیل دریافت کی۔ فاحشہ نے کہا۔ وہ میرے حسن وادا پر فریفتہ ہو کر میرے پاس چلا آیا۔ میں نے مہر مادری سے مغلوب ہو کر اسے اپنے پاس بٹھا لیا۔ اس نے اپنا ناپاک ہاتھ میرے شموش گنجینہ سینہ پر دراز کر دیا اور چاہا کہ ان سیاروں کو اپنے بے حجاب ہاتھوں سے ملوث کر دے اور میرے چمن رخ رنگ بخش کے صد چمن کو بوسوں سے آلودہ کر دے اور خطوط نفس و شہوت سے مہاراج کے دارالسرور کو اپنے تصرف میں لے آئے۔ لیکن میں نے ہرگز ہرگز اپنا جسم اس کے حوالے نہیں کیا۔ اس وقت یہ امید کرتی ہوں کہ اسے جلد از جلد اس جرم کے پاداش میں سزا دی جائے گی۔

راجہ نادان منش نے اس تہمت کو سچ سمجھ لیا اور ناحق اس نوجوان کے قتل کے درپے ہو گیا اور مشورہ کرنے لگا۔ غرض اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ اسے ضیافت اور ضروری گفت وشنید کے بہانے بلا کر قلعہ کے اندر قتل کر دیا جائے۔

دوسرے دن قرار کے مطابق اسے طلب کیا گیا اور وہ بے گناہ میران خان شجاعت پیشہ اور چند سواروں اور پیادوں کے ساتھ قلعہ کے اندر داخل ہوا قلعہ کے دروازے بند کر دیے

Marfat.com

گئے۔اس طرح اس کی واپسی کی راہ مسدود کردی گئی۔راجہ کے سپاہی جو کمین گاہ میں تیغ اور کوپال لئے ہوئے اس کے منتظر تھے ان کے آگے کود پڑے پیادوں نے کتوں کی طرح عوعو کرتے ہوئے ان شیران تہور شان پر حملہ کر دیا جب تمراجہ کو راجہ کی دغابازی کا اندازہ ہو گیا تو وہ اپنے ہاتھی سے اتر کر دلچسپ نامی گھوڑے پر سوار ہو گیا اور رستم صفت میران خان اور دیگر جانبازان سہراب منش کے ساتھ میدان جنگ میں داد مردانگی دینے لگا اس وقت اس نے ایسی داد شجاعت دی کہ اس بے مہری کے باوجود لوگ آج بھی اس کی جانبازی پر ابر گہربار کی طرح آنسو بہاتے ہیں۔

الحاصل ان جانباز مردوں نے قلعہ کے درو دیوار اور کوچہ و بازار کو ان کینہ سے بھرے ہوئے ناتجربہ کار لوگوں کے خون سے رنگتے ہوئے بلکہ یہاں کے تمام لوگوں کو زیر و زبر کرتے ہوئے راجہ کے محل تک پہنچے۔جہاں ایک کثیر انبوہ محل کی نگہبانی کر رہا تھا۔ان لوگوں نے چونٹیوں اور مکوڑوں کی طرح ان کا گھیرا کر لیا اور تمراجہ اور اس کے ساتھیوں کو جو شیران میدان بہادری تھے ہلاک کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد جو کہ صریحاً جور وظلم و بے داد تھا اکثر راجے اور زمیندار اور اعیانِ دولت اپنی اپنی جگہ بدظن اور وہم میں مبتلا ہو گئے۔انھوں نے شاہانِ مدار یعنی قطب شاہ و علی عادل شاہ کو تحفے تحائف اور ہدیئے روانہ کرتے ہوئے درخواست کی کہ ظالم راجہ کی حکومت ختم کریں۔

اسی دوران اس قادر حشمت و جاہ نے دین اسلام سے تعصب کے سبب چند مشائخین دین راسخ کو جو کہ اس کی قلمرو میں سکونت اختیار کیے ہوئے تھے۔طلب کیا اور امتحان کے طور پر دینی مباحثہ شروع کر دیا۔چونکہ یہ لوگ سوال و جواب میں دلائل و براہین سے صریح طور پر غالب آ گئے تھے اس لئے انھوں نے کنایتاً ان کے مذہب کی اہانت ظاہر کی۔اس ملعون بے باک نے راہ دغا اختیار کرتے ہوئے انھیں ضیافت دی۔اس نے دھوکے سے بھیڑ کے گوشت کے ساتھ خنزیز کا گوشت انہیں ملا کر کھلا دیا۔یہ بات جب ان مشائخین کو معلوم ہوئی تو ان میں سے چند نے

Marfat.com

زہر ہلاہل کھا کر کر جان دے دی اور بعضوں نے اپنی زبان کاٹ کر اس کے دیوان خانے پر دے ماری اور اس طرح راہ عدم اختیار کی۔ دینداروں کی اس خونریزی نے اس کی دولت کی بنیاد کھوکھلی کر دی۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایران کی قوم سادات کا ایک شخص تجارت کے عزم سے اس کی ریاست میں پہنچا تاجروں کے قاعدہ کے مطابق اس نے ایک دوکان کھول لی۔ ایک دن وہ غسل کے ارادہ سے آبادی میں غسل خانہ کی تلاش میں نکلا تلاش و جستجو کے بعد اس بے دین کے غسل خانہ میں جہاں کا پانی پاک وصاف تھا پہنچا اور غسل کرنے لگا۔

دوسری جگہ میں نے یہ لکھے ہوئے دیکھا ہے کہ تاجر مذکور نے ایک دن دہی فروش کے برتن میں دہی کی ترشی وشیرینی جانچنے کے لئے اپنی انگلی ڈال کر اسے چاٹا۔ غرض اس معمولی سی غلطی پر دین و اسلام کے دشمنوں نے یہ خبر اس نار جہنم جاہ کے گوش گزار کی۔ راجہ نے عناد دینی کے سبب بلا تامل حکم صادر کیا کہ اس بیچارہ کا سیدھا ہاتھ پنجہ تک کاٹ دیا جائے اس نے اہانت کے ساتھ اس واقعے کو شہرت دی اور اسے شہر بدر کر دیا اور اس کا سارا مال و متاع اپنے نجس خزانہ میں جمع کروالیا۔

تاجر مذکور غیرتِ دین کے سبب شاہان اسلام کی خدمت میں جو کافی طاقتور ہو چکے تھے شکایت لے کر پہنچا اور باریابی کا منتظر ہوا۔

اسی دوران عادل شاہ نے راجہ سے مدد طلب کی تاکہ حسین نظام شاہ کی خصومت دور کر سکے جس نے گلبرگہ "شولاپور اور کلیان کی تسخیر کے لئے لشکر روانہ کیا تھا۔ راجہ کی فوج، عادل شاہ کی فوج کے ساتھ ملکر اپنے بلاد سے روانہ ہوئی اور سلاطین کے دیار میں پہنچ کر انھوں نے احمد نگر پر قبضہ کر لیا اور یہاں کی مساجد اور مکانات کو نذرِ آتش کر دیا اور مسلمانوں کی کثیر تعداد کو ہلاک کر دیا۔

راجہ نے اپنے بھائی وینکٹادری راج کو جگد یوراج اور عین الملک کے ہمراہ ایک کثیر فوج کی سرداری دے کر روانہ کیا تاکہ وہ تلنگانہ یعنی حیدر آباد کے علاقوں کو برباد کرے چنانچہ مذکورہ

Marfat.com

بھائی نے نفاقِ دلی سے خوب تباہی مچائی اور چند بڑے قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ اس سبب سے اہل اسلام یعنی شاہانِ اسلام کے علاقوں میں انواع واقسام کی خرابی راہ پانے لگی۔ ہر گوشہ سے شرانگیزی سر اُٹھانے لگی۔ ہر طرف عناد وفساد برپا ہونے لگا۔ بیجاپور یعنی قلمروئے علی عادل شاہ بھی فتنہ اور شر سے بھر گیا۔ آخر کار قطب شاہ اور نظام شاہ نے آپس میں صلاح ومشورہ کیا اور راجہ کی قدر گھٹانے کی ترکیبیں سوچنے لگے۔ پس ہر ایک بادشاہ نے طے کرلیا کہ شجر دولت سراسر نکبت رام راجہ کا قلع قمع کیا جائے اس لئے طے کرلیا کہ جنگ وجدال کی استعداد بڑھائی جائے۔

اس واقعہ سے قبل حسین نظام شاہ نے بیجانگر کے وجود کفر کو دور کرنے کے لئے ہمت کرکے مولانا عنایت اللہ کو صداقت آمیز مکتوبات کے ساتھ جس میں ارباب کفروشرک وضلال دور کرنے کی باتیں مندرج تھیں قطب شاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور اس طرح اتحاد کی راہ پیدا کی۔

قطب شاہ اس بات سے بے حد خوش ہوا اور اس نے راجہ کی دولت کی بنیاد کو منہدم کرنے کی اور زیادہ تحریص دلائی۔ اس نے اپنی طرف سے سید مصطفیٰ خان مدار المہام (وزیراعظم) کو تحفوں اور تحائف کے ساتھ بطور ایلچی نظام شاہ کی خدمت میں بھی روانہ کیا۔ اسی طرح نظام شاہ کا ایلچی علی عادل شاہ کی بھی خدمت میں روانہ کیا گیا دونوں ممالک کے ایلچی نیک ساعت میں بزم علی عادل شاہ میں پہنچے۔

انھوں نے دل پسند نصائح ومواعظ اور تمہیدات ارجمند سے آزردہ دل علی عادل شاہ کی دلجمعی کی اور کہا کہ ایک دوسرے کے مابین مخالفت کی جگہ موافقت اور یگانگت پیدا ہو تو بہتر ہے۔ بزرگوں کی ان باتوں نے جو محفل خاص میں صدق دلی اور اخلاص کے ساتھ ادا ہوئے تھے عادل شاہ کے دل پر اثر کیا۔ اس عالی جاہ کے ضمیر پر یہ بات واضح کی کہ تمام ملک دکن وتلنگانہ ایک سعادت مند بہمنی کے قبضہ میں تھا اور تیغ ظفر بار دیار اسلام کے خوف سے یہ علاقہ شریروں، مخالفوں

Marfat.com

کے صدمات خار وفساد سے محفوظ تھا۔ کسی بھی امیر وفقیر کو اس بات کی سکت نہیں تھی کہ وہ بلا اجازت کچھ کر سکے۔ یہاں تک کہ ان کی موجودگی سے ملک دکن رونق پذیر تھا۔ لیکن اس وقت سچ یہ ہے کہ بادشاہانِ اسلام نے کفارِ بدانجام سے موافقت اور مصادقت کر لی ہے۔ اور کافروں کی اعانت کر کے مسلمانوں کے دیار واموال اور عورتوں کی بربادی کراتے ہیں۔ خلق اللہ کی ہستی ارباب ظلم و تاریکی کے ہاتھوں آتش بے داد سے قتل و غارت ہوتی ہے۔ یہ بات خالق اور خلائق کے نزدیک غیر مستحسن بلکہ درگاہ خداوندی میں موجب جوابدہی اور شرمساری ہے۔ معاذ اللہ عن ذالک یہ لازم و بلکہ واجب ہے کہ ایک دوسرے سے اتفاق کر کے ارباب ضلال کو دفع کرنے کے لئے مساعی جمیلہ کی جائیں۔ جمیع مسلمان فقراء و مساکین کو گہوارہء امن و امان میں آسودہ حال کر کے خالق کی بندگی اور تمہاری اطاعت میں مشغول ہونے دیں۔

عادل شاہ کے دل پر اس بات کا اثر ہوا۔ کینہ و کدورت کا غبار دور ہوا الحمدللہ اس بات پر صلح ہوئی کہ خدیجہ زمان چاند بی بی ہدیہ سلطانیہ، عادل شاہ کی بہن کو مرتضیٰ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ کے نکاح میں دیا جائے۔ میں نے ایک تاریخ میں دیکھا ہے کہ حیات بیگم ہمشیرہء کلاں عادل شاہ کو ابراہیم قطب شاہ کی زوجیت میں دیا گیا۔

الحاصل رابطہء محبت و صہرت کو مضبوط کرنے کے بعد انھوں نے امور سلطنت کی طرف توجہ دی۔ عدو سوزی کے لئے آلات حرب و ضرب جمع کرنے لگے۔ تینوں بادشاہانِ جم جاہ نے سیاہ چبوترہ پر جو کہ اس سے قبل تیار کیا جا چکا تھا ملاقات کی اور جہاد کے ارادہ سے بیجانگر کی طرف روانہ ہوئے اور قطع منازل کرتے ہوئے ساحل دریائے کرشنا پر موجود نیلگونڈہ پہنچے۔

رام راجہ نے ان بادشاہوں کے اتفاق و مصادقت کو اپنی حکومت، جمیعت، اقبال و ملک و مال کے لئے باعث زیاں سمجھتے ہوئے فوراً وینکٹادری راج کو جس کا اس دور میں کوئی ہمتا نہیں تھا چالیس ہزار سوار ایک لاکھ پیادے اور ایک ہزار جنگی ہاتھیوں کے ساتھ روانہ کیا تاکہ وہ افواج

Marfat.com

اسلام کو دریا عبور کرنے نہ دے۔

اس کے تعاقب میں کنم راج کو جو کہ اس کا برادر نسبتی تھا اور جو شجاعت اور دلیری میں سپاہی چرخ بریں سے مشابہت رکھتا تھا تیس ہزار سوار اسّی ہزار پیادے اور ایک ہزار جنگی ہاتھیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ یہاں تک کہ دونوں دلیروں نے ڈیرے ڈال دیئے اور دریا عبور کرنے کا راستہ مسدود کر دیا۔ رام راجہ خود پچاس ہزار سواروں ایک لاکھ پیادوں اور ایک ہزار ہاتھیوں کے ساتھ جو کہ اس نے اپنے قلمرو سے جمع کیے تھے بدمست ہاتھی کی طرح نخوت و غرور کی سونڈ اٹھائے بلند حوصلہ کے ساتھ روانہ ہوا۔

القصہ دس دن کے بعد سلاطین عظام نے دریا عبور کرنے کا نیا طریقہ اختیار کر لیا اور پندرہ ہزار سواروں کو جو کہ تینوں سلاطین کی مشترکہ فوج سے تعلق رکھتے تھے مقابلہ کے لیے لے آئے۔ انھوں نے بلاخوف وخطر دریا عبور کیا اور دشمن کی فوج کے عقب میں پہنچ گئے۔ جب دشمنوں کے سرداروں کو اس بات کا پتہ چلا وہ دست افسوس ملنے لگے انھوں نے تین ہزار جنگی ہاتھی قلب و جناح میں روانہ کیے۔

سلاطین نے یہ طے کیا کہ حسین نظام شاہ کے جانباز جن کی تعداد بیس ہزار سواروں اور پندرہ ہزار پیادوں پر مشتمل تھی رام راجہ کے سواروں کے حملوں کو روکیں۔ قطب شاہ اپنی سپاہ نصرت کے ساتھ جن کی تعداد پندرہ ہزار سواروں اور بیس ہزار پیادوں پر مشتمل تھی وینکٹا دری راج سے مقابلہ کرے۔ وینکٹا دری راج میدان دلاوری میں درندہ صفت شیر کے مانند تھا اور شجاعت میں تمام سرکش کفار سے ممتاز اور لشکر آرائی میں یکتا تھا، وہ صف آرائے جنگ ہوا۔ کنم راج جو کہ شوکت وعظمت میں فلک کا ہمسر تھا علی عادل شاہ کے مدمقابل ہوا جس کے پاس تیس ہزار سوار دکنی اور بیس ہزار پیادے موجود تھے۔

اس وقت تینوں بادشاہ جو یکدل ہو کر یک زبان تھے جنگ میں مشغول ہو گئے۔ افواج

Marfat.com

اسلام وکفر، نور اور ظلمت کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے۔ معاذ اللہ اس دن ایسی سخت جنگ ہوئی کہ رعد و برق جیسے برہم ہو گئے ہوں مردان صف شکن کی تلواروں سے شپا شاپ کے شعلے نکلنے لگے۔ بادبایان آتش فشاں حجاب شب میں تیغ ابرو کھینچے اور شیر فلک یہ خونریزی دیکھ کر چرخ نیلی فام میں روپوش ہو گیا۔

جب غنیم کے ہاتھیوں نے افواج ظفر امواج اسلامیاں میں تزلزل پیدا کرنا شروع کیا تو مجاہدین قوی دل تکبیر کی آواز بلند کرتے ہوئے ہاتھیوں کو ہلاک کرنے والے گھوڑوں کی مدد سے ہاتھیوں اور فیل بانوں کو تیر اور نیزوں سے ہلاک کرنے لگے۔ ہاتھیوں کی سونڈ پر تلواروں اور فرنگ سے ضربیں لگا کر انھیں مغلوب کرنے لگے۔ اس طرح بے محابا جنگ لڑتے ہوئے میسرہ، میمنہ و جناح میں گھس پڑے۔

نظم:-

دو لشکر بہم برکشیدند صف — بمردانگی شدنشاں درمصف
ازاں داوری گاہ پنداشتی — کہ پیدا نشد در جہاں آتشی
ز آتش فشانی نیا وردگاہ — رانگیخت جوں ابر دود سیاہ
ز ہر سو سنانہائی زہر آبدار — چوں مژگان غمزہ زناں فتنہ باز
ز پیکان خونی کہ رخشان شدہ — دل کوہ لال بدخشاں شدہ
زخونِ دلیراں وگردِ سیاہ — زمین کشت لعل وہوا شد سیاہ

الغرض ۲۰/ ماہ جمادی الاول ۹۷۲ھ م 1564ء میں جو کہ رام راجہ کے جلوس کا بائیسواں سال تھا عین جنگ کے میدان میں جب کہ دونوں فوجیں برسرِ پیکار تھیں وینکٹادری راج اور کنم راج وغیرہ لشکر اسلام کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ عین الملک اور دیگر سرداران رام راجہ قطب شاہ کے اسیر ہو گئے۔

Marfat.com

الغرض دونوں جانب کے سپاہی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو کر لڑنے لگے۔ چند جانبازان اسلام خون آشام نے زور اسلام سے رام راجہ کو گرفتار کر لیا اور اسے کشاں کشاں کھینچتے ہوئے نامدار شاہوں کے آگے پیش کیا اور انھوں نے فی الفور ملعون ستمگر کا سر پر شر کاٹ کر نوک نیزہ پر چڑھا دیا۔ اس کے تمام ہاتھی اونٹ، تمام خزینہ ودفینہ، سارا اسباب سلطنت وحشمت خیمہ وخرگاہ مجاہدین اسلام کے ہاتھ لگا۔

بعد ازاں تینوں بادشاہان جم جاہ شہر بیجانگر (وجیانگر) کی طرف متوجہ ہوئے اور اس شہر کے اطراف خیمہ اور بارگاہ ڈال دئے۔ دلیران اسلام نے حکم کے مطابق تاراجی کا ہاتھ بڑھایا اور اس شہر کی بنیاد، شہر قلعہ اور بت خانے جو غیرت افزائے نگار خانہ چین اور نمونہ فردوس بریں تھے زمین کے برابر کر دئے رام راجہ کے سپاہیوں نے احمد نگر میں جو بربادی مچائی تھی اس کے عوض نظام شاہ کے سپاہیوں نے اکثر عمارتیں، بتخانے اور بازار بیجی نگر بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکے۔

تینوں بادشاہوں نے تین چار ماہ تک بیجی نگر میں مضرب ومنصب خیمہ داعلام کے ساتھ قیام کیا اور اپنا وقت سیر وشکار میں گزارا۔ اس کے بعد اپنے اپنے دارالسلطنت کو روانہ ہو گئے۔ اس وقت قطب شاہ نے نظام شاہ اور عادل شاہ کے صلاح ومشورہ سے یل تمراج کو جو کہ متوفی راجہ کا چھوٹا بھائی تھا، جو کہ اس سے قبل اپنے بھائی کے ظلم وستم سے رنجیدہ ہو کر قطب شاہ کی پناہ میں زندگی گزار رہا تھا، بیجی نگر کی سلطنت پر مصلحتاً متمکن کیا۔ تنگ بھدرا کے جنوبی ساحل کا علاقہ اسے اس شرط پر دیا گیا کہ وہ ان کی اطاعت وفرمانبرداری کرے گا۔

یل تمراج جسے اپنے بھائیوں کے انجام سے کافی عبرت حاصل ہو چکی تھی، نخوت وغرور کو دور کر کے، اپنے تاراج ملک پر بادشاہوں کا بے حد شکریہ ادا کرنے کے بعد سلوک وسلامتی سے حکومت کرنے لگے

حسین نظام شاہ کی وفات کے بعد جب مرتضی نظام شاہ مسند نشین ہوا تو علی عادل شاہ

Marfat.com

نے رشتہ داری کو بالائے طاق رکھ کر نظام شاہی قلمرو کو تسخیر کرنے کی ہمت کی اور بے شمار افواج کے ساتھ احمد نگر کا محاصرہ کرلیا اور اس نواح کی تاراجی اور غارت گری پر کمر بستہ ہوا۔ مرتضی نظام شاہ بن حسین نظام شاہ مرحوم نے جو ابھی کم سن تھا جنگ وجدال کی قوت نہ پا کر حکومت برار کے امیر کبیر تفال خان سے مدد طلب کی۔ اس دوران تفال خان کافی با اختیار ہو چکا تھا اور اس نے عماد شاہ کے بیٹوں کو قید کرلیا تھا۔ تفال خان کی مدد سے نظام شاہ آرام سے رہنے لگا۔ اس نے قطب شاہ کو اپنی جلاوطنی سے آگاہی دی اور مدد کا طلب گار ہوا۔ اس وقت قطب شاہ یل تمراج کو اپنی طرف ملتفت کئے ہوئے تھا۔

غرض کہ یل تمراج جو اپنے بھائی کے بعد سریر آرائے حکومت ہوا تھا بادشاہان اسلام کی آپسی شکست وریخت دیکھتا رہا اور اپنی جگہ آسودہ حال رہا۔ اس نے تیس سال سابق راجاؤں کی طرح حکومت کی اور فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سری ملراج شاہان ذوی الاقتدار کی مرضی کے مطابق مسند پدر پر جلوہ افروز ہوا۔ اس نے بے غل وغش غرور اور نخوت سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے اس دار فانی سے کوچ کیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ونکٹ نرسمہ راج اس کی جگہ متمکن ہوا۔ اس نے اپنے ایک بھائی کو جس کا نام رنگ رائل تھا پنوکنڈہ کی حکومت پر نامزد کیا۔

اس کی حکومت کے دس سال بھی نہ گزرے تھے کہ امراء قطب شاہی ابوالحسن قطب شاہ جس کا لقب تانا شاہ اور سکندر عادل شاہ بیجاپوری کے درمیان جنگ وجدال کے بعد صلح ہو گئی اور دونوں ایک دل ہوئے انھوں نے بلاد کرناٹکین کی تسخیر اور فتح کا حکم صادر کیا۔

قطب شاہ کی جانب سے میر جملہ امیر کبیر قبول خان اور حمید خان کو کثیر لشکر کے ساتھ کرناٹک پایانگھاٹ کی فتح وتنظیم کے لئے روانہ کیا گیا۔

حضور سکندر عادل شاہ کی جانب سے رن دولہ خان اور شہ نواز خان امرائے نامدار کو نصرت ماثر لشکروں کیساتھ سن ۱۰۳۹ھ م 1629ء میں بلاد بالاگھاٹ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا گیا

۔تھوڑی سی مدت میں انھوں نے اس علاقہ کے اکثر راجوں اور پالیگاروں کو مطیع اور فرمانبردار بنالیا۔

اس وقت بیجی نگر کے محالات میں صرف تین محل باقی تھے۔ پہلا حویلی، دوسرا گنگاوتی اور تیسرا دروجی جو کہ حضور کے حکم سے ونکٹ نرسمبہ راج کی کفالت کے لئے بطور تمغہ جاگیر دئے گئے تھے بیجی نگر سے وہ آگے بڑھے اور انھوں نے جنوبی علاقوں میں موجود پالیگاروں کے قلعوں کی تسخیر اور قرارداد کے بعد قلعہ صوبہ سرا کو مستقر قرار دیا۔ جس کا تذکرہ اورنگ دوم میں کیا گیا ہے۔ یہاں سے وہ پنوکنڈہ کی طرف لوٹے۔ انھوں نے رنگ رائل کو اطاعت فرمانبرداری سے منحرف پاکر اس کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ رائل مذکور نے جب دیکھا کہ قلعہ میں رہنا مناسب نہیں ہے تو قلعہ اور اس کے ماتحت علاقہ کو اپنے داماد کستوڑی نایڑ کے حوالے کر کے خود چندر گیری کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس کا تذکرہ آٹھویں اورنگ میں کیا جائے گا۔

الحاصل اس زمانے سے راجے یکے بعد دیگرے مسند آراء ہوتے رہے۔ اس قوم کا ہر شخص ان کی پرستش اور تعظیم وتکریم کو اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ چھتریوں کے سلسلہ میں تعظیم وتکریم ترک کرنے کی عادت ہے، وہ ہرگز کسی کو سلام نہیں کرتے اور دکن کے راجوں اور بلاد کرناٹکین کے پالیگاروں سے اپنے مذہب وملت کے علوء مرتبہ ہونے کا دعوا کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ وہ انھیں تحائف نقد وجنس پیش کریں گے۔

دارالسلطنت بیجاپور کی تسخیر سنہ 1097 ہجری م 1685ء میں سلطان عالمگیر کے ہاتھوں ہوئی۔ حضور سلطان نے داؤد خان پنی ذوالفقار خان امیر الامراءا بن اسد خان وزیر مدار المہام عالمگیری کو کرناٹکین کی نظامت پر متعین کیا۔ انھوں نے حضور کے حکم کے مطابق یہی تین محل یہاں کے راجہ کے لئے واگذاشت کئے۔

اس وقت سے ابتک ان حکام کی اولاد طبقہ بہ طبقہ اپنی جگہ پر مسند آرا ہو کر حکام اسلام کی اطاعت بلا تردد وتشویش اور غیروں کی زحمت اٹھائے بغیر کرتے ہیں۔ کم مایگی کے باوجود بلند

Marfat.com

پایہ رکھتے ہیں۔ اور ہر صاحب دولت کہ اخذ زر کے لئے صاحب صوبہ پا لیگار پر فوج کشی کرتا ہے ان سے تعرض نہیں کرتا۔

یہ حالت تمراجہ تک پہنچی۔ یہ شخص کافی بوڑھا ہے اور دو تین بیٹوں کے ساتھ تعلقہ گملا پور میں جو کہ شہر بیجی نگر کے وسط میں آباد ہے سکونت اختیار کئے ہوئے ہے۔ وہ اپنا سر اونچا کئے چند سال بھی آسودہ حال نہیں تھا کہ حیدر علی خان بہادر نے ترقی کی اور بالا گھاٹ کی تسخیر و تنظیم اور انگریزوں سے صلح کے بعد جس کا تذکرہ مفصل طور پر نشان حیدری میں درج ہے۔ سن ۱۱۸۵ھ م 1771ء میں اس طرف لشکر کشی کی اور تمراجہ کو ملاقات کے خاطر طلب کیا۔ اس نے مزاج کی ناسازی اور کسلمندی کا بہانہ کر کے اپنے بیٹے کو چند تحفوں کے ساتھ روانہ کیا بیٹے نے امن کی درخواست کی نواب بہادر نے اس کے جد و آباء کی خوش حالی اور اس کی افتادہ حالی پر نظر ڈالتے ہوئے اسے معاف کیا اور اس سے تحائف قبول کرتے ہوئے انھیں تین محلوں کی جاگیر بحال کی اور خلعت روانہ کی نواب وہاں سے روانہ ہوئے مذکورہ شخص اپنی جگہ پر آسودہ حال رہا۔

سنہ ۱۲۰۰ھ م 1785ء میں جبکہ ٹیپو سلطان جنگ مرہٹہ سے فراغت حاصل کر چکے تھے اس سمت اپنی توجہ مبذول کی کیونکہ تمراجہ نے اس دوران مرہٹوں سے ساز باز کر لی تھی۔ سلطانی قہر و غضب سے ڈر کر وہ محال و اطفال اور لواحقوں کے ساتھ جگندر گڑھ کی طرف فرار ہو گیا۔ محالات مذکورہ داخل سرکار خداداد ہو گئے۔ چنانچہ اللہ وردی کو چک خان ببر جنگ کو اس نواح کا صوبے دار مقرر کیا گیا اور اس نے کامرانی کی۔

حضرت ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد جو سن ایک ہزار دو سو تیرہ ۱۲۱۳ھ م 1799ء میں واقع ہوئی اس نے چند پیادوں کو جمع کر کے اپنے محلات پر دوبارہ قبضہ کیا اور فارغ البال بیٹھا ہوا ہے۔

Marfat.com

اورنگ دوم (دوسرا باب)

سرا اور اس صوبہ کے حاکموں کا مفصل قصہ

زمانۂ سابق میں صوبۂ سرا کا علاقہ ہولناک جنگل اور بیابان تھا جس میں کوئی آبادی نہیں تھی۔ نرسمہر ایل حاکم بیجی نگر عرف آنے گنڈی جس کا تذکرہ اورنگ اول میں گزر چکا ہے سیر و شکار کے لئے پنوکنڈہ کی طرف جا کر واپس لوٹنے لگا تو اس کے دل میں اس علاقہ کو آباد کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اس جگہ اس نے اپنے اعیان دولت سے کہا کہ اگر میرا یہ تمام ملک جنوبی کوہستان اور مشرقی حصہ آباد ہو جائے تو کثیر منافع اور خزانہ معمور کرنے کا ذریعہ ہوگا۔ اس سے ریاست کا ضبط و نسق بڑھ جائے گا اور یہ علاقہ دشمنوں، حرامیوں اور لٹیروں سے محفوظ ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ ہر صاحب دولت پر لازمی ہے کہ وہ رعایا کی دلدہی کرے اور ان کے لئے آرام و زیبائش کا سامان مہیا کرے ملک کو آباد کرے، خلل و فساد کے خس و خاشاک کو عدل و انصاف کی جھاڑو سے دور کرے۔ جوانمردی اور جہاں پروری میں نام پیدا کرے۔

راجہ کو یہ بات پسند آئی اور اس نے اپنے عہدہ داروں کو جن میں بہادری کے آثار اور تجربہ کاری اور نمک حلالی نمایاں تھی ملک کی آبادی بڑھانے، پہاڑوں اور مسطح جگہوں پر قلعہ جات تعمیر کرنے اور رعیا کی حفاظت کرنے کے لئے مامور کیا۔ انہیں اس بات کی تاکید کرنے کے بعد وہ کرناٹک بالا گھاٹ اور پائین گھاٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

ان میں سے ایک شخص جس کا نام کستوری کشنا تھا اور جو کہ بیڈر قوم سے تھا راجہ کی اجازت حاصل کر کے جنوب کی طرف پہنچا۔ یہاں اس نے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ منتخب کر کے اس پر آبادی بڑھانے کے ارادے سے ایک سنگی حصار تعمیر کروائی۔ اس نے ایک شخص کو جس کا نام رنگ نائک تھا اس قلعہ کا جس کا نام رتن گری تھا حاکم مقرر کیا۔ وہاں سے نکل کر وہ دوسرے مقامات پر

Marfat.com

آبادی بڑھانے کے لئے روانہ ہوگیا۔ چنانچہ رتنگری سے چوبیس کروہ کے فاصلہ پر شمال کی جانب ایک اور حصار تعمیر کی گئی اور شہر آباد کیا۔ اس شہر کا نام کندر پی رکھا۔ اس کے بعد اس نے محل ہرتی جو کہ فی الوقت چیتل درگ کے علاقہ میں داخل ہے آباد کروایا اسی طرح تاور کرہ اور بوکا پٹن آباد کروائے گئے۔ انہیں اپنے علاقہ میں رکھا۔

اس طرح درست آئین کے ساتھ سترہ سال حکومت کرنے کے بعد اس نے رحلت کی۔ اس کی جگہ بقبش کستوری جو وہاں رہتا تھا اور جس کا پیشہ سپہ گری تھا کو اس جگہ کا حاکم بنایا گیا۔ وہ پٹہ بازی میں مشہور وقت تھا۔ اس کا ہنر ایسا تھا کہ صندل کا لیپ ایک برتن میں رکھ کر پٹہ سے سر سے پیر تک اس طرح ملتا تھا کہ پٹہ کی تیزی سے اس کے جسم پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ اس لئے اسے اس لقب سے یاد کیا جانے لگا۔ اس کی موت کے بعد اس کا بھائی اسی کے آئین کے مطابق کام کرنے لگا۔ اس نے کشن رائل بن نرسمہ رایل کے دور حکومت میں بیس سال حکومت کی اور گزر گیا۔ چونکہ وہ لاولد تھا اسلئے اعیان حکومت نے کستوری کرشنا کے فرزند مل نائک کو اس ملک کی سرداری سونپی۔ مذکورہ شخص نے باپ اور چچا کے طرز پر ملک کا بندوبست کیا اور اکثر قلعوں کو خوب مضبوط کروایا اور خوب نام کمایا اس کے دور میں رعایا اس قدر خوش دل تھی کہ وقت ضرورت لشکر اعدا شکن بن جاتی تھی اور بے شمار زر دیا کرتی تھی اسنے شہر ہرتی کو اپنا دارالریاست قرار دیا تھا اور اس نے ہر ایک قلعہ پر ایک بیٹے کو مقرر کیا تھا۔ چنانچہ بڑے بیٹے کو تعلقہ اگلی کی حکومت دی۔ دوسرے کو کندر پی اور تیسرے کو رتن گری اور یرگل پر جو کہ پہاڑی قلعے ہیں حاکم قرار دیا۔ یرگل، رتن گری اور کندر پی کے درمیان ہے۔ آج کل یہ مقام نیلگڈھ کے نام سے مشہور ہے۔ چوتھے بیٹے کو اس نے بوکا پٹن سپرد کیا۔ نائیک ان پر حکمرانی کرنے لگا چند دن بعد وہ سیر و شکار کی غرض سے اپنے دارالسلطنت سے نکلا۔ وہ پالن بلی کو جو کہ صوبہ سرا سے تین کروہ کے فاصلہ پر موجود ہے جانا چاہتا تھا۔

اسی اثنا دو بھائی جو گلہ بان تھے اور جن کے نام دیو پا اور سیر پا تھا ویر بھدر رایل

Marfat.com

ویرز سمہر ایل حاکم بیجی نگر کے حکم سے اس علاقہ میں اپنے جانوروں کو چرانے کے لئے اقامت گزیں ہو گئے تھے۔ انہوں نے یہاں مٹی کا ایک حصار بنا کر اس کا نام سیر پی رکھا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کا نام بودی سیر پی پڑ گیا۔

جب نایک مذکور اس سرحد میں داخل ہوا تو اسے ایک لومڑی نظر آئی۔ اس نے اس لومڑی کے پیچھے چند شکاری کتے لگا دیئے۔ کتے لومڑی کا پیچھا کرنے لگے۔ وہ تیزی سے فاصلہ طے کرتے ہوئے برق کی طرح لومڑی کے سر پر پہنچ گئے لومڑی کچھ دیر چھلاوہ بھرتی رہی پھر اس نے شیر کی طرح کتوں پر حملہ کر دیا، کتے اس لومڑی سے ڈر کر بھاگ کھڑے ہوئے اور بلی کی طرح اپنے مالک کے پاس لوٹ آئے مل نایک اس مقام کی مردانہ ہوا سے بے حد متاثر ہوا اس نے اس جگہ پر ایک قلعہ تعمیر کرنے کی ٹھان لی اور وہیں ڈیرہ ڈال دیا۔ اس نے اس بات کی اطلاع کشن راج کے داماد رام راجہ کو دی جو اس علاقے کا حاکم تھا اور یہاں قلعہ تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی۔ تاہم اجازت نامہ حسب مدعا پہنچنے تک معمار اجل نے اس کی دیوار ہستی کو بنیاد سے گرا دیا اور اس کی جگہ ایک نئی دولت کی بنیاد پڑی یعنی مذکورہ شخص کا بڑا بیٹا جسکا نام رنگا نایک تھا باپ کی جگہ پر مسند نشیں ہوا۔ وہ سارے ملک وخزانہ اور دیگر اسباب پر قبضہ جما کر اس علاقے کا بندوبست کرنے لگا۔ اس نے چند دن تک قلعہ کی تعمیر کی طرف توجہ نہیں دی۔ اسی اثنا نو مسند نشیں نایک نے اسے اپنے حضور طلب کر کے از سر نو خلعت اور موروثی ملک کو بحال کرنے کی سند عطا کی ان چیزوں کو حاصل کر کے وہ واپس لوٹنا چاہتا تھا کہ اراکین دولت نے اسے یاد دلایا کہ اس کے باپ نے قلعہ نو تعمیر کرنے کی کوشش کی تھی اور اسی حسرت میں جان دیدی تھی۔ اس یاد دہانی پر اس نے نایک سے دوبارہ اجازت طلب کی۔ نایک مذکور نے بہ خوشی اجازت دیدی تا کہ اس کے باپ کی روح کو خوشنودی حاصل ہو. اس اجازت کے حصول کے بعد وہ لوٹ آیا۔ وہ دارلمقر ہرتی سے مع مال و اسباب اور اراکین دولت وخزانہ وزنانہ نکل پڑا اور اس مٹی کے بنے معمورہ کو اپنا دارالریاست قرار

Marfat.com

دیگر نیک ساعت میں چابکدست مزدوروں، چست کام کرنے والے معماروں اور نادر ہنر سنگ تراشوں کو جمع کر کے مذکورہ لومڑی کے بھٹ کو مرکز قرار دے کر اپنے باپ کی خواہش کے مطابق اس کے اطراف حصار پختہ سنگ اور گچ سے تعمیر کروانے لگا۔

شمال کی طرف قلعہ کا دروازہ بنا کر اس کا نام دیون سیر پی رکھا اس کے آگے چند دکانات تعمیر کیے اور تاجروں کو متعین کیا۔ ابھی اس نے قلعہ مع برج و بارمٹی سے تعمیر ہی کروائے تھے کہ بیجانگر میں دولت چھتریاں ختم ہوگئی یعنی رام رایل، بادشاہان اسلام یعنی علی عادل شاہ بیجاپوری ابراہیم قطب شاہ حیدر آبادی اور مرتضی نظام شاہ جنیری کے ہاتھوں جنھوں نے آپس میں اتفاق کر لیا تھا سنہ ۹۷۲ھ میں نہال کوٹہ میں جو کہ دریائے کرشنا کی دوسری طرف ہے قتل ہوگیا۔ بادشاہ بیجاپور نے آنے گنڈی پر قبضہ کرلیا۔ نایک مذکور اپنے متعلقین کے ساتھ معہ اسباب ثروت رتن گری روانہ ہوگیا۔ وہ اس مقام پر مقیم ہوگیا۔ اس نے اپنے ایک قریبی رشتہ کے بھائی کو جس کا نام رنگ سوامی نایک تھا قلعہ تفویض کرتے ہوئے اس کی تکمیل کا حکم دیا لیکن ابھی قلعہ کی تعمیر مکمل نہیں ہوئی تھی کہ رن دولہ خان بہادر امیر کبیر اور شہنواز خان بخشی بیجاپوری ملناڈ کی مہم یعنی بدنور جس کا نام فی الوقت نگر ہے، ختم کر کے سنہ ۱۰۳۹ھ م 1628ء میں کرناٹک بالا گھاٹ کے بندوبست کی طرف متوجہ ہوئے۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ تری کیرہ اور بسواپٹن کے پالیگار جو کہ نایک مذکور کا برادر نسبتی تھا سیر و تفریح اور شکار کی غرض سے دیون سیر پی کی طرف آنکلا اور یہاں چند دن قیام کیا، اس نے مزاح و خوش طبعی کی خاطر شستہ برنج پانی میں حل کر کے کھلادی۔ وہ اس کی اطلاع پا کر طیش میں اس کے دل مین نفاق پیدا ہوگیا اور وہ وقت بد کا انتظار کرنے لگا۔ جیسے ہی عادل شاہ ملناڈ کی طرف تشریف لائے پالیگار مذکور ان کی خدمت مین حاضر ہوگیا۔ ان کی دولت خواہی ظاہر کرتے ہوئے اس نے امیر موصوف کو اس طرف آنے کی دعوت دی۔

Marfat.com

امیر صاحب تدبیر ہزار سوار، ایک لاکھ پیادوں اور تیس چالیس چھوٹی بڑی توپوں اور سامان جنگ کے ساتھ سنتے بدنور کی راہ سے بدنور پہنچے۔ وہاں کے قلعہ دار نے جنگ کا ارادہ ظاہر کرتے ہوئے چند گولے لشکر کی جانب برسائے۔ امیر کبیر نے اس کی اس شوخی سے برافروختہ ہو کر قلعہ پر حملہ کا حکم دیا۔ غازیان شیر صفت نے چاروں طرف سے حملہ کر کے قلعہ فتح کرلیا۔ قلعہ دار کو دار پر کھینچ دیا گیا۔

اس کام سے فراغت کے بعد اس آبادی سے ایک تیر کے فاصلہ پر موجود ایک قدیم مندر کو جو کہ لنگاتیوں کی عبادت گاہ تھی توڑ دیا گیا اور اس کی جگہ سات چشموں والی مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ اس مسجد کے آگے ایک حوض تعمیر کیا گیا جو کہ نادر روزگار ہے اس حوض کے وسط میں چھ دروازوں والا بنگلہ تیار کروایا گیا۔ اس حوض کے اطراف حجرے مکانات اور خانقاہ تعمیر کروائی گئی جس کا طول وعرض پچاس گز ہے۔ مسجد کی دیواریں اور طاق پتھر اور گچ سے اسطرح مضبوط بنوائی گئیں کہ کسی بھی جگہ پیوند نظر نہیں آتا۔

امیر موصوف اس علاقہ کے نظم ونسق کو مقدم سمجھتے ہوئے مسجد کی تکمیل سے قبل ہی یہاں سے روانہ ہوگئے تاہم اس کا کام کی تکمیل کے لئے با اعتماد اور کارگزار داروغہ متعین کئے گئے۔

یہاں سے امیر موصوف صوبہ ساؤنور کی طرف روانہ ہوگئے۔ ساونور کے حاکم بہلول خان ساونوری سے اتفاق کرتے ہوئے ہری ہر کی گھاٹ سے دریائے تنگ بھدرا عبور کر کے دوسری طرف پہنچے انھوں نے اس علاقہ کے تمام پالیگاروں کو اپنا مطیع بنالیا۔ یہاں سے آگے بڑھتے ہوئے وہ دیون سیر پی پہنچے ۔ یہاں کے حاکم نے ان کی ہرگز اطاعت قبول نہیں کی اور دل میں غلط خیالات رکھے ہوئے جنگ پر مستعد ہوگیا امیر والاشکوہ نے غازیان شیر دل کو حکم دیا کہ وہ قلعہ کا محاصرہ کرلیں۔ وہ حصار توڑنے اور منجنیق پھینکنے میں مشغول ہوگئے ۔ پندرہ بیس دن کی کوشش کے بعد قلعہ فتح ہوگیا۔ وہاں کے شوخ طبع مالک کو قتل کر کے آسودہ ہوئے انھوں نے وہیں

Marfat.com

خیمے ڈال کر چند دن آرام کیا۔ یہ قلعہ علاقہ بالا گھاٹ کے وسط میں دلکش فضا اور وسیع میدان کے درمیان واقع تھا۔ اس لئے اسے بیجاپور کا صوبہ نشیں مقرر کیا گیا اور یہاں پر چار سو میواتی اور دو سو خیر ایر برداروں کو اس علاقہ کی نگہداشت کے لئے مقرر کیا گیا۔ اس صوبہ پر عبدالحسین خان نامی منصبدار کو قلعدار مقرر کیا گیا۔ وہ وہاں سے دوسرے پالیگاروں کی تسخیر کے لئے آگے روانہ ہو گئے۔

یہ بات مخفی نہ رہے کہ میواتی خطہ پورب کے متوطن ہیں۔ یہ لوگ بے حد جری اور راست گو ہوتے ہیں ان کے درمیان کسی قسم کا قصور رونما نہیں ہوتا۔ سرکار کے کام اور رئیس کے حکم کی کبھی حکم عدولی نہیں کرتے اور نہ ہی اس میں سر مو تجاوز کرتے ہیں۔ جب تک تن میں جان ہے مردانہ کوشش بجالاتے ہیں۔ اکثر سلاطین ہندو دکن انہیں اردوئے معلیٰ، گلال باڑہ اور زنانہ محل خاص کی چوکیداری کا کام سونپتے ہیں۔ انہیں جہاں کہیں بھی متعین کیا جاتا ہے کارہائے نمایاں انجام دیتے اور نمک حلالی کرتے ہیں۔

الغرض امیر والاتدبیر آگے روانہ ہوئے اور اپنے بازوئے جرأت و مردانگی سے اطراف و جوانب کے پالیگاروں سے بعض کو بجنگ بعض کو عبرت نمائی اور اکثر کو پند و نصائح اور چرب و شیریں باتوں سے فرمانبردار بناتے ہوئے اور ان کی گنجائش اور رضامندی سے مصلحت وقت اور حسب حال پیشکش مقرر کرتے ہوئے رفتہ رفتہ پنوکنڈہ پہنچے جہاں پر رنگ رایل برادر وینکٹ نرسمہ رایل کی حکومت تھی۔ انھوں نے پنوکنڈہ کا محاصرہ کر لیا اور اسے نرم و گرم باتوں سے سمجھانے کی کوشش کی لیکن اس برگشتہ بخت نے اطاعت قبول نہیں کی بلکہ پوشیدہ راہ سے کرناٹک پایانگھاٹ کی طرف روانہ ہو گیا اور کوہ چندر گیری میں پناہ گزیں ہوا کوہ محصور اس نے اپنے داماد کستوری وڈ نائر کے حوالے کر دیا۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس کا مفصل حال پالیگاران رائے درگ کے تحت جن کا ذکر آئندہ آنے والا ہے کیا جائے گا۔

Marfat.com

نائڑ مذکور کا اس محاصرہ کے دوران انتقال ہوگیا۔ اس کا بیٹا مسلی کونٹی نائڑ سات سال تک محصوررہ کر کوشش کرتا رہا۔ بالآخر امیر صاحب تدبیر نے برانگیختہ ہوکر پرگنہ کندرپی جسے پہلے ہی ضبط کرلیا گیا تھا قلعہ کوہ کے ساتھ نائڑ نامبردہ کے حوالے کردیا۔ انھوں نے ۱۰۸۴ھ م 1673ء میں قلعہ پنوکنڈہ کو اپنے قبضہ میں لے کر اس علاقہ کے نظم ونسق کے لئے اسے صوبہ حویلی میں داخل کردیا۔ اس علاقے کے جن پالیگاروں نے نوکروں کی طرح مطیع ہوکر خان مذکور کی فرمانبرداری قبول کرلی وہ درج ذیل ہیں۔

پالیگار رائے درگ، چیتل درگ، ہرپن ہلی، جریملہ، کوری کوٹہ، دیوہٹی، مٹور، پاوگڈھ، رتن گیری، مرکیسی، دوڈانا یک پالیہ، چکبالاپور، دیوہلی، بنگلور، انکس گری، اتی گل، ونکٹ گری، سرن پلی، سنیگل، مدمڑک، ٹوری گڈھ، شنکرکل، کڑتی کڑہ، تری کرا اور باکل واڑی جو نیل گڈھ کے متصل ہے، سری رنگپٹن اور بدنور۔ ان تمام پالیگاروں کے علاوہ انہوں نے سونڈہ، کوڑگ، کلی کوٹ، ڈنڈیگل وغیرہ پر بھی پیشکش مقرر کرنے کے بعد اپنی طرف رجوع کرلیا۔ دوسرا صوبہ کولار، تیسرا ہوسکوٹہ، چوتھا بڑا بالاپور، پانچواں بودی ہال۔ چھٹا پنوکنڈہ مقرر کیا۔

ان تمام علاقوں کا نظم ونسق پچیس ۲۵ سال کی مدت میں مکمل ہوا اور وہ بسواپٹن کے پالیگار کی تنبیہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ امیر صاحب تدبیر کی غیر حاضری میں نامبردہ شخص کی دینی عداوت کے سبب اور ایک روایت کے مطابق امیر والا نے خود اپنی خواہش پر اس طرف توجہ دی کیونکہ اس سے سود و بہبود کی امید تھی اسلئے امیر والا نے اس کے ساتھ تعلقات بحال کئے تھے دوسرا کسی طرح کا سلوک روا نہیں رکھا تھا۔ اس بات سے برگشتہ ہوکر اس برگشتہ طالع شخص نے ناگاہ مسجد پر شب خون مار کر نہ صرف وہاں کے اہل کاروں کو قتل کروادیا بلکہ مسجد و منبر کی دیواروں پر مینڈکوں اور سوروں کا خون چھڑکا دیا اور صحنوں کو توڑ کر لوٹ لیا۔

جب اس بات کی اطلاع امیر موصوف کو ہوئی تو ان کی حمیت دینی نے اس بات کو گوارا

Marfat.com

نہ کیا۔ وہ غضب ناک ہو گئے۔ عمدہ کام جو کہ ضروری تھے ان کی تکمیل میں اپنا وقت صرف کرتے ہوئے۔ بدکردار شخص کو سزا دینے کے لئے مناسب وقت تلاش کرنے لگے۔ اسی وقت دارالسلطنت کے ناموس میں فتنہ پڑ گیا اس لئے امیر موصوف کو اس صوبہ کی طرف جانا ضروری ہو گیا۔ انہوں نے ملک ریحان صاحب ہفصدی منصبدار کو جو کہ حضور کے حکم سے نواح وانگنرہ یعنی شولا پور کے بندوبست کے لئے مقرر کئے گئے تھے اور وہاں کے پالیگاروں کو رام کر چکے تھے طلب کیا اور انہیں صوبہ مذکور اور قلعہ داری تفویض کرتے ہوئے حکم دیا کہ دیگر علاقوں کے نظم ونسق کے ساتھ ساتھ پالیگار بسواپٹن کا استیصال کریں۔ انہوں نے عبدالحسین خان قلعدار کو صوبہ پنوکنڈہ کی قلعداری عطا کرتے ہوئے روانہ کیا۔ ملک ریحان صاحب نے گراں افواج کے ساتھ بسواپٹن پر حملہ کیا اور بازوئے مردانگی سے اس کا کام تمام کر دیا۔ یہاں تک کہ اس بدکردار کی اولاد خاندان سے کسی بھی شخص کو زندہ نہ چھوڑا۔ انہوں نے پٹن مذکور کو ساتواں پرگنہ قرار دینے کے بعد ظفریابی کے ساتھ مراجعت کی۔ وہ درست آئین۔ رعیت پروری، غربا نوازی اور عدل وانصاف کے لئے مشہور ہیں۔ انہوں نے صوبہ میں موجود قلعہ کی تکمیل کی جو پالیگار کے دور میں نیم مکمل تھا۔ اس کے دور میں دیوار چہ اور ریوتی خندق نہیں تھی۔ قلعہ کی تکمیل کے بعد چار ہزار سوار اور سات ہزار پیادے اس ملک کے بندوبست کے لئے نوکر رکھ کر فرمانراوئی کی۔

چند دن قلعہ کے اطراف ایک تیر کے فاصلہ پر مٹی کا حصار معہ برج وبارہ وخندق کی بنیاد ڈالی۔ اس میں تین دروازہ مقرر ہوئے اور اس کا نام سہ راہ موسوم ہوا۔ آجکل یہ کثرت استعمال کے بعد دونوں الفاظ کی تخفیف کے سبب سرا کے نام سے مشہور ہو گیا ہے۔ قلعہ قدیم اس قلعہ کا حصہ بن گیا۔

اس صاحب صوبہ کی نیک نیتی شہرہ آفاق ہے چنانچہ نئے قلعہ کی تعمیر کے وقت ایسی مزدور خواتین کے لئے جو حاملہ ہوتیں انہیں دوہری مزدوری دیا کرتے تھے۔ کبھی پالیگار اور رعایا

Marfat.com

کوشش کیا کرتے تھے۔

اس نے قلعہ کے وسطی حصہ کو اپنا دارالامارت قرار دے کر قلعہ کے بیرونی حصہ میں نیا شہر آباد کیا۔ اس میں چوک' بازار اور راستے ترتیب دیئے۔ ایک جانب ایک چھوٹا سا گاؤں بھی آباد کیا جو کہ قلعہ سے ایک کروجری کی دوری پر تھا۔ اس گاؤں کا نام ملکا پور رکھا۔ اس کے علاوہ کنکن پالہ بھی آباد کیا جہاں پر معماروں اور بیلداروں کے چند مکانات تھے۔ قلعہ کے مشرق کی طرف ایک بڑا تالاب تعمیر کروایا۔

اس طرح تیرہ سال صوبیداری کرنے کے بعد راہئی دار بقا ہوا اور وہیں یعنی قلعہ اور ملکا پور کے درمیان احاطہء شہر میں مدفون ہوا۔ اس کے مدفن کے اطراف ایک عالیشان گنبد اور مسجد موجود ہے۔ جسے اسنے اپنی زندگی میں خود تعمیر کروایا تھا۔ چنانچہ اس صاحب شکوہ کا مقبرہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی زیارت گاہ ہے اور اکثر مخلوق اس صاحب کے کشف اور روح فتوحش کے سبب کامیاب دارین ہوتے ہیں کہا ہے کہ

کسے کہ عدل وسخاوت شعار خودسازد

ورا خدائے جہاں درد وکوں بنوازد

(جوکوئی بھی عدل وسخاوت کا شعار اختیار کرتا ہے خدائے تعالیٰ اسے دونوں جہانوں میں نوازتا ہے۔) وہ دادرسی اور غربا پروری سے اس بلند مرتبہ پر فائز ہوا۔

برسر مطلب آتے ہوئے یہ کہ جب صوبیدار جلیل الشیم عالم بقا کی طرف روانہ ہوا تو حضور نے عبدالحلیم خان برادر عبدالحسین قلعدار پنوکنڈہ کو جو کہ اہل دکن سے تھا کو صوبہ کی ریاست پر مقرر کر کے روانہ کیا۔ وہ نواب کے قاعدہ کے مطابق ملک کا بندوبست کرنے لگا۔ اس نے شہر کو خوب آباد کیا۔ ہر ایک فرقہ اور حرفہ کے لوگوں کو گروہ در گروہ یہاں لاکر آباد کیا گیا۔

صوبیدار مذکور کو صرف صوبہ کی ریاست پر نامزد کیا گیا تھا اور قلعہ کی دیکھ بھال اور

Marfat.com

صوبیدار مذکور کو صرف صوبہ کی ریاست پر نامزد کیا گیا تھا اور قلعہ کی دیکھ بھال اور قلعہ داری پر امجد خان نامی دکنی کو نامزد کیا گیا تھا۔ اسنے آبادی شہر کے وسط میں شائستہ عمارتیں اپنی سکونت کے لئے تعمیر کروائیں۔ اپنے عدل و دانش سے جو کہ ارباب ریاست کے شایان شان ہے حکومت کی۔ اس نے پالیگاروں پر مناسب پیشکش مقرر کی اور بارہ سال تک اس صوبہ پر حکومت کی۔ اسنے قلعہ کے مغرب میں دو فرسنگ کے فاصلہ پر موضع تاورکرا کے برابر ایک تالاب بنوایا جو کہ فی الحال شکستہ ہے لیکن تاورکرا کی ندی اس تالاب سے نکلتی ہے۔

اس دوران سلطان اورنگ زیب اپنی شہزادگی کے ایام میں اپنے والد جلیل القدر یعنی شاہ جہاں بادشاہ دہلی کے حکم سے دکن کے بندوبست کے لئے نامزد ہو کر نظام شاہ کے ملک کی طرف روانہ ہوئے۔ عالمگیر نے نظام شاہ کے ملک کو ملک عنبر حبشی مدارلمہام کی سازش سے اپنے قصبہ میں کرلیا اور دہلی کو واپس لوٹ گئے۔ وہ چند دن بعد داراشکوہ کو اپنے درمیان سے ہٹا کر خود بادشاہ بن بیٹھے۔ عالمگیر بیس سال بعد دکن کی تسخیر کی نیت سے آکر احمد نگر میں سکونت پذیر ہوئے۔ چونکہ عادل شاہ میں اس فوج سے ٹکرانے کی قوت نہیں تھی اسلئے اس نے قطب شاہ سے مدد طلب کی اور اس کی فوج کے خرچ کے لئے صوبہ سرا کے محاصل کا انتظام اور پالیگاروں کے پیش کشات بھی دیدئے۔ بعض تاریخ دانوں نے لکھا ہے کہ جب اورنگ زیب نے بیجاپور کا محاصرہ کرلیا تو اس وقت انہوں نے ابوالحسن قطب شاہ کو جو تانے شاہ کے نام سے مشہور تھا اپنے قابو میں کرلیا۔ انہوں نے ایک امیر کو بالاگھاٹ اپنے قبضہ میں کرنے کے لئے روانہ کیا تاکہ سرا کو حیدرآباد کا صوبہ نشیں قرار دیا جائے۔ الغرض یہ صوبہ حیدرآباد کی تفویض میں چلا گیا۔

اس صوبہ کی دیوانی پر سدی مفتاح کو مقرر کیا گیا جو کہ سدی عنبر کا رشتہ دار تھا۔ سدی عنبر نظام شاہ کا وزیر تھا۔ سدی مفتاح کے حوالے شاہی فوج بھی گئی۔ وہ اس صوبہ کا نظم و نسق چلانے لگا۔ اس نے بیجاپور کی مزاحمت کے لئے عبدالحلیم خان کو روانہ کیا اور خود تین ہزار سواروں اور پانچ

Marfat.com

ہزار پیادوں کے ساتھ حملہ کر کے تمام پالیگاروں کو باجگذار بنا کر داخل صوبہ کیا۔ اس نے حاکم بیجاپور سے مقررہ پیشکش کے علاوہ نذر حاکمانہ بھی بزور و تعدی وصول کی۔ اس نے شہر بیجاپور میں لاڑپورہ آباد کیا۔

سدّی مسطور سفاک اور تند خو تھا۔ رعیت میں سے اگر کوئی کسی عامل کے جور و ستم کی شکایت لے کر پہنچتا تو پہلے اس کی پشت اور پہلو پر ہنٹروں سے پٹائی کرتا اور بعد میں احوال دریافت کرتا لہٰذا دکنیوں میں یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ سدّی مفتاح اوّل مارتا پھر پوچھتا۔ غرض اپنی بیوقوفی کی بناء پر کبھی نرمی سے اور کبھی گرمی سے جو کہ ایک دوسرے کی مخالف عادات ہیں اسنے کامرانی کی۔ آٹھ نو سال بعد یعنی ایک ہزار ستانوے ۱۰۹۷ھ م 1685ء میں سلطان عالمگیر نے بیجاپور فتح کر لیا انہوں نے واگنگرہ سے صلح صفائی کر لی اور پیش کش مقرر کر کے فراغت پائی۔ اس کے بعد انہوں نے گولکنڈہ کی طرف توجہ کی اور تانے شاہ کو اسیر کرنے کے بعد اورنگ آباد کی طرف روانہ ہوگئے۔

داؤد خان پنی بوڑی زائی ابن خضر خان پنی کو لی کو ذوالفقار خان امیر الامراء ابن اسد خان وزیر کی نیابت میں حضور کی جانب سے ناظم کرناٹکین مقرر کیا گیا سدی مسطور نے اپنی مصلحت اس میں جانی کہ ان کے ساتھ صلح کر لے لہٰذا اس نے ان کا استقبال کیا اور دولتخواہی ظاہر کرتے ہوئے سلسلہ ملازمین عالمگیری میں شامل ہوگیا۔ ناظم موصوف نے خلعت عطا کرتے ہوئے سرا کی صوبیداری اپنی ماتحتی میں اسی کو سونپ دی۔ وہ کرناٹک پایانگھاٹ کی طرف روانہ ہوگیا۔

سلطان اورنگ زیب کے انتقال کے بعد جو کہ ۱۱۱۸ھ م 1707ء میں واقع ہوا۔ داؤد خان کو برہان پور میں قتل کر دیا گیا اور اس کی جگہ خانجہاں خان کو کہ کو صوبہ دکن کے چھ صوبوں کا ناظم مقرر کیا گیا۔ سلطان محمد اعظم بہادر شاہ دارالخلافت دہلی کے تخت پر متمکن ہوا۔ حضور کے حکم

Marfat.com

سے ملک بالا گھاٹ کے بندوبست کے لئے قاسم خان، آتش خان اور چنتو چمنا جی دیشموک کو مقرر کیا گیا اور وہ بیجاپور سے روانہ ہو کر اس نواح میں وارد ہوئے۔ سدی مفتاح اس واقعہ سے قبل عارضہء خفقان میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا تھا۔ چنانچہ اس کی نعش کو اسی کے باغیچہ میں جو کہ قلعہ صوبہ کے شمال میں نہر کے کنارے واقع ہے مدفون کیا گیا۔

خوانین مذکور نے دفاتر کے حساب سے خزانہ اور دیگر مال و اسباب ضبط کر لیا۔ ملک کا نظم و نسق بہتر کیا۔ چنانچہ قاسم خان کو صوبیداری پر اور آتش خان کو قلعہ داری پر مقرر کر کے آسودہ خاطر ہوئے۔ قاسم خان نے نئے طرز اور آئین کے ساتھ ساتھ ملک و لشکر کا بندوبست بھی کیا۔ باجگذار پالیگاروں کو جو بیجاپوری اور حیدر آبادی حکومتوں کے دوران فوج کشیوں اور کشمکش کے بعد جو پیشکش مقرر کیا جاتا تھا اسے کبھی رعایا کے فرار کا اور کبھی خشک سالی کا بہانہ بنا کر ادا نہیں کرتے تھے اور سابقہ صوبیدار اپنی سادہ لوحی سے ان کے ساتھ کوئی تعرض نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا سب پالیگار بے خوف و خطر خداوندی کرنے لگے تھے۔ ان پر اپنے لشکر کے ساتھ حملہ کر کے انہیں زیر کیا اور پیشکشات از سر نو مقرر کئے۔ چنانچہ کم منصب پالیگاروں سے صاحب جاگیر نے لاکھ ہون اور بارہ ہزار روپے افزود سوائے چوتھ مرہٹہ کے جو کہ مقرر تھے حاصل کئے۔

پالیگار سری رنگپٹن، بدنور اور کلی کوٹ سے جن پر بھی اگرچیکہ اسی ضابطہ سے پیشکش کے علاوہ پیشکش سرکار، رسوم مرہٹہ اور ایک لاکھ روپے نذر صاحب بھی حاصل کیا۔ پرگنات کے محاصل درج ذیل مقرر ہوئے۔ پرگنہ اوّل حویلی جمع کامل ایک لاکھ پچاس ہزار ایک سو اٹھائیس ہون محمد شاہی۔ پرگنہ دوم کولار، جمع کامل ایک لاکھ نود ہزار دو سو چھ ہون چھ فلم۔ پرگنہ سوم ہوسکوٹہ، جمع کامل پچاسی ۸۵ ہزار آٹھ سو بیس ہون نو فلم چھ آنہ۔ پرگنہ چہارم، بڑا بالا پور جمع کامل چوپن ہزار اناسی ہون اور دو نیم فلم؛ پرگنہ پنجم، پنوکنڈہ جمع کامل ایک لاکھ چھیاسی ہزار اکیاسی ہون تین فلم۔ پرگنہ ششم، بسواپٹن؛ جمع کامل ایک لاکھ ستائیس ہزار آٹھ سو تین ہون ساڑھے چھ فلم اور بودی ہال جو

Marfat.com

ملک ریحان صاحب مرحوم کے دور سے الگ پرگنہ مقرر تھا اسلیئے اسے حویلی کے محلات میں شامل کیا گیا۔

قاسم خان اس طرح حکومت کر رہا تھا کہ دھناجی دبارہ انبہ ءسہناجی ساہومرہٹہ اور ہندو راؤ کھوڑ پڑیہ صاحب جاگیر گجندر گڑھ نے جوتھ وصول کرنے کے لئے لشکر کشی کی۔ اسی دوران بھرمانائک پالیگار چیتل درگ اور بسپانائک پالیگار ہرپن ہلی کے درمیان جنگ وجدال شروع ہوگیا دونوں بیباک ہوکر اپنی اپنی افواج کے ساتھ رزم آراء ہوگئے۔ قاسم خان نے جو سرکش غنیم یعنی مرہٹوں کو مار بھگانے کا عزم کئے ہوئے تھا فی الحال ان بیباکوں کو سزا دینے کی ٹھان لی اور چار ہزار سوار اور چھ ہزار پیادوں کے ساتھ تعلقہ وڈیری کی طرف روانہ ہوا۔ وکیل پالیگار چیتل درگ نے اپنے آقاؤں کو لکھا کہ قاسم خان بسپانائک کی کمک کے لئے روانہ ہوا ہے۔ لٰہذا پالیگار مذکور کے دل میں عداوت پیدا ہوگئی اور اس نے مرہٹوں کی خدمت میں دولاکھ روپیے روانہ کرکے مدد طلب کی۔ مرہٹے جو کہ ایسے ہی وقت کے متلاشی تھے اسی وقت قاسم خان پر حملہ آور ہوئے۔ قلعہ وڈیری کے قریب دونوں کے درمیان سخت جنگ ہوئی۔ آخر کار خان معز کو جس کا لشکر بہت کم تھا شکست ہوئی اور انہوں نے قلعچہ ءمذکور میں پناہ لی برگشتہ پالیگار نے مرہٹوں کی مدد سے قلعچہ کا محاصرہ کرلیا۔ اور محصورین کا حال تنگ کردیا۔ وہ قلعچہ کے آگے مورچے لگا کر توپوں کے ذریعہ حصار توڑنے کی کوشش کرنے لگے۔ خان محصور نے تین ماہ تک داد بہادری دی مگر اسباب جنگ کی عدم رسید اور بارود وسامانِ حرب کی کمی کی وجہ سے تنگ آ گیا۔ وہ مشورے کرنے لگا۔ لیکن کسی بھی طرح خودداری کے ساتھ محاصرہ سے خلاصی کی شکل نظر نہیں آئی۔ اسے اپنے محصور شدہ رفقاء کی فاقہ کشی شاق گزری اور وہ اسی نیم جان جماعت کے ساتھ جو اس کے ساتھ تھی پوری دلیری کیساتھ لڑتے ہوئے کئی زخم کھا کر شہید ہوگیا۔

بعضوں نے لکھا ہے کہ خان محصور نے عساکر کی محصوری، اپنے رفقاء کی سراسمیگی۔

Marfat.com

اذوقہ کی کمی اور جنگی سامان کی عدم موجودگی دیکھ کر اپنے ہی ہاتھ سے پیالہ زہر قاتل پی کر کشمکش و حادثات دنیاوی سے سبکدوشی حاصل کر لی۔ یعنی انتقال کر گئے۔ القصہ خان شہید کو اسی جگہ مدفون کر دیا گیا اور پالیگار مذکور خان مغفور کے تمام مال واسباب کے ساتھ اپنے دارالمقر کو روانہ ہو گیا۔ مرہٹے بھی اپنی بدنامی اور بادشاہ کے اعتراض کے خوف سے چند پالیگاروں سے چوتھ وصول کرنے کے بعد لوٹ گئے۔

خان شہید نے اپنے حسن سلوک سے ملک آباد اور رعایا اور خلق اللہ کو خوش رکھا تھا تمام پالیگار آسودہ حال تھے۔ شہر سرا کے اردگرد پالیگاروں کی چوکیاں مقرر تھیں، چنانچہ چوکی میسور یہ ہزار سوار و دو ہزار پیادوں پر مشتمل تھی۔ پالن ہلی کی راہ یعنی شہر کے جنوبی سمت میں ڈیڑھ ہزار سوار اور دو ہزار پیادے متعین تھے۔ بدنور کی جانب ملکاپور میں جو کہ شہر کے وسط میں واقع ہے پانچ سو سوار اور ایک ہزار پیادے قوم بیدڑ چیتل درگی متعین تھے۔ عیدگاہ کے متصل یعنی مغرب کی جانب پالیگار ہرپن ہلی، رای درگ، رتن گری اور مڑکیسی وغیرہ کی فوجیں حسب طاقت متعین تھیں۔ یہ لوگ شمالی نہر کی جانب چوکی رکھے ہوئے تھے۔ اس طرح صوبہ و ملک کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ درگاہ قلی خان اور طاہر خان تک یہی دستور معمول رہا۔

قاسم خان کے انتقال کے وقت اس نے اپنی حکومت کے بیس سال مکمل کر لئے تھے۔ آتش خان قلعدار نے فوج جمع کی اور سیر و شکار اور ملک کا حساب و کتاب اور ماہیت حاصل کرنے کے بہانے نکل پڑا۔ اس نے لطائف الحیل اور فکر دقیق سے پالیگاروں اور رعایا کا دل جیت کر اپنی اطاعت پر آمادہ کیا۔ پالیگار چیتل درگ بے حد مغرور ہو گیا تھا آتش خان نے چکنی چپڑی باتوں سے اسے اپنی طرف راغب کیا۔ اس نے عبرت کے لئے پالیگاروں، پرگنوں کے محلات اور مضافات صوبہ پر حملہ کیا اور جوی تنگ بھدرا سے کھت گمنیر پالہ سے ہوتے ہوئے دارالامارت کو لوٹ گیا۔ اس طرح دو سال اور چند ماہ حکومت کرنے کے بعد اسے معزول کر دیا گیا۔ کیونکہ اس

Marfat.com

نے قاسم خان مرحوم کے قتل کے موقع پر اغماض سے کام لیا تھا۔اس کے بعد ماموں خان کڑاڑہ کو حضور خانجہاں ناظم دکن کی طرف سے اس صوبہ کی ایالت پر مقرر کیا گیا۔اس نے رخش عزیمت سنبھالی اور صوبہ پر ضبط وربط اور رعب وداب سے فرمانروائی کی۔

اسی دوران پالیگار چیتل درگ جو قاسم خان کا قاتل تھا انتقال کر گیا۔اس کے بیٹے مدکری نائک نے مسند نشینی کو خلاف تقاضائے وقت سمجھ کر خان موصوف سے التجا کی۔خان موصوف نے وقت کو غنیمت جان کر دولاکھ روپے شیرینی کی تقسیم کے لئے اور قاسم خان کا لوٹا ہوا تمام سامان طلب کیا اتنی رقم حاصل کرنے کے بعد اس نے شمشیر وخلعت عطا کر کے اسے مسند نشیں کیا۔اس کے بعد سے یہ معمول ہو گیا کہ ہر پالیگار کی وفات کے بعد اس کا وارث صاحبِ صوبہ کی اجازت کے بعد ہی مسند پر بیٹھتا تھا۔صاحب صوبہ نے افلام (سکہ) ڈھال کر خود اپنے نام سے جاری کیا چنانچہ افلام ماموں خانی رواج پا گئے۔اس سے قبل عالمگیری ہون۔شاہجہانی فلوس اور خرمہر مروج تھے۔

اگرچہ ماموں خان کڑاڑہ نے صرف چار سال حکومت کی لیکن اسنے تملق اور شیریں زبانی سے دوسال کا پیشکش پیشگی حاصل کیا۔اسے معزول کر دیا گیا۔چین قلیج خان یعنی میر قمرلدین خان آصفجاہ کو اس دیوانی پر مقرر کیا گیا۔سعادت اللہ خان نائطہ کو جو کہ صوبہ ارکاٹ کا صوبیدار تھا کو اس صوبہ کا صوبیدار بنایا گیا۔

قاسم خان نے جس دستور کی بنیاد رکھی تھی اسپر عمل پیرا ہو کر صوبہ کا بندوبست کرتا رہا۔تین سال بعد اسے حضور میں طلب کر لیا گیا۔ایک دیوان کو یہاں مقرر کر کے وہ روانہ ہو گیا۔اسے صوبۂ دکن کے چھ صوبوں کا ناظم بنا کر روانہ کیا گیا۔اسنے وہاں سے اپنے ایک نائب خداوند خان کو صوبہ سرا کا صوبیدار مقرر کر کے روانہ کیا اور اپنے دیوان کو واپس بلا لیا۔اس نے عیدگاہ کے راستہ میں بڑی مسجد تعمیر کروائی۔

Marfat.com

یہ بات مخفی نہ ہو کہ جب داؤد خان ناظم کرناٹکین ،حضور سلطان عالمگیر سے اجازت حاصل کر کے یہاں پہنچا تو اس نے اس صوبہ کی حفاظت کے لئے اٹھاون منصبدار مقرر کئے۔ اس زمانہ میں تمام منصبدار رستم چک کے دشمن ہو گئے۔

اس سے پہلے عہد شاہ جہاں و عالمگیر، محمد اعظم بہادر شاہ محمد فرخ سیر سلاطین دہلی اور ناظمین دکن کے دور میں ان منصبداروں کو جاگیر منصب ذاتی کے علاوہ جہاں کہیں بھی یہ متعین ہو کر جاتے تھے وہاں کی صوبیداری کے لئے ماہانہ تنخواہ بھی دی جاتی تھی۔ اس کی صاحب صوبہ کی جانب سے ہر ماہ توجہ ہوتی تھی اور وہ بلا عذر ماہوار انہیں روانہ کرتا تھا۔ جو کچھ بھی اسے وصول ہوتا تھا وہ اسے ناظم دکن کی خدمت میں روانہ کرتا تھا۔

رستم چک نے آصف جاہ کی خدمت میں لکھا کہ منصبداروں کو سیر حاصل جاگیریں موجود ہیں جو ان کی اجرت کے لئے کافی ہیں اسلئے افزود ماہیانہ کی ادائیگی سرکار کے نقصان کا باعث ہے۔ اس کے علاوہ انہیں برگشتہ کرنے والا ہے۔ چونکہ صاحب سرمایہ ہو جاتے ہیں اسلئے اگر ان کے ارادہ میں فساد اور بغاوت کا خیال پیدا ہو جائے تو انہیں فتنہ برپا کرنے میں کوئی تامل نہ ہوگا۔ انہیں دفع کرنے کی قوت موجود نہ ہوگی۔ بہتر ہے کہ طغیانی سے پہلے تالاب پر باندھ مضبوط کر دیا جائے۔

جب یہ بات نظام الملک آصفجاہ کے کانوں میں پڑی تو اسنے اس بات کو سچ سمجھا اور درماہہ موقوف کرنے اور جاگیرات کو کم کرنے کا حکم جاری کیا۔ رستم چک کو کفایت خان کا لقب مرحمت کر کے روانہ کیا۔ اس بات سے سبھی منصبدار رنجیدہ خاطر ہو کر وقت کا انتظار کرنے لگے کہ کب اسے درمیان سے نکال پھینکیں۔

ایک دن جبکہ رستم چک حمام میں تھا چند لوگ سبقت کر کے اندر داخل ہوئے اور مالش کے بہانے اسکے ہاتھ پاؤں کھینچ کر اسے ہلاک کر دیا اور اس کی نعش کو شہر کے جنوب میں موجود

Marfat.com

دروازہ جسے کفایت دروازہ کہتے ہیں کے باغیچہ میں دفن کردیا۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ آصف جاہ ان دنوں قریب ہی مرچ میں رونق افروز تھا۔ پردلہ خان نے یہاں پر سبندی فراہم کرنے کے لئے توقف کیا۔ وہاں سے اس نے اپنے فرزند محمود خان کو اس صوبہ کے بندوبست کے لئے معہ عنایت نامہ روانہ کیا۔ جس وقت رستم چک حمام میں تھا بے دل منصبداروں کے ایما اور اشارہ سے محمود خان وہاں حاضر ہوا اور اس نے پیش کش سے اس کا پیٹ چاک کردیا اور اسے اسی کے باغ میں دفن کردیا۔

غرض رستم چک نے چار سال حکومت کی تھی۔ پردلہ خان ساکن صوبہ مرچ یعنی وہاں کا جاگیردار چہل تنی کے نام سے مشہور تھا۔ کیونکہ وہ اپنے ساتھ چالیس افراد کو جو اسکے ہم وضع اور یکدل تھے اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اسکی قوم دلازاک تھی۔ کفایت خان کی موت کے بعد اس صوبہ کی ریاست اس کے سپرد کی گئی اور وہ یہاں کا نظم ونسق چلانے لگا۔

اسکے دور حکومت میں اکثر پالیگاروں نے یہ دیکھ کر کہ آصف جاہ زر پرست ہے، پیسہ خرچ کرکے ہوس ملک گیری اور ایک دوسرے کی شکست وریخت شروع کردی۔ چنانچہ بدنور کے پالیگار شوم شنکر نے سونڈہ کے نواح کے پالیگاروں پر لشکر کشی کی۔ تاہم اس نے خفیہ طور پر ناظم دکن سے اجازت حاصل کرلی تھی لیکن پردلہ خان حاکم صوبہ سرا کو اس بات کی اطلاع نہیں تھی۔ جب پردلہ کو اس بات کی خبر ملی تو اسے لشکر آراستہ کرکے اپنے بیٹے محمود خان کو سردار لشکر مقرر کرکے پالیگار مذکور کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔

جب خان مذکور بدنور کے نواح میں پہنچا تو اس نے عبرت نمائی کے لئے دو تین گاؤں کو آگ لگادی اور رعایا کو حیرت میں ڈال دیا۔ پالیگار نے ناظم دکن کے خط کی نقل موصوف کو روانہ کرتے ہوئے پیغام دیا کہ میں حضور کے حکم کے مطابق اپنا بندوبست کررہا ہوں کیونکہ اس نواح کے چند پالیگار وغیرہ غرور ونخوت سے خیرہ دماغ ہوگئے ہیں اس لئے انہیں تنبیہ کررہا ہوں اگر

تمہیں روپیوں کی ضرورت ہے تو مقررہ زر بلا عذر و بلا تخفیف بروقت پیش کردونگا۔ خان جہالت نشان نے اس کی بات نہ مانی اور جھوٹ کا الزام عاید کر کے آگے بڑھا تاکہ قلعہ بدنور کو جو کہ پالیگار مذکور کی سکونت گاہ تھی محاصرہ کرے اور اسے اس حرکت سے باز رکھے بلکہ اسے درمیان سے ہٹا کر اس کے دارالمقر کو اپنی اقامت گاہ بنالے۔ اس صورت حال سے واقف ہو کر پالیگار نے فوج جمع کی اور جنگل و کوہستان میں پناہ لے کر ناگاہ خان کے لشکر پر شب خون مار کر اس کی فوج کو منتشر و پریشان کر دیا۔ چنانچہ میر لشکر زخمی ہو کر بے نیل و مرام واپس لوٹ گیا۔

دوسرے سال پر دلہ خان اپنے اسی بیٹے کو اپنی جگہ پر صوبہ کا حاکم بنا کر ضروری کام کے سلسلہ میں حضور کی خدمت میں روانہ ہوا۔ محمود خان دلازاک نے باپ کی نیابت میں کامرانی کی۔ اس کے دورِ حکومت میں دوسرے سال پالیگار بدنور و میسور نے پھر سے شورش برپا کرتے ہوئے پھر جدال و قتال کا بازار گرم کیا اور ایکدوسرے کے خلاف لشکر آراستہ کر لیا۔ محمود خان کو اس بات سے تشویش لاحق ہوئی اور ان کی تنبیہ کے لئے لشکر فراہم کیا۔ اسی وقت آصفجاہ کا خط اسے موصول ہوا کہ میسور، بدنور، کلی کوٹ اور ڈنڈیگل کے پیشکش حضور کو موصول ہو چکے ہیں تم اس امر میں کوئی معترض نہ ہونا۔ خان موصوف لاچار ہو کر بیٹھ رہا۔ اسی دوران پالیگار میسور نے جراً لشکر کے ساتھ نکل کر بنگلور اور ماگڑی درگ کی تسخیر کی اور وہاں کے پالیگاروں کو اسیر کر لیا۔

اسی دوران نذر بہادر صاحب شیخ بزرگ والد بزرگوار منجو میاں کلو کی ولایت سے اس نواح میں پہنچے۔ فقراء کے درمیان ان کا لقب میاں خیل یعنی ملائے گروہ ہے۔ خانِ مذکور نے ان کا پورے عزت واحترام کے ساتھ استقبال کیا اور انہیں صوبہ میں جگہ اور موضع چکن کوٹہ ان کے صرف کے لئے بطورِ جاگیر عطا کی۔

القصہ محمود خان نے دو سال حکومت کی تھی کہ فتح سنگھ سپہ سالار مرہٹہ نے لشکر کشی کی اور چیتل درگ کے نواح میں آتش قتل و غارت گری برپا کر دی۔ اس مقام کے پالیگار نے پریشان

Marfat.com

ہو کر خان موصوف کو لکھا کہ مرہٹوں کا ظلم و تعدی حد سے بڑھ گیا ہے اور چونکہ میں آپ کا باجگذار ہوں اسلئے میری اعانت ضروری ہے۔خان موصوف نے تین ہزار سوار اور چار ہزار پیادے غنیم کو دفع کرنے کے لئے جمع کیے اور تاور کرا تک پہنچ کر خیمہ زن ہوا۔مرہٹوں نے سبقت کی اور حملہ آور ہوئے دونوں کے درمیان سخت معرکہ ہوا۔محمود خان نے صبح سے دو پہر تک خوب داد شجاعت دی اور غنیم کے ہزار ہا سپاہیوں کو شربت مرگ چٹایا اور آخر شہید ہو گیا۔غنیم ظفریاب ہو کر شہر سرا کو جلا کر خاک کرتے ہوئے لوٹ گیا۔اس کے بعد حضور نظام الملک آصفجاہ کی جانب سے داؤد خان کو محمود خان کی جگہ نامزد کیا گیا۔اسے یہ حکم دیا گیا کہ باجگذار پالیگاروں میں سے کوئی بایکدیگر جنگ کریں تو اس کی تنبیہ کی جائے اور اگر قدرت نہ ہو تو حضور کی خدمت میں لکھا جائے۔

جب داؤد خاں صوبہ میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ پالیگار بے حد مغرور ہو چکے ہیں اور بغیر فوج کشی پیشکش ادا نہیں کرتے۔اس دوران میسور کے پالیگار رنگنٹی ارس راج نے ایک گراں فوج کے ساتھ تریکرا کے پالیگار پر جو کہ بسواپٹن کے پالیگار کا رشتہ دار تھا جو ملک ریحان صاحب صوبہ کے قہر سے نجات حاصل کرنے کے بعد راجگی پر مسلط ہوا تھا' پر حملہ آور ہوا اور اسے مغلوب کر کے قید کر لیا اور تعلق بیلور اپنے تصرف میں کر لیا۔

خان مذکور نے یہ تفصیل حضور کی خدمت میں تحریر کی اور لشکر کی التماس کی۔شاہ نواز خان بخشی الملک اور ناصر جنگ خلف آصفجاہ نے جو کہ ان دولت لٹانے والے پالیگاروں کے حامی تھے نے صوبہ دار مذکور کو ناکارہ قرار دیتے ہوئے اسے ایک سال کے اندر معزول کر دیا۔اس کی جگہ عبداللہ بخاری خان نامی شخص کو مقرر کر کے حضور کے حکم سے روانہ کیا گیا۔جب عبداللہ خان اس صوبہ کا حاکم بن گیا تو وہ حضور سے جو سوال و جواب ہوئے تھے ان کے مطابق کام کرنے اور صوبہ کا انتظام چلانے لگا۔اسنے کسی بھی پالیگار کے کام میں داخل اندازی نہیں کی۔

شہر سرا کا عیدگاہ قدیم زمانہ سے صرف مٹی کی دیوار پر مشتمل تھا۔اس کا چبوترہ درست

Marfat.com

نہیں تھے۔ مصلیوں کیلئے اس میں جگہ کی کمی واقع ہوگئی تھی۔اس نے اسے توڑ کر سنگ اور گچ سے دوبارہ تعمیر کروایا تا کہ یادگار رہے۔اسے پالیگاروں سے جو بھی مبلغ پیشکش وصول ہوتی تھی وہ اسے انتظام کے لئے حضور کی خدمت میں روانہ کر دیتا۔اسنے سبندی میں تخفیف کی یعنی دو ہزار سواروں کو کام سے خارج کر دیا۔اس کفایت شعاری کے باوجود اسے دو سال کے اندر معزول کر دیا گیا۔ روانگی کے وقت اسنے پالیگار میسور سے سازش کر کے بطور قرض دس لاکھ روپئے حاصل کئے اور ٹمکور کی جانب پرگنہ حویلی کو قرض کی ادائیگی کے لئے حوالے کر دیا۔

اس کے بعد امین خان حیدر آبادی کو صوبہ سرا کی ریاست پر مقرر کیا گیا۔اسنے آتے ہی بدماغ باجگذار پالیگاروں کو حکمت عملی اور چرب زبانی سے ان کی جمع خاطر کر کے اپنی طرف متوجہ کیا۔جو کہ کچھ پیشکش مقرر تھا اسکے علاوہ کچھ رقم نذر کے طور پر حاصل کی۔

اس دوران پالیگار میسور نے لشکر جمع کر کے اسے اپنے دلوائی کانتیا کی سرکردگی میں چک بالاپور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔چکبالاپور کا حاکم دڈ بھیٹری گوڑہ تھا۔ چک بالاپوریہ نے اس حالت سے امین خان کو مطلع کیا۔خان موصوف نے دلوائی کی خدمت میں اپنے وکیل کو اپنے عنایت نامہ کے ساتھ روانہ کیا اور اس عزم سے باز رہنے کی تاکید کی۔مگر دلوائی مذکور نے جسے اپنی دولت اور لشکر کا غرور تھا اور ناظم زبردست کی حمایت حاصل تھی اس بات کی طرف توجہ نہیں دی۔ اسنے امین خان کے خط پر کوئی عمل نہیں کیا اور نہ ہی اس کا کوئی جواب دیا بلکہ وکیل کو سرسری ملاقات کے بعد روانہ کر دیا۔اسنے چک بالاپور کی تسخیر کی مہم تیز کر دی۔کانتیا نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ چاروں طرف سے حصار بندی کریں اور حصار توڑنے اور مورچال بندی کے لئے توپوں کی ضربیں لگائیں۔انہوں نے خندق پُر کرنے کے لئے گھاس پھوس اور جنگلی درخت جمع کئے۔اس نے اسی طرح نندی درگ پر جہاں پالیگار مذکور کا ایک رشتہ دار حکمران تھا مورچال قائم کیا اور جنگ شروع کر دی۔پالیگار مذکور نے پھر امین خان کو اس حالت سے آگاہ کیا اور لکھا کہ خرابی کا پانی گلے تک

Marfat.com

پہونچ گیا ہے۔ میری اعانت آپ پر فرض ہے کیونکہ میں آپ کی سرکار کا فدوی اور دولت خواہ ہوں اور میری شکست صاحب صوبہ کی بدنامی کا باعث ہوگی۔ امین خان کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو وہ غضبناک ہوگیا اسنے ایک قاصد روانہ کرتے ہوئے دلوائی کو کہلا بھیجا کہ اے دلوائی تیرے لئے یہ بات بالکل نامناسب ہے کہ تو میرے حکم کی سرتابی کرے۔ تجھے اس سے کوئی فائدہ پہونچنے والا نہیں ہے بلکہ پریشانی ہوگی۔ کانتیا نادان نے جواب میں کہلا بھیجا کہ شراب خور اور سیندی نوش کی بات کی میرے پاس کوئی قدر نہیں ہے۔ تجھ سے کیا ہوسکتا ہے۔ قاصد نے پلٹ کر یہی جواب اپنے آقا کو پہونچایا۔

پس امین خان نے پوری شان وشوکت کے ساتھ نقارہ بجاتے ہوئے دو ہزار سواروں کے ساتھ اسی وقت کوچ کیا اور چند پالیگاروں کو مدد کے لئے طلب کیا مگر پالیگاروں کی افواج پہنچنے کا انتظار کئے بغیر سیدھا روانہ ہوگیا۔ تنکری اور مڑکسی کے پالیگار جو کہ صوبہ کے قریب تھے اپنی اپنی افواج کے ساتھ صاحب صوبہ کے ساتھ شامل ہوگئے۔

القصہ خان شجاعت کیشاں اپنی ہمت کے بل بوتے پر جسارت کرتے ہوئے گوڑی بنڈہ جو کہ پالیگار رندکور کا ایک تعلقہ تھا پہنچا اس جگہ کا قلعدار خوش وخرم ہوگیا اور اسنے خان موصوف کی آمد کا حال اور مژدہ اپنے سردار کو پہونچایا۔ اسنے بڑی خوشنودی سے اس بات کی اطلاع اپنے برادر کو جو کہ نندی درگ کا حاکم تھا کو امین خان کے یلغار کی اطلاع دی۔ ہر ایک نے اپنی اپنی جگہ خوشی کے نقارے بجائے اسی دن نندی گڑھ کے حاکم نے اپنی جمعیت کے ساتھ پہاڑی خندقوں کی مدد لیتے ہوئے دشمن کی فوج پر شب خون مارا۔ انہیں تہ تیغ کرتے ہوئے تودہ تودہ سر جمع کئے۔ جو لوگ تہ تیغ ہونے سے بچ گئے وہ خندقیں چھوڑ کر لشکر کی طرف دوڑ پڑے۔ بعض بندوقچی گاؤں میں پناہ گزین ہوکر گولیاں برسانے لگے۔

دوسرے دن جب دلوائی کو اپنے لشکر کی خرابی اور شکست کی خبر ملی تو اس نے شکست

Marfat.com

خوردہ فوج کی مدد کے لئے اپنے پاس موجود فوج روانہ کی۔ باقی چھوٹی سی جمعیت کے ساتھ جو کہ صرف ہزار پانسو سواروں اور دو تین ہزار پیادوں پر مشتمل تھی لے کر میدان جنگ میں ایک ہاتھی پر سوار ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اسی اثناء خان شجاعت کیش راتوں رات گوڑی بنڈہ سے یلغار کرتے ہوئے میدان جنگ میں پہنچ گیا۔ اگر چہ کہ دلوائی کو اس بات کی اطلاع مل گئی کہ امین خان حاکم سرا اپنے لشکر کے ساتھ پہنچ گیا ہے مگر اس کے دل میں ذرہ برابر بھی اندیشہ پیدا نہیں ہوا۔

خان جلادت نشان نے جو خود بھی ہاتھی پر سوار تھا اپنے سپاہیوں کو حملہ کرنے کا حکم دیا اس کے لشکریوں نے دین دین کی صدا بلند کرتے ہوئے حملہ کر دیا اور قتل و غارت گری شروع کر دی۔ انہوں نے فیل سوار کو اپنے نرغہ میں لے کر شمشیر سے دست آزمائی کرتے ہوئے اسے زمین پر لے آئے اس موقع پر کانتیا نادان نے ہر چند گڑگڑا کر التجا کی کہ میں اس ہاتھی کے برابر زر و گوہر دینے کے لئے تیار ہوں میری جان بخشی کرو مگر انہوں نے اس کی بات نہ مانی اور اسے عماری سے باہر کھینچ لیا۔ اس کی زبان باہر کھینچ کر اسے جوتوں سے مارتے ہوئے کہا کہ تو نے اسی زبان سے حروف ناشائستہ کہے تھے۔ پس اس کا سر تن سے جدا کر دیا اس طرح کانتیا کی جمعیت منتشر ہو گئی اور کچھ سپاہ اور سرداروں نے میسور کی راہ پکڑی۔ خان ظفر نشان نے تمام سامان حرب وضرب، ہاتھی اور گھوڑے جو کچھ بھی حاصل ہوا اسے حضور کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ جب سرداران کنڑا سری رنگپٹن پہنچے تو راجہ نے مسند آراء ہو کر ان سے احوال دریافت کیا انہوں نے اپنی زبان میں جواب دیا " متے این الا سامی دین دین وندے آئتو نر ما کانتیا تلہ ہوئیدو" یعنی دیگر کچھ نہیں حضرت آخر دین دین ایک ہوا اور مفت میں کانتیا کا سر کٹ گیا۔

غرض امین خان تین سال تک بضبط و ربط حکومت کرنے کے بعد معزول ہو گیا۔ کانتیا دلوائی کے قتل کے بعد دیگر پالیگاروں کے دل میں اس کا خوف و ہراس پیدا ہو گیا تھا اسلئے کسی نے بھی اپنے حدود سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ طلب سے پہلے پیشکش روانہ کر دیتے تھے۔

Marfat.com

اس کی معزولی کے بعد غالب خان اس صوبہ کی ایالت پر مقرر ہوا اور صوبہ کے بندوبست میں مشغول ہوگیا اس کے عہد حکومت میں پالیگار پہلے سے کہیں زیادہ سرکش ہو گئے۔ جب پالیگاروں نے دیکھا کہ ناظم زر پرست اور صاحب صوبہ نرم تر ہے تو انہوں نے لوٹ گھسوٹ اور رعایا کو آزار دینا شرع کر دیا۔ وہ اپنے سے چھوٹے اور قلیل جماعت پالیگاروں کو درمیان سے ہٹا کران کے ملک و مال پر تصرف کرنے لگے۔ اگر حاکم صوبہ کسی کی مدد کیلئے پہنچتا تو اسے روپیہ پیسہ دیکر اس بات سے باز رکھتے۔ اس طرح دوسال حکومت کرنے کے بعد وہ معزول ہو گیا۔

اس کے بعد نجیب خان احراری صوبہ سرا کی ایالت پر مامور ہوا۔ جب وہ اس صوبہ میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ پالیگاروں کے آپسی مناقشہ سے بندوبست ناممکن ہے اس لئے اسنے اپنے دور میں پندونصائح کے ذریعے انہیں اس بات سے روکنے کی کوشش کی۔

ایک راوی نے روایت کی ہے کہ سدھو جی بن سندھوراؤ گھوڑ پڑیہ نے صوبہ سرا کے تمام کارخانجات میں بے نظام حاکموں کی سستی کی وجہ سے بدنظمی پائی تو ایک گراں لشکر کی مدد سے اس علاقہ پر حملہ آور ہوا۔ اس جگہ کے قلعہ دار احمد خان نے مردانہ وار مقابلہ کر کے اسے مار بھگایا۔ اس نے اس بات کی اطلاع صاحب صوبہ کو دی۔ اس اطلاع کے ملنے پر احراری نے دو ہزار سوار اور چار ہزار پیادوں سے ہندو پور پر حملہ کر دیا اور اسے غارت کر دیا۔ وہ شب خون مارنے کے ارادہ سے آگے بڑھا۔ مرہٹہ کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو اسنے مقابلہ و مقاتلہ کو مناسب نہ جانتے ہوئے سونڈور کو راہ فرار اختیار کی۔ صاحب صوبہ چند دن پنوکنڈہ میں اقامت کرنے کے بعد سرا کو واپس لوٹ آیا۔ اس نے چوک شہر میں مسجد تعمیر کروائی جو آجتک باقی اور مصلیوں سے آباد ہے۔

تین سال بعد اسے معزول کر دیا گیا۔ اس کی جگہ درگاہ قلی خان حاکم صوبہ بنا۔

درگاہ قلی خان جب حضور آصفجاہ کے حکم سے صوبہ سرا کو پہنچا تو اس نے دیکھا کہ ناظم دکن کے اغماض سے پالیگاروں کے طور بگڑے ہوئے ہیں اس نے یہ بات طے کر لی کہ وہ

پالیگاروں کے درمیان جنگ کے وقت اسی پالیگار کی مدد کرے گا جو سب سے زیادہ دولت ادا کرے۔اس طرح جو بھی مال ودولت ہاتھ لگتا اسے وہ غنیمت سمجھتا تھا۔اس دوران حیدر علی خان کے والد فتح محمد نے کولار سے آکر خان موصوف کی ملازمت اختیار کی اور عمدہ نوکری پر مامور ہوئے ۔انہیں بالاپور کلاں کا تھانہ دار مقرر کیا گیا۔

خان معزالیہ کو ایک ہی سال میں معزول کر کے صوبہ ارکاٹ کا بخشی الملک مقرر کیا گیا۔ اس کی جگہ عابد خان کو صوبہ سرا کا حاکم مقرر کیا گیا وہ حیدر آباد سے صوبہ سرا پہنچ کر انتظام میں مشغول ہوا ہی تھا کہ میسور کے پالیگاروں نے حاکم بدنور اور میسور کے جنوب اور مشرق کے حاکموں سے مل کر بالاپور کلاں کے قلعہ پر شبخون مار کر اسے تسخیر کرنے کی کوشش کی اس معرکہ میں فتح محمد نے ایک قلیل جمیعت کے ساتھ جو صرف پانچ چھ سو پیادوں پر مشتمل تھی کارہائے نمایاں انجام دیتے ہوئے سرکش غنیم کو شکست دی چنانچہ راقم سطور نے نشان حیدری میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔

عابد خان نے ان کی بہادری پر نظر کرتے ہوئے انھیں طلب کیا اور صوبہ کی حفاظت پر متعین کیا۔نامبردہ صاحب صوبہ کے الطاف وعنایت سے صاحبِ فیل ونشان نقارہ بن گئے۔ انھوں نے حاکم کی اجازت سے دو ہزار پیادے اور پانچ سو سوار جمع کئے اور صوبہ دار موصوف نے شیخ مذکور اور سید پیراں جمعدار کی مدد سے اگرچیکہ صرف ایک سال حکومت کی مگر پالیگاروں کی پیشکش بے باق وصول کی ۔وہ معزول ہوکر حیدر آباد لوٹ گیا اس کی جگہ پر مشہور خان کو صوبہ کی ایالت پر اور حیدر آباد کے امیر آدم قلی خان کو قلعدار مقرر کیا گیا دونوں باتفاق رخصت پاکر ان حدود میں پہنچے۔

قلعدار کی جاگیر کے مواضعات درج ذیل ہیں۔پرگنہ حویلی کے تعلقہ میں موضع ایلور، ہلکور، کرناٹھہ، ہبلی، وماکوڑ، مدلور، کوٹھہ، میل کوٹہ، کندکن ہلی، گن ہلی اور گولی جمع کامل بیالیس ہزار سات سو ہون محمد شاہی مع خرچ سبندی سالانہ قلعدار و تین سو میواتی و دو سو جزال بردار، متصدی،

Marfat.com

چوکی نویس وغیرہ مقرر تھے۔ قلعدار داخل قلعہ ہوا۔ صاحب صوبہ نے اپنے دیوان کو حساب و کتاب اور جمع خرچ کی تیاری کے لئے صوبہ کی طرف روانہ کیا۔ اسنے عبرت نمائی کے لئے ان تمام سے زر پیشکش وصول کیا۔ اسے علم پیمایش میں کافی دسترس حاصل تھی۔ اس نے ملک وصوبہ کے تمام پالیگاروں کو اپنی طرف راغب کیا۔ اس کوشش کے دو سال بعد اسے معزول کر دیا گیا۔

اس کی جگہ پر درگاہ قلی خان کو دوبارہ اس صوبہ کی ایالت پر مقرر کیا گیا۔ وہ قدیم آئین کے مطابق صوبہ کا بندوبست کرنے لگا۔ اس دوران بادشاہ کی جانب سے مقرر کردہ قلعدار کا انتقال ہو گیا اور جگہ خالی تھی اسلئے اس نے حضور میں لکھ کر اپنے خاص معتمد کو جو قوم پنی سے تعلق رکھتا تھا قلعدار مقرر کروایا، پرگنہ بالا پور کلاں جو کہ خان صاحب کی جاگیر تھی کا بندوبست، سابقہ صوبہ دار کے برخلاف اپنے ذمہ لے لیا۔ درگاہ قلی خان کے دور میں پالیگار ایک دوسرے کو تکلیف پہنچانے میں مشغول تھے اور خان موصوف جو کوئی بھی پالیگار زیادہ رقم ادا کرتا اسی کی کمک کرنے کی کوشش کرتا اور عام پیشکش کے علاوہ بطور نذرانہ بھی کافی رقم وصول کر لیا کرتا تھا اور اسباب جنگ ہمیشہ مہیا رکھتا تھا۔ چونکہ آصفجاہ کو حاکم سرا کی قوت کا علم تھا اس لئے اس نے صاحب صوبہ نے جس شخص کو قلعدار مقرر کیا تھا اسی کا تقرر بحال کر دیا۔ پالیگاران چیتل درگ و بدنور۔ میسور اور رائی درگ نے اپنی اپنی چوکیوں کو جو کہ شہر کے اردگرد موجود تھیں دوبارہ مقرر کر دیا۔

اسی دوران درگاہ قلی خان کا دو سال بعد قتل وقوع پذیر ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ افغانوں کی قوم سے تعلق رکھنے والا ایک شخص جس کا نام دلیل خان تھا مرج کی جانب سے اس علاقہ میں آیا ہوا تھا۔ اس دوران سرا کے حاکم محمود خان نے جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے دلیل خان کی خاطر خواہ ناز برداری نہیں کی اس لئے اس نے خفا ہو کر نوکری چھوڑ دی اور گھر ہی میں رہنے لگا۔ تاہم اس نے اپنے دس بارہ گھوڑے پالیگار رتن گیری کے نوکروں کو کرایہ پر دے رکھے تھے۔ بدقسمتی سے اس دوران پالیگار رتن گیری سرا کے حاکم سے منحرف ہو گیا اور غرور نخوت سے اپنا سر

Marfat.com

اٹھانے لگا۔ صاحب صوبہ نے مٹرکسی کے پالیگار کو اس بات پر اکسایا کہ وہ رتن گیری پر حملہ کردے ۔ پالیگار مٹرکسی نے رتن گیری کو تاخت وتاراج کردیا اور اس کے سارے اسباب پر قبضہ کرلیا۔ اس مال غنیمت میں دلیل خان افغان کے گھوڑے بھی شامل تھے۔ اس نے حاکم سرا سے درخواست کی کہ وہ ان گھوڑوں کو جو اس کی ملکیت ہیں لوٹا دیں۔ حاکم نے جواب دیا کہ یہ سارے گھوڑے مال غنیمت میں آئے ہیں تمہیں نہیں دیئے جاسکتے۔ بہتر ہے کہ تم ان کا مطالبہ منحرف پالیگار سے کرو، اس طرح فہمائش کرنے کے بعد انہوں نے اسے اپنی ڈیوڑھی سے نکال دیا۔

درگاہ قلی خان کے دور میں پالیگار ایک دوسرے کو ایذا پہنچانے لگے تھے اسی لیے انہوں نے ان کی فہمائش کے لئے صاحب صوبہ ملک کی گشت کے لئے روانہ ہوئے۔ پہلے دن انہوں نے پالن ہلی کے قریب خیمے لگائے۔ دوسرے دن صبح سویرے چند خواص کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں دلیل خان نے ایک اور شخص کے ذریعے یہی سوال پیش کیا کہ میرے گھوڑے لوٹا دیں۔ خان مذکور نے غضبناک ہو کر کہا کہ اگر دوبارہ گھوڑے طلب کئے تو میخ کوب سے سر پھوڑ دونگا۔ مذکورہ شخص نے لوٹ کر صاحب صوبہ کا یہی دندان شکن جواب سنا دیا۔

دلیل خان غضبناک ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا اور دوسرے ایک شخص کے ساتھ عطار کی دوکان سے خوشبو خریدی اور بدن اور ملبوسات پر انھیں مل کر پالن ہلی کی طرف روانہ ہوا۔

جس وقت وہ وہاں پہنچا خان معزالیہ (درگا قلی خان) شامیانہ میں تنہا بیٹھا ہوا تھا کیونکہ ابھی تک خیمہ خاص تیار نہیں ہوا تھا اور نہ ہی سراچہا (پردے) کھینچے گئے تھے۔ افغان مذکور بلا جھجک شامیانہ میں داخل ہوگیا۔ جب افغان مقا[illegible] پہنچا تو خان موصوف اس کے استقبال کیلئے کھڑا ہوگیا۔ افغان نے معانقہ کے بہانے [illegible] کے قریب پہنچ کر اس کے پہلو میں اس تیزی سے خنجر گھونپا کہ وہ اس ضرب سے زمین پر گر کر جان بحق ہوگیا۔ افغان اس کی نعش پر بیٹھ کر اس کے منہ پر تھوکنے لگا۔ اس وقت ایک نوکر جس کے ہاتھ میں میخ کوب (ہتھوڑا) تھا آپہنچا اس نے ایک ہی ضرب

Marfat.com

سے دلیل خان کا سر پاش پاش کر دیا۔ اس کے ساتھی کو پیادوں نے تفنگ سے ہلاک کر دیا۔

صاحب صوبہ کے وارثوں نے مرحوم کی نعش صوبہ سرا پہنچائی اور قلعہ کے مغربی دروازہ کے آگے ایک باغ میں انہیں دفن کیا۔ اس کے اطراف سنگین مزار اور اس کے اطراف گچ کا چبوترہ تیار کروایا۔

اس کے بعد خان مرحوم کا بڑا بیٹا عبدالرسول خان مسند آرا ہوا۔ اسنے قلعدار کے مشورہ سے لشکر فراہم کیا اپنے والد کی نیابت کی بجاآوری کی۔ اس نے ان حالات سے آصفجاہ کو مطلع کیا۔ اگر چہ کہ حضور نے اس دوران نواب طاہر خان کو اس صوبہ کی ایالت پر مامور کیا لیکن وہ نو ماہ کی مدت تک سپاہیوں کی فراہمی وغیرہ کے لئے وہیں مقیم رہا۔ اس کے بعد ایک شائستہ جمیعت فراہم کر کے عازم صوبہ ہوا۔ عبدالرسول خان اپنی فراہم کردہ جمیعت کے ساتھ بڑا بالا پور روانہ ہو گیا۔ اسنے قلعدار کو جنگ کرنے کی سخت تاکید کی۔

جب نواب طاہر خان لشکر کے ساتھ عید گاہ کے میدان میں خیمہ زن ہوا تو اس نے قلعدار اور دیوان صوبہ سے قلعہ کے دروازہ کی کنجیاں پہنچانے کے لئے کہلا بھیجا۔ قلعدار اور ہزاریان قلعہ وصوبہ نے اس بات پر تکرار شروع کی کہ جب تک سالانہ واجبات' جمیعت کی فراہمی اور سبندی کا روپیہ انھیں ادا نہیں کیا جاتا اس وقت تک بیرون شہر اور قلعہ حوالے نہیں کیا جائے گا۔ نواب نے یہ جان کر کہا کہ جن دنوں سے میں نے صوبہ میں مداخلت کی ہے اس وقت سے ماہیانہ حضور سے حاصل کر کے ادا کیا جائے گا۔ مگر قلعہ والوں نے یہ بات نہ مانی اور جنگ پر مستعد ہو گئے۔

قلعدار نے قلعہ میں موجود فوج کو شہر کے برج اور بارہ پر متعین کر دیا۔ نواب نے حملہ کر کے حصار شہر کو توڑ کر شہر کو غارت کرنے کا تہیہ کیا۔ اس وقت فتح محمد شجیع نے اپنی جمیعت کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور دروازوں کے آگے دو تین جنگیں واقع ہوئیں اور ہر بار قلعہ والے فتحیاب

Marfat.com

ہوئے۔

نواب نے لاچار ہو کر اپنے لشکر کو گمن ہلی کے میدان میں اتار دیا اور شہر کا محاصرہ کرتے ہوئے مورچال کی فکر کرنے لگا۔ اسی دوران ایک دن صبح کو قلعدار یعنی محمد خان اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر لشکر نواب کو تاخت وتاراج کرنے کے ارادہ سے سبقت کرتے ہوئے باہر نکلا اور جنگ شروع کر دی۔ اس کے ساتھ فتح محمد شجیع اور سید پیر جمعدار جو کہ معتبر سردار تھے، اس کے ہاتھی کے ساتھ موجود تھے۔ صبح سے ایک پہر تک دونوں فریقین کے درمیان سخت جنگ ہوئی۔ نواب نے اپنے سواروں کے ساتھ لشکر کے عقب سے قلعدار کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اس وقت مذکورہ شجیع اور قلعدار نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دو ساعت تک دشمنوں کو دفع کرنے کی پوری کوشش کی بالآخر دونوں قتل ہو گئے۔ دوسری طرف نواب کے داماد، ہمشیرہ زادہ اور پچاس ساٹھ رفیق جنھیں نواب اپنے فرزندوں اور دوستوں سے زیادہ عزیز رکھتا تھا کام آئے۔

اس واقعہ کے بعد نواب طاہر خان بے اندیشہ شہر میں داخل ہو کر قلعہ کی طرف جانا چاہتا تھا لیکن میواتیوں اور ہزاریوں نے قلعہ کی دیواروں سے گولے برسانے شروع کر دیئے۔ اور ماہیانہ وصول کر کے ہی ہٹے۔ نواب نے لاچار ہو کر حساب کے مطابق ماہیانہ ادا کر کے انھیں اپنی طرف متفق کیا۔ اس طرح وہ ملک کے بندوبست میں منہمک ہوا۔ نواب نے یہ تمام حالات حضور کو لکھے اور ایک شخص کو اپنی جانب سے قلعدار مقرر کیا۔ اسنے لشکر فراہم کرنا شروع کیا جب اس کی قیادت میں دو تین ہزار سوار اور چار پانچ ہزار پیادے جمع ہو گئے تو اس نے باجگزار پالیگاروں پر حملہ کر دیا اور شمشیر کی زور سے ہر ایک سے زر پیشکش کے علاوہ ہزاروں رقوم بطور نذر وصول کئے۔ اور یہ رقم خود اپنے صرفہ کیلئے رکھ لی۔

اس نے ابتدائے سال سے ایک ہزار سواروں کو نوکر رکھ لیا۔ یہ ایک بے جا اسراف تھا۔ اس نے ہر سوار کیلئے دو سو، تین سو، بلکہ چار سو روپے تک ماہانہ مقرر کیا۔ لیکن ماہانہ واجبات انہیں

Marfat.com

پوری طرح نہیں ملتے تھے۔اس طرح اس کے اخراجات آمد سے کہیں زیادہ بڑھ گئے۔اہل سپاہ ہر روز نواب کی دیوڑھی پر ماہیانہ وصول کرنے کے لئے دھرنا مارنے لگے۔اس نے لاعلاج ہوکر بار بار پالیگاروں پر حملہ کرنے اور ان سے نرمی وگرمی کے ساتھ خطیر رقم حاصل کرنا شروع کیا،اس طریقہ سے لشکر کے واجبات ادا کرتا رہا۔چند دنوں بعد اس نے تعلقہ وڈیری کو جو کہ حویلی تعلق کا تھا چیتل درگ کے پالیگار کو دولاکھ روپیوں کے عوض فروخت کردیا۔

الغرض اپنی زندگی تک اس نے ایک بھی ایسا پالیگار نہ چھوڑا جس سے اس نے کچھ نہ کچھ وصول نہ کیا ہو۔پالیگار میسور و بدنور اور کالی کوٹ کے پالیگاروں کے زرپیشکش حضور کی خدمت میں پہنچنے سے قبل اس نے اپنی نذر بھی زبردستی وصول کی۔اگر کوئی شخص اسے رقم دینے میں عذر کرتا تو وہ اس کا ملک تاراج اور رعایا کو خراب کردیا کرتا تھا۔اسی خوف سے سبھی لوگ حسب مقدور زر دیدیا کرتے تھے۔

نوسال بعد نظام الملک آصفجاہ نے دلاور خان بن دلیر خان بن داراب خان اکبرآبادی کو جسے وہ بے حد دوست رکھتا تھا،طلب کرکے صوبہ سرا کی قلعہ داری اور دیوانی بادشاہی بہت ہی ردوقدح کے بعد تفویض کی اور یہاں روانہ کیا خان مذکور کو پرگنہ پاکٹور بطور جاگیر عطا کی۔

جب دلاور خاں قلعہ میں داخل ہوا تو نواب طاہر خان نے آہ وحسرت کے ساتھ قلعہ اس کے حوالے کیا اور شہر میں سکونت اختیار کرلی۔لیکن وہ قلعہ دار سے متفق تھا اور گڑبڑ کے موقع پر اپنی سپاہ سے اس کی مدد کیا کرتا تھا۔

اسی دوران راگھو اور فتح سنگھ مرہٹہ نے کثیر لشکر کے ساتھ پسر علی دوست خان کی درخواست پر صوبہ آرکاٹ یعنی صفدر علی خان کی مدد کو جاتے جائے ہوئے صوبہ سرا کی سرحد پر حملہ کیا اور بعض پالیگاروں سے نعل بہا وصول کرنے کے بعد آرکاٹ کی طرف توجہ کی۔جس کا مفصل تذکرہ مرارراؤ گھوڑپڑیہ کے سلسلہ میں کیا گیا ہے۔

Marfat.com

نواب نے مرہٹوں کو دفع کرنے کے لیے لشکر فراہم کرنا شروع کیا۔ مگر مرہٹے گھاٹ عبور کر کے ترچنا پلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس لئے وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔

غرض اس نے اکیس سال اسی آئین سے حکومت کی۔ آخر الامر چونکہ سپاہیوں کا ماہیانہ باقی رہ گیا تھا اور اس کی ادائیگی کی کوئی شکل نظر نہیں آ رہی تھی اس لئے تمام سپاہیوں نے متفق ہو کر دنگا کر دیا اور نواب کا کھانا پینا مشکل کر دیا۔ نواب مجبور ہو کر فوج کے ساتھ رقومات کی وصولی کے لئے بدنور کی طرف روانہ ہوا۔ وہ موضع لکوری میں خیمہ زن تھا کہ چند افغانوں نے جو صبح سے فاقہ سے تھے دیوڑی پر جمع ہو کر شور غل مچانا شروع کیا۔ نواب نے غضب میں آکر چوکیداروں (پر کداروں) سے کہا کہ ان کتوں کو یہاں سے ہٹاؤ۔ جب یہ بات افغانوں تک پہنچی تو وہ جان ہتھیلی پر رکھ کر خیمہ کے اندر گھس گئے اور نواب کو تیغ اور خنجر سے ہلاک کر دیا۔ اس طرح پورا لشکر منتشر ہو گیا۔

نواب کی میت خیمہ ہی میں پڑی رہی۔ چند خیر خواہ موالیوں نے اس کی نعش سرا پہنچائی۔ دلاور خان نے اس کی تکفین کے بعد نعش ایک صندوق میں رکھ کر اس کے فرزند افضل خان کے پاس جو کولار کا قلعدار تھا روانہ کی۔ اس نے اسے ترو الور میں موجود اپنی جاگیر کو لیجا کر دفن کیا دلاور خان نے صوبہ کا خود بندوبست کیا اور اس بات کی مفصل روداد حضور کی خدمت میں روانہ کی۔ اس کے بعد اسے حضور آصفجاہ کی جانب سے صوبیداری پر تقرر کا عنایت نامہ، خلعت اور نواب کا خطاب موصول ہوا۔ یہ واقعہ ۱۱۵۵ھ م 1742ء میں وقوع پزیز ہوا۔ دلاور خان نے ابتک بارہ سال قلعدار کی حیثیت سے گزارے تھے۔ اب اسے قلعداری اور صوبیداری دونوں پر مقرر کیا گیا۔

جب نواب دلاور خان حاکم صوبہ سرا ہو گئے تو انھوں نے نیک نیتی اور غربا پروری اور رحمدلی سے حکومت کی اور نام آوری حاصل کی۔ اپنی فوج میں تخفیف کر کے ضرورت کے مطابق

صرف چھ سات سو سوار اپنے پاس رکھ کر دوسروں کو رخصت کر دیا۔ اسی طرح پیادوں کو بھی خارج کر دیا گیا۔ اپنے دور حکومت میں انھوں نے کسی پالیگار کی طرف کوچ نہیں کیا اور نہ ہی کسی کو تکلیف دی۔

نواب اور غلام مصطفیٰ خان، بخشی بادشاہ کے درمیان بے حد محبت اور اخلاص تھا یہاں تک کہ دونوں آپس میں پتنگ بازی کیا کرتے تھے۔ کچھ مدت کے بعد مذکورہ بخشی عارضہ ءتپ میں مبتلا ہو کر انتقال کر گئے۔ جب ان کے انتقال کی خبر نظام الملک کو پہنچی تو انھوں نے مکرم علی خان نامی ایک شخص کو بخشی گری کے منصب پر مقرر کر کے روانہ کیا۔

حاصل کلام یہ کہ نواب کی رحمدلی اور نرم مزاجی سے سبھی پالیگار گرم خو ہو گئے اور فتنہ و فساد کا بازار گرم کرنے لگے ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے جھگڑنے لگے یہاں تک کہ چیتل درگ کے پالیگار نے موقع پا کر قلعہ حویلی کے محلوں یعنی بودی ہال پر مورچال کر کے مردانہ وار جنگ کرتے ہوئے اسے تسخیر کر لیا۔ صاحب صوبہ نے اسے کوئی تنبیہ نہیں کی۔ اس طرح دوسرے پالیگاروں نے بھی جو کہ کافی سرکش تھے صاحب صوبہ کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ تاہم ناظم دکن کے سپاہیوں کے گھوڑوں کی سموں سے ملک کی تاراجی اور و بربادی کا خوف ان پر طاری تھا اسی لئے وہ بلا عذر پیشکش کی رقم روانہ کر دیا کرتے تھے۔

سن ۱۱۵۷ھ 1744ء میں نظام الملک آصفجاہ کرناٹک پائین گھاٹ کے بندوبست کے لئے نکلا۔ نواب دلاور خان بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ہمراہ ایک ہزار سوار، چار ہزار پیادے اور پالیگاروں کے پانچ چھ ہزار افراد موجود تھے۔ اس مہم سے فراغت کے بعد وہ اپنے صوبہ کو لوٹ گیا۔

نظام لملک آصفجاہ کے انتقال کے بعد اس صوبہ کی حالت بے حد بگڑ گئی۔ انہیں دنوں حسین دوست خان عرف چندا صاحب نائطہ داماد علی دوست خان ناظم آرکاٹ مرہٹوں کی قید سے

رہائی پا کر دو سو سواروں اور چند پیادوں کے ساتھ ہری ہر سے ہوتے ہوئے چیتل درگ پہنچا۔ اس وقت اتفاقاً ہر پن ہلی کا راجہ بسپا نائک کوہ مائی کنڈہ کا محاصرہ کر کے اس کی کشایش میں مشغول تھا یہ کوہ چیتل درگ کے پالیگار کے تصرف میں تھا۔ درگ مذکور کے پالیگار نے چندا صاحب سے التماس کی فی الحال زمیندار ہر پن ہلی ان تعلقات پر حملہ کر کے انہیں تاخت وتاراج کر رہا ہے۔ اگر آپ کی جماعت کوشش کر کے دشمن کو زیر کر لے تو ایک ہزار روپے نقد روانہ کرونگا۔ خانِ مذکور نے اس کی بات مان لی اور اس کے ہمراہ ہو گیا۔

دونوں کے درمیان جنگ شروع ہوئی اور سخت معرکہ کے بعد ہر پن ہلی کے سپاہ ظفریاب ہوئے۔ ان تمام کو شکست فاش ہوئی۔ چیتل درگ کے سپاہیوں کو کاٹ کر رکھدیا گیا۔ اس مار کاٹ میں چندا صاحب کا بیٹا عابد خان اور داماد اشرف علی مارے گئے۔ خان موصوف اس جگہ سے خجل ہو کر ادھونی کی طرف روانہ ہو گیا۔

چندا صاحب نے ہدایت محی الدین خان مظفر الدولہ ہمشیرہ زادہ نواب ناصر جنگ کو یہ حرص دلائی کہ اسے صوبہ ارکاٹ بلکہ صوبہ دکن کے چھ صوبوں کا حاکم بنادے گا اور اس طرح اسے اپنے ساتھ ملالیا۔ اگرچیکہ مظفر الدولہ نے نواب دلاور خان کو بھی اپنی اعانت کے لئے طلب کیا لیکن نواب دانا نے اس اقدام میں اس کا ساتھ نہیں دیا اور اس کی بات نہ مانتے ہوئے گنج سلامتی میں بیٹھا رہا۔

آرکاٹ کی مہم میں جسے نواب ناصر جنگ نے انوار الدین خان ناظم ارکاٹ سے انتقام لینے کے لئے شروع کی تھی، خود ناصر جنگ کا ہدایت محی الدین خان مظفر الدولہ اور چندا صاحب کے ہاتھوں آنبور گڈھ کے قریب ۱۱۶۲ھ م 1748ء میں قتل ہو گیا۔ اس وقت دلاور خان کو بھی پالیگاروں کی چند افواج کے ساتھ حضور کی خدمت میں طلب کر لیا گیا تھا۔ ناصر جنگ کے قتل میں اگرچہ صاحب سرا رضامند نہیں تھا لیکن افاغنہ نے زبردستی تجویز نامہ پر اس کی مہر لگوادی۔ ناصر

Marfat.com

جنگ کی شہادت کے بعد وہ لطایف الحیل یعنی تپ کی بیماری کا بہانہ بنا کر صوبہ کو لوٹ گیا۔

اس مقدمہ کے بعد سے پالیگار صاحب صوبہ کے احکامات ماننے سے منحرف ہو گئے۔ اور پیر چادر سے باہر پھیلانے لگے۔ چنانچہ پالیگار میسور نے فوج کشی کر کے کوہ مدگری کو جو کہ مڑکسی کے تصرف میں تھا اپنے زور و بازو سے تسخیر کر لیا۔ اسی طرح اس نے دیونہلی اور سلگٹہ کو جو کہ حاکم چک بالا پور کے تصرف میں تھے فتح کیا۔ اس دوران مرار راؤ ابن سدھو جی گھوڑ پڑیہ نے اس موقع کو غنیمت جان کر بڑی فوج کے ساتھ حملہ کیا اور تعلقہ مڑک سرا مع قلعہ کوہ رتن گری کے پالیگار سے چھین لیا۔ اس طرح امراپور محل حویلی بھی راؤ مذکور کے ہاتھ میں چلا گیا۔

غرض صاحب صوبہ کی حکومت دولت و منصب روز بروز تنزل کرتے گئے۔ یہاں تک کہ نواب کا حکم اس منزل کو پہنچ گیا کہ اگر کوئی پالیگار حق سرکار اپنے آپ پر لازم جانتے ہوئے روانہ کرتا تو اسے حاصل کر لیتا ورنہ کسی کے حال سے معترض نہ ہوتا۔ اس نے اپنے بھائی دلیر دل خان کو بسواپٹن میں متعین کر کے وہاں کے محاصل اور پالیگاروں کے پیشکش اسے سونپ دیئے تھے۔

ناصر جنگ کی نظامت کے دوران راجہ پٹیل داس دیوان نے حیدر قلی خان نامی شخص سے دو لاکھ روپے اینٹھ کر صوبہ سرا کی سند صلابت جنگ کی مہر کے ساتھ دلوانے اور اسطرح نواب کو گرانے کی کوشش کی۔ نامبردہ شخص نے سوار اور پیادوں کی فراہمی کے لئے وہیں قیام کیا۔ بدقسمتی سے اسی دوران صلابت جنگ کو روپیوں کی ضرورت لاحق ہوئی اور انہوں نے پالیگاروں سے پیشکش وصول کرنے کے لئے صوبہ سرا پر فوج کشی کی۔ نواب بھی اس کے ہمراہ تھا۔ جب یہ لوگ رفتہ رفتہ سری رنگپٹن پہنچے اس وقت حیدر قلی خان نے ریاست کی ہوس میں فراہم کردہ فوج کے ساتھ صوبہ سرا کے عیدگاہ کے قریب خیمہ گاڑ دیئے۔ اسنے نائب نواب موصوف سے قلعہ کی کنجیاں طلب کیں۔ نائب نے اپنے آقا کے حکم کے بغیر کنجیاں روانہ کرنے سے انکار کر دیا۔ نووارد خان

Marfat.com

نے اضطراب کی حالت میں قلعہ پر حملہ کر کے قلعہ والوں اور شہریوں کو قتل کر دینے کا خیال کیا۔ مگر اس مقام کے قلعہ دار نے توپوں اور بندوقوں سے اسے اس عزم سے باز رکھا۔

اس قلعہ کے دیوان نے اپنے آقا کی خدمت میں پوری تفصیل لکھ کر روانہ کی۔ نواب نے ناظم دکن کی خدمت میں عرض حال کیا کہ اس ناچیز نے ایسا کون سا قصور کیا تھا کہ اس قدر برہمی دکھائی جا رہی ہے۔ یہ سن کر صلابت جنگ نے شرمندگی محسوس کرتے ہوئے۔ دلاور خان کو بارہ ہزار سواروں کے ہمراہ روانہ کرتے ہوئے اجازت دی کہ صوبہ سرا میں فوراً فائز ہو کر اس بے ادب کو جس نے قلعہ شاہی پر حملہ کرنے کی جرأت کی ہے طوق و سلاسل پہنا کر حضور کی خدمت میں روانہ کرے۔

پس دلاور خان نے راتوں رات تاخت کر کے نو وارد شخص کو جو اس حملہ سے لاعلم تھا یکا یک پکڑ کر حضور کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

غرض نواب عیاش تھا اور اکثر اوقات رنگین عمارات کی تعمیر گلزاروں اور آبشاروں کی سیر میں اپنا وقت بتایا کرتا تھا۔

سنہ ۱۱۶۶ھ م 1752ء میں بالا جی راؤ نانا سر کردہ پونا نے اس ملک کی سند ستر لاکھ روپئے کے عوض صلابت جنگ سے حاصل کر کے اس علاقہ کے پالیگاروں اور صوبہ سرا کے بندوبست کے لئے اس علاقہ میں داخل ہوا۔ اسنے اس علاقہ پر فوج کشی کی۔ چنانچہ راقم السطور نے یہ تمام حقیقت مفصل طور پر نشان حیدری میں تحریر کی ہے۔

قصہ کوتاہ بالا جی نے سند کی نقل نواب کو روانہ کی۔ نواب نے ناظم حیدر آباد کی مہر بغور دیکھنے کے بعد بلا عذر و حرکت قلعہ صوبہ معہ پرگنات اسکے سپرد کر دئے اور رسید حاصل کر کے فارغ ہوا۔ بالا جی راؤ نانا نے نواب کی دیانت داری، بڑھاپے اور کثیر العیالی پر نظر ڈالتے ہوئے پرگنہ کولار کا انتظام اسے بطور جاگیر عطا کیا اور روانہ کیا۔

Marfat.com

بالا جی اپنے ایک امیر بلونت راؤ کواس صوبہ کی ایالت اور شرارت کیش پالیگاروں کی تنبیہ کے لئے بیس ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ مقرر کر کے آگے بڑھ گیا۔ اسنے سری رنگپٹن تک ہر مقام کو اپنے قبضہ میں لے کر ہر قلعہ و پرگنہ پر ٹھانہ مقرر کیا۔

کچھ مدت بعد راؤ مذکور اور میسور یہ کے درمیان جنگ ٹھن گئی اور ایک کروڑ پر فیصلہ ٹہرا۔ راؤ مذکور پونا کو مراجعت کر گیا۔ لیکن ان قلعوں پر اس نے مکمل ٹھانے مقرر نہیں کئے تھے۔ تین سال بعد اس نے بلونت راؤ کو معزول کر دیا۔ ایک بڑا لشکر لے کر وہ کڑپہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں کے حاکم عبدالمجید خان سے مل کر آگے بڑھا۔ اس صوبہ کی ایالت پر صوبہ مرچ کے ناظم گوپال راؤ کو مقرر کیا۔ اس صوبہ کے بندوبست کے لئے تیس ہزار سوار و پیادے مقرر کئے گئے۔ اس پر بس نہ کرتے ہوئے اس نے بنگلور کے قلعہ پر جو کہ پالیگار میسور کے تصرف میں تھا فوج کشی کر کے محاصرہ کر لیا۔ اسنے محصورین پر زندگی تنگ کر دی بالآخر حیدر علی خان بہادر کے تدبر اور عمل سے جس کی تفصیل کتاب نشان حیدری کے مطالعہ سے حاصل کر سکتے ہیں اسے بے نیل و مرام اپنا مقصد پورا کئے بغیر واپس لوٹنا پڑا۔ مرہٹہ کے قلعہ جات جو سری رنگپٹن سے متعلق تھے اس کے قبضہ سے حاصل ہو گئے۔

سنہ ۱۱۷۰ھ م 1756ء میں بسالت جنگ بن نظام الملک آصفجاہ نے نواب حیدر علی خان بہادر سے اتفاق کرتے ہوئے پہلے ہسکوٹہ پر قبضہ کیا اور پھر صوبہ سرا کی طرف بڑھے اور مورچال کر کے دو تین ماہ کی سعی سے چمناجی پنت نام کے قلعہ دار سے قلعہ تسخیر کر لیا۔ نواب بسالت جنگ نے اس صوبہ اور اس کے پالیگاروں کا بندوبست حیدر علی خان بہادر کی نظامت میں دیگر خود ادھونی کی طرف روانہ ہو گیا۔

خان موصوف نے قلعہ توڑ دیا اور صرف ایک قلعہ مع حصار چہ باقی رکھتے ہوئے اسے مضبوط کیا۔ میر علی رضا خان کو اس صوبہ کے بندوبست کے لئے مقرر کر کے خود چک بالا پور وغیرہ

Marfat.com

ضبط کرنے کے لئے روانہ ہوگئے۔ پانچ سال بعد مادھوراؤ بن بالا جی راؤ نانا نے لشکر کشی کر کے میر موصوف کے ہاتھ سے قلعہ چھین لیا اور انہیں اپنے ملازمین میں داخل کر کے تعلقہ گرم کنڈہ بطور جاگیر عطا کر کے اس علاقہ کا بندوبست کرنے کے لئے نامزد کیا۔

آٹھ سال تک یہ صوبہ (سرا) مرہٹوں کے قبضہ میں رہا۔

اسی دوران نارائن راؤ بن بالا جی راؤ قتل کر دیا گیا اور بالا جی راؤ کے بھائی راگھو نے سلطنت پر قبضہ کرلیا جس سے مرہٹوں کے کارخانجات میں خلل پیدا ہوگیا۔ چرکولی کے واقعہ کے بعد امن قائم ہوگیا تھا اس لئے حیدرعلی خان بہادر نے میسور کے بندوبست کا انتظام کیا اور موقعہ کو غنیمت جان کر ٹیپو سلطان کو ایک گراں فوج کے ساتھ سرا کی طرف روانہ کیا۔ سلطان نے گھوڑے دوڑاتے ہوئے حصار توڑ دی اور بابو جی سندھیا کے ہاتھ سے قلعہ تسخیر کر کے اسے اپنے قبضہ میں کرلیا۔

ان دنوں خان بہادر نے زمین دوز قلعہ پر اعتبار نہ کرتے ہوئے مشرق کی جانب موجود ایک کوہ کے درمیان موجود گاؤں نسمانگی درگ کو مضبوط کیا۔ انہوں نے وہاں پر شہر آباد کرنے کا ارادہ کیا لیکن اعیان دولت کی تجویز پر اس ارادہ کر ترک کر دیا۔ اس کے بعد تیئیس ۲۳ سال تک صوبہ سرا حیدرعلی خان بہادر اور ٹیپو سلطان کے قبضہ میں رہا۔

بالآخر گورنر جنرل لارڈ ارل کارنوالس بہادر سپہ سالار فوج انگریزی نے نظام الملک حیدرآباد و ناظم پونہ سے اتفاق کر کے ٹیپو سلطان پر فوج کشی کی۔ ہری پنت پھڑکیہ نے اپنی فوج کے ساتھ سنہ ۱۲۰۶ھ م 1791ء میں قلعہ سرا پر حملہ کر کے غلام محی الدین قلعہ دار سے قلعہ حاصل کرلیا۔

کیونکہ قلعہ دار مذکور کے پاس زیادہ فوج نہیں تھی اسلئے انہوں نے سرکار کے حکم سے قلعہ خالی کر دیا اور اہم اسباب جنگی وذخائر و توپ خانہ وغیرہ کوہ مدگیری کو روانہ کر دیا اور دیوار گرانے میں مشغول ہوگئے۔ ہری پنت نے سرا پر ایک سال حکومت کی اور تینوں سرکاروں کے درمیان صلح

Marfat.com

ہو جانے پر سنہ ۱۲۰۷ھ 1792ء میں قلعہ پھر ٹیپو سلطان کو منتقل ہو گیا اس دوران بہادر خان آصف کو اس صوبہ کا حاکم مقرر کیا گیا اور اس کے بعد حسن رضا نائطہ کو اس صوبہ کا ناظم مقرر کیا گیا۔

سنہ ۱۲۱۳ھ م 1799ء میں جنرل ہارس سپہ سالار انگریز نے سری رنگپٹن پر حملہ کیا اور اکیس روز کی سعی کے بعد اسے فتح کر لیا۔ سلطان شہید ہو گئے اس لئے یہ قلعہ (سرا) داخل کمپنی انگریز ہو گیا ہے۔

****

Marfat.com

اورنگ سوم (تیسرا باب)

صوبہ ادھونی اور اس صوبہ کے حکام کا ذکر

ادھونی قدیم کوہستانی علاقہ ہے۔ چنانچہ تین ہزار و چند سال قبل بھیم سین حاکم شہر بیدر بن چندر سین جادو یہاں کا حاکم تھا۔ اس کے دور میں حاکم صوبہ مالوہ نل بل، چندر سین جادو کی دختر دمینتی پر عاشق ہو گیا۔ چنانچہ اس قصہ کو اکبر بادشاہ دہلی کے عہد خلافت میں اس کے حکم سے شیخ فیضی نے نظم کیا اور اس کا نام نل دمن رکھا۔ جسے کافی شہرت حاصل ہوی۔ یہ بات مخفی نہ ہو کہ چندر سین خود سیونتی کا عاشق تھا جسے اہل اسلام چنپاوتی کہتے ہیں۔ وہ راجہ سوربل حاکم شہر کنچن نگر عرف کنچی کی دختر تھی۔ ملک الشعراء بیجاپور نصرتی نے اس کا اجمالاً تذکرہ دکنی زبان میں گلشن عشق کے نام سے کیا ہے۔

یہ شہر پنج کوہ پر تعمیر کردہ ہے جس کے صحن کو پختہ کیا گیا ہے۔ ایک کا نام طاس گڈھ، دوسرا ہزار زینہ، تیسرا تیلی بنڈہ، اور ابراہیم بتیری وغیرہ ہیں، چونکہ بیجاپور و گولکنڈہ کی تسخیر کے بعد اس صوبہ کا خطبہ عالمگیر غازی کے نام پڑھا جانے لگا اس لئے اس کا نام محمد اپورہ رکھا گیا۔

صوبہ نشین بیدر کے بیشتر حصہ کی آب و ہوا گرم و خشک ہے شمال میں آٹھ فرسنگ کی دوری پر دریائے تنگ بھدرا اور مغرب کی جانب نو فرسنگ پر نہر ہگری ہے۔ اسی طرف سرحد بلاری اور رائے درگ واقع ہے۔ جنوب میں پنج کروہ کے فاصلہ پر سلسلہ کوہ سیاہ ڈونگر اور کیتال ہے۔ مشرق کی جانب اسی فاصلہ پر پنوکنڈہ و بندہ کنڈہ کے جنگلستان اور سرکار کنول کے دیہات ہیں۔

چونکہ صوبہ مذکور رفتہ رفتہ آنے گنڈی کے راجاؤں کے تصرف میں آگیا اسلئے راج کنورعم کشن راجا کی جاگیر ٹھہری۔ چنانچہ اس کی بیوی کی جانب سے یہ قلعہ اور ملک بہر ماسنگھ نامی ایک شخص کے سپرد کیا گیا۔

Marfat.com

غرض چھتیس سال یہ علاقہ زن مذکور کے قبضہ میں رہا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا دھرم راجہ یہاں کا حاکم ہوا۔ اسنے کوہ کے دامن میں تیلی بنڈہ نام سے ایک گاؤں کی بنیاد رکھی۔ وہاں چند مکانات تعمیر کئے جو پہلے سے موجود نہیں تھے۔ اکیالیس سال حکومت کرنے کے بعد وہ بیماری کے سبب چل بسا۔ اس کے بعد سیام کنواری دختر کشن رائل جو صوبہ کی مالکہ ٹھہری تھی نے رام راج کو اس کا حاکم مقرر کیا۔ کچھ مدت بعد رام راج کو یہ صوبہ اس کی زوجہ کے جہیز میں حاصل ہوا۔ رام راج نے اپنے بھائی کنم راج کو اس صوبہ کی ایالت پر مقرر کیا۔

تمام راؤ اور رایان، ہزار زینہ اور ابراہیم بتیری کے درمیان موجود پہاڑ کے اوپر سکونت رکھتے تھے۔ چند دن بعد کسب مال و جاہ کی خاطر دونوں بھائیوں کے درمیان اختلاف رونما ہو گیا۔ چنانچہ حاکم ادھونی (کنم راج) اپنے بھائی سے سرکش ہو کر نافرمانی کرنے لگا۔ آخر کار دونوں کے درمیان جنگ و جدال ہونے لگا۔

رام راج نے لشکر اور سامان جنگ فراہم کیا اور کوہ ہرتال پر جو کہ مغرب کی جانب پانچ کروہ کے فاصلہ پر ہے قلعہ تعمیر کیا۔ چنانچہ اس نے مشرقی و مغربی دیوار کی بنیاد رکھی جس کا نشان آج بھی موجود ہے کوہ دیوکٹہ کے وسط میں جہاں پر درخت مصطکی ہے جو ادھونی سے چھ کروہ کے فاصلہ پر ہے اسے مسلمان سیاہ ڈونگر کے نام سے پکارتے ہیں اس پر حصار کھینچ کر معقول ٹھانہ بنایا۔

رام راج کے دوسرے بھائی نے جس کا نام گوبند راج تھا کنم راج کے ساتھ موافقت کی۔ رام راج نے ان دونوں کی گوشمالی اور تنبیہ کے لئے فوج کشی کی۔ مگر بعض سرداروں کے قصور اور فتور سے اس کی فوج کو شکست کھانی پڑی اور وہ شکست کھا کر بیجی نگر عرف آنے گنڈی کی طرف روانہ ہو گیا۔ علی عادلشاہ بیجاپوری اور قطب شاہ حیدر آبادی کی مدد سے دوبارہ لشکر جمع کر کے ادھونی کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے پہلے سیاہ ڈونگر کو تسخیر کیا اور علی عادل شاہ کی سعی اور کوشش سے نو ماہ کی مدت میں قلعہ ادھونی فتح ہو گیا دونوں جنگ جو برادر ملازمان شاہی کے ہاتھوں اسیر ہو گئے۔

Marfat.com

رام راجہ کی حکومت رفتہ رفتہ زوال پذیر ہوگئی اور وہ بادشاہان دکن کے ہاتھوں قتل ہوگیا۔ سنہ ۹۷۲ھ م 1564ء میں صوبہ مذکور اور اس کا تابع ملک امرائے عادل شاہی کے تفویض میں آگیا۔ ملک ریحان خان معتمد خاص علی عادل شاہ کو ادھونی کا صوبہ دار مقرر کیا گیا۔ اس نے اس علاقہ کے بندوبست کے لئے یہیں قیام کیا اور اطراف و جوانب کے پالیگاروں سے بارہا جنگ کر کے سبھوں کو اپنے زیر حکومت کیا۔ انچالیس سال صوبیداری پر متمکن رہنے کے بعد وہ اجل طبعی سے انتقال کر گیا۔ اسے وہیں بالائے کوہ دفن کیا گیا۔

اس کے دور حکومت میں کٹیال کے پالیگار نے رسوم انعام و کاولی حاصل کر کے ترقی کی۔

ملک ریحان خان کے بعد علی عادل شاہ کی جانب سے سدی مسعود خان متبنیٰ ملک ریحان خان مرحوم و تربیت یافتہ علی عادل شاہ کو جو کہ قوم حبش سے تھا اس صوبہ کی ایالت بخشی گئی۔ سدی مسعود نے دیکھا کہ قلعہ میں پائین نہیں ہے اور نہ ہی پہاڑ کے نیچے کوئی آبادی ہے اسلئے اس نے پہلے اپنی سکونت کے لئے پائین کوہ حصار تعمیر کروائی۔ اس نے ایک گاؤں میں جو پہلے سے موجود تھا پختہ مکانات تعمیر کروائے۔ اس گاؤں کا نام جمعہ پیٹھ رکھا گیا۔ اسی طرح قلعہ کے پائیں میں جو ایک تیر کے فاصلہ پر ہے امتیاز گڈھ نامی گاؤں بسایا گیا اسے ہنوز شکروار پیٹھ کہتے ہیں۔

خان مسعود پاک دل، نیک نیت، رعیت پرور، غربا نواز اور ہر دل عزیز تھا۔ اس کے علاوہ وہ خلیق اوصاف اور صاحب تمیز تھا۔ اس کے عہد میں رعایا خوش دل اور خرم تھی۔ اس نے اپنے کام اس طرح سرانجام دئے کہ ملک خوب آباد ہوا اور کسی جگہ بنجر زمین باقی نہ رہی بلکہ جنگل اور صحرا بھی کھیتوں میں تبدیل ہو گئے۔ چنانچہ اکثر لوگوں کی زبان پر یہ بات مشہور تھی کہ مسعود خان کے زمانہ میں اس قدر کثرت سے زراعت ہوئی کہ مسافروں کو سواری اور گائے باندھنے کے لئے لکڑی سوائے جنگل کے کہیں اور دستیاب ہونا مشکل ہے۔

Marfat.com

محلوں کے جومحصولات اورزر پیشکش پالیگاروں وغیرہ سے حاصل ہوتے تھے جن کی مقدار چھ لاکھ پچھتر ہزارنوسوہون رایلی ہوتی تھی کا آدھا حصہ وہ سرکارکوروانہ کردیتا تھا۔اس نے صوبہ کے انتظام کے لئے تین ہزاراسواراورآٹھ ہزار پیادے ملازم رکھے۔

اس نے ۱۰۷۶ھ م1665ء میں مسجد تعمیر کرنے کا عزم کیااس کے لئے مناسب جگہ کی تلاش شروع کی۔اس وقت جہاں مسجد موجود ہے وہاں پر پہلے ہی سے ایک چھوٹی مسجد سہ صحنی مٹی سے بنی ہوئی موجودتھی۔ جسے راجوں کے زمانہ میں محمد شہباز نامی ایک شخص نے تعمیر کروائی تھی۔ مگروہ اس وقت خراب حالت میں تھی۔اسی جگہ کومناسب سمجھ کراس زمین کے مالک رعیت کوزمین فروخت کرنے پررضامند کیااوراسے ستھتر ۷۷ ہزارروپۓ اپنے خزانہ سے دے کرزمین خرید لی۔

دوسرے سال نیک ساعت میں مسجد کی بنیادرکھی۔چنانچہ ایک شاعر نے اس کی تاریخ درج ذیل آیت کریمہ سے نکالی۔ **فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِالْحَرَامْ** ۔ بس بے حدکوشش اورتازہ نقشوں سے،سنگ اورگچ سے دولاکھ روپیوں کےصرفہ سے ایک سال نوماہ کی مدت میں اس مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔کسی شخص نے اس مسجد کی تکمیل کی تاریخ یوں نکالی" مسعودخان بانیء ایں مسجد بودہ"۔(مسعودخان اس مسجد کا بانی ہے)

اس مسجد کے اطراف راستہ بازاراورگلیاں ترتیب دے کرایک شہرآبادکیا۔اس شہرکا نام اپنے بیٹے کے نام پر بابانگر رکھا۔اگرچہ کہ مسجد کا کام حسبِ دلخواہ ہوالیکن صرف ایک ہی صحن میں نقش ونگارلاجوردمکمل ہوسکا۔بقیہ حصہ نامکمل رہا۔مسجد قدیم کے حوض کی ازسرنوترتیب دی گئی۔اس دوران سلطان عالمگیر نے دکن پرلشکرکشی کی اوردولت عادل شاہی تاخت وتاراج ہوگئی۔یہ صوبہ غازی الدین خان فیروز جنگ کی ایالت میں آ گیا۔اس نے جہانخاں منصور جنگ کوکثیرلشکر کے ساتھ اس صوبہ کی ضبطی کے لئے روانہ کیا۔

چنانچہ خان مسطور مسجد تک حملہ کرتے ہوئے پہنچا۔مسعودخانیوں نے خبر پا کرتیغ وتفنگ

Marfat.com

اور نیزے قلعہ سے پھینکے اور داد شجاعت دیتے ہوئے غنیم کے لشکریوں کو شکست دی۔ دشمنوں کے بہت سے سپاہی مارے گئے۔ اس طرح یہ لوگ فتح مند ہو کر مسعود خان کے حکم سے واپس لوٹے۔ انہوں نے قلعہ کے برجوں اور باروں کو آلات حرب وضرب سے آراستہ کیا اور جنگ پر کمر بستہ ہو گئے۔

چونکہ جنگ اور تیر وتفنگ کے ذریعہ قلعہ کی فتح ناممکن تھی اسلئے دشمنوں کے سردار نے تشویش اور تدبیر کو اپناتے ہوئے کافی فکر و تردد کے بعد اس جگہ کے غداروں (مستفنان) کو طلب کر کے انہیں وافر انعام دینے کا لالچ دیکر قلعہ کا احوال اور مسعود خان کا عزم دریافت کیا اور تسخیر قلعہ کی ترکیب دریافت کی۔ ان دولت کو برہم کرنے والوں نے کہا کہ مسعود خانیاں شجاعت دلیری اور عدو مال میں بے بدیل و بے نظیر ہیں۔ اسلئے ہزار ہا مردوں کی جانوں کی قربانی کے بعد اور محاصرہ کے بعد بھی قلعہ حاصل کرنا مشکل ہے۔ تاہم اگر قلعہ فتح کرنا ہی مقصود ہو تو اس کی سہل ترکیب یہ ہے کہ خان محصور مسجد کا معتقد ہے اور اگر اسے کوئی گزند پہنچایا جائے تو فی الفور قلعہ کھول دیا جائے گا۔

منصور جنگ نے ان معاندانوں کی بات مان کر جنوبی قلعہ کی طرف مورچال کیا اور ایک توپ پلچھڑ سے دو تین گولے مسجد کی جانب پھینکے اور اس کی اطلاع خان سعید کو پہنچی کہ اعدا مسجد توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں تو اس نے حاضرین سے کہا کہ قلعہ اور ملک کے لئے مسجد خراب کرنا چاہتے ہو تو میں قلعہ تمہارے حوالے کرتا ہوں اور پوری سرعت کے ساتھ پالکی منگوا کر اس میں سوار ہوا اور صرف دو تین خدمتگاروں کے ساتھ منصور جنگ کے خیمہ پر پہنچ گیا اور کہا کہ اس بندہ کی جان و مال، خزانہ و ملک، عیال و اطفال سب کچھ مسجد پر نثار ہے قلعہ لے لو اور تھانہ اندر روانہ کرو۔ چونکہ سردار لشکر خسیس ہمت اور بدنیت اور بے تمیز تھا اسلئے اس نے ایسے عزیز شخص کو دکھ پہنچایا یعنی خان سعید کو اسکے تمام اہل خاندان اور اسباب خانہ کے ساتھ قید کر کے بیجاپور روانہ کیا اور خان

Marfat.com

مسعوداسی جگہ عادل شاہیوں کی دولت کی تاراجی پرغم وافسوس کرتا ہواجنت کی سیر پرروانہ ہوگیا۔

اس کے بعد ابراہیم خان پنی نبیرہ خضر خان پنی حاکم کنول۔اسکے چچا داؤد خان کی تجویز پر اس صوبہ کی ایالت پر فائز ہوا۔اس نے اپنے عہد میں ایک کوہچہ پر جوکہ دوسری پہاڑیوں سے ملحق ہے ایک پختہ حصار تعمیر کروائی اوراس کا نام ابراہیم بتیری رکھا۔اس نے رعب وداب سے حکومت کی اور بارہا فوج کشی کر کے سرکش پالیگاروں کوزیرکیا۔ان سے شایانِ شان پیشکش وصول کی۔

چند دنوں بعد سلطان عالمگیر کی جانب سے حویلی ادھونی ،تعلقہ موگا ،غازی نگر،نندیال پیٹہ وغیرہ غازی الدین خان فیروز جنگ کی زوجہ کی صحنک خوری کے لئے مقرر ہو گئے۔اس کا فرزند قمرالدین چین قلیح خان بہادر آصفجاہ اپنے والد سے رخصت لے کر اس ملک کے بندوبست کے لئے پہنچا اور بندوبست کرنے لگا۔چونکہ آصفجاہ ناظم شش ونیم (ساڑھے چھ) صوبہ دکن ہو گیا تھا ۔اس لئے اس نے اپنی دختر کالی بیگم کو جوہدایت محی الدین خان مظفرالدولہ کی والدہ تھی کومحال دہل بطور جاگیر عطا کئے۔اس وقت ہدایت محی الدین خان بیجاپور کا حاکم تھا۔اسنے اپنی جانب سے طالب محی الدین خان کواس صوبہ کی ایالت پر نامزد کیا تھا۔

کالی بیگم کے انتقال کے بعد سنہ ۱۱۴۶ھ م 1733ء میں قرعۂ حکومت وریاست ادھونی اور دہل ہدایت محی الدین خان کے نام نکلا۔اسے بیجاپور کی حکومت سے معزول کر دیا گیا۔ ایک نائب کواس جگہ مقرر کر کے وہ خود جدّ بزرگوار مادری (نانا) کی خدمت میں جاکر رہنے لگا۔

آرکاٹ کی مہم کے دوران ،جیسا کہ مرارراؤ گھور پڑیہ حاکم گتی کے بیان کے دوران اس مہم کے اسباب بیان کئے گئے ہیں۔ہدایت محی الدین خان اپنے جد سے رخصت لے کر اپنی جاگیرکوروانہ ہوا۔وہاں پر چند دن رہنے کے بعد جب آصفجاہ کا انتقال ہوگیااور حکومت ناصر جنگ

Marfat.com

کے تحویل ہوئی تو اسنے بغاوت کی راہ اختیار کی۔ حسین دوست خان عرف چندا صاحب داماد دوست علی خان نائطہ ناظم آرکاٹ اور پھولچری کے فرانسیسیوں کے ورغلانے پر کرناٹک پایانگھاٹ کی طرف روانہ ہوا ۔وہاں کے صوبہ دار مذکور کوانبوہ گڈھ کے قریب ہلاک کردیا۔

ناصر جنگ نے ہدایت محی الدین خاں اور دوسرے شرارت کیشوں کوسزا دینے کی غرض سے حملہ کیالیکن افاغنہ کے ہاتھوں خود شہید ہوگیا۔اس واقعہ کی تفصیل ہمت بہادر خان حاکم کرنول کے باب میں مرقوم ہے۔ناصر جنگ کی شہادت کے بعد ہدایت محی الدین خان نے دکن کے چھ صوبوں کی نظامت خود اپنے ہاتھوں میں لے لی اور افاغنہ اور فرانسیسیوں کی افواج کے ساتھ عازم حیدر آباد ہوا۔لیکن اثنائے راہ میں سنہ ۱۱۶۴ھ م 1750ء میں قلعہ رائے چوٹی کے قریب اسی افغان خونخوار یعنی ہمت بہادر خان کے ہاتھوں مارا گیا۔

اس کے بعد صوبۂ مذکور چار پانچ سال تک زوجۂ خان موصوف مرقوم کے تصرف میں رہا۔مولوی ثناء اللہ نامی ایک شخص کواس صوبہ کی حکومت دی گئی۔ناصر جنگ کے بھائی صلابت جنگ کواس ریاست پر مسند آراء کیا گیا۔اس نے اپنے دور حکومت میں مرہٹوں سے مل کر ساؤنور پرحملہ کیااور یہاں کے حاکم عبدالمجید خان سے ایک خطیر رقم حاصل کی۔

اسی دوران ملک ومال دنیا کے لئے بھائیوں کے درمیان مناقشہ پیدا ہوگیا یعنی صلابت جنگ، میر نظام علی خان اسد جنگ، میر شریف علی خان بسالت جنگ اور شہنواز خان کے درمیان جھگڑا شروع ہوگیا۔ بالآخر مرہٹوں نے خود اپنی معرفت سے حیدر آباد اور اورنگ آباد کے ضمیمہ علاقوں کو بھائیوں کے درمیان تقسیم کروایا۔

اس طرح صوبہ براڑ اور صوبہ ناندیر نواب نظام علی خان کو، صوبہ ادھونی ورا یچور و مصطفیٰ نگر عرف گوٹور شجاع الملک بسالت جنگ کو، بیجاپور میر مغل علی خان کو دے کر فارغ ہوا۔

یہ بات مخفی نہ ہوکر مغل علی خان نے اپنے ملک کا بندوبست ٹھیک طور سے کرنے کے

Marfat.com

عوض جوروا ذیت شروع کی جس سے جلد ہی سارے ملک کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ بالا جی راؤ نانا سرکردہ پونا نے اپنے لشکر کے ساتھ اس علاقہ پر حملہ کر کے اسے زیر نگیں کر لیا۔ خان موصوف نا ندیڑ جا کر نظام علی خان کی پناہ میں آسودہ ہوا۔

نواب شریف علی خان شجاع الملک بسالت جنگ کی کیفیت یہ ہے کہ نواب موصوف نے صفدر جنگ میر لشکر کو ادھونی وغیرہ کی نظامت پر مقرر کر کے روانہ کیا۔ وہ خود صلابت جنگ کے ہمراہ حیدر آباد روانہ ہو گیا۔

میر لشکر مذکور نے سنہ ۱۱۶۹ھ م 1755ء میں مولوی مذکور (مولوی ثناء اللہ) کو چرب زبانی سے خوش کر کے صوبہ ادھونی پر قبضہ کر لیا۔ نواب مذکور اسی سنہ میں حیدر آباد سے جاگیر کی اجازت حاصل کر کے داخل صوبہ ہوا اور کامرانی کرنے لگا۔ اس نے وکالت اور دیوانی کا کام ایک مدبر سید محی الدین ساکن کنچن گڈھ کے سپرد کیا۔ وکیل مسطور نے شائستہ تدابیر سے ملک آباد اور خزانہ پُر کیا۔ اسے نظام علی خان کے دربار میں ہمہ وقت ملاقات کی عزت اور وقار حاصل ہوا۔ بلکہ کبھی کبھی محفل مشورہ میں بھی داخل ہونے لگا۔

الغرض نواب موصوف بسا اوقت مرار راؤ گھوڑ پڑیہ حاکم گتی کے ساتھ مل کر اس علاقہ کے پالیگاروں کو جو کہ سرکش ہو گئے تھے زیر کر کے پیشکش شایان حاصل کرنے لگے۔

چند دن بعد نواب بنگلہ ء ہزارہ میں وارد ہوا اور اطراف و جوانب نظر دوڑا رہا تھا کہ ایک جانب بنگلہ کے نیچے گھاس خرید و فرخت ہو رہی تھی۔ نواب نے اس طرف توجہ کرتے ہوئے گھاس خریدنے والوں پر نظر دوڑائی اور کہا کہ اس خرید و فروخت میں خریدنے والے کا منافع ہے۔ وکیل مذکور نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ آقائی جلد مجھے اس نوکری سے برخاست کیجئے۔ نواب تعجب سے پوچھا آخر اس رنجیدہ خاطری کا سبب کیا ہے وکیل نے جواب دیا حضرت کی نیت بدل گئی ہے اور آپ جزری پر اتر آئے ہیں اور اس کے بعد کسی کارکن کی ضرورت نہیں رہے گی اگر ہر کام حضور خود کرنے

Marfat.com

لگیں تو پھر اس مسکین ناداں کو کام کرنا دشوار ہوگا۔

نواب یہ بات سنکر خاموش رہ گیا۔ پس وکیل نے بے حد اصرار سے رخصت حاصل کر لی اور گھر بیٹھ رہا۔ اکثر لوگوں کا کہنا ہے کہ اسی زمانہ سے اس کی دولت میں کمی ظاہر ہونے لگی۔

القصہ کنجورہ تعلقہ پانی پت کرنال میں لشکر انبوہ مرہٹہ کی احمد شاہ درّانی کے دلاور سپاہیوں کے ہاتھ شکست وتاراجی اور بالاجی راؤ نانا کی موت کے بعد ۱۱۷۱ھ م 1757ء میں اسنے مرار راؤ کے ساتھ ملکر قلعہ ہسکوٹہ اور صوبہ سرا کے بندوبست کے لئے لشکر کشی کی۔ چونکہ اس کے سپاہیوں میں اس قلعہ کو فتح کرنے کی طاقت نہیں تھی اس لئے تین چار ماہ کی سعی وکوشش اور بے حساب روپیہ صرف کرنے کے باوجود قلعہ فتح نہ ہوسکا۔ اس نے لاچار ہوکر حیدر علی خان بہادر کی مدد حاصل کی۔ اس تمام علاقہ کا بندوبست اور اہتمام اس نے انہیں کے ذمہ سونپ دیا اور ادھونی لوٹ آیا۔ چنانچہ راقم الحروف نے یہ تمام ماجرا تفصیل کے ساتھ کتاب نشان حیدری میں لکھا ہے۔ اگر کبھی یہ کتاب پڑھنے کا موقع ملے تو بہتر ہے۔

نواب موصوف نے رفتہ رفتہ کوہ بلاری کی تسخیر کے لئے جہاں کا پالیگار دوڈ نائک بارہا ملک ادھونی میں شورش مچا کر رعایا کو تکلیف پہنچا رہا تھا کی گوشمالی کے لئے لشکر آراستہ کر کے صفدر جنگ کی سرداری میں روانہ کیا۔ پالیگار مذکور نے مردانہ وار جنگ کرتے ہوئے دشمنوں کے لشکر پر بار بار شب خون مار کر اسے درہم برہم کر دیا۔ آخر کار سردار لشکر نے واپس لوٹ جانے کا فیصلہ کیا۔

اس وقت حیدر علی خان بہادر جو ابراہیم خان دھونسا امیر نظام علی خان سے جنگ کی خاطر نکلے تھے رتن گری میں مقیم تھے۔ ابراہیم خان دھونسا، نظام علی خان کے حکم سے کرناٹک بالا گھاٹ کی تسخیر کے لئے نکلا ہوا تھا۔ حیدر علی خان نے بلاری کے حالات جان کر یلغار کی اور مغلوں کے لشکر پر ایسا زبردست شبخون مارا کہ ساری فوج درہم برہم ہوگئی اور پھر سے اجتماع کی کوئی صورت نہ نکلی۔

Marfat.com

چنانچہ موسی لالی فرانسیسی نے جس کا خطاب رستم جنگ تھا چار سو مردوں اور صفدر جنگ ایک سو سوار کا یم خانی کے ساتھ راتوں رات دارالمقر کی طرف روانہ ہو گیا۔ لشکر کا سارا سامان حیدر علی خان بہادر کے سپاہیوں کے ہاتھ لگا۔

پالیگار بلاری کو جب بہادر کے یلغار اور لشکر مغل کی تاراجی کی خبر ملی تو وہ خوف سے ہولناک ہو گیا اور اپنے زنانہ اور خزانہ کے ساتھ عقب کوہ سے نکل کر شولا پور کی طرف بھاگ گیا۔ حیدر علی خان نے اس فتح غیبی سے شادماں ہو کر خوشی کے شادیانہ بجاتے ہوئے کوہ پر تھانہ مقرر کیا اور ادھونی کی طرف متوجہ ہوئے انہوں نے کلبائین میں خیمے نصب کر دئے اور نواب کی خدمت میں وکیل روانہ کرتے ہوئے کہلا بھیجا کہ لشکر سرکار کچھ مدت سے ملک گیری کے رنج و تردد میں مبتلا ہے۔ اسلئے دس لاکھ روپے برسبیل انعام روانہ فرمائیں۔ نواب کو اس بات سے تامل ہوا مگر صلح کے سوائے کوئی چارہ نہ پا کر دس لاکھ روپے لشکر کے خرچ کیلئے روانہ کر کے دوستی کا اظہار کیا اور انہیں وہاں سے ہٹایا۔

نواب نے حیدر علی خان کی دولت اور حکومت کو کمزور کرنے کی کوشش میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہیں کیا اور اس کام کیلئے انگریزوں سے سازش کی اور لشکر فراہم کرنے اور آلات ضرب وضرب جمع کرنے کیلئے پرگنہ کوتول کے محاصل ان کے حوالے کر دئے۔ اور وقت کا انتظار کرنے لگا۔

بہادر موصوف جو کہ دانائے وقت تھے اپنی دوربین عقل سے اس کے ارادوں سے واقف ہو گئے اور روپے صرف کر کے اور زر تحائف دیکر اسے اس عزم سے باز رکھا اور خود کرناٹک پایان گھاٹ کی تسخیر کیلئے دوبارہ لشکر کشی کی۔ نواب اسی سال یعنی ۱۱۹۴ھ م 1780ء میں مہلک مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گئے اور دنیا کی تشویش سے پار اتر گئے۔

اس کے بعد مہابت جنگ داراجاہ خلف الصدق جسے نظام علی خان کی دختر

Marfat.com

سے نامزد کیا گیا تھا پدر کی ریاست پر متمکن ہو کر کامرانی کرنے لگا۔ لیکن وہ سپاہیانِ بہادر موصوف سے خاطر جمع نہیں تھا۔

خدائے برتر کے حکم سے حیدر علی خان بہادر مہم پایانگھاٹ کے دوران سرطان کے مہلک مرض میں جان بحق تسلیم ہوئے ان کی جگہ پر ٹیپو سلطان مسند آرا ہوئے۔ چند دنوں بعد سلطان اور انگریزوں کے درمیان صلح قرار پائی۔

سلطان بلادنگر وکوڑیال بندر اور قلعہ منگلور وہناور وغیرہ کے بندوبست کے بعد منظر آباد عرف بلاری کی راہ سے واپس سری رنگپٹن پہنچے اور اپنے ملک اور لشکر کے بندوبست میں مشغول ہوئے۔

اسی دوران نظام الملک اور مرہٹہ نے مشیر الملک اعظم الامراد کی شہ پر ایک کثیر فوج جمع کی اور بادامی پہنچ کر اسی جگہ سکونت اختیار کی۔ آصف جنگ مشیر اور دیگر امیروں کو یشونت راؤ ہولکر اور پرسرام بہاؤ ناظم مرچ اور راستیہ وغیرہ کے ساتھ آگے روانہ کر دیا۔ چنانچہ سرداران مذکور دریائے کرشنا عبور کر کے اس سرزمین کے چند قلعوں مثلاً ہوبلی ودھاڑواڑ، جالی ہلی، نرکنڈہ، نول کنڈہ، گجندر گڑھ اور کیل وغیرہ پر قابض ہو گئے۔ جن میں سے بعض پر انہوں نے حیدری وسلطانی قلعداروں کی سازش سے کہ صریح نمک حرامی تھی اور دیگر مقامات پر تھوڑی کوشش سے قابض ہوئے۔

سلطان نے اسی سال الکئہ کورگ کے بندوبست سے فراغت حاصل کی تھی اور دارالسلطنت کو لوٹے تھے جیسے ہی انہیں یہ خبر ملی انہوں نے لشکر دلاور کے ساتھ ادھونی کی طرف یلغار کی اور عبرت نمائی اور رعب وہراس کیلئے مورچال کر کے توپوں سے قلعہ توڑنے کا حکم دیا۔

یہ بات مخفی نہ ہو کہ سلطان کے دل صفا منزل کا ارادہ پرگنہ اور اس قلعہ کو تسخیر کرنے کا نہیں تھا۔ باطنی ارادہ یہ تھا کہ شاید نظام علی خان ملک ومال کی تاراجی اور اپنے مال کی تباہی کے

Marfat.com

خوف سے راہ راست پر آجائے اور مصالحت کرلے۔ اس طرح رعایا کی خرابی سے ہاتھ ہٹالے۔

ان کا یہی عزم تھا اور پہلے ہی دن کام انجام کو پہنچا۔

ایک دن صبح جب لشکریان اور سپہ دار سلطان حصار شہر پر حملہ کر کے اندر پہنچے تا کہ دروازے کھولدیں تو انہوں نے دیکھا کہ قلعہ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور شہریان جو کہ قلعہ کے اندر تھے جگہ کی تنگی کی وجہ سے زاغ وزغن کی طرح واویلا کرتے ہوئے دروازہ پر ہجوم کئے ہوئے ہیں۔ محافظان قلعہ برج وبارہ غائب ہیں۔ اس حال کا مشاہدہ کرنے کے بعد ہوا خواہان سلطانی نے عرض کیا کہ قلعہ فتح کرنے کا یہی وقت ہے اور اگر فرمان دیں تو قلعہ اپنے قبضہ میں کرلینگے۔ رستم جنگ فرانسیسی نے بھی جو اس وقت موجود تھا ایسا ہی عرض کیا۔ سلطان نے اس بات سے اغماص کرتے ہوئے کہا کہ ایسا کام مت کرو اور یقین رکھو کہ آج کا کام کل اور کل کا کام ایک ہفتہ میں اور ہفتہ کا کام ایک ماہ کے عرصہ میں پورا ہوگا۔ چنانچہ راقم السطور اس معرکہ میں خود حاضر تھا۔

پہلے دن مہابت جنگ اسد علی خان وکالت کیلئے حضور سلطانی میں پہنچا اور ناظم مذکور کی خواتین کی جانب سے قلعہ کی فتح اور تسخیر سے باز رہنے کی گذارش کرتے ہوئے رقم روانہ کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ سلطان نے اپنی زبان مبارک سے خود ارشاد کیا۔ مجھے شجاع الملک کے ملک اور مہابت جنگ کے حال و مال سے کوئی کام نہیں ہے۔ ان سے نزاع بھی میرا مقصود نہیں ہے میں تو اتنا کہتا ہوں کہ ناظم حیدر آباد مجھ سے اس قدر نقاص دلی کیوں رکھتا ہے۔ اس پر میرے والد ماجد کے اتنے احسانات کے باوجود اور دین اسلام کا پاس نہ رکھتے ہوئے زنارداروں سے اتفاق کر کے میرا ملک خراب کر رہا ہے اور غرباکشی کا ارادہ دل میں رکھتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم اور تم مل کر ان لوگوں کو سزا دیں۔ حاصل کلام یہ کہ مجھ سے ملاقات کر کے اپنی جگہ بیٹھے رہو اور ایک جمیعت شائستہ میرے لشکر ظفر اثر کے ساتھ روانہ کرو۔

قصہ مختصر ناظم مذکور اس ارشاد پر راضی نہ ہو کر جنگ پر آمادہ ہوگیا۔ یہانتک کہ سپہ داران

سلطانی نے حسب الحکم مورچال قائم کر کے ایک ماہ اور چند دنوں کی کوشش سے حصار پائین توڑ دی۔ یہ دیوار جو مٹی سے مسعود خان کے دور میں تعمیر کی گئی تھی پتھر اور لوہے سے کہیں زیادہ سخت تھی۔ ہزاروں گولے مارنے پر بھی توٹ نہ سکی۔ محصورین کے تیر و تفنگ سے کافی لشکریان قتل ہوے۔

مشیر الملک، سیف جنگ اور لشکر مرہٹہ قلعہ کی کومک کو پہنچے۔ اور مہابت جنگ کو اس کے تمام متعلقین اور زنانہ کے ساتھ حیدر آباد پہنچایا۔

اس واقعہ کے بعد سلطان ذی شان نے پائین قلعہ کی حصار اور پہاڑ توڑ دئے اور آگے بڑھ گئے۔ اس صوبہ کی ایالت پر قطب الدین خان دولت زائی کو مقرر کیا۔ خان موصوف نے چند دن اس صوبہ کا بندوبست کیا چونکہ اس کے پاس شائستہ جمعیت نہیں تھی اسلئے آس پاس کے پالیگاروں نے مہابت جنگ کے اشارہ سے سعد اللہ خان کایم خانی کے ساتھ مل کر صوبہ پر حملہ کر دیا۔ قطب الدین خان نے اپنی کم جمعیت کے پیش نظر یہاں قیام کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ ایک معمولی سی جنگ کے بعد فیض حصار عرف گتی کو روانہ ہو گیا صوبہ مذکور پھر ناظم مسطور کو منتقل ہو گیا۔

ان دنوں وہ (مہابت جنگ) رائچور کو اپنا دار المقر بنا کر وہیں مقیم تھا اور آخر سنہ یکہزار دو سو چھ ہجری ۱۲۰۶ھ میں بیمار ہو کر انتقال کر گیا۔ اس کا بیٹا شکوہ جاہ اس وقت شیر خوار تھا اس لئے اس کے دادا نے اس کی پرورش کے لئے مشیر الملک کو قائم مقام مقرر کیا تھا۔

جنگ مرہٹہ کے بعد جو کھرلہ کے قرب و جوار میں نظام علی خان اسد جنگ اور سریمت ناظم پونہ کے درمیان ہوئی تھی۔ اس جنگ میں مشیر الملک اسیر ہو گیا۔

اس وقت محمد امین خان عرب جاگیردار پاکٹور نے جس کی فطرت بچھو جیسی ہے اپنی جانب سے اور اعیان دولت کی جانب سے نظام علی خاں اور اس کے دادا کو شکوہ جاہ سے بدظن کر دیا۔ موقع پا کر اس نے شکایت کی کہ شکوہ جاہ دوسروں کی بات سنکر مرہٹہ اور ٹیپو سلطان سے خط و

Marfat.com

کتابت کر رہا ہے۔نواب نے یہ بات سن کر حکم دیا کہ تم راچو راور ادھونی کا انتظام کرو اور برخوردار کو حضور کی خدمت میں روانہ کرو۔ حسب الحکم وہ لشکر کے ساتھ پہنچا اور چاہا کہ قلعہ میں داخل ہو لیکن صاحبزادہ کے ساتھ اپنے والد اور جد امجد کے کار پردازوں خصوصاً محمد حسین نامی دولت خواہ بسالت جنگ مرحوم کے مشورہ پر چند روز مردانہ وار جنگ کی لیکن چونکہ ملک رانی ولشکر آرائی کا کام طفل اور خواتین سے بہت مشکل ہے غنیم کو رفع کرنا مشکل جان کر اور چونکہ بعض سردار اور نایکواڑیان قلعہ ہمت ہار بیٹھے تھے۔اس لئے خان مذکور نے شکر وحیلہ اور بعض محافظان قلعہ سے سازش کر کے قلعہ فتح کرلیا۔صاحبزادہ کو دیگر تابعین اور کار پردازوں کے ساتھ قیدی بنا کر حضور کی خدمت میں روانہ کردیا اور خود چار پانچ سال تک اپنی حسب آرزو خدائی کی۔

مرہٹہ کی قید سے مشیر الملک کی رہائی اور اس صوبہ کی ایالت پر تقرر کے بعد غلام حسین خان برادرزادہ اسد علی خان مظفر الملک یعنی پسر میر حسین علی خان صاحب جاگیردار بگین پلی جو کہ مشیر کی پسر زادی سے تھا اس جگہ پر نامزد ہوا۔ چنانچہ متذکرہ شخص غلام حسین خان کے نام سے اس صوبہ کی ایالت پر مقرر رہا۔صاحبزادہ موصوف حیدرآباد میں ملک وموروث سے معطل ہو کر زندگی جدِ بزرگوار کی سایہء عاطفت میں گزارتے ہوئے تربیت حاصل کر رہا ہے۔

قصہ کوتاہ سنہ ایکہزار دوسو پندرہ ۱۲۱۵ھ م 1800ء میں یہ صوبہ لشکر انگریز کی تنخواہ کے طور پر تفویض ہو کر ہے۔

Marfat.com

کریم شاہ برادر خورد حضرت ٹیپو سلطان

Kareem Saheb younger brother of Tipu Sultan

اورنگ چہارم (چوتھا باب)

حقیقت اصل افاغنہ ساونور

یہ امراء عادل شاہیوں سے ہیں۔ جو کہ جان نثار خان افغان شانِ میانہ کی اولاد سے ہیں۔ جان نثار خان کو اسمٰعیل عادل شاہ نے پنجصدی دو ہزار سوار منصب عطا کیا تھا۔ چونکہ وہ سیاہ فام اور دیو جثہ تھا اس لئے اہل دکن اسے کالا پہاڑ کہتے تھے۔

یہ بات مخفی نہ ہو کہ یہ افاغنہ اپنا نسب طبقہ بطبقہ حضرت خالد بن ولیدؓ سے ملاتے ہیں جو کہ اصحاب پیغمبر آخر الزماں ﷺ سے ایک تھے۔ انہیں دین کی سپہ سالاری کا منصب دیا گیا تھا۔ انہوں نے بارہا کفار عرب سے جنگ کر کے کئی شجیع پہلوانوں کو قتل کیا تھا۔ اور آنحضرتؐ نے دین محمدی کو اپنے زورِ بازو سے قوی تر کیا تھا۔ یہانتک کہ آنحضور ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے انہیں سیف اللہ کا خطاب عطا کیا تھا۔ حضرت خالدؓ نے خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں شہر طائف فتح کر کے مسیلمہ کذاب کو جس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا قتل کر دیا تھا۔ انہوں نے خلیفہ ثانیؓ کے دور حکومت میں ایک سو چالیس شہر عظیم تسخیر کئے تھے۔

القصہ خان مذکور (جان نثار خان) نے سلطنت ابراہیم عادلشاہ کے دور میں کارہائے نمایاں انجام دینے کے بعد جنگ احمد نگر کے دوران جو کہ برہان نظام شاہ اور عادلشاہ کے درمیان ہوئی تھی اپنی جان نثار کر دی۔

خانِ مذکور کے دو لائق بیٹے تھے۔ بڑے بیٹے کا نام عزیز میاں میانہ تھا۔ اس کا خطاب فتح لشکر خان تھا۔ اس نے پدر کی جگہ پر منصب اور امارت حاصل کر کے نام پیدا کیا۔ دوسرے بیٹے کا نام نبی خان عرف رن مست خان تھا۔ وہ ہزاری منصب و ہفت صد سوار نقارہ ء مشتری حاصل کر کے میمنہ میں داخل ہوا۔

Marfat.com

عزیز میاں بار ہا رزم اور بزم شاہی میں شریک رہتا تھا۔ اکثر مقامات بر تر ددشایان اور نمایاں محنت سے عہدِ سلطنت محمود عادل شاہی میں اسے تین ہزار پانچ صد منصب اور تین ہزار سوار اور علم اور نقارہ حاصل ہوا اور اس طرح سر بلندی حاصل کی۔ آخر جنگ قطب شاہ میں جو کہ گلبرگہ کے قریب عادل شاہ موصوف اور ابراہیم قطب شاہ کے درمیان واقع ہوئی تفنگچہ کی ضرب سے ہلاک ہوا۔

اس کا بیٹا جبار خان میانہ والد کے انتقال کے بعد مسند امارت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس نے اپنے والد کے تمام رفقاء کی تسلی ودلدہی کی اور ان کے قلوب کی اس طرح تالیف کی کہ وہ سب یک زبان و یکدل ہو گئے۔ انہیں امور سرکار پر مامور کیا گیا اور انہوں نے ہر کام بحسن و خوبی انجام دیا۔ جب نوبت سلطنت دکن علی عادل شاہ کو پہنچی اور مناصب و جاگیر ہر ایک کو تفویض ہوئی تو صوبہ بنکا پور کا بندوبست امیر باکرامت آنکس خان کے انتقال کے بعد بائیس محل کے ساتھ جس کے محاصل تقریباً چوپن لاکھ اور چند ہزار روپے ہے منصب پنجہزاری اور چار ہزار سوار کے ساتھ جہان خاں میانہ کو ملے۔

اس کا بیٹا بہلول خان اس علاقہ کے بندوبست کے لئے اس علاقہ کو پہنچا۔ خان مذکور چونکہ اکثر وقت میلا اور گندہ لباس پہنا کرتا تھا اور چونکہ سیاہ فام اور قوی ہیکل تھا اس لئے اِس علاقہ کے لوگ یعنی کنٹر باشندے اسے یرگٹی بہلول خان کالا پہاڑ کے نام سے پکارنے لگے۔ خان مذکور بے حد سفاک اور بے باک تھا اسلئے رعب وداب سے محالات اور لشکر کا انتظام کیا کرتا تھا۔

رام راج کے قتل کے وقت جس کا تذکرہ اورنگ اول میں کیا جا چکا ہے۔ اس کے والد نے راجہ کے ہراول سے کوشش مردانہ کرتے ہوئے اور دشمن کی فوج کو درہم برہم کرتے ہوئے نیزہ کا زخم کھا کر انتقال کیا۔ خانمسطور والد کے انتقال کے بعد بحالی صوبہ کی سند اور خلعت پا کر صوبہ پر سنہ ایک ہزار بائیس میں مسند نشین ہوا۔ اور اس علاقہ کا بندوبست کرنے لگا۔

Marfat.com

چند دن بعد آٹھ دس فرسنگ کے فاصلہ پر چانور ہلی نام کا ایک گاؤں تھا جس کے اطراف دلکش فضا اور درست آب وہوا موجود تھی اس جگہ کو پسند کر کے ایک بڑا شہر آباد کیا اور اس میں خود اپنی رہائش کے لئے شائستہ عمارتیں تعمیر کروائیں اور راستے اور بازار بنوائے اس شہر کا نام شاہنور رکھا۔ اس شہر کو اپنا دار الامارہ بنایا۔ بنکا پور صرف قلعہ رہ گیا۔ وہیں تھانہ قائم کیا تاہم دفتر بادشاہی میں بنکاپور ہی درج ہے جو رفتہ رفتہ خراب تر ہو گیا اور سوائے نام کے کچھ باقی نہ رہا۔

بہلول خان نے اکثر اہل ہنر چاہے وہ شرفائے سادات، مولویاں یا افاغنہ و دکنیاں ہوں فراہم کر کے ان سب کے ساتھ لائق سلوک کیا۔ اس شہر کے شمال میں ایک دو فرسنگ کے فاصلہ پر ایک بلند پہاڑ موجود ہے۔ جس کا نام جوبن گڈھ ہے اگر چیکہ اس پہاڑ کے اطراف حصار نہیں ہے اس میں ایک غار موجود ہے جسکو چک دہن کہتے ہیں۔ یہ اہل اللہ کی جائے سکونت ہے۔ شہر دلکشا دصحرا کے درمیان موجود ہے اس کے اطراف میوہ جات کے باغات اور نہریں رواں ہیں۔ اس وقت اس کی آبادی نمونہء بہشت تھی لیکن اس وقت اسفل السافلین سے بدتر ہے۔

القصہ عادل شاہ ثانی کے دور میں اس کی خود پسندی کی وجہ سے دولت میں فتور پیدا ہو گیا اور اکثر امرائے پایہء تخت نے علم بغاوت بلند کیا۔ ازانجملہ خانِ مذکور نے سلطان اورنگ زیب کے ساتھ دل سے رجوع کیا۔ اورنگ زیب ان دنوں شاہ دہلی شاہجہاں کے حکم سے دکن کے بندوبست کے لئے آیا ہوا تھا اور قلعہ جنیر اور احمد نگر وغیرہ اپنے قبضہ میں لے کر اکثر امرائے دکن کو اپنی طرف ملا لیا تھا۔ اس نے اورنگ زیب کو تین لاکھ روپیوں کی نذر اور بے شمار تحایف دے کر جاگیر کی بحالی کی سند حاصل کی اور عہدہء عالمگیری کے منصبداروں کے سلسلہ میں داخل ہوا۔ اس نے کثیر لشکر بشکل سوار و پیادہ جمع کر کے ملک کی حفاظت کی اور شریر پالیگاروں کی سرکوبی کی۔

انہیں دنوں خضر خان پنی بوڑی زائی نے بہلول خان کی سفارش سے سرکار کنول کی جاگیر حاصل کی۔ الغرض بہلول خان انچاس سال کامرانی کرنے کے بعد سکندر عادل شاہ کے

Marfat.com

زمانے میں انتقال کیا۔

بہلول خان کے بعد اس کا بیٹا دلیل خان مخاطب دلیر خان مسند آراء ہوا۔ وہ ملک کا نظم ونسق چلانے لگا۔ اس نے مصلحت کی خاطر سکندر عادل شاہ سے بھی سلام و نیاز اور آداب و پیام جاری رکھے تھے۔

سلطان عالمگیر اپنے دورِ حکومت میں دکن کے بندوبست کے لئے ادھر آئے تو دلیل خان دو ہزار افاغنہ اور تین ہزار پیادوں کی جرار فوج کے ساتھ داخل لشکر شہنشاہی ہوا۔ وہ باریاب ہوکر سلطان کا منظور نظر بن گیا۔ بیجاپور کی تسخیر کے بعد جو کہ سنہ ۱۰۹۷ھ م 1685ء میں واقع ہوئی شہزادہ سلطان معظم کو قلعہ احمد آباد و بیدر کی کشائش کے لئے نامزد کیا گیا۔

سلطان معظم نے ایک ماہ کی سعی کے بعد جبکہ اس قلعہ کا قلعدار جس کا نام مرجان حبشی تھا بارود سے جل کر ہلاک ہوگیا، قلعہ فتح کیا۔ اس کا نام ظفر آباد رکھا۔ ابوالحسن تانے شاہ حیدرآباد کی اسیری کے بعد شہزادہ سلطان معظم نے بعض کور باطنوں اور فتنہ انگیزوں کی ترغیب وتحریص میں آکر پورے ہندوستان و دکن اور سلطنت کی کارسازی اپنے ہاتھوں میں لینے کی ہوس دل میں پیدا کرکے والد جلیل القدر (عالمگیر) کی اطلاع کے بغیر شہر بیدر میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور احمد نگر اور جنیر کے بندوبست پر کمر بستہ ہوا۔

ہمت خان خلجی، سرانداز خاں کشمیری، مکرم خان شیرازی، محمد خلیل اکبرآبادی جن میں سے ہر ایک امیر صاحب خزانہ اور لشکر تھا نے شہزادہ کا ساتھ دیا اور اسے لے کر آگے بڑھے۔

جب یہ خبر سلطان عالمگیر کو ملی تو انہیں فرزند کی نادانی اور بدمعاش صفت خوانین کی جرأت پر بے حد فکر دامنگیر ہوئی۔ انہوں نے امرائی لشکر ہند، منصبداروں اور دکن کے طرفداروں کو اپنے حضور میں طلب کیا۔ اور کہا کہ تم میں سے ایسا کون ہے جو معظم بوالہوس کو زندہ حاضرِ حضور کرے۔ اس سوال کا جواب دینے میں سب نے تامل کیا۔ خان مذکور (دلیل خان) نے بلا تامل کہا

Marfat.com

کہ فدوی حاضر ہے اور فرمان والا شان کے مطابق عمل کرونگا۔ سلطان نے اس کی دلیری پر نظر مرحمت کرتے ہوئے اسے دلیر خان کے خطاب سے نوازتے ہوئے پان دے کر رخصت کیا۔ اسے ایک زنجیر فیل معہ حوضۂ زرنگار خاصہ عنایت کیا۔

خان مذکور اپنی جمعیت اور سامان لے کر راتوں رات شہزادہ کی طرف روانہ ہو گیا اور کافی غور وفکر کے بعد شہزادہ کے نام ایک خط روانہ کیا کہ یہ فدوی خیر خواہ ظلِّ عاطفت پیر وضعیف سے جس میں مجھے کوئی سود و بہبود نظر نہیں آ تا نکل آیا ہے اور آپ کے حلقہء اطاعت میں جو کہ جوان بخت وجواں دولت وجواں سال ہیں حلقہ بگوش جان کئے ہوئے آپ کے ملازمین جان نثار میں شریک ہونا چاہتا ہے اور آئندہ ترقی جاہ ومنزلت کی امید رکھتا ہے شہزادہ اہل دکن کے فریب سے ناواقف تھا اسلئے اس کے خط کو مغتنمات سے سمجھ کر جواب دیا کہ جلد آ ؤ اور میری حکومت کی توسیع کی کوشش کر کے اپنی بات کا ثبوت فراہم کرو۔

دلیل خان اس حیلہ سے اس لشکر میں داخل ہوا اور پہلے ہی دن شہزادہ سے ملاقات کر کے چاپلوسی اور چالبازی سے کلال باڑ کے قریب اپنا خیمہ نصب کروایا۔ دوسرے ہی دن کوچ مقرر کیا۔ اس سے پیشتر شہزادہ کو بہلا پھسلا کر اپنے ہاتھی کے حوضہ پر یہ کہہ کر سوار کروایا کہ میرا ہاتھی کافی سدھا ہوا اور سبک قدم ہے۔ وہ خود شہزادہ کے پیچھے سوار ہو گیا۔ کلال باڑ اور اسباب خاص خود اپنے رفیقوں سے چن کر روانہ کیا۔

فیلبان اپنے آقا کے اشارہ سے ہاتھی کو آہستہ آہستہ قدم بقدم چلانے لگا یہاں تک کہ سواری خاص چند قدیم خواص کے ساتھ پیچھے رہ گئی اور باقی تمام فوج آگے بڑھ گئی۔ خانمذکور کو جیسے ہی موقع ملا اسنے ہاتھی کا رُخ بیجاپور کی طرف پھیر دیا اور اس طرف روانہ ہو گیا۔

معظمی (شہزادہ سلطان معظم) کے بعض ملازمین نے جو اس وقت موجود تھے سدِّ راہ ہونے کی کوشش کی انہیں بلا تامل قتل کر دیا گیا۔ شہزادہ کو نصیحت اور دلاسا دیکر اپنی طرف ملا لیا اور اسی

Marfat.com

قدر ومنزلت جو کہ پہلے تھی کے ساتھ اسے لے کر دور دراز کوچ کرتے ہوئے پوری ہوشیاری کے ساتھ پدر والا قدر کی خدمت میں پیش کیا۔

اس خاص اور عمدہ کام کو سرانجام دینے کے عوض حضور خلیفہ جہاں نے شہزادہ کے جلوئے خاص کا اسباب معہ کلال بار، مخملی خیموں اور ماہی ومراتب طلوع کے ساتھ انعام دیا۔ اس طرح اس نے اس دور کے سرداروں میں سر بلندی حاصل کی اور سارے ہندوستان ودکن میں ہمچو دیگرے نیست ''میرے مانند کوئی نہیں'' کا نقارہ بلند کیا۔ یہاں تک کہ امرائی سلاطین تیموری میں کوئی بھی اس شان وتوزک کو نہیں پہنچا تھا۔

دلیل خان مور چال کرتے ہوئے شولا پور پہنچا جہاں کا پالیگار رونکٹ نائک جو قوم بیڈر سے تعلق رکھتا تھا بے حد دلاور تھا اسنے اپنے لشکر کو داد ودہش اور انعام واکرام سے نواز کر راضی و خوشدل کر رکھا تھا۔

سلطان عالمگیر نے خود امراء ہندودکن کے ساتھ تین سال تک محاصرہ کر کے قلعہ ارکو اسے کھولنے کا حکم دیا مگر بے سود اس کی تمام کوشش کے باوجود کام تکمیل کو نہیں پہنچا تھا۔ دلیل خان نے اپنی تدابیر عدومال اور سلطان جہاں کی اطاعت سے اسے مطیع کیا اور اس سے پانچ سال کی پیشکش جو دو لاکھ ستر ہزار روپے تھی اور ایک لاکھ روپے نذر شکرانہ، عفو تقصیر اور تعلقات کی بحالی کے لئے حاصل کئے۔

عالمگیر کے انتقال کے بعد جس کی تاریخ ۱۱۱۸ھ م 1707ء "عالمگیر از جہاں رفت" ہے اپنے دارالامارت کو واپس ہوا۔ اور چند دن آسودہ بیٹھا رہا۔

اسی دوران عالمگیر کے فرزندوں یعنی محمد اعظم بہادر شاہ اور سلطان معظم کے درمیان حرص مال وجاہ دنیا اور تخت نشینی کیلئے مناقشہ پیدا ہو گیا معاملہ جنگ وجدال تک پہنچ گیا۔ دلیل خان وغیرہ اس معرکہ گاہ سے کنارہ کش رہ کر مستعد اور خبردار رہے۔

Marfat.com

خانمذ کور کے ماموں جن کا نام اعظم خان اور بیٹا نبی خان رن مست اس معرکہ میں علم بہادر شاہی کے آگے جوانمردی دکھاتے ہوئے قتل ہو گئے۔

غرض دلیل خان نے بتیس سال حکومت کی اور جسمانی عارضہ میں انتقال کیا۔ اس کا بیٹا عبدالغفار خان اس کا قائم مقام بنا۔ اس نے خان جہاں خان وزیر اورنگ زیب سے جنہیں عالمگیر ثانی یعنی بہادر شاہ نے دکن کے چھ صوبوں کی نظامت کے لئے روانہ کیا تھا اور جو اس وقت اورنگ آباد میں مقیم تھا سے رجوع ہوا اور ان سے ملاقات کر کے کامرانی حاصل کی۔ غفار خان نے چند دن بعد لشکر جمع کیا اور اپنی باطنی خباثت کی وجہ سے سرہٹی کے دیسپانڈے کے علاقہ میں قتل و غارت مچانے لگا۔

اس دیسپانڈے کا نام خان گوڑہ تھا۔ جس کا تذکرہ آگے آئے گا۔ وہ غفار خان کا باجگذار تھا اور پوری شان و شوکت اور عمدگی کے ساتھ حکومت کر رہا تھا لیکن خانمذ کور کو اس کا یہ طریقہ پسند نہیں آیا اس لئے دل میں اسے برباد کرنے کی ٹھان کر لشکر روانہ کیا۔ چونکہ حق خان گوڑہ کی جانب تھا اس لئے وہ قلیل جماعت کے ساتھ ان پر غالب آیا۔ افاغنہ کو شکست ہوی۔ وہ پھر سے فوج اور آلات حرب و صرب جمع کر کے دوبارہ حملہ کرنے کی سوچ ہی رہا تھا کہ خبر آئی کہ مرہٹوں کا لشکر آرہا ہے۔ یہ خبر سن کر اسنے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور دیسپانڈہ مذکور سے کچھ رقم حاصل کر کے صلح کر لی۔ وہ اپنی جگہ آسودہ ہو کر بیٹھ گیا۔ اسی دوران خانجہاں خان کا انتقال ہو گیا۔ میر حسین علی امیر الامراء کو جو قوم سادات بارہ سے تعلق رکھتا تھا دکن کے بندوبست کے لئے مقرر کیا گیا۔

غفار خان نے اپنے بیٹے غفور میاں کو اسباب نذر اور تحائف کے ساتھ برہان پور کو روانہ کیا جاگیر اور مناصب کی بحالی کی سند حاصل کی اور باقی حیات مستعار عیش و عشرت کے ساتھ بسر کی۔ اسنے اٹھائیس سال اور کچھ ماہ حکومت کی۔

اس کے انتقال کے بعد غفور میاں ملک و مال کا حاکم ہوا ہی تھا کہ راستیہ مرہٹہ نے اپنی

Marfat.com

فوج کے ساتھ لشکر کشی کی اور رعایا کے قتل اور تاخت وتاراجی میں مصروف ہوا۔ حاکم مذکور نے لشکر اور سامان جنگی جمع کیا اور جنگ پر آمادہ ہوا۔ مصری کوٹہ کے قریب جنگ ہوئی اور افغانوں نے شائستہ کوشش کر کے مرہٹہ کو شکست فاش دی۔

راستیہ مرہٹہ بقیۃ السیف فوج اور گوپال راؤ گھوڑ پڑیہ ناظم مرچ کی کمک سے خان مذکور کے علاقہ میں تاراجی پر کمر بستہ ہوگیا اور دو سال تک غفور خان کو ستاتا رہا۔ آخر کار ناظم مرچ کی معرفت سے آتش فتنہ وفساد ستر ہزار روپئے اور محل مصری کوٹہ دیکر فرو ہوا۔ وہ اپنے دارالحکومت کو لوٹا اور نو سال اپنے جد و پدر کے آئین پر حکومت کرتا رہا۔

اوائل حکومتِ نواب نظام الملک آصفجاہ جب غفور میاں انتقال کر گئے تو ان کے بعد ان کا بیٹا عبدالمجید مسند آراد ہو کر ملک اور دولت کا مالک ہوا۔

نواب چونکہ اورنگ آباد سے گولکنڈہ کی جانب متوجہ ہوئے تھے اس لئے انہوں نے حیدرآباد کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا۔ یہاں انہوں نے شہر کے گرد انہیں دنوں قلعہ معہ برج وبارہ تعمیر کروایا۔ چند دنوں بعد عبرت کی خاطر اور ملک کے بندوبست کے لئے پالیگار کے ملک کی طرف بڑھے۔ لشکر کے ساتھ بیدر کو روانہ ہوا۔ انہوں نے اپنے نواسہ ہدایت محی الدین خان کو بیجاپور کی حکومت پر مامور کر دیا۔

عبدالمجید خان نے نواب سے ملاقات نہیں کی بلکہ بلا اطلاع خود بخود مسند آرا ہو گیا تھا۔ چنانچہ یہ بات نواب کی طبع پر گراں گزری اور وہ اس طرف آ کر ساؤنور کی طرف کوچ کر گئے۔ انہوں نے یہاں کے اکثر مواضعات کو پائمال کر دیا۔ گدگ' ہریٹی اور دیگر پالیگار حضور میں باریاب ہو کر سرخ رو ہوئے۔ چند پالیگاروں نے انہیں دولت افاغنہ کو تاراج کرنے کی ترغیب دی۔ نواب چونکہ دانائے روزگار اور تجربہ کار تھے اسلئے انہوں نے عرض گویوں کی بات پر توجہ نہیں دی اور الف خان کنولی کی معرفت سے دلاور خان کو اپنی طرف متوجہ کیا اور بغیر جنگ کے

دو لاکھ روپے نقد اور بے شمار تحایف ہمدست کر کے صوبہ اپنی جانب سے خان مذکور کو مرحمت کر دیا اور ملاقات کی تمنا ظاہر کی۔ دلاور خان چونکہ اپنے آباد و اجداد کی تعظیم اور ان کی امارت و مناصب سے واقف تھا اسلئے ملاقات پر رضامند ہوا۔ اسلئے اس نے ناصر جنگ سے اس بات کی رضامندی کا اظہار کیا۔ ناصر جنگ نے مسند سے نیچے اتر کر نذر قبول کی اور ہاتھ پکڑ کر اپنے بازو میں بیٹھنے کی جگہ دی۔

ان میں یعنی حکام ساونور وکڑپہ میں ملاقات کا دستور یہ تھا کہ وہ ہمسروں کے مانند تھے یعنی کچھ جھک کر سر تک ہاتھ لیجاتے تھے اور ہمسروں کے مانند روبرو چاہے سواری پر ہوں یا دیوانخانہ میں حقہ کشید کیا کرتے تھے۔ نواب نذر عیدین و فتح وغیرہ ان سے کھڑے ہو کر حاصل کرتا تھا۔ غرض ہر وہ بات جو یہ کہتے نواب مصلحت کی بناء پر قبول کرلیا کرتا تھا۔

القصہ دلاور خان نے اپنے سلوک سے نواب کو بے حد خوش کر دیا اور اطاعت اور مصاوقت کی راہ اختیار کی اور رزم و بزم میں شریک رہا۔ نواب نے ایک ہزار ایک سو ستاون ۱۱۵۷ھ م 1744ء میں کرناٹک پایانگھاٹ کے بندوبست کی طرف توجہ کی۔ خان مذکور بھی اس کے ہمراہ رکاب تھا۔

نواب نے نتھر نگر عرف ترچناپلی جو کہ قلعہ مرار راؤ گھوڑپڑیہ میں شامل تھا تسخیر کرنے کی خاطر فوج کشی کی۔ ان دونوں لشکروں کے درمیان میدان سمیوارم میں جو کہ دریائے کاویری کے اس طرف واقع ہے سخت جنگ ہوی۔ دلاور نے مردانہ کوشش کرتے ہوے نام آوری حاصل کی۔ نواب نے تین سال اس نواح میں قیام کیا اور شائستہ پیشکشات تحایف اور دولت ثروت پالیگاروں اور جاگیرداروں سے حاصل کی اور خود حیدرآباد روانہ ہو گیا۔ خان مذکور نے رخصت حاصل کر کے اپنے دارالحکومت کی طرف مراجعت کی۔ اس کے چار سال بعد یعنی ۴/ جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ م ۱۷۴۷ء میں نواب نے انتقال کیا۔ چنانچہ ایک شاعر نے اس کی تاریخ یوں نکالی' نواب آصفجاہ

Marfat.com

انتقال فرمود'' آصفجاہ کا بڑا بیٹا ناصر جنگ اس کا جانشین بنا۔ ایام شباب کے تقاضہ کے سبب اسنے اپنے باپ کی نصیحت پر عمل نہیں کیا اور مورو پنڈت کو جو کہ میر دفتر تھا اور جو نواب مرحوم کے عہد میں قید میں تھا کو رہا کر کے اپنا پیشکار بنالیا۔ جس سے ہر طرف ظلم و جور کا فتنہ کھڑا ہو گیا چند دن بعد ناصر جنگ بادشاہ دہلی کے حکم سے دہلی کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسنے اپنے ہمشیرہ زادہ ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ کو اپنا نائب مقرر کیا، فرصت جویان وقت نے اس موقعہ کو غنیمت جان کر آتش فتنہ برپا کی۔ ہدایت محی الدین خان نے کرناٹک پایاں گھاٹ اور بعض افغانوں کی ترغیب و تحریص پر کسی حکم کے بغیر خود مختار ہو کر دکن کے چھ صوبوں کے بندوبست کا عزم کیا۔ چنانچہ حسین دوست خان عرف چندا صاحب نایطہ اور اس کی پھلچری کے فرانسیسیوں سے ساز باز' محی الدین خان کی طلبیدگی اور نایطہ مذکور کے التماس پر فوج کشی اور انوارالدین خان شہامت جنگ گوپاموی آصفجاہی ناظم آرکاٹ کے قتل کے واقعات مشہور ہیں۔ ان ممالک کے واقع نگاروں اور جاسوسوں نے ان حالات کی تفصیل سے نواب ناصر جنگؒ کو مطلع کیا۔

نواب دریائے نربدا کے کنارے تک جا پہنچا تھا کہ اسے اپنے ملک کی خرابی کی پے در پے خبریں ملنے لگیں۔ نواب نے چند خیر خواہوں کی تجویز پر اسی مقام پر قیام کیا۔ دکن میں شرارت کے متعلق تمام تفصیلات اپنے بھائی غازی الدین خان کی معرفت حضور والا یعنی بادشاہ دہلی کی خدمت میں روانہ کیئے اور واپس لوٹ آئے۔ چند دن کے توقف کے بعد منصبداروں اور بے ادب ہدایت محی الدین خان کی تنبیہ کے لئے جو اس وقت پچی میں تھا' کرناٹک پایانگھاٹ کی طرف روانہ ہوے۔ انہوں نے دیکھا کہ یہاں کے سب کام بے حد خراب ہیں اور بندوبست درہم برہم ہے۔

انھوں نے محسوس کیا کہ ہدایت محی الدین خان کو بلائے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے اس لئے سید لشکر خان امیر الامراء اور شہنواز صمصام الدولہ بخشی دیوانخانہ حضور اور انور خان بخشی لشکر

Marfat.com

بادشاہی کوقرآن مجید کے ساتھ ہدایت محی الدین خان کے پاس روانہ کیااوراس کے مطالبات کو مانتے ہوئے قرآن کی قسم کھا کرطلب کیااس کے عمل پر ملامت کرتے ہوئے اپنے پاس رکھ لیا۔ لیکن چند خانہ بربادوں کی تجویز پر اسے قید کرلیا۔افغان دیوان کی بدعہدی سے بددل ہوگئےلیکن بظاہرنواب سے خلاملا رکھااور وقت کاانتظار کرنے لگے۔ان حالات میں مجید خان نے اپنے آپ کو بیمار ظاہر کرتے ہوئے اپنے فرزند کریم میاں کوفوج کے ساتھ نواب کے لشکر میں روانہ کردیا۔

ابتدائے سنہ ۱۱۶۴ھ م 1750ء میں میدان چنجی کے مشرقی حصہ میں جو کہ فرانسیسیوں کے ٹھانہ کے اندر موجود تھاایک شب فرانسیسیوں نے شب خون مارا۔اس موقع کو غنیمت جان کر بے باک افغانوں نے دغا کرتے ہوئے مظلوم نواب ناصر جنگ کا سر قلم کردیا اوراسے نیزہ پر چڑھالیا۔

ہدایت محی الدین خان کو جو کہ نواب شہید کے پیچھے عماری میں پردہ میں موجود تھاباہر نکلنے پر مجبور کیااگرچہ وہ ان لوگوں کے اس عمل سے ناخوش تھالیکن انہوں نے جبراً نذرمبارکباد گزاریٔ دلاور خان کا بیٹا کریم میاں خوداس مشورہ میں اپنی قوم کے ساتھ موجود تھا۔

اس واقعہ کے چند دن بعد افاغنہ اورآصفجاہی افواج وامرلہ چروی کی راہ سے رائی چوٹی پہنچیں۔اس وقت فرانسیسی سپہ سالار جس کا نام موسی بھوسی تھاان کے ہمراہ تھا۔یکا یک افغانوں کے دماغ میں خمارجنوں وفساد برپا ہوااورانہوں نے فطری راہ ترک کرکے ہدایت محی الدین خان کی ادنیٰ سی غلطی پر جنگ شروع کردی اوراسے قتل کردیا۔خان ساونور کا بیٹا (کریم میاں) بھی اس معرکہ گاہ میں ہلاک ہوگیا۔

ایک شخص نے نواب کی شہادت کی تاریخ ان الفاظ میں حاصل کی ہے ''آفتاب رفت'' ۱۱۶۴ھ م 1750ء شہید مظلوم ناصر جنگ کی جگہ صلابت جنگ قائم مقام مقرر ہوا۔اس نے پانچ سال تک اسی فرقشہ اور بے بندوبستی میں گزارے۔

Marfat.com

سپہ سالار فرانسیسی نے اپنے دیوان حیدر جنگ کے صلاح ومشورہ سے ترقی کی اور ملک سیکا کول اور راجیند رے کا بندوبست ماہیانہ تنخواہ کے عوض حاصل کرلیا۔

شہنواز خان صمصام الدولہ وکیل مطلق صلابت جنگ چند دن ملک و مال آصفیہ کے بندوبست پر مامور رہا لیکن آخر کار حیدر جنگ کی کوشش سے قید ہو گیا۔

نظام علی خاں اور بسالت جنگ نے یکدل ہو کر حیدر جنگ کے قتل کا منصوبہ بنایا اور حیدر جنگ کو راز کی بات بتانے کے بہانے نظام علی خان نے اپنے خیمہ میں طلب کیا اور اپنے نوکر کے ہاتھوں اس کا قتل کروادیا۔ نظام علی خان گھوڑے پر بیٹھ کر برہ اڑ کی طرف روانہ ہو گیا۔

جب اس بات کی خبر فرانسیسی سپہ سالار کو ہوئی تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ مستعد ہو کر صلابت جنگ کے خیمہ کی طرف روانہ ہو گیا اور دیکھا کہ صلابت جنگ اورنگ آباد کی طرف فرار ہو چکا ہے۔ اس نے شہنواز خان کو قید کر کے اسے تفنگ کی گولی سے ہلاک کر دیا۔

مختصر یہ کہ صلابت جنگ کو قید کر کے نظام علی خان خود ناظم دکن ہو گیا۔ مجید خان اس کے بعد چند دن تک تکلیف و کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد انتقال کر گیا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا عبدالحکیم خان مسند آرا ہوا۔

اس نے اپنے ملک کا بندوبست شروع کیا تھا کہ ناظم دکن نے بالا جی راؤ نانا اور مادھو راؤ سوائی کے ساتھ مل کر ساونور تسخیر کرنے کی ٹھانی کیونکہ ساونور کے حاکم کے والد مجید خان نے ناظم دکن کے بھائی ناصر جنگ کو قتل کر دیا تھا۔

انہوں نے لشکر کشی کر کے تین ماہ تک اس کا ملک تباہ و تاراج کیا۔ مرہٹوں نے مصری کوٹہ اور گدگ وغیرہ محلات پر خود قبضہ کرلیا۔ حکیم خان نے جو عیاش تھا جنگ سے گریز کیا اور آخر کار رکن الدولہ دیوان اور بسالت جنگ کی وساطت سے امن و صلح قرار پائی۔ اس نے انھیں دو لاکھ ہون دیکر روانہ کیا اور خود آسودہ حال ہوا۔ مرہٹوں نے بارہ محل، جو کہ ساونور کا علاقہ تھا اور جس

Marfat.com

پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا واپس لوٹا دیا۔ یہ بات مخفی نہ ہو کہ افغانوں کی قدر و منزلت میں کمی ناصر جنگ کے قتل کے وقت سے ہے جو کہ ان ظلم کیشاں کے ہاتھوں بے گناہ شہید ہو گیا۔ چنانچہ اس مقدمہ کی تفصیل کنولیوں کے بیان کے دوران تحریر کی گئی ہے۔

قصہ مختصر جب نواب حیدر علی خان نے ترقی کی اور بزور شمشیر و دانائی کثیر لشکر جمع کر کے میسور کے اطراف و جوانب کے پالیگاروں کی تسخیر کی طرف توجہ کی۔ اس وقت حکیم خان نے نگر کے پالیگاروں کی بیوی کی کمک کے لئے دو ہزار سوار روانہ کئے اس ملک کی تسخیر اور مذکورہ عورت کے قید ہو جانے کے بعد نواب بہادر نے افغانوں کے لشکر کو شکست فاش دی اور ان کا تعاقب دارالامارت تک کیا۔ انہوں نے ساؤنور کا محاصرہ کر لیا۔

حکیم خان نے لاعلاج ہو کر، بے شمار مخملی خیمے، اونٹ اور ہاتھی جو قدیم حکام نے جمع کئے تھے دے کر صلح کی۔

اسی وقت مادھو راؤ بن بالاجی راؤ نانا نے اس سمت فوج کشی کی اس لئے خانمذکور نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے اپنا لشکر اس کے ساتھ کر دیا ہے۔ ترمک ماما مرہٹہ نے اس وقت گراں لشکر کے ساتھ میسور پر حملہ کیا اور چرکولی کے میدان میں جو کہ سری رنگ پٹن کے شمال میں دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے نواب حیدر علی خان کے لشکر کو شکست دی۔ چنانچہ نواب حیدر علی خان، غازی خان بید کے چودہ سواروں کے ساتھ داخل قلعہ ہوئے۔ ٹیپو سلطان دو سواروں کے ساتھ زخمیوں کے لباس میں اپنے والد کے پاس پہنچے۔ اس معرکہ میں خان مذکور کا لشکر مرہٹوں کی مدد کر رہا تھا۔

اس کے بعد نواب بہادر نے ترمک ماما سے صلح کر لی اور اسے اپنے ملک سے خارج کیا پھر نظام علی خان سے اتفاق کر کے کرناٹک پائین گھاٹ پر لشکر کشی کی۔ کچھ مدت بعد نواب محمد علی خان سراج الدولہ اور انگریزوں سے صلح کر کے کڑپہ اور کنول کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں کے حاکموں سے بزور پیشکش حاصل کر کے سری رنگپٹن لوٹے، رفتہ رفتہ انہوں نے مرار راؤ پالیگار چیتل

Marfat.com

درگ اور کڑپہ کے حاکم حکیم خان کو گرفتار کر کے ان کے ممالک خود اپنی سلطنت میں شامل کر لئے۔

وہ خانمذ کور کو تنبیہ دینے کے لئے ساؤنور کی طرف روانہ ہوئے۔اس نے ان کے لشکریوں کے خوف سے ملک خراب ہونے سے قبل نواب کے پاس ایلچی روانہ کر کے صلح کر لی۔اس کے لئے بے شمار زر اور اجناس روانہ کئے۔نواب نے اس کی عمدگی کے طرف نظر کرتے ہوئے اس کی التماس قبول کر لی۔انہوں نے قول نامہ روانہ کرتے ہوئے اس کی خاطر جمع کی۔خان مسطور کو اس امر کو قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔نواب کو اس بات سے بے حد مسرت ہوئی اور اپنی دختر کو جو کہ کریم صاحب کی بہن تھی اس کے فرزند سے جس کا نام خیرا میاں تھا نامزد کیا۔اور خیرا میاں کی بہن کو اپنے فرزند کریم صاحب سے منسوب کیا۔اس کام سے فارغ ہو کر وہ لشکر اور ملک کے بندوبست میں لگ گئے۔

سنہ ۱۱۹۳ھ م 1779ء میں خانمذ کور کو تمام متعلقین کیساتھ سری رنگپٹن طلب کر کے مراسم شادی ادا کئے۔اس طرح دونوں خاطر جمع ہوئے۔جب دونوں کے درمیان رشتہ دوستی اور خویشی مضبوط ہو گئے تو حکیم خان نے التماس کی کہ میری جاگیر کے محلات مرہٹوں کے تصرف میں ہیں اس لئے ان ممالک کی کشور کشائی کی کوئی صورت نکالی جائے۔نواب نے یہ بات قبول کرتے ہوئے اپنے ایک سردار کو فوج کے ہمراہ روانہ کیا۔سردار مذکور نے گیارہ محل بعض جنگ کے ذریعہ اور بعض روپے دیکر اپنے ہمدست کئے اور انھیں خانمذ کور کے سپرد کر دئے۔اسی دوران نواب کو ملک گیری اور تسخیر پایانگھاٹ کی مہم درپیش ہوئی اس لئے انہوں نے اپنے سردار کو فوج کیساتھ واپس طلب کر لیا۔

خان مذکور نے دوسو سوار اور چار سو پیادے سرخ علم کے ساتھ اپنے فرزند کہارو (خیرا میاں) جو کہ نواب کا داماد تھا کے ہمراہ روانہ کئے۔اس فوج کے ساتھ اس کا پیش کار چنتو پنڈت بھی تھا۔خیرا میاں اپنا اکثر وقت نواب کی صحبت میں گزارتا تھا۔پایانگھاٹ کی لشکر کشی کے وقت

Marfat.com

ناسازی مزاج کی وجہ سے اپنے وطن کو لوٹ آیا۔ اس نے چنتو پنڈت کو اپنا وکیل مقرر کرتے ہوئے لشکر کے ساتھ حضور کی خدمت میں چھوڑ دیا۔

نواب بہادر کے انتقال کے بعد جو کہ ۱۱۹۷ھ م 1782ء میں واقع ہوا ٹیپو سلطان مسند آرا ہوئے۔ اگرچہ اس نے ایک ایلچی اپنی جانب سے ٹیپو سلطان کی خوشنودی اور نذر مبارکباد و جلوس کے لئے روانہ کیا لیکن عرایض مبارکباد اور نذر معہ خلعت جو کہ ارباب سطوت کے لئے ضروری ہے نہیں روانہ کئے۔ یہ بات سلطان کی طبع پر گراں گزری۔ اس کے باوجود انہوں نے اس طرف توجہ نہ دی اور اپنے ملک کے بندوبست میں منہمک ہو گئے۔

اسی دوران دھونڈو جی واگیہ جس نے سن ۱۲۱۱ھ م 1796ء میں ٹیپو سلطان کے حکم پر حاضر خدمت ہو کر اسلام قبول کر لیا تھا اور جس کا نام شیخ احمد رکھا گیا اور ملک جہاں خان کا خطاب عطا کیا گیا تھا۔ مرہٹوں کی قید سے اپنے ماموں کی معرفت رہائی پا کر اس سرحد میں داخل ہوا، اس سے قبل اس نے بادامی بہشتپا زناردار کے ساتھ جو کہ اس کا قدیم آشنا تھا کچھ دن نواب بہادر کے لشکر میں کام کیا تھا نواب کی رحلت کے بعد ڈھونداجی ساوَنور پہنچا۔

موقع کو غنیمت جان کر اس نے پچاس ساٹھ بیکار اوباش سواروں کو جمع کیا اور سپہ گری کے ناز سے خانمذکور کی ڈیوڑھی پر پہنچ کر ملازمین کی آمدورفت میں مانع ہونے لگا۔

خان مذکور نے کافی سوچ بچار کے بعد صلح آمیز اور شیریں الفاظ سے یہ دریافت کیا کہ آخر اس طرح آنے کا سبب کیا ہے؟

اس نے جواب دیا کہ مجھے اور میرے رفیقوں کو نوکر رکھ کر سالانہ ایک لاکھ روپے دو اور ملک گیری اور دیگر کارخانوں کا بندوبست میرے سپرد کر دو۔ ساوَنور کے محالات جو کہ مرہٹوں کے تصرف میں ہیں کی سند دیوانی میرے نام لکھ کر دو تا کہ میں ان محالات کو مرہٹوں کے ہاتھ سے واپس لے سکوں۔ چونکہ خانسطور کے خزانہ میں اس وقت اتنی رقم موجود نہیں تھی اس لئے اس نے

Marfat.com

مجبور ہو کر محالات مذکور کی دیوانی کی سند لکھ کر دیدی۔

ڈھونڈھ ہ جی واگیہ نے سند حاصل کرنے بعد مردانہ وار حملہ کرتے ہوئے دو تین محلوں پر شب خون مار کر انھیں زیر کیا اور یہاں سے بے شمار مال غنیمت نقد اور جنس حاصل کیا اور قلعچہ مصری کوٹہ میں تھانہ مقرر کیا۔ اس نے خان مذکور کی خدمت میں دو لاکھ ہون ساؤنوری اور اجناس روانہ کئے۔

حکیم خان اس بات سے بے حد خوش ہو گیا اور اس کے لئے خلعت فاخرہ، آفتاب گیری اور نقارہ روانہ کیا۔ اس کے بعد ڈھونڈاجی نے پانچ چھ سو سوار اور دو ہزار پیادے فراہم کئے اور مرہٹہ، نظام علی خان اور ٹیپو سلطان کے ممالک کی سرحد میں تگ و دو کرنے لگا۔ اسنے مصری کوٹہ کی قلعداری اپنی بیوی کے سپرد کی تھی جو کہ شجاعت میں کسی مرد سے کسی طرح کم نہیں تھی۔

ٹیپو سلطان بلادنگر اور کوڑیال بندر کی طرف روانہ ہوئے کیونکہ ایاز خان نے جو کہ نواب بہادر مرحوم کا پروردہ تھا اور جو سلطان سے خاطر جمع نہیں تھا نے اپنے فطور اور قصور سے سارا زرخیز ملک معہ بلادکوڑگ اور کلی کوٹ انگریزوں کے تصرف میں دے دیا تھا۔

ٹیپو سلطان اپنا لشکر لے کر سنتی بدنور پہنچے تھے کہ خان ساؤنور حکیم خان نے سلطان کی گرانی خاطر سے خوفزدہ ہو کر اپنے فرزند خیر امیاں کے ذریعے چالیس ہزار روپے نقد نذر جلوس مسند اور خلاع فاخرہ روانہ کئے اور اس طرح ان کی خاطر مدارات کی۔ سلطان نے جو کہ دوست نواز تھے اس چند ناشائستہ حرکتوں سے اغماض کرتے ہوئے حکومت پھر واپس دیدی اور آگے روانہ ہو گئے۔

سلطان اس علاقہ کے بندوبست اور بلادنگر مذکورہ کی تسخیر کے بعد منظر آباد عرف بلاری کی راہ سے دارالامارت سری رنگپٹن کو واپس لوٹے۔ اسی دوران انگریزوں اور سلطان کے درمیان صلح ہو گئی۔

خانمذکور اگرچیکہ اپنی جگہ آسودہ تھا لیکن سلطان کی ملک گیری، صلابت اور دبدبہ سے

Marfat.com

جو کہ صاحبزادگی کے ایام سے موجود تھے خاطر جمع نہیں تھا۔ اس کے دل میں کدورت موجود تھی اور ٹیپو سلطان کی جانب سے مزاحمت نہ ہونے کے باوجود خوفزدہ تھا۔

ابتدائے سنہ ۱۱۹۹ھ م 1784ء میں سلطان ذی شان نے سپہ دار برہان الدین کی سرداری میں ایک بڑی فوج نرکنڈہ کی تسخیر کے لئے روانہ کی کیونکہ یہاں کا حاکم کالپا سرکش ہو کر ناظم صوبہ مرچ پرسرام بھاؤ کی تائید سے سرکار خداداد کی رعایا کو آزار پہنچانے لگا تھا۔

اسی سال نواب نظام علی خان اور ناظم پونہ نے آپس میں سازش کر کے ملک خداداد کو تاخت و تاراج کرنے کے ارادہ سے حملہ کیا اور دریائے تنگ بھدرا کے اس طرف اکثر پرگنات اور قلعہ جات اپنے تصرّف میں کر لئے۔ خان مذکور نے اس حکم کے مطابق کہ۔

چوں زوال آید بکس بند دجنوں راہ خرو

عقل دور اندیش میسازد کمی در روزِ بد

(جب کسی پر زوال کا وقت آتا ہے تو جنوں خرد کی راہ بند کر دیتا ہے اور روز بد میں عقل دور اندیش میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔)

خان مذکور نے وقت کو غنیمت جان کر مرہٹوں کے ساتھ سازش کرتے ہوئے ان کی کمک کی۔ اس جانب کے اخبار نویسوں نے یہ تمام کیفیت مفصل حضور کی خدمت میں لکھ کر روانہ کی۔ سلطان نے جو اس وقت ملک کورگ کے بندوبست سے فراغت حاصل کر کے دارالسلطنت پٹن میں فروکش تھے مورخہ ۹ جمادی الثانی ۱۱۹۹ ہجری م 1784ء میں ایک گراں لشکر کے ساتھ غنیموں کے ساتھ مقابلہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ انہوں نے ادھونی پر حملہ کیا اور اس کی تسخیر کے بعد جس کی تفصیل اورنگ سوم میں دی جا چکی ہے آگے بڑھے کنچن گڈھ اور کپلی کی فتح اور بے شمار مال غنیمت حاصل کرنے کے بعد کرناٹک کی راہ سے انہوں نے دریائے تنگ بھدرا عبور کی اور شب خون مار کر غنیم کو شکست دی اور وہاں سے سیدھے ساونور کی طرف بڑھے خان مذکور نے گھر کے چند

Marfat.com

خواصوں محل زنانہ، کچھ خزانہ اور ملازمین کے ساتھ راتوں رات اس جگہ سے نکل کر غنیم کے لشکر میں پناہ لی۔ سارا سامان جنگ اور اہل دولت کے لائق سامان جنھیں خوانین سابق نے لاکھوں روپے صرف کر کے جمع کیا تھا وہیں چھوڑ دیا۔ اس کے علاوہ خیرامیاں اور اس کی بیگم کو جو کہ سلطان کی بہن تھیں وہیں چھوڑ دیا۔ سلطان کی بہن اس وقت بیمار تھیں۔ چنانچہ ایک شخص نے ہندی میں اس کی درج ذیل تاریخ نکالی "حکیم خاں میانہ سب کو چھوڑ آپ بھاگا" ۱۱۹۹ھ م 1784 جب سلطان کو اس کے فرار اور غنیم کے ساتھ سازش کی خبر ملی تو انھیں بے حد تعجب ہوا اور میر صادق دیوان کو اس کے دارالمقر میں روانہ کیا اور جو کچھ بھی نقد و جنس زیور و فرش، ظروف و اسلحہ خانہ وغیرہ تودہ تودہ، بستہ بستہ و دستہ دستہ رکھے ہوئے تھے انھیں منگوا کر داخل توشک خانہ کیا۔ خیرامیاں دو تین خدمت گاروں کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر سلطان کی خدمت میں پہنچ کر سرخ رو ہوا۔

سلطان نے اپنی زبان مبارک سے خود دریافت کیا "تمھارے والد نے دارالحکومت چھوڑ کر راہ فرار کیوں اختیار کی میرے دل میں تمھیں کسی طرح کا رنج پہنچانے کا خیال نہیں تھا بلکہ سلوک شائستہ نسبت خویشی زیادہ تر منظور تھی۔ تمھارے اتحاد اور خویشی پر افسوس ہے میری عدم مزاحمت کے باوجود تم نے بدعہدی کی اور غنیم کو میرا ملک اور دولت سونپ دی۔ آئندہ کبھی روز بہی اور خوش دولتی دیکھنا نصیب نہ ہوگا"۔

اس نے جواب دیا۔ میرے پدر بزرگوار نے غلطی کی ایسا کام ان کے شایاں شان نہیں تھا۔ فدوی کو ان کے ارادۂ نامناسب سے واقفیت نہیں تھی۔ اگر معلوم ہوتا تو منع کرتا۔

اس کے بعد سلطان نے انھیں اپنے خیمہ خاص کے قریب دوسرے خیمہ میں فروکش کیا اور دونوں وقت کا کھانا اپنے خاصہ سے روانہ کیا تاہم اسے نظر بندی میں رکھ چھوڑا۔

چونکہ سلطان اور ان کے درمیان آشتی ہو گئی تھی اس لئے راستیہ مرہٹہ اور پرسرام بھاؤ نے سلطان سے سفارش کر کے صوبہ ساؤنور کی ردوبدل کے بعد خان مذکور کو بحال کروایا، اس کے

Marfat.com

بعد پانچ سال حکومت کر کے حکیم خان انتقال کر گیا، اس نے کل پینتیس ۳۵ سال ریاست کی۔

اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالخیر خان عرف خیرا میاں قائم مقام پدر ہوا اور سلطان کے حکم سے کامرانی کرنے لگا۔

جب ۱۲۰۷ھ م 1792ء میں نظام علی خان مرہٹوں اور انگریزوں نے مل کر سرینگپٹن کی تسخیر کے لئے چاروں طرف سے لشکر کشی کی اور پرسرام بھاؤ اور ہری پنت پھڑکیہ نے یہ صوبہ اپنے تصرف میں کر کے خیرا میاں کے صرف خاص کے لئے ایک محل جاگیر دیدی اور دوسرے محلات کا بندوبست اپنے قبضہ میں لیا۔ اس وقت تک یہی حال ہے۔ جیسے کہ کسی نے کہا۔

من شہرت تمنا دارم ونہ نام میخواہم

فلک گرداگزارد یک نفس آرام میخواہم

مجھے نہ شہرت کی تمنا ہے اور نہ نام ونمود کی۔ اگر فلک فرصت دے تو مجھے ایک نفس آرام کی ضرورت ہے۔ کے مصداق خان مذکور نفس شماری اور بے دولتی میں اپنے اوقات اسی جگہ بسر کر رہا ہے۔

****

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر

اورنگ پنجم (پانچواں باب)

خوانین صوبہ کڑپہ کی اصل حقیقت

یہ امراء عادل شاہی اور قوم افغانان میانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور بقول اصح بہلول خان ساونوری کے ہم جدی ہیں۔ یہ نبی خان رن مست میاں میانہ کی اولاد سے جو کہ امراء دکن ذوی القدر اور صاحب منصب عمدہ تھے۔ اعظم خان، رحیم خان اور کریم خان اس کے فرزند تھے۔ جو قدر و منزلت میں ترقی پا کر بیجاپور سے عادل شاہ ثانی کے دور میں حضور سلطان اورنگ زیب کی سلطنت میں بڑے عہدوں پر فائز ہوئے جب وہ دکن کے بندوبست کے لئے روانہ ہوئے تو یہ بھی ان کے ساتھ روانہ ہوئے اور خان جہان خان کو کہ کے وسیلہ سے منصب اور جاگیر حاصل کر کے بسر کر رہے تھے تاہم منصب میں کمی کی وجہ سے آزردہ تھے۔ چند دن بعد اعظم خان دنیاداری کی تدابیر سے منصب اعلیٰ پر فائز ہوا اور اپنے چھوٹے بھائی کریم خان کو اپنا امیر سامان مقرر کیا۔ اس کے بعد رحیم خان نے اپنی کم مائگی سے دل برداشتہ ہو کر میر جملہ خان مدار المہام عبداللہ قطب شاہ کے وسیلہ سے حیدر آباد میں مقیم ہو کر ترقی کی۔ چنانچہ اسے سہ ہزاری منصب عطا کیا گیا۔ اس نے بعض جنگوں میں اپنے حسن تدبر اور کدوکاوش سے کافی دلیری دکھائی لیکن اسی زمانہ میں انتقال کر گیا۔

اس کا فرزند نیک نام خان، باپ کے منصب پر مامور ہوا۔ جب میر جملہ علاقہ بالاگھاٹ کے بندوبست کی خاطر روانہ ہوا تو خان مذکور بھی اس کے ہمراہ تھا اور اعدا شکنی میں کافی کوشش کی۔ یہاں تک کہ واپسی کے وقت قلعہ سدہوٹ جس کا میر جملہ نے چار پانچ سال سے محاصرہ کر رکھا تھا اور جس کا حاکم پلپ نائر پالیگار تھا کے ساتھ جنگ کی اور آخر کار جنگ کا فیصلہ صلح پر ہوا اور نعل بہا کی شکل میں کثیر رقم حاصل کی یہاں سے وہ پایانگھاٹ کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا۔

Marfat.com

پرگنہ چنور اور اس کے اطراف کا علاقہ قطب شاہ کی جانب سے اس کی دیانت اور جانبازی کے صلہ میں دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی علم، نقارہ اور نوبت کے ساتھ نوازا گیا۔ اسے تاکید کی گئی کہ اس نواح کے پالیگاروں کی سرزنش کی جائے۔

میر جملہ کی روانگی کے بعد خانمذکور نے گنجی کوٹہ، کھمم، بدویل اور جمل کوٹہ وغیرہ تعلقات آنے گنڈی کے پالیگاروں سے حاصل کر کے ترقی کی۔ اس کے بعد افاغنہ اور دکنیوں کی ایک فوج جمع کر کے سدھوٹ پر حملہ کیا اور ایک ہی حملہ میں شکست دیدی۔ چنانچہ قلعہ تسخیر ہو گیا اور پالیگار کو اسیر کرلیا۔ اس کارہائے نمایاں کے عوض پچاس لاکھ روپے یعنی تعلقہ چنور اور گنجی کوٹہ وغیرہ بطور جاگیر حاصل ہوئے اس کے علاوہ ماہی اور بلند مراتب ورتبہ بھی عنایت ہوئے۔ چند دن بعد میر جملہ کے قیام لشکر کی جگہ پر ایک مناسب مقام دیکھ کر ایک شہر آباد کیا جس کا نام نیک نام آباد رکھا۔ اس شہر گاہ کے درمیان ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس کا نام کرپ کوئل ہے موجود تھا۔

الحاصل داؤد خان پنی کنوئی قطب شاہ کی حکومتوں کی تاراجی کے بعد حضور عالمگیر کی جانب سے ذوالفقار خان امیر الامراء بن اسد خان کرناٹکین کا صوبیدار مقرر ہوا۔ اور نیک آباد کی راہ سے روانہ ہوا۔ اس وقت یہاں کا خان چند روز سے بیمار تھا صاحب صوبہ نے مراسم تیمارداری ادا کرتے ہوئے چونکہ اس کے آباد واجداد خان بیمار کے جدو آباء کے ممنون ومشکور تھے۔ چند دن قیام کیا۔ اور اس عرصہ میں خان بیمار انتقال کر گئے اس لئے اس کے ہمشیرہ زادہ لعل خان بن عبدالغنی خان کو یہاں کی امارت بخشی۔ اور میر جملہ امیر صاحب جاگیر کی تجویز پر سلمبرو، بھونگیری اور وڈیار پالیہ کی طرف جاکر حکمرانی کی اس کے بعد اسے طلب کر کے اس ضلع کی نظامت پر مامور کیا گیا۔

جب داؤد خان کو اپنے والد خضر خان کے قتل کی خبر ملی۔ وہ اورنگ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ اور تین سال تک ناظم برہان پور مقرر ہو کر اجازت حاصل کر کے لوٹا۔ پرگنہ چنور وغیرہ اسنے بطور امانت دے دیئے تھے۔ عالمگیر، ابوالحسن قطب شاہ تانے شاہ حیدرآبادی کو قید کرنے کے بعد

Marfat.com

اورنگ آباد سے ہوتے ہوئے احمد نگر روانہ ہوئے اور ان کا وہیں انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد برادروں یعنی سلطان محمد معظم بہادر شاہ اور سلطان محمد اعظم کے درمیان دکن کے سواد میں جنگ چھڑ گئی اعظم خان میانہ اور کریم خان میانہ جن کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے اور جو اس وقت امرائے ذی احتشام ہوچکے تھے نے بہادر شاہ کی خاص فوج کے ہاتھی کے آگے زوردار کشاکش اور جنگ کرتے ہوئے مردانہ وار جان دیدی اور نسیم فتح ونصرت بہادر شاہ کے پرچم کو حاصل ہوئی۔ محمد اعظم سلطان کو شکست ہوئی اور انھیں قید کرلیا گیا۔

شاہ ظفر مند نے مقتول خوانین کی جانبازی اور دلاوری سے خوش ہوکر کہا کہ اعظم خان کے جو پسماندگان ہیں انہیں حاضر کیا جائے۔ وہ لاولد تھا اس لئے سپہ سالار علی مراد خان نے اس کے برادرزادہ عبدالنبی خان بن کریم خان کو حاضر کیا اور ان کی سفارش کی۔ شاہ موصوف نے عبدالنبی خان کو پہلے خلعت ماتم عطا کیا اور پھر خلعت جاگیر و شمشیر اور تسلی ظاہر و باطن عطا کرتے ہوئے پرگنہ چنور اور سلمبر وغیرہ کی جاگیر عطا کی۔ اعظم خان کی بیوہ کو بارہ محل کا علاقہ جو کہ اس سے قبل سرکار رائے ویلور میں شامل تھا اور ویلور چنگل پیٹ میں شامل تھا جسے ۹۹۵ھ م 1586ء میں رام رایل چھتری آنے گنڈی کے قتل کے بعد امراء قطب شاہی یعنی سرانداز خان بن سید مصطفیٰ خان مدارالمہام اور رسول خان بہٹی نے بہوپت راج عموی تمراج چنگل پیٹھی راجہ ویلور کے ہاتھ سے تسخیر کیا تھا۔۔

سن ۱۰۴۲ھ م 1632ء میں بالا گھاٹ کا درو بست فتح خاں بہٹی ہفت دستاری رسول خان بن قبول خان سرلشکر حیدرآباد جو چار ہزاری منصب پر مامور تھے کے ہاتھ تفویض ہوا۔ وہ راقم سطور کے جد مادری جد امجد تھے۔ (دادا کے نانا) چنانچہ اس صوبہ کے اطراف و جوانب میں خان معزالیہ کے فرزندان اور ہمشیرہ زادگان کی حکومت ہے۔ ازانجملہ حسن خان بہٹی کو جو کہ سرحد پایانگھاٹ کا حاکم تھا نے گگن گڑھ جو کہ اس سے قبل جگ پتی راج جد وینکٹ پتی راج ویلوری کے

دور حکومت میں ضبط کر کے آباد کیا گیا تھا کو اپنا دار المقر قرار دیا اور محل اور اپنے لواحقین کے خرچ کے لئے بارہ تعلقوں کو حاصل کر کے اسے بارہ محل نام دیا تھا۔

دولت قطب شاہی کی تاراجی کے بعد یہ سارا ملک تار تار ہو گیا۔ شہر ارکاٹ صوبہ نشیں حیدر آباد ہوا۔ اور مذکورہ محلات سرکار کوہ جگد یو جو دو پہاڑوں پر آباد ہے پر حصار کھینچ کر ملکارجن کے نواسہ دیوراج کو دیا گیا۔ دیوراج مذکور نے نرسمبر ائل چھتری کے زمانہ میں اس جگہ کو آباد کیا اور اس پر ریاست کی۔ رائل مذکور کے انتقال کے بعد کشن رائل چھتری کے دور میں دو دیگر پہاڑوں پر قلعہ بنائے گئے پہلے پہاڑ کا نام کشن رایل کے نام پر کشن گیری اور دوسرے کو اس کے وزیر یعنی رامنا پردھان جو کہ دانائے عصر تھا کے نام پر بوڑی رامن درگ رکھا گیا۔ یہ مقام اب ویران ہو چکا ہے۔

الغرض اس دور میں بھی بارہ محل بطور صحنک خوری آلِ تمغا جاگیر دئے گئے اور تعلقہ کشن گیری اور ملیپاڑی جو کہ علیحدہ تعلقہ تھے اس کا ضمیمہ قرار دئے گئے۔ چنانچہ خان مرحوم نے اپنے ہمشیرہ زادگان کو جن کے نام عبد الرزاق خان اور عبد الرشید خان و محمد افضل وغیرہ تھے کو بارہ محل کی جاگیر عطا کی اور سپاہیوں کے خرچ کے بعد جو بھی محاصل بچتے وہ اپنے صرف میں لاتا۔ اس نے اپنی زندگی کے بقیہ دن کڑپہ میں گزارے۔ ایک مورخ نے لکھا ہے کہ چونکہ نیکنام خان کو چنور اور گنجی کوٹہ کی جاگیر عطا ہوئی تھی اس لئے پرگنہء سلمبرہ بھونگیری وڈیار پالیہ کا انتظام بھی اسی کے نام تفویض ہوا۔ نیک نام نے اپنے برادر زادہ عبد النبی خان کو اس علاقہ کی نظامت پر مامور کیا۔

داؤد خان نے نیک نام خان کے انتقال کے بعد عبد النبی کو اس جاگیر پر مقرر کرنے کے لئے سلمبرو سے طلب کیا۔ وہ اپنے ایک بھائی لعل خان کو اس جگہ چھوڑ کر حسب طلب حاضر ہوا۔ نیک نام خان کے ایک فرزند عزیز خان نے جو لونڈی کے بطن سے تھا۔ ریاست پر دعویٰ کیا۔ صوبے دار مدبر نے اس نزاع کو رفع کرنے کے لئے ایک خونخوار شیر کو قید کر کے طلب کیا۔ اور ہر دو

Marfat.com

کو شیر کے آگے چھوڑ دیا اور برسرِ مجلس بلند آواز سے کہا کہ جو کوئی اس شیر کو ہلاک کرے گا وہی قابل ریاست وحکومت ہے۔ بدقسمتی سے شیر نے مدعی سلطنت کو ایک ہی حملہ میں پھاڑ کر رکھ دیا اور عبدالنبی خان نے دلیرانہ ایک ہی حملہ میں شیر کا سر تن سے جدا کر دیا اور اس طرح مالک ملک و ریاست ومسند ریاست وامارت ہوا۔

حاصل کلام عبدالنبی خان مسند امارت پر متمکن ہو کر چنور وغیرہ پر حکومت کرنے لگا اس نے اعیان دولت اور خانزادوں اور دیگر جانبازوں کو دولت اور انعامات اور مناصب ومشاہرہ میں اضافہ اور خلعتیں وغیرہ دیکر اپنا مطیع ومتفق کیا اور تین چار ہزار سوار فراہم کر کے دھرمار پر جہاں کا پالیگار سرکش اور باغی ہو چکا تھا اور رائی درگ کے راجوں کا تابع تھا فوج کشی کر کے اسے شکست دی اور یہ تعلقہ اس کی جاگیر کا ضمیمہ بن گیا اس شہر کے جدید نام کو برطرف کر کے اس کا نام کڑپہ رکھا۔ اور اسے اپنا دارالمقر بنایا اس نے عمارتوں اور دلکش باغات کی بنیاد رکھی۔ اس طرح اس نے ضبط وربط کے ساتھ تیرہ سال کامرانی کی۔ اسی دوران ذوالفقار خان بن اسد خان مدارالمہام عالمگیری وارد کرناٹکین ہوا۔ اسی زمانہ میں اعظم خان مرحوم کی بہو رحلت کر گئیں۔ اور ضلع بارہ محل کا بندوبست اسے تفویض ہوا۔ چنانچہ اس نے ان بارہ محلات کو اپنی ماں کی جاگیر مقرر کیا۔ اسنے ذوالفقار خان کی ضیافت کر کے تملق اور زمانہ سازی سے کام لے کر تعلقہ علی پاڑہ اس کے پان کے خرچ کے لئے نذر کئے۔ اس زمانہ میں ملی پاڑی صوبہ ارکاٹ میں داخل تھا۔

عبدالنبی خان کا انتقال ۱۱۰۷ھ م 1695ء میں طبعی طور پر ہوا اس کے چار لڑکے تھے۔ بڑے کا نام عبدالمحمد خان جو نابینا تھا دوم عبدالحمید خان، سوم محسن خان عرف موچا میاں اور چوتھا حسنی میاں۔ خان موصوف کے بعد اعیان دولت افاغنہ نے صاحبِ صوبہ کی اجازت سے اور تینوں بھائیوں کی پسند سے عبدالمحمد خان کو مسند ریاست وراثت پر متمکن کیا۔ اور تمام بھائی اس پر متفق ہوئے خان مذکور اگرچہ کہ ظاہری بصارت گم کر چکا تھا لیکن اس کی فراست اور عقل باکرامت

Marfat.com

اور زرانت رائی اس قدر اچھی تھی کہ بایدوشاید وہ اقسام کے پارچہ جات نفیس کے تھانوں یعنی کمخاب، اطلس وسنجر خانی، آغابافی، ڈوریہ وغیرہ پر صرف ہاتھ پھیر کران کی اصل قیمت بتادیا کرتا تھا اوراس کے علاوہ طرفہ بات یہ تھی کہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کراس کا رنگ اور قیمت بیان کردیا تھا۔

غرض اس نے خویش وبیگانہ ادنیٰ واعلیٰ کی تالیف قلب کی۔اور زبان سے دوست ودشمن کو ملا کر کامیاب ہوا۔ الغرض جس وقت داؤدخان امرائے دہلی کے نفاق سے برہان پور میں قتل ہوگیا اور خانجہانخان کو کہ کو صوبہ دکن کے چھ صوبوں کی نظامت پر مقرر کیا گیا اس علاقہ پر فوج کشی کی اور سید امیر عرب کو چالیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادوں کے ساتھ حضور سے اجازت لے کر ادھر روانہ کیا۔ وہ کڑپہ کی جانب یلغار کرتا ہوا پہنچا کیونکہ خانمذ کور نے وکیل کو روانہ کر کے آشتی طلب کی۔ لیکن اس نے حسب حکم کثیر نعل بہا طلب کیا اور آخر میں اس کی درخواست کو رد کرتے ہوئے اس کے استیصال کی ٹھان لی۔ جب وہ کڑپہ سے دوتین کروہ کے فاصلہ پر جا پہنچا تو خانمذکور نے اپنے بھائی حمید خان کی سرداری میں فوج اس کے مقابلہ کے لئے روانہ کی اور خود قلعہ سدھوٹ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ جنگ نخستین میں کڑپہ کی فوج کو شکست ہوئی اور عرب خانیان ظفر مند ہوئے اس خبر کو سنتے ہی خانمذکور خود ہاتھی پر سوار ہو کر ایک ہزار آہن پوش سواروں کے ساتھ وارد میدان ہوا۔اور جنگ شروع کی اور اپنے بھائیوں اور دیگر شجاعت کیش افغانوں سے سوال کیا کہ دشمن کالشکر کس قدر ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ چالیس ہزار تو اسنے کہا کہ یقین رکھو کہ یہ چالیس بلّیوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے اور پانی طلب کر کے وضو کیا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بیش گیری کا حکم دیا اور ہاتھی پر بیٹھ کر حملہ کر دیا اس کے ساتھ کے خوانین نے ہنگامہ محشر برپا کیا۔ جنگ کی سرگرمی کے دوران جب کہ مارنے اور مار کھانے کا بازار گرم تھا دونوں لشکروں کے افغانوں نے ایک دوسرے کو سلام و پیام پہنچانا شروع کیا اور ایک دوسرے کے درمیان شمشیر آزمائی رکنے لگی۔

Marfat.com

عرب خان نے جب دیکھا کہ اپنی ہی فوج کے افغان دشمن سے مل گئے ہیں تو اس نے اپنے ہاتھی کو پھیر لیا اور تین سو دکنیوں کے ساتھ جو کہ اس کی اپنی قوم سے اور اہل وفا تھے جنگ سے مانع ہو کر فرار ہو گیا۔ پس لشکریان مذکور اس نمک حرام جماعت کی مدد سے اس کی جماعت پر غالب آئے اور عرب خان کا سر کاٹ کر نوک نیزہ پر چڑھا دیا اور فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے اپنے سردار کو فتح کی مبارکباد دی سید مظلوم مقتول کا سارا لشکر اس ستم ستوران کے گھوڑوں سے پامال ہوا۔ اس کے بعد خان مذکور مالِ غنیمت کے ساتھ خوش و خرم داخل دارالمقر ہوا۔ اور رعب و داب سے حکومت کرنے لگا۔

ان دنوں بھرمانائک پالیگار چیتل درگ نے حاکم سرا سے بدگمان ہو کر اپنے آپ کو خان مذکور کا بیٹا کہلاتے ہوئے دو لاکھ روپے بطور نذر روانہ کئے۔ اور سرخ علَم اور نیلا نقارہ حاصل کر کے چند مہموں میں شرکت کی جب نظام الملک آصفجاہ صوبۂ دکن کے چھ صوبوں کا ناظم مقرر ہو کر اورنگ آباد پہنچا تو اس نے خانمسطور کو حضور میں طلب کیا اور چند دن اس کے ہمراہ رہنے کے بعد جنگ شکر کھیرہ میں نمایاں کام انجام دیکر ناظم دکن سے الطاف اور عطیہ جات حاصل کئے۔

جب آصفجاہ نے شہر حیدرآباد کو اپنا دارالنظامت اور اقامت مقرر کیا تو خان صدر نے خوانین کنول وساؤنور کیساتھ اجازت حاصل کی اور جاگیر کو لوٹ آیا۔

چند دن بعد صفدر علی خان بن علی دوست خان نائطی ناظم آرکاٹ نے اپنے بھائیوں سے نفاق کے سبب غنیم مرہٹہ کو دعوت دی کہ وہ انہیں زیروزبر کریں۔ چنانچہ رگھو اور فتح سنگھ نے لشکر انبوہ کے ساتھ غرباکشی کے ارادہ سے اس ملک پر حملہ کیا اور چیتل درگ اور رائے درگ کے پالیگاروں کو زیر کر کے بے شمار دولت حاصل کی اور وہاں سے کڑپہ کی طرف اس ارادہ سے کہ وہاں کے حاکم سے شایان شان پیش کش وصولی کریں پایا نگھاٹ پر حملہ آور ہوئے۔ اور عبرت کی خاطر چند دیہاتوں کو غارت و تاراج کیا۔ خان مذکور نے شہر کے اطراف کا علاقہ خانزادوں کے حوالے

Marfat.com

کر کے پانچ ہزار افغان شجاعت شعار کو متعین کر کے اپنے اعیان دولت کی تجویز پر قلعہ سدھوٹ کو روانہ ہو گیا۔ اگرچیکہ مرہٹوں نے افغانوں پر کئی حملے کئے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ بلکہ ہر بار انھیں افغانوں کے ہاتھوں شکست کھانی پڑی۔ ایک دن سہ پہر کے وقت جعفر خان دہ باشی نام کے ایک جمعدار نے جو ہراول دستہ میں تھا خان موصوف کے پاس اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہنچا اور اسی وقت غنیم نے حملہ کیا اور جمعدار مذکور کا نقارہ اور دیگر اسباب توڑ پھوڑ دیا۔ جب اسے اس بات کی اطلاع ملی تو حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا خان مذکور نے اسے بہت روکا۔ مگر وہ اسے اپنی کسر شان منزلت سمجھتے ہوئے رات کے وقت اپنے رفقاء کے ساتھ اس آیت کریمہ۔

''کَم مِّن فِئَۃٍ قَلِیلَۃٍ غَلَبَت فِئَۃً کَثِیرَۃً بِاِذنِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِینَ (بسا اوقات تھوڑی جماعت نے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے۔ خدا استقلال رکھنے والوں کے ساتھ ہے) نے خدا کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے راگھو کے قلب لشکر پر حملہ کیا اور زور و شور سے کشاکش شروع کر دی۔ اور اس قدر ہنگامہ مچایا کہ غنیم کے بعض سپاہی تمیز دوست دشمن نہ کرتے ہوئے تیغ اور نیزے سے اپنے ہی مابین لڑنے لگے۔ اس فوج کے سرداروں نے مشعلیں روشن کروائیں اور دیکھا کہ کونسی آسمانی بلا اپنے لشکر پر وارد ہوئی ہے۔ دیکھا کہ جمعدار شجاعت شعار جس طرح شیر بھیڑیوں کے ریوڑ میں در آتا ہے۔ اسی طرح اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ شمشیر آزمائی کر رہا ہے۔ اور جس کسی سوار کی پیشانی پر تلوار رسید کرتا ہے اسے گھوڑے کے ساتھ دو ٹکڑے کر دیتا ہے۔ اسنے اپنے تراویلوں کو حکم دیا کہ اس شجیع کو تیر و تفنگ سے ہلاک کریں۔ شیر منش جمعدار زخمی ہو کر گر پڑا۔ راگھو نے اس کے سر کے قریب پہنچ کر سوال کیا کہ تیرا نام کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں جعفر خان دہ باشی ہوں۔ مجھ جیسے ادنیٰ نوکر کو قتل کر کے تو اپنے آپ پر نازاں نہ ہو کیونکہ مجھ جیسے چار ہزار افغان جانثاری کیلئے مستعد بیٹھے ہیں۔ اسے پالکی میں بٹھا کر کرٹہ پہ روانہ کیا۔ اس نے یقین کر لیا کہ ایک افغان سے اپنے اتنے سپاہیوں کی

Marfat.com

جان گئی ہے۔ تو دوسروں سے کتنی بربادی ہوگی۔

دوسرے دن اس حال سے خانِ مسطور واقف ہو کر پانچ ہزار شجیعان شیر افگن تن سواروں اور چار ہزار خون آشام پیادوں کے ساتھ میدان میں پہنچا غنیم کو جب اسکی خبر ملی تو اگرچہ کہ انھوں نے صف آرائی کی۔ لیکن ان پر اسلامیوں کا اس قدر دبدبہ غالب آیا کہ وہ پیچھے ہٹ گئے۔ اور چند دیہاتوں کو غارت و تاراج کرتے ہوئے رائے چوٹی کی راہ سے گھاٹ واملچر وطے کر کے دوست علی خان صوبہ دار آرکاٹ کو جس سے غنیم کی سوزش رفع کرنے کیلئے فوج کشی کی تھی قتل کر دیا اور آرکاٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔ خان مذکور اپنی جگہ آسودہ ہو گیا۔ اور ۱۱۲۶ھ م 1714ءمیں طبعی موت سے انتقال کر گیا۔ اس نے اٹھائیس سال حکومت کی۔

خان مذکور کو پسر خلف صدق نہیں تھا۔ مگر ایک دختر موجود تھی جس کی شادی پہلے ہی ہو چکی تھی۔ اس لئے اعیان دولت نے اس کے بھائی عبدالمجید خان کو مسند وراثت پر متمکن کیا۔ اور نذر مبارکباد جلوس پیش کی۔ خان مذکور آصفجاہ ناظم دکن سے رجوع ہو کر چند دن شریک رزم و بزم رہا۔

جب ناصر جنگ نے بغاوت کی اور عیدگاہ اورنگ آباد کے قریب باپ اور بیٹے کے درمیان جنگ ہوئی خان مذکور دوسرے خوانین سے ملکر ناصر جنگ سے سازش کئے ہوئے تھا۔ اس مناقشہ کے بعد جب پدر جلیل القدر اور بیٹے کے درمیان صلح ہوگئی اور وہ ایک دوسرے سے مل گئے۔ تو ان خوانین کو نظر انداز کر دیا گیا۔ ناظم دکن نے دانش مندی اور نیک نیتی سے ان کی اس حرکتِ ناشائستہ سے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور ان کی عزت و منصب میں کوئی کمی نہیں کی۔ اس اغماض سے یہ لوگ بے حد متکبر اور بے باک ہو گئے۔

غرض ناظم مذکور نے پائین گھاٹ کے بندوبست کیلئے جب ۱۱۵۷ھ م 1744ء میں لشکر کشی کی تو اس نے اس وقت انہیں ان کی چھوٹی بڑی تقصیروں کی معافی کی خلعت عطا کی اور

Marfat.com

دونوں نے ملکر یہ مہم سر کی۔اور ننتھر نگر کی جنگ میں بے حد سعی کی۔خان مذکور ناظم موصوف کی واپسی کے وقت جس کی تاریخ" آفت رفت" سے نکالی گئی ہے۔وہ رخصت ہوکر اپنی جاگیر میں پہنچا۔اور چند دن ہدایت محی الدین خان مظفر الدولہ حاکم ادھونی سے جنگ آزمائی کے بعد بالآخر اجل طبعی سے چل بسا اور قلعہ سدھوٹ میں مدفون ہوا۔کہا گیا ہے کہ اس نے تئیس سال ریاست کی۔

اگر چیکہ خان مذکور کو جوان سال اور صاحب شوکت شان بیٹا مجید خان موجود تھا۔لیکن ا اعیان دولت نے اس کی جوانمردی کے باوجود اس کی کم عمری کے پیش نظر کہ جواں سال اتنی بڑی ذمہ داری سنبھالنے کے لائق نہیں خان مذکور کے بھائی محسن خان عرف موچا میاں کو مسند پر متمکن کیا ۔اس نے ملک و لشکر کا بہت اچھا بندوبست کیا اس نے بندر پھلچری کے فرانسیسیوں کو اس غرض سے طلب کر کے نوکر رکھا کہ شجاعت اور زور بازو سے بالا گھاٹ کے تمام پالیگاروں سے باج اور صوبیداراں کرناٹکین سے خراج وصول کرے۔چنانچہ سات آٹھ سو فرانسیسی کلاہ پوش اور دو ہزار پیادے اس کی نوکری میں داخل ہوئے پس موچا میاں عبرت نمائی کے لئے پالیگاران سرکش جیسے پالیگار جرمیلہ، جڑلہ وغیرہ پر حملہ کر کے انہیں زیر کیا۔اور حسبِ دل خواہ پیش کش حاصل کی۔چند دن بعد اس نے قلعہ بیگن پلی پر جہاں کا حاکم میر علی خان عرف کلو جو کہ قوم سادات سے تھا پھر فوج کشی کی۔اور وہاں کے چند دیہات کو غارت کیا اور جمل مڑو کی نہر کے کنارے خیمہ زن تھا کہ میر کلو نے یک بیک دو تین سو سواروں اور چند پیادوں کے ساتھ شبخون مار کر افغانوں کے لشکر کو زیر و زبر کر دیا۔افغان جو کہ چرخ کی شعبدہ بازی سے غافل تھے فریب کھا کر نہر کی دلدل میں غرق ہو گئے اور بعض نے فرار کی راہ اختیار کی۔کہتے ہیں کہ موچا میاں اس لشکر میں نہیں تھا۔وہ کوہ کھم کی طرف گیا ہوا تھا اور فوج کو اپنے متبنیٰ سرور خان کی سرداری میں چھوڑ گیا تھا۔

القصہ جب افغانوں کو شکست ہوئی تو میر کلو شادیانہ طرب بجاتا ہوا روانہ ہوا اور کھم کے چند دیہات کو اپنے تصرف میں لے لیا اسی اثناء خان مذکور نے پھر سے فوج جمع کی اور اپنے برادر

Marfat.com

زادہ یعنی مجید خان خان زادہ کی سرکردگی میں اسے روانہ کیا۔اس کے ساتھ فرانسیسی فوج بھی تھی۔
خان زادہ نے ایک ہی حملہ میں میرکلو پر غلبہ حاصل کرلیا اور نو تسخیر شدہ مواضعات کے ٹھانہ داروں کو
جوق در جوق قتل و غارت کیا اور شہر بیگن پلی کا محاصرہ کرلیا اور قلعہ حاصل کرنے کی کوشش کی
فرانسیسیوں کو حکم دیا کہ بتیریاں بنا کر گولہ باری کریں اور قلعہ کی دیواریں توڑ ڈالیں آخر کار حارس
قلعہ نے سپر ڈالدی۔اور صلح و آشتی کا پیغام روانہ کیا۔قلعدار نے افغانوں کے جبر سے بچنے کے
لئے پانچ ہزار روپے سالانہ پیش کش دینا منظور کرلیا۔اور پانچ ہزار روپئے نذرِ معافی حرکتِ بیجا
کے طور پر ادا کئے اور سکون سے رہنے لگا۔

ناظم دکن نے جب ۱۱۶۱ھ م 1748ء میں انتقال کیا اور نواب ناصر جنگ اس کا قائم
مقام ہوا۔وہ بادشاہ دہلی یعنی محمد شاہ کے طلب کرنے پر دہلی روانہ ہوا اور ہدایت محی الدین خان
مظفر الدولہ نے چنداصاحب نایطہ داماد علی دوست خان مذکور اور پھولچری کے فرانسیسیوں کے
بہکاوے میں آکر کرناٹک پایان گھاٹ میں شورش برپا کی۔اگرچیکہ مظفر الدولہ نے موچا میاں
خوانین ساؤنور و کنول کو بھی ترغیب دی لیکن انھوں نے اپنی بدنامی کے اندیشہ سے نواب کی بات نہ
مانی اور اسکی مدد نہ کی تاہم نواب کو جب انوار الدین خان کے قتل اور کرناٹک پایان گھاٹ کی بے
بندوبستی کی اطلاع ملی تو وہ کنارۂ دریائے نربدا سے شاہ دہلی کی اجازت حاصل کرکے حیدرآباد لوٹ
آئے۔چند دن کے بعد انبوہ لشکر اور امراء دکن کی افواج اور پائیگاران پایانگھاٹ کی مدد سے اپنے
ہمشیرہ زادہ یعنی ہدایت محی الدین خان مظفر الدولہ اور پھولچری کے فرانسیسیوں کی تنبیہ کے لئے
روانہ ہوا۔اس کی روانگی ۱۱۶۳ھ م 1749ء میں ہوئی۔وہ کنول کی راہ سے گزرا۔ہمت بہادر خان
طوعاً و کرہاً اسکے ساتھ تھا۔یہاں سے وہ کڑپہ پہنچا تو موچا میاں بھی ایک ہزار پانچ سو سواروں
کیساتھ شامل لشکر ہوا۔مجید خان ساؤنوری نے اپنے پسر کریم میاں کو روانہ کیا۔ناظم دکن یعنی
نواب کی سادہ لوحی سے ارکان دولت میں قصور پیدا ہوا۔اور اس سید پاک دل کی خانہ خرابی میں

Marfat.com

یزید جاہل کی طرح کاربند ہوئے۔

حاصل کلام یہ کہ آخر الامر میدان چنچی میں تمام خوانین افاغنہ اور دیگر بدظن اعیان نے متفق ہو کر قلعہ چنچی کے فرانسیسیوں کو شب خون کے لئے طلب کیا۔ اور صبح ہونے سے قبل فرانسیسیوں نے نواب کے ہراول پر جس کا سپہ سالار دلاور خان صوبے دار صوبہ سرا تھا حملہ کیا اور توپوں اور بندوقوں کی آویزش سے نواب کے لشکر میں تفرقہ پیدا کر دیا۔ اور نواب اپنے ہی لشکر سے بدگمان ہو کر ہاتھی پر سوار ہو کر فریادی کی صورت میں افاغنہ کی طرف روانہ ہوا اور بہادر خان سے کہا کہ اے برادر دوستی کا یہی وقت ہے اس بدبخت نے آداب مہر کو بلائے طاق رکھتے ہوئے نواب کے سینہ کو تیر اور تفنگ سے چھلنی کر دیا اور موچا میاں نے اپنے خواصی نشین کو جسکا نام محمد خان ظفر آبادی تھا کو حکم دیا اور اس بدبخت نے شمر کی طرح اس سید مظلوم کی عماری پر سوار ہو کر خنجر سے نواب کا سر کاٹ کر نیزہ کی نوک پر چڑھا دیا۔ افاغنہ نے ہدایت محی الدین خان کو جو شہید مظلوم کی عماری میں برقع پوش تھا۔ نظامت دکن کی مبارکباد پیش کی۔

القصہ دو ماہ بعد ناظم ادھونی اور مذکورہ نائطہ اور فرانسیسیوں کے درمیان معاہدہ قرار پایا۔ اور نائطہ مذکور کو آرکاٹ کا ناظم مقرر کیا گیا۔ ناظم مذکور فرانسیسی سپہ سالار موسی بہوسی کے ہمراہ حیدر آباد لوٹا۔ رائچور کے قریب جو کہ کڑپہ سے تعلق رکھتا ہے۔ فرانسیسیوں اور افاغنہ کے درمیان مظفر علی خان گارڈی کمندان کی وجہ سے جس کی تفصیل کنولیوں کے تذکرہ کے وقت دی جائے گی۔ خانہ جنگی کی صورت پیدا ہو گئی اور بہادر خان اور ناظم مذکور دونوں قتل کر دیئے گئے موچا میاں اونٹ پر سوار ہو کر فرار ہو گیا اور قلعہ سدھوٹ میں پناہ گزیں ہوا۔ موسی بہوی اور صلابت جنگ کی حیدر آباد کو روانگی کے بعد خان مسطور عیش و عشرت میں دن گزارنے لگا اور مالی اور ملکی امور اپنے برادر زادہ عبدالمجید خان بن حمید خان مرحوم کے حوالے کر دئے ارکان دولت نے محسن خان سے چونکہ اس ے مشاہرہ کم کر دیا تھا بدظن ہو کر قید کر دیا اور خان زادہ مذکور کو سرداری عطا کی۔

Marfat.com

عبدالمجید خان نے سوار اور پیادے فراہم کرنا شروع کئے چونکہ دولت آصفیہ کے کارخانہ جات بھائیوں کے نفاق اور حیدر صاحب دیوان موسی کے سبب سے درہم برہم ہو چکے تھے۔اس لئے عبدالمجید خان نے ملک گیری کا مصمم ارادہ کرلیا اور بھوکے شیر کی طرح پورے غیض وغضب سے نکل کر ہسکوٹہ کا محاصرہ کر کے فتح کرلیا اگر چہ کہ سرا بھی فتح کرنے کی کوشش کی مگر چونکہ یہ صوبہ مرہٹوں کے تصرف میں تھا۔اس لئے اس طرف نہیں گیا۔

اس کا ارادہ تھا کہ پہلے بالا گھاٹ کے پالیگاروں کو زیر کیا جائے۔اور پھر اس طرف توجہ دی جائے چنانچہ پالیگاران کہٹ گمنیر پالیہ،پنکنور اور مدن پلی وغیرہ سے پیش کش حاصل کی اور اپنی ذاتی شجاعت کی بنا پر رائے درگ اور چیتل درگ کے پالیگاروں کو زیر کر کے لاکھوں روپے حاصل کئے اور چند افغانوں کی تنخواہ جو ایک لاکھ روپیہ ہو چکی تھی ادا کی۔پالیگار ریملہ نے چند دنوں سے سرکشی اختیار کرلی تھی۔وہ خود پورے لشکر کے ساتھ یلغار کر کے اپنے زور بازو سے بطور عبرت نمائی مرارراؤ گھوڑ پڑیہ پر حملہ کیا اور اس سے گراں قدر لعل بہا وصول کر کے واپس لوٹا۔اسی وقت جاسوسوں نے خبر دی کہ یملی والہ کا فرغادر نے اس کے روانہ کردہ افغانوں کو گاؤں میں قید کر کے قتل کر دیا ہے۔جیسے ہی خبر ملی خان ظفر یاب نے سارے لشکر کے ساتھ حملہ کیا۔اور ایک ہی حملہ مردانہ میں اس کے دارالمقر کو تباہ کر دیا۔اور چونکہ قاتل پالیگار کو ان خون خوار شیروں سے مقابلہ کی تاب نہیں تھی۔اس لئے اس نے ملک۔ومکان چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی۔خانمذکور نے ایک طرف سے اور سید رجب علی بن شیر محمد دیشمو کہ پنوکنڈی نے دوسری طرف سے اس کا تعاقب کیا۔اور بڑے تجسس کے بعد سپاہیوں نے دھرمار کے قریب سے پالیگار مذکور کو گرفتار کر کے پیش کیا۔اور دارالمقر میں تھانہ مقرر کیا۔اس نے ختنہ کروا کر مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور اپنا نام نیک نام خان رکھا۔لیکن اس نابکار خیم العافیت نے خان مذکور کے قتل کے بعد اسلام ترک کر دیا اور اپنے قدیم مذہب کو اختیار کرلیا۔

Marfat.com

اسی سال بارہ محل کی طرف سے خان زادہ کو اس بات کا اندیشہ ہوا کہ کہیں بغاوت نہ کر دیں۔ کیونکہ وہ اکثر آپس میں لڑتے رہتے تھے طلب کیا اور ہر ایک کے خرچ کے لئے ماہیانہ مقرر کر کے روانہ کیا دوازدہ محل کی نظامت پر اسد خان مہکری نائطہ جانباز کو مقرر کر کے روانہ کیا۔ اگر چہ کہ خان مذکور نے صرف پانچ سال تک کڑپہ پر حکومت کی لیکن طالع سکندری تھا اور تمام دوست دشمن کی زبان پر مار سفید کے نام سے مشہور ہوا۔ اس نے اس ضلع کے تمام سرکشوں کو ایک ہی حملہ میں زیر کر دیا اور ان سے شایان شان پیشکش وصول کی بگین پلی کے حاکم کے ساتھ جو کہ اگر چہ کہ بادشاہ کا قلعدار تھا اپنے نوکر کے مانند برتاؤ کرتا تھا۔

اس نے صوبہ سرا کے چند مواضعات پنوکنڈہ تک اپنے قبضہ میں کر لئے تھے اور اسے اپنے زور بازو سے ملک گیری کر کے مزید ترقی کی امید کی تھی۔ اس نے دولت مندان دکن میں یہاں تک کہ افاغنہ کنول سے بھی پیشکش حاصل کی تاہم وہ اپنے لشکریوں کی ماہانہ تنخواہیں برابر نہیں پہنچایا کرتا تھا۔ اسی لئے افاغنہ کے جمعداروں نے متفق ہو کر اپنا حق حاصل کرنے کیلئے سخت اور تلخ اور تند مباحثہ شروع کیا اور اس کے حال کی مزاحمت کرنے لگے۔ خان صدر نے فرانسیسیوں کی فوج اپنے ساتھ رکھ کر سدہوٹ کو اپنا دار المقر قرار دیا۔

اس دوران بلونت راؤ مرہٹہ نے جو صوبہ سرا کا فوجدار تھا۔ اور جس کا تذکرہ نشان حیدری میں تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ پونے کے کار پرداز کے حکم سے بیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادوں کے ساتھ اسے تنبیہ کرنے کیلئے حملہ کیا۔ خانمذکور نے جو مرہٹوں کے حملہ سے واقف ہو چکا تھا جمعداروں کو طلب کر کے چرب وشیریں باتوں سے انھیں فریفتہ کر لیا اور جنگ پر مستعد ہو گیا۔ اور اس مہم کو سر کرنے کے بعد پورا ماہیانہ ادا کرنے کی بات طے پائی۔ اور فی الوقت دو لاکھ روپے اور کچھ اجناس بطور انعام ان لوگوں کے سپرد کئے گئے اور انھیں جنگ پر آمادہ کیا۔ غنیم نے چند دیہاتوں کو غارت کر کے انھیں آگ لگا دی۔ اور شہر کے تمام لوگوں نے قلعہ میں پناہ لی۔ مگر

Marfat.com

خان مسطور کی ہمشیرہ جو بھائی سے کچھ رنجیدہ تھی قلعہ کو نہیں آئی۔اس بات سے پریشان ہو کر اس نے چندارا کین کو اپنی بہن کے پاس روانہ کر کے اس کی دلجمعی کی اور انھیں قلعہ میں طلب کیا۔جب وہ عصمت کیش خاتون اپنے تمام اسباب وگوہر کے ساتھ شہر سے نکل کر قلعہ کی جانب جانے لگی تو چند بدخواہوں نے دشمن کو اس بات کی خبر دے دی کہ مجید خان کا زنانہ قلعہ کو جا رہا ہے۔اس نے یکا یک حملہ کر کے راہ ہی میں تمام مال واسباب لوٹ لیا اور عاصمہ موصوف کے بدرقہ نے جو ساٹھ سواروں پر مشتمل تھا بہت کوشش کی مگر بار آور نہ ہوئی۔اور غنیم ان پر غالب آ گیا اور اس نے صرف برقہ پوشوں کی پالکیوں کو جانے دیا تاکہ بخیریت قلعہ کو پہنچیں۔

خان جری کو جب دشمن کی اس قزاقی کا علم ہوا تو اس نے ایک پاک وصاف کپڑا منگوا کر اپنے سر کے گرد بطور کفن لپیٹ کر اور مسلح ہو کر تیار ہو گیا اور اپنے لشکریوں سے کہا کہ مجید آج شہید ہو رہا ہے۔

مجید شہید شدن امروز مبارک باد ہر کہ دارد سر ہمراہی بسم اللہ۔کسی کہ پروائی مال وجان داشتہ باشد از پیش من بگردید (میں آج مبارک جہاد اور شہادت کیلئے مستعد ہو رہا ہوں جس کسی کو میرا ساتھ دینا منظور ہو وہ بسم اللہ کہے جس کسی کو مال وجان کی پرواہ ہو وہ میرے آگے سے نکل جائے)۔

بس ایک ہزار دوسو مرد افغان جانفشانی کے عزم سے اس کے ہمراہ ہو گئے ان میں سے ستر نوشاہ جو قوم پنی سے تعلق رکھتے تھے اور جن کی شادی اسی شب ہوئی تھی عروسی جلوہ سے نکل کر اپنی ایک روزہ دلہنوں کو خدا کے سپرد کر کے اسی رنگین ومہتابی لباس میں اس کے ساتھ ہو گئے۔یہ لوگ فیل خاص کے اطراف حلقہ کر کے چلے۔خان مجاہد نے دو کمان اور چار ترکش جس میں تیر بھرے ہوئے تھے اور جو کہ خود اس کی اختراع تھی ہودج میں رکھ لئے۔اور اس نے دشمن کے لشکر پر اسی حالت میں حملہ کر دیا۔اور قلعہ کی حفاظت کا کام فرانسیسیوں کے حوالے کیا۔جب یہ لوگ

Marfat.com

بنڈی کمہ پہنچے تو یہاں تھوڑا وقت توقف کیا۔ غنیم کا لشکر جوق در جوق، گروہ در گروہ مور و ملخ کی طرح موجود تھا۔ اور اس کیلئے میدان کی وسعت نا کافی ہو رہی تھی۔ خان مذکور نے اس طرف دیکھتے ہوئے اپنے ہمراہیوں سے کہا جرائت کی آنکھ کھولو۔ اس کے چند ہوا خواہوں نے التماس کی کہ ہماری جماعت بہت تھوڑی ہے۔ اور غنیم کی افواج اپنوں سے کثیر ہے اس لئے ضروری ہے کہ اسے صائب تدابیر سے زیر کیا جائے ورنہ جہالت سے ندامت برآمد ہوتی ہے اور کوئی کام پورا نہیں ہوتا۔ لیکن اس جگہ کہ ساقی قضاء نے اس بات کا پیمانہ لبریز کر دیا تھا اس نے نصیحت پر کان نہیں دھرا اور کہا کہ مجید اپنے ارادہ کو سست نہیں کیا کرتا اگر غنیم کی کثرت اس کی صداقت اور رعب و حیرت سے تمھاری مردمی اور پاس ناموس اسلام برباد ہو رہا ہے تو لوٹ جاؤ۔ بس نیت فاتحہ خیر پڑھتے ہوئے فیلبان سے کہا کہ فیل خاصہ کو گھاٹ کی طرف بڑھائے۔ اور غنیم کی لشکر کے آگے چلے۔ جیسے ہی انھوں نے گھاٹ عبور کی غنیم کے ہراولیوں نے حملہ کر دیا۔

صف بکشید مذیلاں از دو سوئے : بر ہمہ بیک روی شد نداز دو روئے
چوں کزہ مرکوس مسیحا داد بوس : ز و مس باد ژ ر وئید کوس
کوفت چوں آں کوس شغبناک را : گوش افتاد اشتر افلاک را
از سر داخل یل کافر شکن : شد زمیاں ہمچو کل اندر چمن
در صف او جملہ سراں نبرد : رنگ برنگ از سلب سرخ و زرد
صف زدہ با تیغ زناں و گواں : کشتہ بدریاء ے حسوداں رواں
ز اہل سپہ تا بحد اورد کوس : یافت ہمہ کس شرف دست بوس
از غضب افکندہ برابرو کرہ : وز پیء کیں کرد کماں را بزہ

القصہ اس جگہ سے ایک کردہ تک قدم بقدم جنگ کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ اگرچہ انھوں نے ہزاروں غنیم کو تہ تیغ کیا لیکن یہ مور د ملخ کی طرح ہجوم کرنے لگے اور قرا دلی اور نیزہ انداز

سے افاغنہ کوخوفزدہ کردیا۔ افاغنہ اپنے سردار کے ہاتھی کے آگے اپنی جان نثار کرنے لگے۔ خان مجاہد نے حوضہء زرنگار سے تیروں کی بارش شروع کی اور غنیم کے جانبازوں کے خشک سینوں کو تر کرنے لگا۔ چنانچہ تین ترکش تیروں سے خالی ہوگئے اور ایک بھی تیر کا نشانہ خالی نہیں گیا۔ غنیم کے قراولیوں نے خاصہ پرحملہ کیااور بدقسمتی سے ایک تیر ایسالگا کہ دلاور کا بازو کٹ گیااور ہاتھ بیکار ہو گیا۔ تاہم خان بہادر نے کمان سیدھے زانون سے پکڑ کر بائیں ہاتھ سے تیر چلانے کا کام جاری رکھا جب یہ ہاتھ بھی زخمی ہوگیااور سات تیراس شجاعت پیشہ کے سینہ میں پیوست ہوگئے اور قوائے ظاہر جواب دینے لگے۔ جب خواصی نشین نے اپنے خاوند کوزخموں سے جان بلب دیکھا تو اپنے خاص دوشالہ کواس کی کمر میں لپیٹ کرحوضہ سے باندھ دیا۔ اورخود ہاتھی سے اتر کرگھوڑے پرسوار ہو کرداد شجاعت دینے لگااور حق نمک ادا کرتے ہوئے اپنے خاوند کے آگے قتل ہوگیا۔

غنیم کے ایک نوکر سید مظفراورنگ آبادی نے بارہا ہاتھی دوڑا کراس بات کی کوشش کی کہ ہودج کوشمشیر سے کاٹ کر زمین پر لے آئے تا کہ آنصاحب شجاعت کا سرتن سے جدا کردے۔ فیل بان نے اسکی کدوکاوش سے اپنے خداوند کوآگاہ کیااوراس رستم وقت وسہراب منش شخص نے اپنی تنگ حالی کے باوجود کمان زیرزانوں کھینچ کرتیر دانتوں سے پکڑ کرکھینچااور ایسا ٹھیک نشان لگایا کہ اس کی روح بے مدد قبضہء جان سے رجع القہقری کوروانہ ہوگئی۔ خان جری نے بھی اسی ہودج پردعوت حق کو لبیک کہا۔ بلونت راؤ نے فیل شہید کے قریب جا کرنواب مجید کے ہاتھی کی نشاندہی کرنے کے لیے کہا لیکن سپاہیوں نے نمک حلالی کرتے ہوے کہا کہ نواب مجید کا ہاتھی امیر شہنشاہی ہے اسے نشانہ نہ بناؤ میرے قتل کے بعدتم مختار ہو جو چاہو کرو پچاس ساٹھ افغان جوفیل خاصہ کے اردگرد تھے جو کہ دراصل جنازہ تھا اس امر کے مانع ہوئے راؤ مذکور نے عہد و پیمان کیا کہ شہید کی نعش کوکوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا جس کا یہ مطلب تھا کہ شہید کا سراور ہاتھ پیر قطع برید نہیں کئے جائیں گے۔ اس طرح ان کی خاطرداری کرنے کے بعد سیڑھی کے ذریعے شہید مجید کے ہاتھی پر

Marfat.com

سوار ہوا۔ اوراس کا خون آلودہ چہرۂ انور دیکھ کر بے حد افسوس کرتے ہوئے اس کے حسن و جمال اور شجاعت کی تعریف تحسین کرنے اوراس کی شہادت پر افسوس کرتے ہوئے کہا میں نے ایسا مرد میدان جنگ کبھی پہلے نہیں دیکھا۔ اس نے اپنی جان بے کار ہی گنوادی۔ غرض نعش مبارک نیچے اتار کر پالکی میں رکھ کر سدہوٹ روانہ کی گئی۔ اوراسکے پدر کے قبر کے قریب مدفون کیا گیا۔ محسن خان جوایسے ہی دن کا منتظر تھا پھر سے مسند وریاست پر متمکن ہوا۔ راؤ مذکور نے ہوسکوٹہ کوتھانہ روانہ کرتے ہوئے پنوکنڈہ وغیرہ کا بندوبست کیا۔ اور پونہ کولوٹ گیا۔ خان شہید کے فرزندوں کو جن کے نام حلیم خان، سعید خان، رحمو خان، محسن میاں اور کرماں میاں تھے کوراؤ مذکور نے خود اپنے سامنے طلب کر کے انھیں ماتمی پوشاک پہنائی اور ناز برداری کے لئے ان کے ہاتھ مسند نشین خان کے حوالے کئے۔

اسی دوران پالیگار رائے درگ نے موقع غنیمت جان کر اپنا لشکر روانہ کیا۔ اور چند روز جنگ کرنے کے بعد قلعہ دہرمار کی تسخیر کرکے اسے اپنے حسب سابق اپنے ملک کا ضمیمہ بنالیا۔

اگر چہ کہ موچا میاں دوبارہ مسند دولت پر متمکن ہوکر کامرانی کرنے لگا تھا لیکن اس علاقہ کی خیر وبرکت نواب ناصر جنگ کی شہادت کے بعد سے رخصت ہو چکے تھے۔ اور خون ناحق کی شامت سے ملک کے انتظام میں خود بخود خلل پڑنے لگا تھا اور قمر اقبال عافیت میں زوال ہو چکا تھا۔ ملک کا زر تحصیل جوسالانہ پچاس ساٹھ لاکھ کے قریب تھا ملازموں کی تنخواہوں کے لئے بھی کفالت نہ کرتا تھا۔ اس لئے فرانسیسیوں نے جنھیں تین چار ماہ سے تنخواہ نہیں ملی تھی اپنا حق حاصل کرنے کے لئے دیوڑھی کے آگے دھرنا دیا۔ انھوں نے سرور خان فرزند متبنیٰ اور کلاہ پوش سے سازش کر کے والد کے محل پر گولہ اندازی کی۔ اس نے مکمل ارادہ کرلیا تھا کہ کسی نہ کسی بہانے والد کو درمیان سے ہٹا دے اور خود مسند نشین ہو جائے۔ اس وقت خان دانا نے اپنے فرزند کے اس ارادہ سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد ساہوکاروں سے قرضہ لے کر کلاہ پوش کی تنخواہیں ادا کیں

Marfat.com

اور انھیں برطرف کیا، اور برگشتہ فرزند کو پند و نصائح کے ذریعے اپنی طرف راغب کیا۔ اور ہر سال فوج کشی کر کے پالیگاروں اور مرارراؤ سے پیشکش حاصل کیا۔ چار سال بعد اس نے ملک گیری کے عزم سے کنول کی طرف لشکر کشی کی۔ قضا و قدر اسی جگہ سیر آخرت کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ خان کنول نے نعش کو صندوق میں رکھ کر کڑپہ روانہ کیا اور وہیں مدفون ہوا۔ چونکہ محسن خان لاولد تھا اور سرور خان پسر متبنٰی دایہ کے شکم سے جو کہ غیر نسل کی تھی ہوا تھا۔ اگرچہ کہ قوم پنی کے افغانوں نے جو کہ اکثر مہدوی ہیں سرور خان کو مسند نشین کرنے پر رضامندی ظاہر کی مگر خان مرحوم کی اہلیہ اور دیگر خیر خواہ اراکین اس پر رضامند نہیں ہوئے۔ اور بالآخر اتفاق سے عبدالحکیم خان بن مجید خان شہید کو مسند امارت پر جلوہ افروز کیا گیا۔ سرور خان جو کہ اچھے دنوں کی امید لگائے بیٹھا تھا اس بات سے غضبناک ہوا اٹھا اور اپنے گھربار، رفقاء اور مال و دولت کے ساتھ حیدرآباد کی طرف روانہ ہو گیا۔ مگر اس کا وہاں مقصد پورا نہ ہوا۔ اس لئے وہاں سے ادھونی پہنچا وہاں بھی اسے فائدہ نہ ہوا۔ بس اس نے سوار و پیادہ جمع کر کے اور جمعداران قوم پنی کی جو کہ کڑپہ میں تھے۔ مناصب میں اضافہ کی امید دلا کر جمع کیا اور آلات وضرب جمع کئے۔ اور حملہ کر دیا اور کڑپہ کے مواضعات کو خراب و تباہ و تاراج کر دیا اور رعایا کے مال و متاع لوٹ لئے۔ چونکہ غرباء اور رعایا اس ظلم سے تنگ آ چکے تھے اس لئے خان مسطور نے اپنے بھائی رحیم خان عرف رحمو میاں کو دو ہزار سوار اور چار ہزار پیادوں کے ساتھ اسے دفع کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چونکہ میاں مذکور اپنے بڑے بھائی سے اجازت حاصل کر کے روانہ ہوا۔ کوچ بکوچ مراحل طے کرتے ہوئے موضع لسوم اور اوجالواڑہ کے درمیان پہونچا تھا کہ سرور خان مست ہاتھی کی طرح تین ہزار سوار اور دو ہزار پیادوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے آ پہونچا۔ نظم۔

دو لشکر بہم سر کشیدند صف : ترحم ز ہر سو شدہ بر طرف

بغرش درآمد دو سو کوس جنگ : بجستند مرداں با نام و ننگ

Marfat.com

یلان تنومند و شمشیر زن ؛ نبرد آزمایانِ اعدا شکن
بشمشیر و ماچخ در آویختند ؛ بہم دست بازو درآویختند
چناں چپقلش شد بزورآوراں ؛ کہ پرواز روح تنگ شد زانمیاں

غرض صبح سے دو پہر تک دونوں فوجوں کے درمیان سخت کارزار رونماں ہوا اور دونوں جانب کے بہادروں نے کوشش مردانہ کرتے ہوئے جب تک رمق جان بھی باقی رہی دشمنوں کے دستِ بازوں کاٹنے میں دریغ نہ کیا۔ دونوں طرف کے تین چار ہزار پیادے مارے گئے رحمو میاں سپہ سردار جو ہاتھی پر سوار تھا۔ تیر وتفنگ کے زخموں سے جان بلب تھا۔ چنانچہ عماری پر اسے غش طاری ہو گیا۔

سرور خان نے چند افغانوں کو میاں کی فیل سواری پر حملہ کا حکم دیا۔ میاں موصوف کے تیراندازوں اور قرادلیوں نے ہاتھی کے اطراف دائرہ کرلیا۔ سرور خان کے سپاہی ہاتھی کے قریب پہنچنے لگے۔ سرور خان کا گھوڑا ابھی ہاتھی کے قریب پہنچا مگر تیروں کے زخموں سے زمین پر آرہا۔ ایک نان فروشی جو اس وقت وہاں موجود تھا نے میاں موصوف کے حکم سے اس کا سر کاٹ لیا۔ اور اس کا لشکر تاخت تاراج ہو گیا۔ میاں جان بلب نے اس کے سر کو ایک توبرہ میں رکھ کر آسکداروں کے ذریعے کڑپہ روانہ کیا۔ اور خود واپس لوٹا۔ خانِ جان نشین نے باغی کے سر کو نوک نیزہ پر چڑھا کر شہر کا گشت کرانے کے بعد اسے دریا میں غرق کر دیا۔ اور ظفر مند بھائی کا شایان شان استقبال کیا برادر مجروح کو ہاتھی سے اتار کر گلے لگایا۔ اس جان بلب پر اسی حالت میں غشی طاری ہوئی اور بھائی کا منہ دیکھتے ہوئے ایک تبسم کے ساتھ جان بحق تسلیم ہوا۔

اس کے بعد اپنے حقیقی بھائی سعید خان کو جس کی عمر بیس سال تھی اپنے جدو آباء کے فراہم کردہ زر و گوہر اور دولت کو حاصل کرنے کے لئے جسے محسن خان مرحوم کی بیگم نے اپنے تصرف میں کرلیا تھا اور حلیم خان کو اسے حاصل کرنے کی طاقت نہیں تھی اس عاصمہ کی فرزندی میں دے دیا

بیگم نے اسے اپنا متبنیٰ بنالیا اور نازونعمت دولت مندانہ سے پرورش کرنے لگی۔ اس کے لئے گہوارۂ مرصع بنوا کر اس میں جھلانے لگی۔ پرگنہ، کنجی کوٹہ اور جمل مڑک جاگیر میں عطا کئے گئے جو کچھ بھی نقد وجنس اور زروگوہر موجود تھے اس کے سپرد کر دئے۔ اور لعل خان سلمبری کے ذریعے تعلقہ وڈیار پالہ کے خان کی دختر کے ساتھ نامزد کیا۔ ناگاہ وہ بیمار ہوگیا اور چند دن بعد صحت حاصل کی کہ خان مسند نشین نے مال ومتاع کی حرص میں چند خانہ براندازوں اور بسم اللہ شاہ پیرزادہ کی تجویز پر ایک زہر آلود خلعت غسل صحت کے لئے روانہ کی۔ جب اس سادہ لوح نے یہ خلعت پہنی تو اس کے سارے جسم پر آبلے پیدا ہوگئے اور عین جوانی میں انتقال کر گیا۔ اگرچہ کہ تمام زروگوہر اور نقد وجنس خان بد باطن کے ہاتھ لگے۔ مگر اس زمانہ سے خان بدنیت سے دولت نے جواب دے دیا۔ یعنی دولت میں زوال شروع ہوگیا۔ اسی دوران چند بدخواہوں کے بہکاوے میں آکر اسد خان کو معزول کر کے عزیز خان یک چشمی کو دوازدہ محل کی نظامت پر مامور کیا۔

چند دنوں بعد بسالت جنگ ناظم ادھونی سے ہوسکوٹہ کے بندوبست اور سرا کی تسخیر کی ہمت کی اور مرار راؤ کے ساتھ روانہ ہو کر خان مسطور کو طلب کیا اور وہ اپنی فوج کے ساتھ لشکر میں شامل ہوگیا۔ ایک دن ایسے وقت پر جبکہ مرار راؤ لشکر سے جدا ہو کر چند لوگوں کے ساتھ ناظم سے ملاقات کرنے کیلئے روانہ ہوگیا تھا۔ خان نے ملاقات کی اور اس پر اس قدر حال تنگ کیا کہ وہ زندگی سے مایوس ہوگیا۔ ناظم مذکور کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے گھبرا کر سید محی الدین دیوان اور صفدر جنگ سپہ سالار کو روانہ کر کے اس پرخاش کا سبب دریافت کیا۔ خان مذکور نے جواب دیا کہ والد شہید بلکہ میرے دادا کے دور سے مرار راؤ پیشکش ادا کرتا آرہا ہے۔ لیکن اس وقت سرکش ہو کر بغاوت پر آمادہ ہے میں اس کے سر سے پوچ خیالی اور غرور نکال دینا چاہتا ہوں۔ ناظم موصوف نے خود اپنے لئے ان دونوں کے درمیان صلح کراتے ہوئے راؤ مذکور سے دس ہزار روپئے دلوائے۔

Marfat.com

جب نواب بہادر نے ترقی کی اور بالا گھاٹ کے تمام پالیگاروں کو زیر کر کے اپنے حلقہ اطاعت وفرمانبرداری میں کھینچ لیا خان مذکور نے اپنے نخوت خیال باطل و پوچ اور جہالت قدیم کو دل سے نکال کر مصلحت کی بنا پر نواب سے رجوع ہو کر صلح کی اور ان کے حکم پر مطیع ہو گیا۔ اور تملق اور چاپلوسی سے اظہار دولت خواہی کرتے ہوئے پیش کش ادا کرتا رہا۔ تاہم دل میں دولت خداداد کے انہدام اور استیصال کی خواہش رکھتے ہوئے اپنے اوقات صرف کر رہا تھا۔ چنانچہ قاعدہ یہ تھا کہ نواب موصوف جس کسی غنیم پر لشکر کشی کرتے وہ اس دشمن کو سلطنت خداداد کے علاقوں کی تباہی و تاراجی پر اکساتا تھا۔ اور اس علاقہ کے خوشباشوں کو اس بات پر آمادہ کرتا تھا کہ وہ تباہی مچائیں اور نواب کے ملازمین کو تنگ کریں۔ اس نے چیتل درگ کے پالیگار اور مرارراؤ سے سازش کر کے اس ملک کی خرابی کی کوشش کی اور مردم آزاری کو اپنا شیوہ بنا رکھا تھا۔ چنانچہ اس کی تفصیل راقم السطور نے کتاب نشان حیدری میں دی ہے اس جگہ پر صرف ضرورت کی بنا پر مختصر طور پر دی جا رہی ہے۔

نواب بہادر نے اس کی بدسلوکی سے گراں خاطر ہو کر۔ اس کے استیصال کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور چیتل درگ کی تسخیر کے بعد جو کہ سن ۱۱۹۱ھ 1777ء میں ہوئی پہلے میر علی رضا خان کو اس طرف روانہ کیا اور دوست دشمن کی پہچان کے لئے چند دن عزلت نشینی اختیار کر لی۔ اور اپنی موت کی شہرت دی جب یہ افواہ خان مذکور کو پہنچی تو اس نے اپنے تمام ملک میں مٹھائی تقسیم کروائی۔ اور حضور کے اخبار نویس کو بے عزتی کے ساتھ شہر بدر کروا دیا اور ملک میسور فتح کرنے کے لئے ایک لشکر جمع کر کے مستعد ہو گیا۔ جب جاسوسوں نے تمام حالات سے نواب کو واقف کرایا۔ اس واقعہ سے گویا زخم دل پر تازہ نمک پاشی ہوئی اور نواب نے اس کے وجود کو اپنے ملک میں خلل اور امور دولت میں فساد کا موجب گردانا اور اس دولت کی شکست کی تدبیر کرنے لگے جب میر مذکور اس علاقہ میں شورش افزا ہوا تو خان مذکور نے اپنے ملک اور ناموس کی خرابی سے

Marfat.com

خوفزدہ ہوکر محمد غیاث نامی شخص کو بطور وکیل روانہ کرتے ہوئے دولتخواہی کرتے ہوئے مصالحت کی درخواست کی۔

نواب نے وکیل کو روبرو طلب کر کے فرمایا کہ تمھارا حاکم درظاہر میرے ساتھ دوستی کا دم بھرتا ہے مگر باطن میں عداوت صریح رکھتا ہے فی الحال اس سے کہو کہ وہ جنگ کے لئے مستعد ہو جائے اور یہ کہہ کر وکیل کو رخصت کر دیا۔ اسی دوران ہرکارہ نے خبر دی کہ خان کڑپہ نے آلات جنگ سے لشکر آراستہ کرلیا ہے اور اپنے برادرزادوں یعنی کرما میاں کے فرزندوں کی سرداری میں جن کے نام حسینی میاں اور سعید میاں ہیں دھور کی طرف روانہ کیا ہے۔

چنانچہ لشکر افغان نے ایک جنگ میں میر صاحب کے لشکر کو شکست دی۔ نواب کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو انھوں نے یہ یقین کرلیا کہ وہ جنگ کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور وہ سواروں اور پیادوں اور توپخانہ کے ساتھ آدھی رات کو مرگ ناگہاں کی طرح اس کے سر پر پہنچ گئے اور ایک ہی حملہ شیرانہ میں ان کے حواس مردانگی منتشر کر دیئے۔

سرداران مذکور جو کہ ناتجربہ کار اور کم سن تھے نقارہ بجاتے ہوئے ہاتھی پر سوار ہو کر کڑپہ کی طرف فرار ہو گئے۔ نواب نے تمام سواروں کیساتھ تعاقب کر کے چار فرسنگ طے کیا اور پالن ہلی کے قریب پہنچا تھا کہ شب ہوگئی حکم دیا کہ قزاقان، دستہ دار اور تفنگچیاں اس جماعت کے گرد حلقہ ڈال دیں اور ایک ایک مرد تجربہ کار کو اس جماعت کی شکست پر مامور کیا۔ ان افغانوں نے اس طرح شمشیر آزمائی کی کہ یادگار باقی ہے۔ نواب کے لشکر کے تقریبا دو ہزار سپاہی مقتول ہو گئے آخر کاران کے سردار نے سپر ڈال دی۔ اور سدی ہلال خان بخشی اور تین سو افغانوں کے ساتھ اسیر ہو گیا۔ فوج کے آلات حرب وضرب نواب کے فدائیوں کے ہاتھ لگے۔

نواب نے شہر پر قبضہ کرلیا اور وہیں پر خیمہ زن ہوئے اور اسیروں کو خیمہ کے قریب ہی مقید کئے ہوئے تھے۔ دوسرے دن ابو محمد مردہ کو اسیروں کی تیغ اور سپر حاصل کرنے کی تاکید کر کے

روانہ کیا۔ جب اسنے ان سے تیغ وسپر طلب کیے تو ان میں سے چار جہالت کیشوں نے جن کی پیشانی سے بدبختی اور شرارت ہویدا تھی جن کے نام جبار خان، رحمٰن خان، ستار خان، اور قادر خان تھے اور عبدالرزاق خان دولت زئی کے فرزند تھے فاتحہ پڑھتے ہوئے شمشیر کھینچ کر خیمہ خاص میں داخل ہوئے تا کہ نواب کو درمیان سے ہٹا دیں نواب کے نیزہ داروں اور یز کداروں نے ان تین افراد کو خیمہ میں قتل کر دیا۔ ان میں سے ایک جرأت کرتے ہوئے خیمہ خاص میں داخل ہو گیا اور نواب کے ساتھ شمشیر زنی کرنے لگا۔ ایک جلاد نے پیچھے سے پہنچ کر اس کا سر کاٹ دیا۔ نواب نے غصہ میں آ کر جلادوں کو حکم دیا کہ تمام اسیروں کے ہاتھ پاؤں تبر سے کاٹ دیئے جائیں تا کہ انھیں عبرت حاصل ہو اور دوسرے اس طرح کی حرکات سے باز رہیں۔

نواب شہر کے انتظام سے فارغ ہو کر قلعہ سد ہوٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں خانمسطور چھپا ہوا تھا انھوں نے قلعہ پر حملہ کر کے شورش برپا کی اور اس کا حال تنگ کر کے اسے اسیر کر لیا۔ اور قلعہ ٹھانہ روانہ کیا۔ اور اس علاقہ کا سارا بندوبست اپنے ہاتھ میں لے لیا اور انتظام میر صاحب کے سپرد کر کے سری رنگ پٹن لوٹ آئے۔ خان مذکور کے عیال واطفال کے ساتھ مقید کر کے اپنے ساتھ لے لیا اور شہر گنجام سری رنگ پٹن میں محبوس رکھا۔ چند دن بعد اسیر اسی جگہ انتقال کر گیا۔

اس کے داماد سید محمد نے جو اس وقت یعنی خان کڑپہ کی اسیری کے وقت اپنی زوجہ کے ساتھ تعلقہ پا کٹور گیا ہوا تھا۔ نواب بہادر کے انتقال کے بعد جو کہ ۱۱۹۷ھ م 1782ء میں واقع ہوئی۔ سوار پیادہ جمع کر کے اور مچھلی تیلہ اور کوتور کے انگریزوں سے سازش کر کے ایک پلٹن اپنی کومک کیلئے حاصل کرتے ہوئے تعلقہ وغیرہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس نے قلعچہ بدویل میں ٹھانہ قائم کیا۔ اور دارالامارات کو تسخیر کرنے کی غرض سے پہلے ماڑا جو کہ بدویل سے دو کردہ کے فاصلہ پر ہے گیا ہی تھا کہ قمرالدین خان میر مذکور (میر رضا علی خان) کے ہاتھوں سخت جنگ

Marfat.com

کے بعد شکست کھا گیا۔ اور تاراج و برباد ہو گیا۔ سید موصوف اس مہلک جنگ سے سلامت برآمد ہوا اور وہاں سے پاکٹور روانہ ہو گیا اور وہاں سے مع زنانہ حیدر آباد چلا گیا چند دن بعد اس کا یہیں انتقال ہو گیا اس کے ایک فرزند تھا جس کی پرورش بخشی بیگم زوجہ ناظم حیدر آباد نے اپنے ذمہ لے لی۔ ملک کڑپہ سن ۱۱۹۱ھ 1777ء سے ہجری ۱۲۰۷ھ 1792ء تک سرکار خداداد کے علاقہ داروں کے قبضہ میں رہا اور اس کے بعد ایک ہزار دو سو پندرہ ہجری ۱۲۱۵ھ م 1780 تک امرائے آصفیہ کے قبضہ میں رہا۔ اسی سن میں مشیر الملک صاحب دیوان حیدر آباد کی تجویز پر انگریزوں کی بارہ پلٹن کی تنخواہ کے لئے ان کی تفویض میں منتقل ہو گیا۔

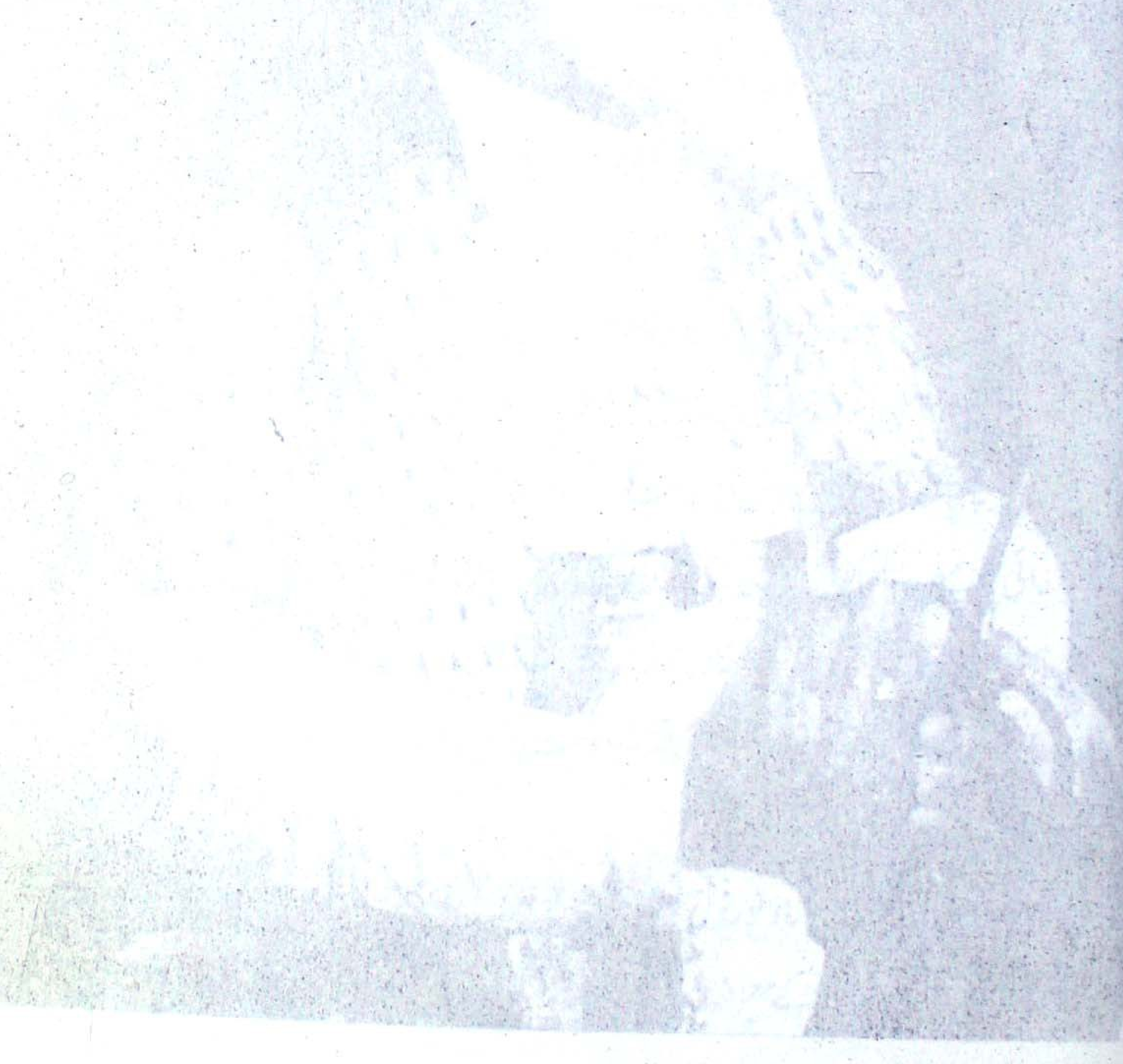

Marfat.com

Marfat.com

اورنگ ششم (چھٹواں باب)

احوال حکام کنول کی تفصیل

حکام کنول کی تفصیل یہ ہے کہ کنول قدیم آبادی ہے اور یہاں کے مسلمان حکام شاہجہاں کے منصب داروں میں سے ہیں۔ ان کا تعلق قوم افغان سے ہے۔ اوران کا لقب پنی اور کنیت بوڑی زائی ہے۔ یہ اپنا حسب ونسب حضرت خالد بن دلیدؓ کی ہمشیرہ سے چلاتے ہیں جن کا نام مطیعہ بتایا گیا ہے۔

اس سے قبل صوبہ دارالحکومت راجہ ہائے بیدروطن چھتریان آنے گنڈی تھا۔ جس وقت والئ دہلی شاہجہاں کے حکم سے شاہزادہ سلطان اورنگ زیب دکن کے بندوبست پر مامور ہوااوراحمد نگر پہنچا۔ اس وقت بہلول خان ساؤنوری نے جوعادل شاہ ثانی کے جوروظلم سے تنگ آکرشاہزادہ کی جانب رجوع ہوااوراس کی خدمت میں تین لاکھ روپئے کا نذرانہ پیش کر کے داخل امراء تیموری ہوا۔ اس کے بعد جب عالمگیر خوددکن کے بندوبست کے لئے احمد نگر پہنچا تو بہلول خان اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس زمانہ میں خضر خان پنی بوڑی زائی جو پہلے حاکم کنول تھا اس کے آباواجداد بہلول خان ساؤنوری کے ہم وطن، ہمسایہ اور ہم مکتب تھے۔ خضر خان کریم خان کا خانساماں تھا۔ اس کا منصب دوہزاری تھا۔ وہ سلطان عالمگیر کا ہم رکاب تھا۔ جب دونوں قدیم دوست باہم ملے تو اتنے دنوں کی جدائی پر دونوں نے افسوس کیا۔

چنانچہ خان ساؤنوری خضر خان کے خیمہ میں ٹھہرا ہوا تھا کہ ایک دن اپنے مجراء کے وقت، خان جہاں کے معرفت سلطان کی خدمت میں عرضداشت پیش کی۔ اورسن

Marfat.com

۱۰۶۲ ہجری 1650ء میں اس کے منصب میں اضافہ کی درخواست کی اور سرکار کنول کی فوج داری جو کہ سابق میں چھتر یوں کا پایہ تخت تھا اور جس کا محصول چونتیں لاکھ چالیس ہزار اور نو سو روپئے تھا۔ اس وقت یہ مما لک بیجا پور میں شامل تھا۔ محمد علاول عادل شاہی اس کا حاکم تھا۔ یہ علاقہ مشروط طور پر سہ ہزار سوار سات ہزار پیادوں کے ساتھ اسے بطور جا گیر عطا کی گئی اس کی وجہ سے کنول پنی افغانوں کے تصرف میں آ گیا۔

خضر خان، بہلول خان کے ساتھ اپنی جا گیر کی طرف پہنچا اور وہاں کے قلعدار کو اچھی نوکری اور معقول خدمت کا امید وار کیا۔ اسنے اس علاقہ کے تمام مواضعات قریات سرکار کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ خان ساؤ نوری جو ملک کے بندوبست ہونے تک اس کا ممدو معاون تھا اپنی جا گیر کو روانہ ہو گیا۔

فتح بیجا پور کے بعد جو کہ ۱۰۹۷ھ 1685ء میں واقع ہوئی داؤد خان پنی پسر خان مسطور جو اس سے قبل تین سال تک بیجا پور کا فوجدار رہ چکا تھا حضور کے حکم سے ذوالفقار خان امیر الامراء بن اسد خان وزیر عالمگیری کی نیابت سے کرناٹک کی امالت پر روانہ کیا گیا۔ چنانچہ صوبہ داری کے دوران ایک بنگلہ بطور قلعہ مع خندق تعمیر کروایا۔ جس کے نشان آج بھی باقی ہیں اس کی تیر اندازی دنیا بھر میں مشہور ہے۔

خضر خان کو چند دن بعد حضور کی خدمت میں طلب کیا گیا اور وہ سلطان کا ہمرکاب بن گیا۔ جب سلطان مغلیہ ابوالحسن قطب الملک عرف تانی شاہ عیاش حیدر آبادی کو اسیر کر کے اورنگ آباد روانہ ہوئے اور وہاں قیام پذیر ہوئے وہ حضور کے مجراء کیلئے روانہ ہوا۔ جب وہ بھڑکل کے دروازہ کے قریب پہنچا تو بدقسمتی سے شیخ منہاج دکنی سے جو سپہ گری اور دلاوری میں بے مثال تھا اور جو چند سواروں کے ساتھ موجود تھا مڈبھیڑ ہوئی اور

Marfat.com

دروازہ کے اندر سلام و پیام کے برخلاف دونوں کے درمیان سخت ردوبدل ہوی اور شیخ مذکور (شیخ منہاج) نے خضر خان کو خنجر سے ہلاک کر دیا۔ اور بادشاہ کے حضور پہنچ کر کہا کہ دیوڑھی پر ایک گدھا دولتیاں مار رہا تھا میں نے اسے ٹھکانے لگا دیا۔ آنخضرت اس وقت برسر مہم تھے اس لئے یہ بات سن کر بھی ایسا وطیرہ اختیار کیا جیسے نہ کچھ ہوا اور نہ کچھ دیکھا ہو۔

داؤد خان پنی کو جب اپنے والد کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ والد کے قتل کا انتقام لینے کے لیے ایلغار کرتے ہوئے پہنچا۔ اس نے کثیر تعداد میں سوار و پیادے جمع کر لئے تھے اپنے بھائی علی خان کو الکنہ کنول کی فوج داری سونپ کر وہ سیدھے اورنگ آباد کی طرف روانہ ہو گیا۔ جاسوسوں نے حضور کو اس بات کی اطلاع دی بادشاہ اس بات سے فکر مند ہو گئے کیونکہ وہ افغانوں اور دکنیوں کی شوخی اور بے باکی سے اچھی طرح واقف تھے اس فکر و تردد میں انھوں نے وزیر مدار المہام اسد خان سے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ داؤد خان کی آمد سے لشکر ہند و دکن میں خلل واقع ہو۔ میں اس بات سے سخت تشویش میں مبتلا ہوں اور کوئی صلاح میرے خیال میں نہیں آرہی ہے کوئی تدبیر سوچو وزیر بھی متفکر ہو کر اپنے گھر روانہ ہو گیا اور دیوانخانہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ میر ذولفقار خان نامی خانساماں اس وقت حاضر ہوا اور جب اس نے اپنے آقا کو متفکر دیکھا تو اس کا سبب دریافت کیا۔ اس نے کہا داؤد خان پنی کی آمد سے سخت اندیشہ لگا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت خود اس معاملہ کی وجہ سے متامل ہیں۔ اگر اسے دفع کرنے کے لئے لشکر روانہ کیا جائے تو سرداران اور عوام اس بات پر خندہ زن ہو کر کہیں گے کہ سلطان عالمگیر اپنے ہی نوکر کے ساتھ جنگ کر رہا ہے ورنہ افغانوں کی شوخی ظاہر ہے کہ وہ ملک کی خرابی اور غرباء کی تاراجی پر کمر بستہ ہیں۔ اگر تمھارے پاس کوئی صلاح مشورہ یا تدبیر ہو تو بیان کرو۔ اس نے کہا کہ جب تک عالمگیر کے ارادے سے واقفیت نہیں

Marfat.com

ہوتی اور کچھ کہا نہیں جا سکتا۔

اسد خان فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اسے اپنے ہمراہ لے کر حضور کی خدمت میں پہنچا اور آنے کی غرض بیان کی بادشاہ نے بے حد خوش ہو کر اسے اپنے پاس بلوایا اور پوچھا کہ بتا کیا تدبیر ہے۔ اس نے دریافت کیا حضور کا کیا ارادہ ہے۔ ''انھوں نے کہا اسے تنہا شورش وفساد کے عزم کے بغیر میری خدمت میں حاضر کرو۔ یاد رہے کہ وہ آداب فدویت کی نگہداری کرے۔'' اس نے کہا میں اسے تنہا حاضر خدمت کرتا ہوں۔

چونکہ خضر خان مرحوم اور ذوالفقار علی خان کے درمیان دلی دوستی تھی اور وہ ایک دوسرے کو بھائی پکارتے تھے اس لئے اس نسبت سے داؤد خان اسے چچا صاحب کہا کرتا تھا۔ اس وقت ذولفقار علی خان نے داؤد خان کو لکھا کہ اے برادرزادہ اگر میں جس طرح کہتا ہوں اس طرح کرو۔ اپنے باپ کے قتل کے انتقام سے باز آ جاؤ اور جو تجویز سلطان عادل پیش کریں اس پر عمل کرو۔ بغیر کسی وسوسے کے میرے گھر کے مہمان بنو۔ البتہ میں تمھاری پوری مدد کرنے کی ضمانت دیتا ہوں اگر سلطان کے حکم کے بغیر عمل کرو گے اور قاتل کیساتھ جنگ کرو گے تب خراب ہو گے۔

پس داؤد خان نے ایسا ہی کیا اور اپنے لشکر کو دور پہنچا کر چند خدمت گاروں کے ساتھ میر ذوالفقار علی خان کے مکان کو روانہ ہو گیا دوسرے دن اسد خان کی معرفت سے سلطان کی خدمت میں پہنچا اور سعادت مجرا حاصل کی سلطان اس بات پر خوش ہو گیا اور داؤد خان کو اپنے سامنے بٹھا کر اور دستِ مبارک سے اس کا سر سہلاتے ہوئے چند پند آمیز باتیں ارشاد فرمائیں۔ لیکن اس نے کہا کہ مجھے ہر طرح سے اپنے باپ کا قصاص چاہئے۔

Marfat.com

بادشاہ نے کہا کہ شرع کی رو سے قصاص اس وقت لازم آتا ہے جب وہ اقرار

بے انکار کرے۔

بس داؤد خان رخصت لے کر گھر روانہ ہو گیا۔

اسی شب حضرت نے خود منہاج کو طلب کیا اور کہا کہ اے شیخ میں کل تم دونوں کو عدالت کے روبرو طلب کرونگا اور خضر خان کے قتل کا سبب دریافت کروں گا بہتر ہے کہ تم اس کام سے انکار کر دو۔ شیخ مذکور نے اس وقت حضور کے آگے بات مان لی لیکن دوسرے دن جب بادشاہ برسرِ عدالت جلوہ گستر ہوئے اس وقت سبھی وزراء امراء اور قاضی القضات بھی موجود تھے ہر دونوں کو یاد کرے دریافت کیا کہ اے شیخ تو متشرع اور حق پرست ہے۔ داؤد خان کہتا ہے کہ اس کے والد کو تو نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا یقین ہے کہ تو نے ایسا کام نہیں کیا ہوگا، ٹھیک طور سے بتلاؤ۔

اس دہان دریدہ نے عرض کیا اے حضرت سچ کہتا ہوں کہ میں نے اس کنیزک زادے کو اسی خنجر سے جو کہ کمر میں ہے قتل کر چکا ہوں اور جو کنیزک زادہ قصاص قتل طلب کر رہا ہے اسے بھی اسی خنجر سے قتل کر دوں گا۔

بادشاہ کے دل میں اس جواب سے سخت تلخی پیدا ہوئی۔ اور انھوں نے اپنا سر جھکا لیا۔ داؤد خان، شیخ کی بہادری دیکھ کر کانپنے لگا۔ اور اس کے آگے کوئی لفظ اس کی زبان سے نہ نکلا۔

شیخ گھوڑے پر سوار ہو کر سیدھے اپنے فرودگاہ کو پہنچا اور اس وقت سے زندگی کے آخری دم تک سفر و حضر میں چار سو دکنیوں کو جو کہ جانباز تھے افغانوں سے مقابلہ کے لئے مسلح رکھتا تھا ہر چند داؤد خان نے پانچ ہزار دلاور افغانوں کے ساتھ اسے قابو میں

Marfat.com

لانے کی کوشش کی مگر بے سود۔

یہ بات مخفی نہ ہو کہ شیخ منہاج دکن زائی امرائے عادل شاہی سے تھا اور علی عادل شاہ کے دور میں اکثر جنگوں میں بہادری اور دلاوری کے کارہائے نمایاں انجام دے کر شجاعت میں مشہور ہو گیا تھا اس کا منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار تھا۔ اپنی خود پسندی اور علی عادل شاہ ثانی کی بدسیرتی سے بددل اور رنجیدہ خاطر ہو کر سلطان عالمگیر کے ہمرکاب ہو گیا ۔اور پنج ہزاری منصب اور سات سو سوار کے عہدہ پر فائز ہوا۔ وہ مردانگی اور جوانمردی اور جان بازی اور زبان درازی میں یکتائے روزگار تھا۔ جب اس شیر پیشہ شجاعت کا براوقت پہنچا تو وہ صرف ایک قلم کی ضرب سے ہلاک ہو گیا۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ احمد نگر کے سفر کے دوران اس نے اپنے رسالہ کے متصدی سے حسابِ تقسیم ماہیانہ طلب کیا اور اسے دیکھنے لگا۔ بدقسمتی سے حساب و کتاب میں ایک جگہ غلطی نظر آئی لکھنے والے سے کہا اس قحبہ زادہ نے کیا لکھا ہے اس نے عرض کی حضرت سلامت ہر آدم زادہ کی غیرت برابر ہوتی ہے ایک ادنیٰ سی غلطی ہر دشنام زبان پر لانا نالائق و شایان خداوند نعمت نہیں ہے شیخ نے غضب میں آ کر یہی گالی دیتے ہوئے اپنے ہاتھ سے منہ پر طمانچہ رسید کر دیا۔ محرر نے جان سے ہاتھ دھوتے ہوئے اپنے ہاتھ میں جو قلم تھا بلا تامل پوری قوت سے اس کے پہلو میں چبھو دیا۔ اس وقت وہاں موجود لوگوں نے اسے ہلاک کر دیا۔ لیکن شیخ اسی زخم سے دو تین دن بعد جنت کی سیر کے لئے روانہ ہو گیا اس وقت داؤد خان کو اطمینان ہوا۔

میر ذوالفقار علی خان نے اس زمانہ میں داؤد خان کو حضور عالمگیر میں حاضر کیا۔ اور وہ مقبول منظور نظر سلطان ہو گیا۔ اسے خان بہادر کا خطاب عطا کیا گیا۔ اور بیجاپور اور

احمد نگر کی حکومت پر نامزد کیا گیا۔

قصہ مختصر کچھ مدت بعد عالمگیر کے انتقال کے بعد داؤد خان سید حسین علی خان امیر الامراء کے وصیلہ سے برہان پور کا صوبہ دار مقرر ہوا اور احمد آباد گجرات سے جہاں وہ بندوبست کے لئے مامور کیا گیا تھا۔ لوٹ آیا اور اس صوبہ کے اہتمام میں لگ گیا شہزادوں کے نفاق کی وجہ سے سلطنت کے کاموں میں خلل واقع ہوا۔ داؤ دخان شہزادہ محمد اعظم سے خوش دل تھا۔ اس لئے برہان پور میں اس کے نام سے خطبہ پڑھوایا اور اپنا لشکر اور خزانہ اس کے ہمراہ روانہ کیا۔

جس وقت سید حسین علی خان امیر الامراء دکن کی امالت پر متمکن ہوا تو اس نے اس طرف توجہ کی۔ داؤد خان نے خان دوران کی انگیخت پر امیر الامراء سے بے وفائی کی امیر الامراء یلغار کرتے ہوئے پہنچا۔ داؤد خان شہر کے قریب اپنی فوج کے ساتھ خیمہ زن تھا۔ اس نے بھی مسلح ہو کر جنگ شروع کر دی صبح سے سہ پہر تک زوردار جنگ ہوتی رہی اور طرفین سے ہزاروں افراد مارے گئے آخر کار داؤد خان پانچ چھ امیر فیل کو ہلاک کرنے کے بعد ہمت خان بن طرہ باز خان کے ہاتھوں مارا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ داؤد خان بیجا پور کی فوج داری پر تین سال، حکومت کرناٹکین پر پندرہ سال اور عالمگیر کے لشکر کے ہمراہ چار سال اور گجرات کی نظامت پر تین سال، برہان پور کی صوبیداری پر ایک سال ایک ماہ اور چند دن متمکن تھا۔

اس کے بعد ابراہیم خان پنی اور علی خان پنی بھائیوں نے پانچ چھ سال حکومت کرنے کے بعد طبعی طور پر انتقال کیا۔ چونکہ داؤ دخان کو افغانہ زوجہ سے کوئی فرزند نہیں تھا اس لئے اعیان دولت نے ابراہیم خان پنی بن علی خان کو اس کا قائم مقام قرار دیا۔ اس

Marfat.com

سے قبل اس نے اپنے چچا کی تجویز پر ادھونی پر حکومت کی تھی جب وہ کنول کا حاکم بن گیا تو اس نے ازسرنو قلعہ کی تعمیر پختہ طور پر کروائی اور شہر کی بنیاد معقول طور پر رکھی۔ اپنے ہم قوموں کی کثیر تعداد جمع کر کے اطراف واکناب کے پالیگاروں کو جو حاکمان اسلام کی فرمانبرداری سے منحرف ہو کر انھیں تنگ کر رہے تھے۔ اور کافی سرکش اور مستعد بجنگ تھے پر فوج کشی کی اور انھیں بزور شمشیر زیر کر کے ان سے شایان شان پیش کش حاصل کی۔

چند دن بعد ارکان دولت کی صلاح سے اپنے فرزند الف خان کو اس صوبہ کی ھکومت سونپ کر اپنی دولت کے بندوبست کے عزم سے خان جہاں خان کوکہ کی خدمت میں اورنگ آباد روانہ ہو گیا اور وہاں چند دن قیام کرنے کے بعد اور کثیر رقم وہاں دیگر اور ناظم دکن کو پانچ لاکھ روپے نذر پیش کر کے صحنک کے لئے سند حاصل کی اور فوجداری اور لفظ مشروط نکالنے کے بعد رخصت کی اجازت لے کر اپنی جگہ لوٹ آیا اور اپنے کشور کے بندوبست میں سرگرم ہو گیا۔

چند دن بعد سادات بارہ یعنی سید حسین علی خان اور سید حسن علی خان فائز دہلی ہوئے اور صوبجات دکن کا تمام انتظام عالم علی خان ہمشیرہ زادہ کے حوالے کیا۔ خانمذ کوران سے سلام و پیام عاقلانہ جاری رکھے ہوئے تھا کہ حسین علی خان کا قتل ہو گیا۔

اس قتل کا سبب یہ تھا کہ مذکورہ ہر دو بھائی صاحب لشکر و خزانہ تھے اور فرخ سیر سلطان ہمشیرہ زادہ عالمگیر سے اتفاق کرتے ہوئے اسے سرہند بلا کر تخت نشین کیا اور اس کا نام کا خطبہ سارے دکن کے لئے روانہ کیا۔ بہادر شاہ والی دہلی کہ ان کی خروج کے وقت خود بندوبست کرنے کے لئے لاہور کی طرف گیا ہوا تھا اور جاٹ قوم نے لشکر کیشی کی ہوئی تھی۔ اس ماجرے سے واقف ہو کر چند امرا ہند کو روانہ کر کے انھیں قتل کروادیا اور فرخ سیر کو گرفتار

Marfat.com

کر کے اسکی آنکھوں میں گرم لوہا گھونپ دیا گیا اور میر قمر الدین قلیج خان بن غازی الدین خان فیروز جنگ کو نظام الملک آصفجاہ کا خطاب دیکر ملک دکن کے بندوبست کے لئے روانہ کیا گیا۔ آصجاہ فوج کے ساتھ ورنگ آباد پہنچا۔ اور تھوڑی سی کوشش کے بعد عالم خان کو قتل کر دیا۔ اور دکن کے قلعداروں اور منصبداروں سے معاملہ طے کیا۔ ابراہیم خان موصوف، حکام کڑپہ وساؤنور نے حیدرآباد پہنچ کر آصفجاہ سے ملاقات کی اور سرخروئی حاصل کی چند روز رزم وبزم میں اس کے شریک رہے۔

یہ بات مخفی نہ رہے کہ ان لوگوں کی آصفجاہ سے ملاقات کا قانون یہ تھا کہ حکام کڑپہ وساؤنور پہلے سلام کرتے پھر نذر دیکر آداب گاہ میں جاکر سلام بجالاتے اور مسند خاص کے قریب بیٹھتے تھے اور کنولیاں پہلے سلام اور بعد میں منظور شدہ نذر دیکر مقررہ جگہ جاکر کورنش بجالاتے اور جو چیز عنایت ہوتی حاصل کرتے۔ اوران میں بھی یہی دستور جاری تھا۔ خواتین کنول وقت ملاقات ہر دو حاکمین عالی شان کو نذر پیش کرتے تھے۔

القصہ انھوں نے آصفجاہ کی مرضی کے مطابق کام کرتے ہوئے اپنی اپنی جاگیر کی سندیں اور خلعتیں سلطان عالم گیر کے پروانہ کے مطابق حاصل کیں اور ہر کام میں اس کی مرضی کو مقدم سمجھتے تھے خان مذکور اس ملک کی آب وہوا کی مخالفت سے بیمار ہوکر اپنے مقام کو لوٹ گیا۔ اور تین چار سال بعد جان جانِ آفریں کو سپرد کر دیا کہتے ہیں کہ اس کے ایام حکومت چودہ سال اور چند ماہ تھی۔ اس کے بعد الف خان پٹنی اس کا بیٹا آصفجاہ سے خلعت اور جاگیر کی بحالی کا حکم حاصل کر کے اپنے ملک کا مالک وحاکم بنا۔ اسی دوران ناظم دکن محمد شاہ والی دہلی کی خدمت میں روانہ ہوا اپنے بیٹے میر احمد خان ناصر جنگ کو دکن کے لئے اپنا نائب مقرر کیا۔ اس نے دہلی میں تین چار سال تک قیام کیا۔ چنانچہ جس وقت نادر

Marfat.com

شاہ ایرانی کی فوجیں دہلی میں داخل ہوئیں۔ اور محمد شاہ بادشاہ دہلی اسیر ہوا اس وقت وہ وہیں موجود تھا۔

خان مذکور الف خان پنی اپنی خوش گوئی کی وجہ سے نائب موصوف کا منظور نظر ہو گیا نائب موصوف (ناصر جنگ) امور مملکت میں طفل مکتب و ناتجربہ کار اور بے حد خوش آمد پسند تھا۔ بعض نادانوں اور مملکت کی بیخ کنی کرنے والوں نے ایک دل ہو کر اس کا مزاج اس قدر آوارہ کر دیا کہ ناظم دکن کی واپسی کے بعد باپ اور بیٹے کے درمیان ملک و مال کی ہوس میں جنگ رونما ہوئی۔ عید الضحیٰ کے دن اورنگ آباد کے قریب تیر و تفنگ کا کاروبار گرم ہوا۔ بالآخر آصفجاہ کی فوجوں کو فتح حاصل ہوئی اور ناصر جنگ زخمی ہو کر پدر کے روبرو پیش ہوا۔ ناظم دکن جو کہ جہاندیدہ اور کار آگاہ تھا کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ سارا فتنہ و فساد افغانوں اور چند منصب داروں کی اوباشی کی وجہ سے برپا ہوا ہے اس لئے اس نے اس آگ کو پند و نصائح اور دل داری سے فرد کی۔ چند امیروں کے درمیان میں آکر مشورہ دیا کہ برگشتہ مزاج پسر کی اصلاح کی جائے۔

جب پدر اور پسر ایک ہو گئے تو ناصر جنگ کے شرکاء کو جو اس فتنہ انگیزی کا سبب تھے خود بخود نظر انداز ہو گئے۔ ازا نجملہ خان مذکور بھی خطاب و عتاب حاصل کر کے خجل ہو کر اپنی جاگیر کو لوٹ آیا۔ اور چند دن پورے خوف ورجا کے ساتھ اپنے دن گزارنے لگا چونکہ رخصت کے وقت پایان گھاٹ کی طرف جاگیردار اور منصب داران دکن کی فوجیں حسب الحکم جمع ہو گئی تھیں۔ اس لئے خان مذکور نے بھی اپنے فرزند بہادر خان کو مجید خان ساؤنوری اور حاکم کڑپہ کے ساتھ سامان نذر اور آذوقہ روانہ کر کے اپنا قصور معاف کروایا۔ ناظم دکن نے مصلحت وقت جان کر اس کی نذر قبول کی اور خلعت معافی تقصیر سے سرفراز کیا۔ اور

Marfat.com

بہادر خان کواس کے والد کے پاس روانہ کیا۔اس کے بعد اسے اپنے جاگیر میں چھوڑ کرا سے اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ناظم دکن کے مجراء کے لئے پہنچا۔اور سرخروئی حاصل کر کے کرناٹک کی مہم میں شریک ہوااور رزم اور بزم میں ساتھ رہااوراسی دوران بیمار ہوکر جاگیر کولوٹ آیا۔اوراسی بیماری میں انتقال کرگیا۔اس نے تیرہ سال تک حکومت کی اس کے بعداس کا بڑالڑکا بہادر خان جس کالقب ہمت بہادر تھانظام الملک کے حکم سے مسند پدر پر جلوہ آراہوا۔اس نے اپنے جدو پدر کے قاعدہ کے مطابق بندوبست ملک ولشکر کیا۔وہ مرد دلیر، شجیع اور بے باک تھا۔ناظم موصوف کے انتقال کے بعد جب نواب ناصر جنگ نظام الملک ہواتواگرچہ کہ وہ صاحب حسن وسیرت تھا۔اوراس کے اخلاق حمیدہ اوراوصاف پسندیدہ تھے۔اوراس نے ہرایک امیراور منصب دار کی دلداری کی لیکن وہ بے حد سادہ لوح اور ناعاقبت اندیش تھا۔اس لئے بدخواہی کی بات پر کان دھرتے ہوئے سارے کارخانہ سلطنت کرابترکیا۔امراء بیدل ہوگئے پس درباطن تمام متوصلین چاہے وہ ادنیٰ ہوں یا اقاصی نوکر پیشہ دردبست منصب دارو جاگیرداراس سے اورروگردان ہوگئے۔یہ بات یقینی ہے کہ امور دولت ودین اور دولت جاہ کے لوازم میں آرام طلبوں، شہوت پرستوں اور مصرفوں سے نقصان پہنچتا ہے۔اس طرح متکبروں اورخود پسندوں پر یہ بات مخفی نہ ہو کہ ناظم موصوف مرحوم نے مرتے وقت ناصر جنگ کو چند نصیحتیں لکھ کردی تھیں تاکہ وہ ان پر عمل کرے۔یہ نصیحتیں آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں اورانکا ورد ہمیشہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس کی لکھی چودہ نصیحتیں یہاں پر لکھی جارہی ہیں۔

نصیحت اوّل :۔ رئیس دکن کو چاہئے کہ وہ اپنی ذات کی امن وسلامتی کے لئے کوشاں رہے اور جنگ وجدل سے پرہیز کرے اور ملک کی آبادی اور محاصل بڑھانے کی

Marfat.com

کوشش کرے مرہٹوں سے جو اس ملک کے زمیندار ہیں ہمیشہ آشتی سے پیش آئے اور مفذ ور بھر جنگ نہ کرے اگر لاچار جنگ کرنا پڑے تو عاقلانہ جنگ کرے نہ کہ جاہلانہ۔

دوم :۔ یہ کہ بنی آدم کے قتل میں جو کہ حضرت ربّ العالمین کی پیدا کردہ مخلوق ہیں تامل کیا جائے۔ کیونکہ یہ خوشۂ گندم یا جوار نہیں کہ ان کی کاشت ہر سال کی جائے البتہ مجرم کو قاضی شرع کے تفویض کیا جائے تا کہ وہ کتاب کے حکم کے مطابق جو بھی ہو بر لائے خود کسی کے قتل کا حکم نہ دو۔

سوم :۔ یہ کہ زندگی کا عیش و آرام اور انتظام امور مملکت سفر میں ہے لذت منزل نو، نیا پانی اور خیمہ کے سایہ کو ہرگز فراموش نہ کیا جائے۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ نے خود اپنے کلام میں کہا ہے کہ فیسروفی الارض، یعنی روئے زمین کی سیر کرو۔ سچ یہ ہے کہ جہاں گردی سے کئی کام درست ہو جاتے ہیں لیکن بارش کے دنوں میں قیام کرنا چاہئے کیونکہ بارش کے دنوں میں سفر سے تمام جانور حیران اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔ انھیں آرام دینا سرداران سپہ سالار پر لازم ہے۔ سپاہیوں کو ان کے وطن کے قریب تعینات کرنا چاہئے تا کہ قطع نسل نہ ہو یعنی سپاہی اپنی بیوی سے محروم نہ ہوں۔

چہارم :۔ یہ کہ عوام کا بندوبست اپنے پر لازم سمجھو اور ہر فرض اور ہر واجب نماز کے بعد اپنے اوقات خلق اللہ کے امور کی تنظیم میں صرف کرو۔ ایک ساعت بھی بیکار نہ کرو تا کہ عاقبت بخیر ہو۔

پنجم :۔ یہ بھی اچھی طرح سمجھ لو کہ میری دولت کا قیام بزرگوں کی برکت اور ان کی دعاؤں سے ہے۔ چنانچہ ابتدائے عمل میں دیوان صدارت کچہری بادشاہی میرے خاندان سے تعلق رکھتی ہے اور میں اس وقت تک کہ رحلت کا وقت قریب ہے۔ جو بھی دولت اور تعظیم حاصل

Marfat.com

کرسکا ہوں وہ فقراء اور مساکین کی دعاؤں سے ہے۔اور جو فتح ہر کام میں حاصل ہوی ہے ان کی دعاؤں سے حاصل ہوئی ہے جو بڑے بڑے لشکر سے حاصل نہیں ہوسکتی۔اس لئے تمام امور دین اور دنیا میں یہ کام مقدم سمجھو کہ غرباء وفقراء سے جو حبیب اللہ ہیں مدد مطلب کرتے رہو اور فقراء وغیرہ کو سلام میں سبقت کرو۔کہ یہ سنت محمدی ہے یہی شیوہ ہمیں بھی اپنانا چاہیے۔

ششم :۔ یہ کہ زمین اور آسمان قدیم زمانہ سے موجود ہیں اور خلقِ خدا بھی قدیم ہیں اس صورت میں تمام جہاں کو فقط اپنا حصہ نہ سمجھو کسی کا حق تلف نہ کرو اور ہر ایک ورثہ ملحوظ رکھو۔

ہفتم :۔ یہ کہ دکن کے مکانات جس کا مطلب دکن کے چھ صوبوں کی سلطنت ہے چنانچہ یہ بات تاریخ کی کتابیں وغیرہ پڑھ کر معلوم کی جاسکتی ہے۔کہ اس سے پہلے ہر ایک صوبہ میں بادشاہوں نے شان وشوکت سے بادشاہی کی ہے اور انھیں ملوک سے لاکھوں فرقہ سردار وسپاہ خدائے کریم کے فضل سے چند دن مجھ عاصی کو تفویض کیے گئے چونکہ خلق خدا کا رئیس بنایا گیا ہوں اس لئے جہاں تک ہوسکا میں نے ان کی پاسبانی اور غور رسی کی ہے میرے بعد تمہیں یہ سزاوار ہے کہ موروثی خاندان کی خبر گیری کی جائے۔اور سرکار کے کام کے لئے داناؤں کو مقرر کیا جائے تاہم وہ مسلمانوں ہوں یا فرقہ ہنود سے انہیں سال بسال تبدیل کرتے رہو اگر دولت خواہ ہیں تو تیسرے یا چوتھے سال تغیر کرنا لازم جانو تاکہ دیگر امیدوار محروم نہ ہوں ان کاموں کو اپنے سر رشتہ داروں اور پیش کاروں سے کرواؤ۔اس مدت میں میں نے کثیر تعداد میں ایسے لوگوں کو جمع کیا ہے جو جواہر تازہ کے مانند ہیں۔انہیں عنایات اور دادو دہش سے جمع کیا ہوں۔تم پر لازم ہے کہ انہیں کسی حالت میں اپنے سے

Marfat.com

دور نہ کرو انہیں رنجیدہ نہ کرو ان کی چھوٹی موٹی غلطیوں سے در گذر کرو انہیں بے کار مت رکھو بلکہ ان کے لائق کام پر مامور کرو۔

ہشتم :۔ یہ کہ اپنے چھوٹے بھائیوں کو اپنے فرزندوں کی جگہ تصور کرتے ہوئے ان کی پرورش کرو ان پر اس طرح مہر والطاف کرو کہ وہ ہمیشہ تمھارے غم خوار رہیں۔ یقین رکھو کہ جب تک یہ تمہارے قوت بازو رہیں گے پردہ دار ناموس ہونگے اور یہ ہر حال میں خوش حال وخرم رہیں گے اور ہرگز زوال دولت نہ ہوگی جب بوڑھے اور مفلس ہونگے تو میری سلطنت سے زمین کے ٹکڑوں کو مخالفین کے ہاتھوں فروخت کر دیں گے۔ ہدایت محی الدین خان کو اپنے فرزندوں کے برابر سمجھو اور اس کے ساتھ دِلی شفقت اور عنایت سے پیش آؤ۔ اس کی دولت کی شکست کا خیال دل میں نہ لاؤ غمازوں کی باتوں پر دھیان نہ دو۔ رذیل قوم کے لوگوں کو اپنی مجلس میں جگہ نہ دو۔ اس سے دولت کا نقصان ہے کیونکہ حضور میں بازیابی کے غرور سے خلق خدا کو نقصان پہنچائیں۔

نہم :۔ یہ کہ ادنیٰ کو عمدہ کام پر اور عمدہ کو ادنیٰ کام پر نہ لگاؤ۔ کیونکہ ان کے حوصلہ نارسائی سے سرکار کے کام میں بے اعتباری پیدا ہوگی۔ میں نے پورن چند کو دیوانی پر مقرر کیا تھا جو کہ بے رتبہ آدمی تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ امراء حضور میرے دیوان کے کاموں کی قدر نہیں جانتے تھے ہر کام میں مجھے ہی تکلیف اٹھانی پڑتی تھی اس لئے ان کے غرور کو توڑنے کے لئے میں نے اسے مامور ومختار کیا تھا۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ چاہئے کوئی بھی ہو کارکن اور کارفرما درست ہونا چاہئے فی الحال پورن چند خوب آدمی ہے۔ اس نے سرکار کے محاصل زر بقایا جو سالہا سال سے باقی تھے وصول کئے ہیں میرے بعد میں دو تین سال اسے کام پر مامور رکھو تو بہتر ہے اس کے بعد تم مختار ہو۔

Marfat.com

دہم :۔ یہ کہ ہر حالت میں یہ یقین رکھو کہ ریاست دکن فی الواقع نوکری ہے اس میں بادشاہ سلامت کی فرما بنرداری کرنی ہے نہ کہ خود مختا ری اس فرمابنرداری میں غفلت خدا کے نزدیک قابل گرفت اور آدمیوں کے آگے گنہگار ہونے سے مترادف ہے چنانچہ نادر شاہ بادشاہ ایران ہے جن دنوں دہلی میں آیا ہوا تھا ایک دن مجھ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کی سلطنت تمہیں عطا کرتا ہوں یعنی دہلی کے تخت پر بٹھا تا ہوں میں نے عرض کیا میرے باپ دادا قدیم ایام سے نمک حلال نوکر رہے ہیں۔اس کام سے نمک حرام کے نام سے مشہور ہونگے اور حضرت پر بدعہدی اور بدقولی کا الزام عائد ہوگا۔اس وقت وہ ذاتِ مقدس جو نکتہ رس اور سخن شناس تھے اس بات سے بے حد محظوظ ہوئے اور مجھے شاباشی دی۔

یازدہم :۔ یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے خودکسی جنگ کا اقدام نہ کیا جائے اگر چہ کہ مخالف کے پاس سپاہ کم ہی کیوں نہ ہو۔لیکن اس امر میں دلیر اور مغرور نہیں ہونا چاہئے کیونکہ غرور اور مردم آزادی کو خدا ناپسند کرتا ہے۔پندونصائح سے مناقشہ کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔یہاں تک غنیم کے سپاہی دلیر ہوکر بے محابا جنگ شروع کردیں اس وقت لاچاری ہے۔ایسے وقت میں عجز والحاج کے ساتھ خدا سے مدد مانگنی چاہئے اور اپنی جگہ آراستہ ہوکر ثابت قدمی کیساتھ جنگ کرنا چاہئے۔جنگ قبلہ رخ ہوکر نہیں لڑنی چاہئے۔ اگر چہ کہ فتح اور شکست اللہ کی جانب سے ہے۔

دوازدہم :۔ اس مدت العمر میں آزمائش کے بعد مجھے اس بات کا علم ہوا ہے کہ تمام مردمان دکن میں بیجاپور اور برہان پور کے لوگ غرض آشنا ہیں اور ان کے قول وفعل پر اعتماد نہیں ہے۔پہلے ایسا کام کرتے ہیں جو قابل تحسین ہو اور بعد میں ایسا کام کرتے ہیں جو قابل نفریں ہوتا ہے۔یہ لوگ گجرات اور کشمیر کے لوگوں جیسے ہیں ان کے فتنہ سے بے

Marfat.com

فکرنہیں رہ سکتے۔ بلکہ اس قوم سے احتراز بہتر ہے۔ جو اسباب دولت اس وقت موجود ہیں اگر ان پر بدستور عمل کرتے ہوئے صرف کروتو طبقہ بہ طبقہ کفایت ہوگی ورنہ دو تین سال سے زیادہ وفانہیں کرے گی۔ یہ سارا خزانہ کہ جسے میں بار بار اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ صرف سپاہیوں کے دل جمعی کے لئے ہے۔ خزانہ کے ہونے سے ساہوکار ہم سے ہمیشہ خوش دل اور آباد رہتے ہیں اور یقین رکھو کہ ان کی آبادی سے لشکریاں خوش وخرم رہتے ہیں اور سپاہ مخالف خود بخود پریشان اور سلامتی کے متلاشی ہوتے ہیں۔ الحمد اللہِ المِنہ' کہ میری دولت کی ابتدا سے اس وقت تک جبکہ ہنگام رحلت ہے لشکریوں کی تنخواہوں کا دو تین ماہ سے زیادہ بقایانہیں ہے۔ اس کے باوجود میں سپاہیوں سے اس قدر ڈرتا ہوں جتنا کوئی بھی شخص اپنے دشمن سے ڈرتا ہے تمہیں چاہئے کہ کسی بھی حالت میں انہیں ناراض نہ کرو۔ کیونکہ یہ سب تمہاری دولت کے رفقاء اور ناموس ہیں۔

سیز دہم :۔ یہ کہ بشریت کے تقاضہ سے مجھ سے بڑھاپے میں ایک فعلِ سرزد ہوگیا اور میں نے محل نو قرار دیا۔ ان تمام کی خبر گیری اور ان کی پاس وناموس کی حفاظت تم پر ہر حال میں لازم ہے ۔ کیونکہ یہ تماری ماں کی ناموس ہے۔ ایسا کام نہ کرو کہ لوگ ہنسی اڑائیں۔

چہار دہم :۔ یہ کہ زنار دار دکنی سبھی قابل قتل اور گردن اڑا دینے کے لائق ہیں خصوصاً اس قوم کے سرکردہ دو کافر ایک مورو پنڈت اور دوسرا رام داس جو ہماری صد سالہ دولت کی جڑوں کو کاٹنے والے ہیں۔ چنانچہ انھیں قلعہ محمد نگر میں قید کر رکھا ہوں ان سے اپنے دولت کا بندوبست نہ کراؤ اور زنہار انہیں قید سے رہا نہ کرو۔ چنانچہ لفظ پنڈت خانہ سارے عالم میں مشہور ہے۔ جس سے مطلب ان دونوں کی قید ہے والسلام فی الحال جارہا۔ کیونکہ اب

Marfat.com

دو تین ساعت سے زیادہ وقت نہیں ہے۔ میں نے تمہیں خدائے کریم کے سپرد کیا کہ وہ ہوں اپنے لوگوں کو کارخانجات پر مامور کرو۔ ہر ایک کو تاکید کے ساتھ مقرر کرو ہدایت کرے۔ ہر حال میں اسے نصیر اور ممد خیال کرو۔ اور اس کا سایۂ عنایت اور فضل تمہارے سر پر رہے، جب یہ الفاظ نواب آصفجاہ کے منہ سے نکلے نواب ناصر جنگ پر رقت عظیم طاری ہو گیا۔ آصفجاہ نے مشقت پدری سے اسے اپنے نزدیک بلا کر اس کے آنسو اپنے رومال سے خشک کیے۔ اور کہا اس قدر رونے سے کیا حاصل میرے حال سے خلق اللہ کا کام برا ہوتا ہے چنانچہ ایسا کام نہ کرو جس سے خوابیدہ فتنہ بیدار ہو۔ اور رعایا خراب اور ہلاک ہو۔ تمہیں رونے کے لئے تمام عمر پڑی ہے۔ السلام علیکم۔

ان پند و نصائح کے بعد آصفجاہ راہیء دار البقاء ہوا اور میر احمد خان ناصر جنگ نظام الملک کا خطاب پا کر باپ کے مسند پر جلوہ افروز ہوا لیکن اس نے اپنے والد کی نصیحتوں کو فراموش کر دیا۔ اور دیوان پورن چند کو قید کر کے مورو پنڈت کو قید سے رہا کیا اور اسے اپنا دیوان مقرر کیا۔ اسی طرح دیگر بے اعتبار لوگوں کر سرفراز کرتے ہوئے ان کو عمدہ کاموں پر مامور کیا۔ اسی سبب سے تمام کارخانجات میں فتور اور قصور راہ پانے لگا۔ چنانچہ اس کی حالت اظہر من الشّمس ہے اور بیان کی حاجت نہیں ہے۔

القصہ شاہنواز خان بخشی اور دیگر امراء قدیم مورو پنڈت کو دیوان اور سید رضوی خان کو میر منشی بنانے اور رام داس پنڈت کو قید کر دینے سے بیدل اور رنجیدہ خاطر ہو گئے۔ اس لئے حق بات کرنے اور ملک کے صحیح حالات سے نواب کو واقف کرانا بند کر دیا۔ خصوصاً خوانین عالیشان یعنی کرناٹک کے افغان جاگیرداروں نے کہ یہ قوم سیر حاصل جاگیرات کی وجہ سے جو انہیں سلاطین کے عہد سے حاصل تھے اور دہلی سے کافی طویل مسافت پر

Marfat.com

ہونے کے سبب سے اپنے آپ کو حاکمان مطلق اور مختار کل گردانتے تھے ناظم مغفور کے رعب وہراس اور حضور سلطان دہلی کی ناراضگی کے خوف سے نواب ناصر جنگ سے جدا ہونا پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لئے کرناٹک کی مہم میں جس میں ہدایت محی الدین خان، ہمشیرہ نواب زادہ نے چنداصاحب نایطہ اور فرانسیسیوں کی ترغیب پر شورش برپا کی تھی اس مہم کے دوران نواب انوارالدین خان گوپاموی آصفجاہ ہی صوبہ دار کرناٹک پائین گھاٹ خان کا موصوف (ہدایت محی الدین خان) کے ہاتھوں قتل ہوا۔ نواب موصوف نے ساٹھ ہزار سواروں اور بے شمار پیادوں کے ساتھ اس کے تنبیہہ اور اس ملک کے بندوبست کے لئے فوج کشی کی۔ اس موقع پر یہ تمام افاغنہ اگرچہ بظاہر نواب موصوف سے ملے ہوئے تھے اور اس کے ہمراہ تین چار ہزار افغان موجود تھے لیکن در باطن خان (ہدایت محی الدین خان) موصوف اور فرانسیسیوں سے ملے ہوئے تھے اور نواب کو قتل کردینے کے لئے وقت کے منتظر تھے۔

جب آصفجاہ کی افواج موضع آلی گرام متعلقہ چنجی جو یہاں سے تین کردہ کے فاصلہ پر ہے پہنچیں اور برسات یکم ماہ ذی الحجہ سے سولہ شہر محرم الحرام تک لگاتار ہوتی رہی جس سے لشکر کے تمام لوگ خراب وخستہ اور پریشان ہوگئے۔ اور سردار وسپاہ حیران ہوگئے اس موقع پر خبر پہنچی کہ قلعہ چنجی سے فرانسیسی افوج نواب کے لشکر پر شبخون مارنے والی ہے۔ اس بات سے آگاہ ہوکر محمد علی خان سراج الدولہ انورالدین خان مقتول جو اس وقت لشکر کے ساتھ تھے نے تحقیق کرنے کے بعد ان حالات سے نواب کو آگاہ کیا۔ مگر اس وقت افغانوں کے سرداروں نے جو برے وقت کے منتظر تھے۔ محمد علی خان کی سچ بات کو دروغ قرار دیا اور نواب کے مزاج کو اس سے مکدر کردیا۔

Marfat.com

بدقسمتی سے اسی رات جب کے ماہِ مذکور کی سترہویں تاریخ اور سنہ ایک ہزار ایک سو چونسٹھ ۱۱۶۴ھ تھی تین پہر رات گئے شبخون کی خبر سچ ثابت ہوئی اور آسمان شکن توپوں کی آواز اور گولیوں کی آواز سے زمین کانپنے لگی۔ یہ آوازیں نواب کے کانوں تک پہنچیں۔ وہ مضطرب ہو کر ہاتھی پر سوار ہو گیا۔ اس وقت کوئی بھی امیر اس کے ساتھ نہیں تھا۔ اس کے لئے ریختہ کا یہ شکر حسب حالِ ثابت ہوا۔

روز بد ہرگز نہ رکھ ہر کس سے یاری کی امید
جب زوال آوے تو ٹل جاوے ہے سایہ سا رفیق

غرض نواب نے فیلبان سے کہا کہ فیل سواری افغان سرداروں کی طرف بڑھائے۔ فیلبان دولت خواہ نے عرض کیا کہ حضرت آپ یہ سمجھتے نہیں کہ یہ سارا فتور افغان کا مچایا ہوا ہے۔ اس وقت اس طرف جانا لائق ومناسب نہیں ہے۔ لیکن کہا جاتا ہے قضا جب آتی ہے تو مہلک سمت ہی چلتے ہیں۔ فیلبان سے کہا تجھے کیا معلوم چلا ہاتھی کو اس طرف چلا جس طرف میں کہتا ہوں۔ الحاصل صبح کے قریب نواب مستغاثی کے طور پر افغانوں طرف پہنچا جو سب کے سب برے وقت کے منتظر خانہ خرابی پر مستعد ہو کر جمع ہوئے تھے۔ اور ہمت بہادر خان کنولی سے سادہ لوحی سے اگرچیکہ اس نے مجراء کے معمولی آداب سے روگردانی کی۔ تھوڑا سا بلند ہو کر کہا۔ اے ہمت بہادر خان یہ وقت یاری اور چارہ گیری ہے کہ دشمن شورش افزا ہیں۔ اسی وقت خانمذ کور نے بے تامل پہلے بندوق سے سینہ بے کینہ نواب کو نشان بنایا اور اس کے بعد اپنے ہاتھی کو اس کے متصل لے جا کر محمد خان جعفر آبادی کے ہاتھوں جو خواصی نشین افغان کڑپہ تھا نواب کا سر کٹوا دیا اور اسے نوک نیزہ پر چڑھا دیا۔ چنانچہ کسی نے اس واقعہ پر مصرعہ تاریخ فی الفور یوں نکالی ہے۔ ”ناگہاں شد شہید ناصر

Marfat.com

جنگ'' ۱۱۶۴ھ 1750ء اس حالت میں جو لوگ نمک حلال تھے اس وقت کے آشوب گاہ سے جدا ہو گئے۔ بعضوں نے اپنی راہ اختیار کی اور بعضے برادران نواب سے پیوست ہو گئے جو دشمنوں کے دوست تھے افغانوں سے ملحق ہو گئے۔

اس کے بعد افغانانِ موصوف نے ہدایت محی الدین خان کو جسے اس واقعہ سے پیشتر نواب مرحوم نے اپنی ذاتی رحم دلی سے کلام اللہ کی قسم دیکر جمع خاطر کرائی تھی اور اپنے پاس بلا کر رکھا تھا لیکن چند کام بگاڑنے والوں کی باتوں میں آ کر نظر بند کر رکھا تھا۔ اس وقت وہ چند سپاہیوں کے حوالے ایک ہاتھی پر قیدیوں کی طرح ایک عماری پر برقع پوش تھا۔ جب یہ واقعہ وقوع پذیر ہوا تو عماری کا پردہ اٹھایا گیا۔ اور مبارکبادی کے شرائط اور دکن کے صوبہ داری کی نذر دی جانے لگی ۔ خان موصوف اگرچہ کہ درباطن اس نامعقول حرکت اور عمل مکروہ سے ناخوش تھا۔ کیونکہ اسے یہ بات نامنظور تھی۔ اس وقت اس کے دل اور دماغ پر ہول وہراس طاری تھے۔ اس لئے اسنے حالات کے پیش نظر یہی بہتر سمجھا۔

رقیب را متواضع نگاہ باید داشت

سگِ گزندہ ہماں بہ کہ آشنا باشد

[رقیب کو بھی تواضع کی نظر سے دیکھو کیونکہ کاٹنے والا کتا بھی جو آشنا ہو بہتر ہے]۔ اسکے بعد نواب شہید کے بھائیوں کو جو صلابت جنگ، بسالت جنگ، اسد جنگ، یعنی نظام علی خان ہیں اس ہنگامہ رستخیز و گرفت دگیر سے بے حد جستجو کے بعد جان پہچان کے لوگوں کی معرفت سے بلوا کر گرگ آشتی سے اپنے پاس بٹھایا اور ان کی تسلی کی۔ اس وقت ایک جانب سے آہ و بکا اور دوسری جانب سے نوبت سرور مبارکباد اور دوسری طرف سے محل کی عورتوں کی آہ وزاری اور رونے دھونے کا عمل قابل دید تھا۔

Marfat.com

القصہ افغانوں نے خان موصوف کو ایک تختہ پلنگ پر بٹھایا۔ کوئی شخص منصب طلب کرتا تھا۔ تو کوئی صوبیداری اور کوئی جاگیر طلب کرتا تھا۔ خانموصوف نے سبھوں کو جاگیر اور منصب دینے کا وعدہ کرتے ہوئے ان کے خیموں کو روانہ کیا اور دو تین فرانسیسی سرداروں کو جو کہ موسی بہوسی سپہ سردار موسی سپرنی اور موسی لارس تھے کہا کہ نواب شہید کے بھائیوں کی حفاظت اپنی فوج سے کرو کیونکہ میں ابھی افغانوں سے بے فکر نہیں ہوں۔ فرانسیسیوں نے چند ولایتی سپاہیوں کو ان کی حفاظت کے لیے ان کے خیموں پر مامور کر دیا۔ افغانوں کو یہ بات پسند نہ آئی اور اس کے دشمن ہو گئے تاہم اپنے سپاہیوں کو جو کہ فرانسیسی سپاہیوں کے گرد رکھے ہوئے تھے کے ساتھ خانموصوف اس جگہ سے پہلچری روانہ ہوا اور وہاں پر چند دن قیام کیا۔ افغان اس بات سے خانموصوف سے پوری طرح بدظن و بدگمان ہو گئے یہاں پر موسی ڈوبلیکس گورنر بندر پہلچری سے قرار و مدار جو کہ اس سارے فساد کا باعث ہے کرناٹک پایانگھاٹ کی ریاست سوپنے کے بعد تینوں افغانوں کے ساتھ حیدر آباد روانہ ہوا۔ موسی بہوسی سپہ سردار چار ہزار کلاہ پوشوں اور چھ ہزار آدمیوں کے ساتھ اس کے ہمراہ تھا۔ چونکہ قضا و قدر کو منظور تھا کہ فتنہ و فساد کی خس و خاشاک ملک دکن سے ختم ہو۔ اور امن و آرام کا دور دورہ ہو۔ نواب ناصر جنگ کی شہادت کے دو ماہ بعد انتقام کا وقت آ پہنچا۔ ان لوگوں نے داملچر وگھاٹ عبور کی اور رائے چوٹی جاتے ہوئے لکریت پلی میں قیام کیا۔ اس دن مظفر خان گارڈی کمندان فرانسیسی کے اشرفیوں سے بھرے چھکڑے کو رائی موتی قصبہ کے قریب جو کہ رائے چوٹی کا تعلقہ ہے پل پار کرتے وقت مردمان افاغنہ بے فرہنگ اور سپاہیاں فرنگ کے درمیان قضیہ اور کشمکش شروع ہو گئی۔

جب یہ خبر فرانسیسی اور افغان سرداروں تک پہنچی تو دونوں طرفین کی طرف سے

Marfat.com

طبل ونقارہ تری وتبورہ جنگ بجنے لگی۔ اور جنگ کے لئے مستعد ہو گئے آخر کار رشتہ فساد زبان وفہمائش اور کلمات پند ونصائح سے گزر کر توپ وتفنگ تک پہنچ گیا۔

بہادر خان اگرچہ کہ اس وقت سہل (جلاب) کی دوا کھائے ہوئے تھا اور جلاب جاری تھے۔ ہاتھی پر سوار ہو گیا اور اپنی اور ساؤ نور والہ کے ساتھ برآمد ہوا۔ اس حاکم کڑپہ کو اونٹ پر سوار کر کے کڑپہ روانہ کر دیا۔ اس کے بعد مظفر خان یعنی فرانسیسی فوج کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن توپوں کے گولوں اور بندوقوں کی گولیوں کی تاب نہ لا کر پسپا ہو گیا اور اس نے یہ سمجھ لیا کہ یہ سارا فتنہ فساد اہل مغول کی وجہ سے ہے کیونکہ مغلوں کا یہ قول وقرار خان موصوف کے ساتھ تھا۔ اس لئے تیر کھائے ہوئے شیر کی طرح حملہ آور ہوا جنگ کا میدان گرم ہو گیا چالیس پچاس جان باز افغانوں کے ساتھ بازوئے مردانگی اور دست جلاوت دکھاتے ہوئے بے اندیشہ فیل خاصہ تک پہنچا تھا کہ آصفجاہ کے ہواخواہوں نے ہمت کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیتے ہوئے اس کا گھیرا کر لیا اور تیر وشمشیر وکرپال سے کا کام تمام کر دیا۔

بعضوں نے کہا ہے کہ ہمت بہادر خان نظام علی خان کی تیر جگر گزار سے قتل ہوا بدقسمتی سے اسی زد وکوب کے دوران گروہ افاغنہ سے نکلا ہوا۔ ایک تیر خان موصوف کے گلے میں لگا اور وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اسی جنگ میں ساؤ نور والہ کا بھی قتل ہو گیا۔ جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔

القصہ جب خان موصوف ہلاک ہو گیا۔ تو صلابت جنگ، نظام علی خان کے بڑے بھائی کو دونوں بھائیوں اور آصفجاہ امراء اور سرداران فرنگ کی تجویز سے نظامت دکن پر ناصر جنگ کی جگہ بٹھایا گیا اور اپنے لشکر اور اہل فرنگ کے ساتھ عازم حیدر آباد ہوا۔

Marfat.com

کنولیوں کی کیفیت کی طرف لوٹتے ہوئے جب ہمت بہادر خان ہلاک ہو گیا اس نے سات سال حکومت کی تھی ۔ اس زمانہ میں منور خان پٹنی کو جو خان مرحوم کا بھائی تھا اور اس افراط وتفریط کے موقع پر معمورۂ نندیالم میں جو تر پاتوں کا یک تعلقہ ہے اپنے قرابت وخویشیوں کے پاس مقیم تھا۔ پالیگار نواح کرٹک نے اس موقع کو غنیمت جان کر مظفر خان گارڈی سے سازش کی اور پانچ سو سپاہیوں کی کمک سے اپنی فوج کے ساتھ قلعہ کنول تسخیر کرلیا اور ٹھانہ قائم کرتے ہوئے ایک عامل کو اس کے بندوبست کے لئے مقرر کیا اور دارالمقر کو لوٹ گیا۔

منور خان اس واقعہ کے بعد اپنے چند رفقاء کے ساتھ کڑپہ کو محسن خان عرف موچا میاں کے پاس روانہ ہو گیا اور اپنے ملک کی بربادی کا حال سناتے ہوئے مدد طلب کی حاکم کڑپہ نے دل دہی اور تسلی دیتے ہوئے زر ودولت سے مدد کی منور خان نے دو تین ماہ کی مدت میں چھ سات سو پیادہ اور دو تین سو سوار فراہم کئے اور سامان جنگ فراہم کرنے کے بعد کنول کی طرف روانہ ہو گیا اس کا طالع چونکہ بلند تھا اس لئے اس وقت شاہ مسکین مجذوب فضل خدا سے اس طرف وارد ہوئے اور خان مذکور سے ان کی راستہ میں ملاقات ہوئی منور خان نے ان کا استقبال کرتے ہوئے اپنی غرض بیان کی اور مدد چاہی آنحضرت منور خان کے فیل خاصہ پر سوار ہو گئے اور فوج کو اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہو گئے اور جب قلعہ کے سامنے پہنچے تو قلعہ کے ٹھانہ داروں یعنی سوار اور پیادہ کے قلعہ کے باہر آ گئے اور جنگ کرنے لگے اور منور خان کا کام مکمل ہوا چنانچہ اس کے سپاہیوں نے ایک ہی حملہ مردانہ میں دشمن کے پیادوں کو شکست دی اور قلعدار کے ہوش وہواس گم ہو گئے اور اسنے قلعہ منور خان کے حوالے کر دیا منور خان اپنے اختیار سے مسند وراثت پر متمکن ہوا اس نے اپنے والد اور بھائی کے آئین

Marfat.com

کے مطابق ملک و دولت کا اہتمام کیا۔

صلابت جنگ کے دورِ حکومت میں اسنے شاہنواز خان صمصام الدولہ وکیل کو ممالک پر رعب وہراس ڈالنے اور رقومات حاصل کرنے کے لئے ایک لشکر کنول روانہ کیا۔ آخر بے حساب زرحصول کرنے کے بعد منور خان پر ہی جاگیر بحال کردی گئی اس کے بعد منور خان عیش و آرام اور فراغت تمام کے ساتھ حکومت کرنے لگے۔

چند دن بعد نواب حیدر علی خان بہادر اور نواب محمد علی خان کے درمیان جنرل اسمیت کی وساطت سے صلح ہوگئی واپس لوٹتے ہوئے نواب بہادر حاکم کڑپہ سے مبلغ بطور نذر حاصل کی اور شایان شان پیش کش مقرر کی وہاں سے وہ کنول کی طرف روانہ ہوئے۔اور رعایا کو تاخت و تاراج کیا۔ جب بہادر موصوف قلعہ کنول پر وارد ہوئے منور خان فیل پر سوار ہوکر جنگ پر مستعد ہوگیا۔

چنانچہ جنگ اس کے آگے کھڑی ہوگئی اس زمانہ میں شاہ مسکین مجذوب جو کہ اس کے مرشد تھے اور منور خان مرید ورشید و صادق الیقین تھا اور ان کے ہر حکم پر عمل کرتا تھا انہوں نے اپنی زبان مبارک سے کہا کہ خوش ہو جاؤ تمھارا غنیم یہاں گریز کر جائے گا خان مذکور اس مژدہ سے خوش ہوگیا اور سمجھا کہ فتح یاب ہو جاؤں گا اس کے بعد شاہ مجذوب سر و پا برہنہ ہاتھی پر سوار ہو گئے اور تین چار سو جان باز افغانوں کے ساتھ نواب بہادر کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے نواب بھی ہاتھی پر نمودار ہوئے یہ حال دیکھ کر چند اعیان دولت بہادر موصوف سے کہا کہ یہ ضلع اور قلعہ دلی کامل اور قطب واصل کی پناہ میں ہے ۔اس جگہ کی تسخیر کا خیال باعث خلل بلکہ دولت خدا بخش زوال کا سبب ہوسکتا ہے ایسا نہ ہو کہ آپ کو ملال ہو۔ بہتر ہے کہ اس کے ساتھ صلح کرلی جائے بہادر نے یہ بات سن کر اپنے اعیان دولت

Marfat.com

سے سوال کیا کہ میرا لشکر کسی قطب ولی کی پناہ میں نہیں ہے کیونکہ میں بے پناہ ہوں اس سوال سے سبھی اعیان دولت لا علاج ہو گئے بعضوں نے سکوت اختیار کیا۔ اور بعضوں نے جواب دیا البتہ ہمارا سارا لشکر اور سرکار زیر پناہ قطب اوتاد ہے تو انہوں نے اگر ایسی بات ہے تو میری حفاظت کرنے والا جو قطب ہے وہ اس جگہ کے قطب سے مقابلہ ومباحثہ کرے گا اور میں کمند دلاوری او پنجہ بہادری سے منور خان کی گردن نخوت مروڑتا ہوں یہ کہتے ہوئے فیل بان سے کہا کہ وہ ہاتھی کو آگے بڑھائے اس نے قلعہ سے چالیس پچاس قدم کی دوری پر ہاتھی لے جا کر کھڑا کیا۔ اتفاقاً شاہ مجذوب موصوف جو بہادر موصوف کے لشکر کے ساتھ مقابلہ و مجادلہ کی نیت سے نکلے تھے یکا یک پلٹ گئے اور قلعہ کے اندر داخل ہو گئے اور خان مذکور سے کہا کہ اے منور بہادر کو کچھ زر دے کر لوٹاؤ میں صرف تمہارے قلعہ کو اس کے حوالے نہیں کرتا۔ پس خان مذکور ان سے نا امید ہو کر وکیل بہادر موصوف کے پاس روانہ کیا۔ اور چرب زبانی اور اظہار دوستی اور ہوا خواہی کرتے ہوئے ایک لاکھ روپئے اور سامان ضیافت روانہ کرتے ہوئے ان کے دست قہر سے خلاصی حاصل کی۔ چونکہ نواب بہادر کو اس نواح کے پالیگاروں اور دیگر مقامات کا بندوبست منظور تھا اس لئے انھوں نے یہ پیش کش منظور کر لی اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد منور خان نے اپنے ملک کا بندوبست نظام علی خان ناظم حیدر آباد سے مضبوط کیا۔ اور بہادر موصوف اور مرہٹوں کے غیض وغضب سے چھٹکارہ حاصل کیا اور اس کی پناہ میں بے غل وغش حکومت کرنے لگا مگر پالیگار بار بار شورش برپا کرتے ہوئے اس ملک کو تباہ اس طرف کے دیہاتوں کو تاراج و بے چراغ کرتا رہتا تھا اس نے جاگیر کنول کے چند مواضعات پر قبضہ کر لیا ہے۔

القصہ منور خان اپنی قدر و منزلت گھٹا کر اپنے اوقات گزار رہا ہے سن ۱۲۰۵ھ

1790ء میں نظام الملک کو اپنے بیٹے فولاد جنگ کے ہمراہ انگریزوں کی مدد کے لئے روانہ کیا جو کہ گورنر جنرل ارل کارن والس بہادر امیر الامراء کی قیادت میں سری رنگ پٹن پر حملہ کرنے اور ٹیپو سلطان کو زیر کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا۔ منور خان نے ضعف پیری کے سبب اپنے آپ میں سفر کی طاقت نہ پائی اس لئے اس نے ایک لشکر اپنے فرزند الف خان کی قیادت میں بطور کمک روانہ کیا۔ جب ٹیپو سلطان اور انگریزوں کے درمیان صلح ہوگئی تو افواج دارالحکومت کو لوٹ گئیں۔ منور خان اسی سال اجل طبعی سے جان بحق تسلیم ہوا اس نے اکیالیس ۴۱ سال حکومت کی۔

اس کے بعد اس کا بیٹا الف خان پنی جو خلف صدق تھا ناظم حیدرآباد کی اجازت سے اپنے باپ کی جگہ مسند نشین ہوا۔ وہ حالت تحریر تک زمانہ سازی کے ساتھ حکومت کر رہا ہے۔ یہ مرد قابل، خلیق اقارب نواز نیک اور جوان مرد دل ہے اس نے اپنے تمام بھائیوں اور قرابت داروں رفقاء اور قدماء کے ساتھ شائستہ سلوک روا رکھا ہے۔

تاہم سن ۱۲۱۵ھ 1800ء میں کرنل طامس منرو دیوان ادھونی، بلاری، آنے کندی، ہرپن ہلی، نیلکنڈہ، اننتپور اور کڑپہ وغیرہ نے ملک مذکور پر قبضہ جمانے کے لئے لشکر کشی کی اور قلعہ کنول کے قریب خیمے گاڑ دیئے۔ خان سعادت مند، ذی ہمت نے اپنے ملک اور دولت کے تاراجی کے خوف سے دولت دین کے حصول کا ارادہ کیا۔ اس نے ایسا کام کیا جو اس سے قبل کسی بھی امراء ذوی الاحتشام نے نہیں کیا تھا۔ جو درج ذیل ہے۔

گیارہویں ربیع الثانی کی رات کو اس نے اپنے علاقہ کے تمام لوگوں کو اپنے بھائیوں اور عزیزوں کو ایک جوڑا اسفید لباس کے ساتھ باغ میں جمع کیا اور عبادت اور ورود خوانی میں مشغول کرایا اور خانساماں کو تاکید کی کہ جو کچھ زر د گوہر گراں بہا خلعت فاخرانہ جو

Marfat.com

آباد واجداد سے دستہ دستہ میراث میں موجود تھا پیش کرے۔ان بستوں پر اپنی مہر لگا کر حضرت محبوب سبحانیؒ کے نذر کر دی اور اسی وقت موجود مشائخین ،صلحاء، مجردان دل آگاہ میں حسن عقیدت سے تقسیم کر دیا اور کچھ زر دسلاح سپاہیوں میں تقسیم کر دئے گئے اس طرح وہ دنیاداری کے سارے اسباب سے خالی ہو گیا اور اس کے پاس دولت عقبیٰ کے سوا کچھ نہ رہا۔ اس درست نیتی اور عقیدت کے سبب اس کا ملک اس پر بحال ہو گیا اور احباء اور اعزہ میں کام رواہوا۔

غرض اگرچیکہ ملک کا درد بست اس کے ہی قبضہ اقتدار میں رہا لیکن خیر و برکت مفقود ہو گئی ۔اس قوم کی دلاوری اور مردانگی کے درجات داؤ دخان اور ہمت بہادر پر ختم ہو گئے ۔اس وقت کوئی شخص دولت وعزم کے لائق نظر نہیں آتا۔ا لبتہ اس کے حسن نیت کے مطابق خیر و برکت ہے۔

شہر کنول ہندوی زبان میں کندنول یعنی باریک وصاف دھاگہ کے ہیں ۔ کیونکہ سفید کپڑے جیسے شیلہ وڈوریہ وغیرہ اس مقام پر تیار کئے جاتے ہیں۔یہ آبادی سے بھر پور ہے اور اکثر مواضعات زرخیز اور سیر حاصل ہیں۔یہاں کی آب وہوا خوب ومعتدل ہے۔اس سرزمین کی اکثر عورتیں حسن وجمال، لطافت وناز کی میں شہرۂ آفاق ہیں۔والسلام۔

****

اورنگ ہفتم (ساتواں باب)

پالیگاران نواح ہرپن ہلی اور اس جگہ کی بنیاد کا تذکرہ

اس جگہ کی شرح احوال یہ ہے کہ ریاست کشن راج حاکم آنے گنڈی کے دور میں بیدر سے ایک شخص دادریاّ اپنے بھائی کے ساتھ جسکا نام رنگریاّ تھا قریۂ باکلی میں جو کہ ہرپن ہلی سے ڈیڑھ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اقامت گزیں تھا۔ اس کا کام ملک اور رعایا کی نگہبانی تھا۔ دونوں بھائی اپنا وقت سیر وشکار میں گزارتے تھے۔

چندروز بعد دادریاّ شکاری کتوں کے ساتھ بندوقیں لئے ہوئے جنوب کی طرف جہاں ہولناک بیابان اس کی سرحد کے قریب واقع تھا شکار کرتے ہوئے پہنچا۔ اتفاق سے وہاں پر ایک خرگوش شیر غرّاں کی طرح نکل کر میدان میں دوڑتا ہوا نظر آیا۔ دادریاّ نے کتوں کو خرگوش پکڑنے کا حکم دیا۔ خرگوش نے پورے غیض وغضب سے کتے پر حملہ کر دیا اور اسے نہ صرف مار بھاگایا بلکہ اسے اس قدر زخمی کر دیا کہ وہ اسی جگہ ہلاک ہو گیا۔ دادریاّ اس واقعہ سے حیران و پریشان ہو گیا اور سوچنے لگا کہ خرگوش کو کتے کا شکار ہوتا ہے شکار نے شکاری کو ایک حملہ میں شکار کر لیا اغلب ہے کہ یہ اس سرزمین کی تاثیر ہے۔ بہتر ہے کہ اس جگہ قلعہ تعمیر کیا جائے۔ پس اس نے اس جگہ پر جہاں پر خرگوش کا غار تھا وہاں پر زمین ہموار صاف کر کے ایک جھونپڑی کی بنیاد رکھی اور اس کے اطراف پتھریلی حصار کھینچ کر اسے اپنی اقامت گاہ قرار دیا۔ جس جگہ کتے نے تڑپ کر جان دی تھی وہاں پر ایک مندر کی بنیاد رکھی اور اس میں بندر کی شکل کا بت جسے لوگ ہنومان کہتے ہیں نصب کیا اور اسے اپنی پرستش گاہ قرار دیا۔ چنانچہ بوقت تحریر یہ جھونپڑی سال بسال مرمت کے بعد جوں کے توں موجود

ہے۔

اس نے رفتہ رفتہ قریۂ باکلی میں اقامت ترک کردی اور قلعہ نو میں جو اس مندر کے اطراف تعمیر کیا گیا تھا رہنے لگا۔ اس کا نام ہرپن ہلی رکھا گیا۔ اب یہ اسی نام سے مشہور ہے اس شہر کے جنوب اور مغرب میں دو تالاب قریب قریب موجود ہیں۔ قلعہ کو بروج اور حصار سنگی سے مضبوط کیا گیا ہے۔

چونکہ نام برد دلاور، قوی بازو اور تیر اندازی میں یگانہ تھا اس لئے اپنی کوشش اور تجربہ کاری سے نام آور ہوا۔

چیتل درگ کے پالیگار متی تمانائک کو جو بارہا پالیگار بسواپٹن تری کرا اور راجہ بدنور سے جنگ آزما ہو کر کبھی کامیاب اور کبھی ناکام رہتا تھا کو داوریاّ کی دلاوری، شجاعت اور صائب تدبیری کی خبر ملی۔ اس نے اس کی قومیت کا پاس نہ کرتے ہوئے نامہ و پیام شروع کیا اور اپنی قوم کے رسوم کے مطابق اپنی دختر کو اس کی زوجیت میں دیدیا جہیز میں تعلقہ ہوچنگی درگ مع دیہات توابع جن کا محصول چھ ہزار ہون ساونوری تھا بطور جاگیر عطا کیا۔

ارقام نویسندوں نے لکھا ہے کہ رام راج کے آخری ایام میں جو اغلب ہے کہ سنہ ۹۶۳ھ م 1555ء ہو داوریاّ نے ہو چنگی درگ پر ایک مضبوط قلعہ تعمیر کروایا اور اسے ہر طرح سے مضبوط کروایا۔ پالیگار متی تمانائک اس وسیلہ سے اور اپنے قوی بازو دلاور باتدبیر داماد کی وجہ اپنے دشمنوں پر ظفریاب اور منصور ہوا۔

غرض داوریاّ نے روز بروز ترقی کی اور پینتالیس سال حکومت کی اور انتقال کر گیا۔ اس کے بعد رنگریاّ نے اس کے بھائی کے مندراجگی پر راج کیا اور بغیر کسی عذر کے

Marfat.com

اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ اس کی دولت کے کارپردازوں نے ہنمپا نائک بن داوریا کو مسند ریاست پر بٹھایا۔

ہنمپا نائک دلاور منش اور فتح نصیب تھا۔ اس نے اپنی قوم سے کثیر لشکر جمع کیا اور پالیگار ہلکے پر جو کہ قوم بیڈر ہی سے تھا اور صوبہ ساؤنور کا باج گزار تھا، پر حملہ کیا اور اس تعلقہ کے قلعچہ پر محاصرہ کر کے تھوڑی ہی کوشش کے بعد فتح کر لیا۔

جب ناظم ساؤنور نے اپنے باجگزار کی حمایت میں لشکر فراہم کیا تو ہنمپا نائک نے دفع فساد کے لئے ایلچی مع سامان زر نقد و جنس روانہ کئے۔ یہ رقم پالیگار مذکور کے خراج سے دو تین گناہ زیادہ تھی اسنے یہ رقم ناظم ساؤنور کو روانہ کی اور تعلقدار مذکور سے پیشگی وصول کر نے کے لئے جو وہ قوم بیڈر سے حاصل کرتا تھا اس نے دو تعلقوں پر جو کہ صوبہ ادھونی کے تحت تھے حملہ کیا اور ان سے حاصل ہونے والی رقم ادھونی کے صوبیدار کو روانہ کر دی۔ چند دن کے بعد چیتل درگ کے پالیگار مدکیری نائک تقاضائے وقت سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو پسر میسور یہ کہلاتے ہوے اس کی پناہ میں اطراف کے ملکوں کی تسخیر اور تاراجی پر کمر ہمت باندھی۔

ہنمپا نایک نے غرور قومیت، دلاوری اور وری کے نشہ میں دوسروں کی پناہ تلاش کرتے ہوئے نگر والا سے رشتہ جوڑا اور اس سے کئی عہد و پیمان کئے، یہاں کے راجہ کا نام بسوتا تھا وہ چیتل درگیہ کی غارتیغماء سے سخت تشویش میں تھا اس لئے اس نے ہنمپا نائک کو خلعت، خاصہ کا گھوڑا معہ ساز براق، ہاتھی معہ علم و ساز و نوبت دے کر سرفراز کیا تا کہ اس طرح پالیگار چیتل درگ کو تنبیہ دی جا سکے۔

پالیگار چیتل درگ جو اپنے آپ کو راجہ میسور کا فرزند کہلاتا تھا اور قوم لنگایت

سے، جو گائے کی پرستش کرتی ہے اور لنگ باندھتی ہے، اس نے جنگی ساز وسامان اور عدد سوزی ونبرد آزمائی کے سامان جمع کیے۔ ہنپا نائک نے پالیگار درگیہ کو ملک خراب کرنے سے باز رہنے کے لئے کہا۔ اس بات سے دونوں کے درمیان گرچیکہ ہم قوم تھے اور آپس میں رشتہ نسبت رکھتے تھے عداوت جانی پیدا ہوگئی۔ اور دونوں کے درمیان بارہا جنگ وجدال ہوا۔

اسی دوران رائی درگ کے پالیگار تمپا نائک نے جو کہ قوم تلنگہ سے تعلق رکھتا تھا اور پالیگار درگیہ کی شرارت اور اپنے ملک کی تباہی و بربادی سے خوف کھایا ہوا تھا ہنپا نائک سے دوستی پیدا کی اور رزم اور بزم میں ایک ساتھ رہنے لگے۔ اسی سے ہرپن ہلی شہرت تمام رکھتا ہے۔

اس نے نیا قلعہ تعمیر کیا اسکے اردگرد حصار تیار کروائی حضرت ٹیپو سلطان کے حکم سے حصار ڈھادی گئی۔ اسی نے شہر پناہ اور خندق بھی تیار کروائی تھی مگر اسے بھی اس وقت توڑ دیا گیا۔ نیز ہونِ ہرپن ہلی جو اس نواح میں رائج ہے اسی زمانہ سے رائج ہے اسی زمانے میں ڈھالے گئے۔ یہ اسی کا سکہ ہے۔

قصہ کوتاہ وہ ضبط وربط اور دلاوری کے ساتھ فراہمی اسباب دولت کرتے ہوئے حکومت کرتا رہا۔ پہلے اس نے لنگایت قوم کی ایک عورت سے شادی کی اور اس کے ہاں اولاد بھی پیدا ہوئی تھی۔ لیکن اعیان دولت نے اسے سمجھایا کہ جب تک اپنی ہم قوم سے پسر نہیں ہوگا وہ قائم مقام نہیں ہوسکتا۔ اس بات سے متنبہ ہوکر اس نے پالیگار جر ملہ کی دختر سے اپنی قوم کے دستور کے مطابق شادی کی اور آغوش عیش وعشرت گرم کیا۔ یہاں تک اس عورت کے بطن سے بھی ایک فرزند پیدا ہوا۔

اس کے بعد ہنمپا نایک نے تین سال ملک ومال کے تردد میں گزارے اور آخر

کار مدکیری نایک درگیہ کے ہاتھوں ہسدرگہ کے قریب جو کہ اس زمانے میں جنگل سخت اور غیر آباد تھا ہلاک ہو گیا۔ درگیہ والا نے اس مقام کو ہزیمت گاہ دشمن گردانتے ہوئے خوش ہو کر یہاں پر قلعہ تعمیر کیا اور اسے آباد کیا۔

اس واقعہ کے بعد ہنمپا نایک کی ہم قوم عورت کے فرزند یسونت نایک کو پدر کے قاعدے کے مطابق لنگ باندھ کر مسند پر بٹھایا گیا۔

اس زمانہ سے ابتک ان کے درمیان یہ رواج چلا آتا ہے کہ وارث دولت صرف اولادِ زنِ قوم بیڈر ہوتی ہے اگرچہ قوم لنگایت کی عورتوں سے بھی شادی رچاتے ہیں اور عیش وعشرت میں بسر کرتے ہیں لیکن بہر حالت میں اپنی قوم کی عورتوں سے بھی ہم بستر ہوتے ہیں۔ اگر زن لنگایت سے فرزنداں پیدا ہوں تو انھیں علاحدہ ناز ونعمت اور دولتمندی کے ساتھ پرورش کرتے ہیں اور ان کی قدر ومنزلت اور مراتب کے لحاظ سے جاگیریں عطا کرتے ہیں لیکن قائم مقام پدر اور حکومت میں دخیل نہیں ہونے دیتے اگر زن اصل کو پسر نہ ہو تو اپنی ہی قوم کے کسی رشتہ دار کے فرزند کو اس مسند پر بٹھاتے ہیں۔

القصہ جب ملک و دولت بسونت نایک پر قرار پائی تو اس نے اپنے باپ کے ضابطہ کے مطابق نگر والہ سے پرانے مراسم جاری رکھے اور ڈمل والے کی لڑکی سے شادی رچائی جو قوم لنگایت سے تھا، اس نے اپنی قوم کی عورت کو داوریاّ کی تعمیر کردہ جھونپڑی میں رکھا تھا۔

چند دن بعد اس نے اپنے پدر کا انتقام لینے کی غرض سے لشکر آراستہ کیا نگر والہ کے مشورہ اور امداد سے موضع مدکی سے ہوتے ہوئے قریۂ انکی ہلی پہنچا۔ یہ جگہ پرانے زمانے سے دریائے ہگری کے کنارے آباد ہے۔ یہاں کی آب وہوا دلکش ہے بسونت

Marfat.com

نایک نے اپنے کارپردازوں کو حکم دیا کہ یہاں دوبرجی قلعہ تعمیر کریں۔ انہیں اس کام پر متعین کر کے وہ اپنے پدر کی قتل گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسنے بہدر گرڑھ کا محاصرہ کرلیا اور اس کی تسخیر کی ہمت کی اور خود لشکر کے ساتھ شمالی پہاڑ پر اقامت گزیں ہوا۔ نگر والہ کے لشکر کو جس کی مدد کے لئے آیا ہوا تھا مغرب کی طرف قیام گزیں کیا۔

دونوں (بسونت نایک اور پالیگار چیتل درگ مدگیری نایک) کے درمیان جنگ شروع ہو گئی۔ نانگواڑیوں نے دو ماہ تک مکمل داد مردانگی و جلالت دی اور ہراس و ناکامی کو جگہ نہ دی۔ آخرکار درگیہ والہ نے سامان جنگ فراہم کر کے یکا یک شبخون مارا اور دونوں لشکروں پر غالب آ گیا۔ چنانچہ اپنے باپ کا انتقام لینے کی غرض سے آنے والا شخص اپنا فیل خاصہ، عماری اور دیگر اسباب خیمہ گاہ میں چھوڑ کر اور کمک کے لئے آنے والے سردار فوج کو چتور، آفتاب گیری اور علم دیکر ناکام لوٹ گیا۔

اسنے سوادا نکی ہلی میں چند دن قیام کیا۔ وہ بسون کوٹہ نامی قلعچہ میں چند دن مقیم رہا اور اس کی تیاری کے بعد دارالریاست کو لوٹ گیا۔

مدکیری نایک درگ والہ نے اس کے بعد ہرپن ہلی پر حملہ کر کے اسے تباہ و برباد کیا اور بے شمار مال غنیمت ساتھ لے کر بسون کوٹہ پہنچا اور وہاں کی آب و ہوا کو بے حد پسند کرنے کے بعد وہاں پر ایک مستقل قلعچہ پتھر اور مٹی سے تیار کروایا اور یہاں پر تین سو پیادوں پر مشتمل تھانہ مقرر کیا۔

نایک ہرپن ہلی نے مدکیری نائک کو شکست دینے کی بہت کوشش کی مگر بے سود۔ غرض اس نے تیئس ۲۳ سال تک ملک کا بندوبست کرنے کے بعد حسرت و آہ کے ساتھ انتقال کیا۔ اس کا بیٹا راجہ شوم شنکر بھوپا اس کی جگہ مسند نشین ہوا۔

Marfat.com

وہ مرد دلاور شجیع اور سپاہ پرور تھا اس لئے رعب وداب کے ساتھ مخالفین کی سرکوبی کرتا رہا۔

اس نے اپنی قوم کے بارہ ہزار افراد کو منتخب کر کے اپنی فوج میں جمع کرنے کے علاوہ دوسری اقوام جیسے ہندوؤں اور مسلمانوں پر مشتمل پیادہ اور سوار فوج بھی جمع کی۔

اس کے دورِ حکومت میں اس نے درگ والہ پر جس نے ہرپن ہلی اور بہوچنگی درگ پر ایک کثیر جماعت کے ساتھ حملہ کیا تھا۔ ایک کثیر جماعت کے ساتھ حملہ کیا اور شایان شان کوشش اور کار ہائے نمایاں انجام دیتے ہوئے دشمن کو شکست دی اور درگ والہ کے لشکر کے سردار کا سر قلم کر کے نیزہ کی نوک پر چڑھالیا اور تمام لشکر کو تباہ و تاراج کر دیا۔

اس نے رسوم نان پرورشی (پنشن) مقرر کئے جو کہ اب تک جاری ہیں۔ اسی سبب اس علاقہ کے ملازم چونکہ اہل عیال کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوتے اور ان کی پرورش کی ذمہ داری سرکار کی ہوتی ہے اس لئے جاں نثاری میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے۔ نایک مذکور راجہ شوم شنکر نے تینوں صوبوں یعنی صوبہ دارادھونی سرا اور ساؤنور میں اپنے وکیلوں کو مقرر کر کے ان علاقوں کی وقوعہ خبروں کو حاصل کرنے کا انتظام کیا اور زر پیشکش ہر سال بلا قصور ادا کر کے فارغبال رہا۔ اسی طرح اس نے چھبیس سال تک حکمرانی کی اور انتقال کیا۔

راجہ شوم شنکر کو زن اہل قوم سے فرزند نہیں تھا اس لئے کار پردازوں نے حقیقی بھائی متوفی کے فرزند کو جس کا نام ویر بسپا نایک تھا سرداری پر مقرر کیا اور زمام حکومت واقتدار اور اختیارِ حل وعقد ملک ولشکر اس کے حوالے کر دیئے۔

شوم شنکر کے ان فرزندوں نے جو زن لنگایت کے بطن سے تھے اس بات پر

Marfat.com

رضا مند نہیں ہوئے حالانکہ انہیں ان کے حوصلہ اور قدر حال کے مطابق خرچ ماہانہ مقرر کیا گیا تھا۔ اس لئے وہ بغاوت کرتے ہوئے جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ انھوں نے ڈمل والہ اور دیگر لوگوں کی مدد سے لشکر آراستہ کر کے تعلقہ ہرپن ہلی کے دیہاتوں پر حملہ کر دیا اور دسپیٹ، نارائن کرا اور کوٹور وغیرہ پر قبضہ کر لیا تو ویربسپا نائک نے بھی لشکر فراہم کر کے ان سے مقابلہ اور مجادلہ کیا اور جنگ وجدال کا یہ سلسلہ دس سال تک چلتا رہا۔

بالآخر نائک کامگار نے بے حد کوشش اور قول وقرار کے بعد جاگیر ومنصب ان پر مقرر کرنے کے بعد انہیں بلا کر ان کے ساتھ بے حد لطف اور غایت دولتمندانہ سے کام لیتے ہوئے ان کی دلدہی کی۔ جب ان کے دلوں سے خوف وہراس دور ہو گیا تو ایک دن اچانک جبکہ یہ اجل گرفتہ کسی خیال فاسد اور بدی کے اندیشہ کو دل سے فراموش کر چکے تھے اور بالکل مطمئن تھے قابو پا کر سب کو قتل کرا دیا۔ اوران کے لواحقین کو مقید کرا کے ماہوار خرچ کے لئے نقدی مقرر کر دیا۔ اس زمانے سے اس قوم ابلق میں دستور خانہ خرابی پیدا ہو گیا۔ پسران زن لنگایت میں سے اگر کوئی بھی قابل ریاست اور دلاور ہوتا تو اسے ناگاہ ناروا مسند نشینوں کی تیغ سے قتل کر دیا جاتا تھا۔

القصہ نایک مذکور چھتیس سال تک کارفرمائی کرنے کے بعد انتقال کر گیا، اس کے بعد اس کا بیٹا بسپا نایک جلوہ گر مسند ہوا۔ اس نے آباواجداد کے قاعدہ کے مطابق ملک ولشکر کا اہتمام کیا اور دستور دادودہش قائم رکھا۔

چند دنوں بعد اس نے چتل درگ کو فتح کرنے کا عزم کیا اور اس عزم کے تحت کوہ ماہی کنڈہ کا جو کہ درگ والہ کے علاقہ میں تھا محاصرہ کر لیا اور اس کی کشائش کی کوشش کی۔

Marfat.com

ہری مدکری نا یک پالیگار چیتل درگ ایک لشکر گراں کے ساتھ روانہ ہوا اس نے حسین دوست خان عرف چندا صاحب نایطہ آرکاٹی جو انہیں دنوں مرہٹوں کی قید سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے بعد چند سواروں اور پیادوں کے ساتھ چیتل درگ آیا ہوا تھا کو اپنے ساتھ ملایا۔اس کی کیفیت اورنگ گیارہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

ان دونوں نے جنگ کرنے کی ٹھان لی ان دونوں کے درمیان ماہی کنڈہ کے قریب کارزار سخت اور آویزش نمایاں ہوئیں ۔ بدقسمتی سے پالیگار درگ مغلوب ہوا اور نایک ہرپن ہلی غالب آ گیا اور اس نے اپنا ہاتھی مدکیری نایک کے ہاتھی کے قریب لے جا کر اس کا سر کاٹ لیا اور فتح کا کوس بجاتے ہوئے مظفر منصور قلعہ اور اس کے توابع کو اپنے قبضہ میں کرلیا اور ٹھانہ روانہ کیا۔

اس جنگ کے دوران چندا صاحب کے فرزند عابد خان اور داماد اشرف علی خان کام آئے۔

نایک منصور نے خویش و بیگانہ کے اتفاق سے چوبیس سال تک حکومت کی اور انتقال کر گیا۔چونکہ اسے اپنی قوم کے زوجہ سے پسر ملک و مال و دولت نہیں تھا اس لئے ریاست کے عہدہ داروں نے اس کے بھائی کے بیٹے کو جو کہ اس کی قوم سے تھا جس کا نام شوم شنکر تھا کو ریاست پر متمکن کیا۔

شوم شنکر نے وارث ملک و مال ہونے کے بعد اپنی قومیت کے لوگوں سے رشتۂ اخوت مضبوط کیا اور ان کی طرفداری کر کے انھیں اپنا مطیع کیا۔چونکہ وہ بے حد دانا، تجربہ کار، صاحب فراست، کم گو بسیار شنو تھا اسلئے خیال عناد و فساد اور جدال و قتال اور غریبوں کو ستانے کا خیال دل سے نکال دیا اور رعیت پروری اور سپاہ نوازی کا طریقہ اختیار کیا جس سے

Marfat.com

وہ مشہور زمانہ ہو گیا۔

اسی دوران نواب حیدر علی خان بہادر نے ترقی کی اور نگر اور دیگر علاقوں کی تسخیر کی ٹھانی انھوں نے میسور کے اطراف و جوانب کے پالیگاروں کو زیر کیا اور میر شریف علی خان بسالت جنگ ناظم ادھونی کی عنایت اور اعانت سے صوبہ سرا میں ٹھانہ قائم کئے ہوئے تھے۔

نامبر وہ (شوم شنکر) نے ان کی بہادری اور قوی طالعی کو دیکھ کر نواب کی اطاعت دل میں رکھے ہوئے تھا۔ اس دوران اس کے ایک کار پرداز نے جو کہ معزول ہو چکا تھا اور جس کی نشو نما اس دربار میں ہوئی تھی جو اپنی ترقی کی امید سے اور جو یہاں کی ہر بات سے واقف تھا کسی کو اطلاع دیئے بغیر نواب کے لشکر میں پہنچ کر وینکٹ راؤ کی معرفت سے نواب کی ملازمت میں داخل ہوا اس کے ذمہ اس علاقہ کے عمدہ ملازمین اور پیادوں کی فراہمی سونپی گئی۔ رفتہ رفتہ وہ صاحب نعمتان شوم شنکر کے استیصال کی فکر کرنے لگا۔ اس نے اس دولت کے جزو کل، وہاں کے رسم نیک و بد سے نواب کو آگاہ کیا۔ راجہ دانا شوم شنکر نے اس بات سے واقف ہو کر نواب کا عنایت نامہ پہنچنے سے قبل خود ہی نواب کی فوجوں سے تباہی سے بچنے کے لئے چیتل درگ والہ کی طرح اطاعت قبول کر لی اور درخواست کی کہ مذکورہ کار پرداز کو روانہ کیا جائے تا کہ پیشکش اس کی معرفت روانہ کی جائے۔

نواب نے خوش و خرم ہو کر یہ بات قبول کر لی اور اس کے نام خلعت بحالی اور ملک کی سند عطا کی۔ اس خانہ بر انداز اور ایک ایلچی والہ کو جس کا نام ونکٹ نرسو تھا سرکار خدا داد کے کاموں کی نگرانی اور یہاں کے کاموں میں کسی طرح کا قصور نہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔

جب نامبردہ نے راجہ شوم شنکر سے شرف ملاقات حاصل کی اور بحالی ملک مع

Marfat.com

خلعت کی سند پیش کی تو راجہ نے چرب زبانی اور ابلہ فریبی سے اسے دلاسہ دلایا اور خلعت کاسہ پدک جو مالہ دردانہ اور کڑی وتوڑی دے کر سرفراز کیا اور کہا کہ میری دولت کا قیام تیرے ہی زرّیں مشوروں پر منحصر ہے تجھ جیسا مدبر اور قدیم نمک خوار کوئی اور نہیں ہے میری حکومت کی باگ ڈور سنبھالو۔

اس بے وقوف نے نادان نوازی کی ان باتوں کو اپنی خاطر داری سمجھ لیا جیسا کہ کہا گیا ہے۔

چوں عدو سرکش بود ز افتادگی تسخیر کرو

شیشہ چوں گردن کشد پیمانہ می باید شدن

(جب عدو سرکش ہو تو اسے چالاکی سے تسخیر کرو جب گرم شیشہ کو کھینچا جاتا ہے تو وہ پیمانہ بن جاتا ہے)

شوم شنکر نے تمام امورِ دولت میں اسے دخیل مطلق العنان بنا دیا حتیٰ کہ خلوت جلوت اور محل خاص یعنی زنانہ میں اسے آنے جانے دینے لگا۔ اس کے بغیر اس کا ایک پل بھی نہیں گزرتا تھا۔ اقسام کی غذاؤں اور شربتوں سے کام ودہن کو چاشنی بخشی، جیسا کہ کہا گیا ہے۔

اصل بد از خطا خطا نہ کند

بے وفا باکسی وفا نہ کند

(بد اصل خطا سے خطا نہیں کرتا۔ بے وفا کسی سے وفا نہیں کرتا)

کارپرداز نے علاقہ سرکار کے غرور اور راجہ نیکوکار کی ناز برداری سے جو کہ صرف مصلحت تھی اس علاقہ کے کارکنوں پر ظلم وتعدی کا بازار گرم کر دیا اور دل آزاری اور من مانی

کرنے لگا اس جگہ کی رعایا اس کے ظلم و تعدی سے تنگ آ گئی اور راجہ سے فریاد کرنے لگی۔ راجہ نے انھیں مقتضائے وقت سمجھتے ہوئے حسب حال جواب دیا کہ اگر اس کے عمل پر رضا مند ہو تو یہاں رہو ورنہ جہاں کہیں تمھیں امن ملے وہاں چلے جاؤ۔

لہذا اس مقام کے علاقہ دار بد دل ہو کر آوارہ ہو گئے وہ مردم آزاری، غربا کشی، دل شکنی خاص و عام، زور و تعدی اور علاقہ کی خوبصورت و شکیلہ خواتین پر دست درازی کا مرتکب ہو رہا تھا لیکن ان تمام کے باوصف راجہ کچھ نہیں کہتا تھا بلکہ روز بروز اسے انعامات شائستہ سے نوازتا تھا یہاں تک کہ ایک دن صبح سویرے راجہ نے اپنا خاص گھوڑا اساز طلاء و جواہر کے ساتھ طلب کیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بہت ہی منت سماجت کے ساتھ اسے اس پر سوار کرایا۔ اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا راجہ کو اس بات کا خدشہ پیدا ہو گیا تھا کہ اس کے ظلم سے ملک و مال میں رخنہ پیدا ہو جائے گا۔

راجہ نے دیکھا کہ کارپرداز ہر طرح سے مطمئن ہے اسی دن دس ساعت کو چند لوگوں کو کمین گاہ میں چھپا دیا اور خود مسند آرا ہو کر اسے طلب کیا اور کہا کہ وہ تنہائی میں اس سے کچھ بات کرنا چاہتا ہے راجہ نے اسے اپنے حجرہ کی طرف جہاں اس کا کام تمام کرنے کا پورا انتظام کیا جا چکا تھا اشارہ کیا۔ جیسے ہی وہ نادان اجل گرفتہ اس طرف روانہ ہوا ناگاہ قتل کر دیا گیا۔

اس واقعہ کے بعد راجہ نے مصلحتاً اپنا ہاتھ قلم تراش سے کاٹ لیا اور اسی وقت سرکار کے ایلچی والہ (نامہ نویس) کو طلب کیا اور کہا کہ دیکھا اتنی ساری مراعات دینے کے باوجود اور اتنی خاطر داری کے باوصف اس بد اصل نے شیوۂ نمک حرامی اختیار کرتے ہوئے میرے قتل کی کوشش کی تا کہ ملک و مال کا خود وارث بن جائے اسی اثناء حاضر وقت

Marfat.com

ملازمین نے اس کا کام تمام کر دیا ان باتوں سے جیسا کہ تم جانتے ہو شائستہ الفاظ میں حضور کو مطلع کر دو۔

اس نے مقتول کے گھر کا جو کچھ سامان جمع تھا منگا کر اپنے توشک خانہ میں داخل کرالیا۔ اپنی رائے کے مطابق اپنے لواحقین کو حفاظت حال کی خاطر راتوں رات خزانہ کے ساتھ نارائن گڑھ کی پہاڑیوں میں جاکر سکونت پذیر ہو گیا۔

جب حضور نواب میں ایچی والہ کی جانب سے مضمون پہنچا تو انھیں حالات سے واقفیت ہوئی اور کار لازمی اور دقیق فکر کے بعد ملک داری کی خاطر میر فیض اللہ خان ہمت جنگ کو جو کہ صوبہ سرا کے صوبیدار دلاور خان کے داماد تھے ایک لشکر گراں کے ساتھ راجہ مذکور کی تنبیہ اور تسخیر کے لئے رانہ کیا۔

میر فیض اللہ خان دانائی اور کار آگہی میں یکتائے روزگار تھا۔ اگر چہ کہ وہ یلغار کرتے ہوئے پہنچا اور قلعچہ اوجنی اور کتور کا محاصرہ کرلیا اور عبرت نمائی کے لئے سواروں کو دیہاتوں کی تاخت تاراجی پر مقرر کیا تاہم لطائف الحیل اختیار کرتے ہوئے راجہ کو اس مقصد سے آگاہ کروایا جس کے لئے اسے مقرر کیا گیا تھا اور خفیہ طور پر راجہ کو متنبہ کیا۔ راجہ اس بات سے خوفزدہ ہو گیا اور اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نیک نیتی سے خانمذکور کے وسیلہ سے محالیہ اور تیس ہزار روپے جرمانہ ادا کیا اور ازسرِ نو خلعت معافی اور ملک و مال کی خلعت بحالی سند حاصل کر کے زر پیشکش مقررہ ادا کیا اور جب بھی حضور کو ضرورت محسوس ہوئی دو تین ہزار افراد کمک کے طور پر روانہ کرتا رہا۔ جنگ میں ہمیشہ تردو شان شائستہ دکھلاتا رہا۔ چتیل درگ کی تسخیر اور بھرمانا یک کی گرفتاری کے بعد اس نے نواب بہادر کی حمایت اور رائے سے ادھونی اور ساؤنور کو پیش کش دینا بند کر دیا اور سرکار خداداد کو دینا

شروع کیا۔ اسنے اکتیس ۳۱ سال یعنی نواب کے تسلط سے قبل بیس سال اوران کے سایۂ اقبال میں گیارہ سال بسر کیے۔ اور گزر گیا نواب کو جب اس کی موت کی خبر ملی تو بے حد افسوس کیا اوراس کے فرزند کو جس کا نام بسپا نا ئک تھا مسند پر متمکن کیا۔ اور تین لاکھ ہون ہرپن ہلی اس پر چھوڑ کر باقی ملک جس کا محصول ڈیڑھ لاکھ تھا اور جو اس کے آباءاوجداد کے تصرف میں تھا داخل سرکار خداداد کرلیا۔

مہم آرٹ کے دوران راجہ کے ملازمین میں سے چہار ہزار پیادے اور تین سو سوار نواب کی ہمرکابی میں موجود تھے۔ ان لوگوں سے اکثر اوقات کوشش بے کراں ظاہر ہوئی۔ نواب نے نرمی گرمی سے ان کی پرورش کی۔

نواب کے انتقال کے بعد ٹیپو سلطان کے عہد و دولت میں ادھونی کی مہم میں اگرچہ کہ راجہ بسپاّ نایک کو حضور میں طلب کیا گیا لیکن ضروری موانعات کی وجہ سے وہ حاضر خدمت نہ ہوسکا تاہم اس نے ایک شائستہ جماعت حسب قاعدہ روانہ کردی تھی۔ مرہٹوں کے ساتھ صلح کے تقرر کے بعد جب ٹیپو سلطان نے مراجعت کی اور کوپل کی راہ سے دریائے تنگ بھدرا عبور کر کے آنے گنڈی کی طرف روانہ ہوئے تو راجہ نے فرصت پا کر ملازمت میں حاضر لشکر ہوا۔ وہ مجراء کے انتظار میں تھا کہ چند معاندان دولت نے جو ایسے ہی وقت کے منتظر تھے حضرت ٹیپو سلطان سے کہا کہ یہ شخص جو پہلے حاضر خدمت نہیں ہوا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ وہ خفیہ طور پر مرہٹوں سے ملا ہوا تھا اور دولت خداداد کے زوال کا خواہاں ہے۔ ان لوگوں نے آنحضور کے سینۂ صفا گنجینہ کو کینہ سے بھر دیا اور سنہ ۱۲۰۰ھ 1785ء میں جبکہ اسنے تیس سال ریاست کی تھی شب کے وقت فوجیں روانہ کر کے اس کی پوری جماعت کیساتھ اس پر حملہ کروادیا اسی وقت قلعہ ہرپن ہلی اور ہوچنگی

درگ وغیرہ میں ہری داس پنڈت کی سرکردگی میں تھانہ روانہ کر کے اس علاقہ کا سارا بندبست اپنے قبضہ میں کرلیا۔

گرفتار شدہ راجہ بسپانائیک کو مع اہل وعیال اور اطفال کے بنگلور کے قلعہ کو روانہ کردیا۔ اس کا سارا اسباب دولت جو اس نے چند سال سے جمع کرر کھے تھے جسمیں جواہر نقدزر اور جنس و نفیس شامل تھے داخل توشک خانہ کرلئے گئے۔

اسی دوران اس کے بیمار بھائی نے جو کہ اس موقع پر ایک گاؤں میں قیام کیے ہوئے تھا راتوں رات دریائے تنگ بھدرا عبور کرتے ہوئے ڈل والہ کی پناہ حاصل کی اور اپنے جان و مال اور اعیال و اطفال کی امان حاصل کی۔

راجہ شوم شنکر جو اس وقت وارث ریاست ہے راجہ محبوس کا برادرزادہ ہے جو اپنے باپ کے ساتھ تھا لیکن اس نے اس جگہ پر سکونت اختیار کرنا مناسب نہ سمجھتے ہوئے باپ سے جدا ہوکر ناظم مرچ پرسرام بھاؤ مرہٹہ کی پناہ حاصل کی اور خدا تعالیٰ سے اپنی ریاست کی وراثت کی بحالی کی دعا کرنے لگا۔

مرہٹہ ارل کارنوالس بہادر امیر الامراء انگریزی نے انگریز سپہ سالاروں کے ساتھ نظام الملک اور رئیس مرہٹہ کے اتفاق سے ٹیپو سلطان کی قلمرو کی تسخیر کا عزم کیا اور لشکر کشی کرتے ہوئے ایک انبوہ کثیر کے ساتھ حصار بنگلور کھولنے کی کوشش کی۔ ٹیپو سلطان کے حکم سے راجہ اسیر بسپانایک اور اس کے تمام علائقین کو اس وقت قتل کردیا گیا۔

امیر الامراء موصوف کارنوالس قلعہ بنگلور کی فتح کے بعد قلعہ سری رنگ پٹن کی طرف متوجہ ہوا۔ ناظم مرچ جو دونوں سرکاروں کا شریک رزم و بزم تھا اس صوبہ کے مکانات فتح کرنے میں مشغول ہوگیا۔ جب وہ ہرپن ہلی کی راہ سے گزرا تو اس نے اسی شوم شنکر کو وہا

Marfat.com

ں کا حاکم بنادیا اور آگے بڑھ گیا۔

جب سلطان اور تینوں سرکاروں کے درمیان صلح ہوگئی تو راجہ کے تعلقات سابقہ دستور کے مطابق سرکار خداداد میں شامل ہو گئے۔ دریائے تنگ بھدرا کے اس طرف کا ملک مرہٹوں کے تصرف میں چلا گیا راجہ مذکور شوم شنکر نے غضب سلطانی کے خوف میں اپنی دارالریاست میں قیام کرنا مناسب نہ سمجھتے ہوئے دریائے تنگ بھدرا کے اس طرف ڈمل کے علاقہ میں پناہ لی۔

اسی دوران ایک شخص نے فرصت وقت کو مغتنم گردانتے ہوئے بغاوت کر دی۔ بعضوں کا کہنا ہے کہ وہ ہرپن ہلی کے خاندان کا یک فرد تھا جسے ٹیپو سلطان کے حکم سے چتیل درگ میں قید رکھا گیا تھا۔ وہ قید سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا اور اسے اپنے آپ کو فرزند مقتول بسپا نایک کے نام سے پکارنا شروع کیا سرداری کی ہوس میں اس نے قوم بیدڑ کے چار ہزار افراد جمع کر کے چتیل درگ اور کوٹور کو فتح کر کے کامرانی کرنے لگا اور جنگ کے لئے مستعد ہوگیا چتیل درگ کے آصف سید محمد خان اور فوج دار دولت خان نے ان حالات سے حضور کو واقف کراتے ہوئے لکھا کہ ایک اجنبی بے پایہ شخص ہرپن ہلی وغیرہ کی ریاست کی ہوس سے اس طرح نواح کے بیڈروں کی اعانت سے کامیاب ہو رہا ہے سلطان نے اس واقعہ سے واقف ہو کر قمرالدین خان کی سرکردگی میں ایک گراں فوج روانہ کی تاکہ اس علاقہ کا بندوبست ہو سکے اور شخص کو معقول سزادی جا سکے۔

قمرالدین خان یلغار کرتے ہوئے پہنچے اور انہوں نے پہلے قلعچہ کوٹور کو جنگ اور یورش کرتے ہوئے حاصل کیا اور پھر ہوچنگی درگ کا محاصرہ کر لیا۔ شخص مذکور دو ہزار بیڈروں کی جماعت سے پہاڑ پر دستہ قائم کر کے تردوشایان کرتے ہوئے ایک ہفتہ تک

جنگ کرتا رہا۔خان موصوف نے اس قوم بے پایہ کی جلادت اور مردانگی پر خشمناک ہوکر یورش کا حکم دیا اگر چہ کے خودان کے زانوں میں تیر تفنگ کا زخم آیا۔لیکن انہوں نے اس کی پرواہ کئے بغیر پوری دلاوری کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ کر پہاڑ کے برج وبارہ پر قبضہ کرلیا اور محصورین منتشر ہوکر چاروں طرف فرار ہو گئے۔شوم شنکر کے چار یا پانچ سو سپاہی قید ہوئے۔ قمرالدین خان نے حضور کے حکم سے اسیروں میں سے عبرت کی خاطر چند کے دست وبازو کاٹ دیئے اور بعضوں کے آلت مرومی معہ انثین کاٹ دیئے۔اس پہاڑ کے قلعہ اور ہرپن ہلی وغیرہ کے قلعوں کو توڑ پھوڑ دیا گیا۔

سنہ ۱۲۱۳ ہجری م 1799ء تک ملک ہرپن ہلی کا بندوبست آصفان سرکارِ خداداد کے قبضہ میں رہا۔ اس کے بعد انگریز سپہ سالار جنرل ہارس نے سری رنگپٹن کی تسخیر کے عزم سے حملہ کیا اور کامیاب رہا۔سلطان شہید ہوگئے۔

شوم شنکر نے موقع پاکر فوج فراہم کی اور اپنے ملک کو جاکر اپنی دارالریاست پر شب خون مارا۔ اس وقت وہاں کا آصف میر صادق کا ہمشیرہ زادہ میر حسین علی تھا۔وہ وہاں سے نکل کر چیتل درگ پہنچا۔راجہ مذکور نے نارائن کرہ میں اقامت اختیار کی اور اپنے ملک کا انتظام کرنے لگا۔

جب جنرل موصوف (ہارس) اور پورنیا زنار دار دیوان ملکِ میسور اس صوبہ کی طرف متوجہ ہوئے تو راجہ شوم شنکر نے ان سے رجوع ہوکر عرض حال کیا اور اپنی دولت خواہی کی درخواست کی۔ پورنیا کی تجویز پر تعلقہ ہوسپیٹ اور نارائن کراجن کے محاصل پچیس ہزار ہون ہرپن ہلی ہیں جاگیر میں دئے گئے۔کچھ وقت بعد یہ تمام علاقہ داخل سرکار نظام الدولہ ہوگیا۔یہی دو تعلقہ راجہ پر بحال کردئے گئے۔

Marfat.com

ہرپن ہلی بیابانی علاقہ ہے آب وہوا خوب گرم ہے اور یہاں کا پانی سرد وتر ہے۔ یہاں سے دریائے تنگ بھدرا دس فرسنگ ہے۔اس کے اطراف کچھ فاصلہ پر بیابان سخت اور زمین نشیب وفراز ہے۔ یہ سارا علاقہ خونخوار شیروں کا مسکن ہے چنانچہ اس طرف آنے جانے والے شیروں کا لقمہ ہو جاتے ہیں اس علاقہ کی سبھی رعایا سپاہی پیشہ دلیر اور سفاک ہے ۔

****

Marfat.com

اورنگ ہشتم (آٹھواں باب)

رای درگ کی بنیاد اور اس کے حاکموں کی کیفیت

یہاں کی کیفیت یہ ہے کہ ہری چند رائل کے دور میں یعنی انداز ۷۷۲ھ م 1370ء میں بہوپت راؤ اس سمت نامزد ہو کر کوہستان کی طرف آیا اور قلعہ کی تعمیر شروع کی۔ تین چار پہاڑیوں پر مٹی کا حصار برج و بارہ کے ساتھ تعمیر کروایا اور اس کا نام رای درگ رکھا۔ اس نے درمیانی پہاڑ پر جو کے سب سے پست اور وسیع تھا اور جہاں کی آب و ہوا بہتر تھی عمارت تعمیر کروا کر اسے اپنی اقامت گاہ قرار دیا۔

اگر چہ کے سلسلہ کوہ تین چار فرسنگ جریبی ہے لیکن اس کا درمیانی حصہ ہولناک بیابان میں واقع ہے اور شیروں کا مسکن ہے جس کی وجہ سے رہزن اور حرامیوں کی جائے پناہ بنا ہوا ہے۔ اس کی مشرق میں میدان ہے اور اکثر مقامات پر کھجور کے باغات اور پہاڑیاں ہیں۔ مغرب میں تین فرسنگ تک پہاڑی سلسلہ اور سخت جنگل اور چیتل درگ کی سرحد ہے آب وہوا گرم وخشک اور میٹھا پانی کم ہے۔

راؤ مذکور نے ناچیز پہاڑ کو اپنا دارالمقر بنایا اور نام آوری اور ترقی دولت کی حسرت میں گزر گیا۔ اس قلعہ اور معمورہ کی حراست بیس سال بعد اس کے فرزند سری پت رایا کے قبضہ میں آئے۔ اس کے بعد یہاں پر کشن راج کے عہد تک اس کی اولاد ہی حکومت کرتی رہی اور اس نواح کی آبادی بڑھانے کی کوشش کرتی رہی۔

جب راجہ موصوف ملک گیری کے عزم اور اپنے محروسہ علاقوں کے دریافت حال کے لئے نکلا یہاں کے حالت کا بندوبست کرنے اور رعایا کے حال پر غور کرنے کے بعد

Marfat.com

درگ مذکور میں جا کر قیام کیا۔ اپنے کار پردازوں کی التماس پر سنہ نو سو تئیس ۹۲۳ھ میں تعلقہ معہ قلعہ چن چاپ نائک کے حوالے کر دیا جو کہ قوم بیڈر سے تھا اور رائل کا بھائی تھا وہ اپنی دانائی اور کارآموزدگی کے لئے مشہور تھا اور اس نے دولت خواہی کے لئے کئی کار ہائے نمایاں کئے تھے اس کی پرورش رایل کو مقصود تھی۔ اس کے بعد سے قلعہ اور اس کے توابع قوم بیڈر کے تصرف میں آگئے۔

نامبردہ (چن چاپ نائک) نے قلعہ کوہ کو جو مٹی سے بنا ہوا تھا تڑوا کر اسے پتھر اور گج سے تعمیر کروایا۔ اس نے درست آئین کے ساتھ پینتالیس ۴۵ تک حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا چھوٹا بھائی بلی چاب نائک اس حکومت پر متمکن ہوا اور درست آئین کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

اس علاقہ کی سلامت روی کا قاعدہ یہ تھا کہ سال کے آخر میں ایک بار دسہرہ کے دوران جو کے ہندوؤں کی ایک بڑی عید ہے نذر و تحایف جو کہ اس سرزمین پر دستیاب ہوتے ہیں انہیں لے کر اپنے تعلقات کو جاتے ہیں اور باریاب ہو کر مجرا و نمسکار اور ڈنڈوٹ کر کے انھیں گزارتے ہیں اور خلعت و پان قشقہ اطاعت حاصل کر کے واپس لوٹتے ہیں۔ جنگ کے موقع پر اپنے لشکر کے ساتھ حضور میں حاضر ہوتے۔ نامبرد (بلی چاب نائک) بھی اسی ضبط و ربط کے ساتھ سینسٹھ ۶۷ سال حکومت کرنے کے بعد انتقال کیا۔ چونکہ اس کے اولاد قابل حکومت و ریاست نہیں تھی اور اپنا وقت اوباش منشوں کے ساتھ گزارتے تھے۔ اس لئے کہا گیا ہے۔

ہر کہنہ گدائے کہ تونگر گردد
تا چہل سال از و بوی گدائی نہ رود

Marfat.com

پس نائک متوفی کی بیوی نے اپنے چچازاد بھائی کے بیٹے کو جسکا نام بومل نائک تھا شوہر کا قائم مقام بنایا۔ نامبردہ نے چند سال اسی آئین کے ساتھ حکومت کی اور یلتمراج کے ساتھ جسے کہ رام راجہ کے قتل کے بعد بادشاہانِ اسلام کے وسیلہ سے حکومت بیجی نگر پر نامزد کیا گیا تھا سے رجوع ہوا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ سری مل راج سے مل گیا۔ اس کے بعد یہ سارا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور اسے رونقِ و رواج تازہ حاصل ہوا۔

نائک مذکور رن دولہ خان امیر الامراد بیجاپور کی فوج کشی کے بعد ناظم سرا سے مطیع ہوکر بارہ ہزار روپے پیش کش بلاعذر پہنچانے لگا۔ اسی دوران چیتل درگ والے اور نایک مذکور (بومل نایک) کے درمیان سر رشتۂ مناسبت وصہرات مضبوط ہوا۔ چنانچہ ان دونوں کے درمیان پسران اور دختران کی شادی ایک دیگر کے ساتھ ہوئی اور اتفاق و یک دلی کے ساتھ گزارنے لگے۔ اس طرح اس نے پچیس سال حکومت کی تھی کہ مسلی کونٹی نایڑ بن کستوری نایڑ جو قوم تلنگہ سے اور تعلقہ کندرپی کا پالیگار تھا وہاں وارد ہوا۔

چونکہ مسلی کونٹی نایڑ کے حالات کا تذکرہ ضروری ہے اس لئے بیان کر رہا ہوں۔ یہ بات مخفی نہ ہو کہ رنگ رایل حاکم پنوکنڈہ جو کہ حاکم بیجی نگر کے بھائیوں میں سے ایک تھا ایک ہندو نژاد رقاصہ جو حسن و جمال میں یکتا تھی رکھے ہوئے تھا۔ اس نے اسے دوشیزگی کے دور ہی سے اپنی ہمبستری کے لئے پسند کر کے اسے اپنے مکان میں رکھ چھوڑا تھا۔ اس کے بطن سے ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی۔ جب یہ لڑکی جوان ہوئی تو اس کی ماں کو اس کی شادی کتخدائی کی فکر دامن گیر ہوئی اور ہر ایک سے ایک داماد بہم پہنچانے کی درخواست کرنے لگی۔ اس علاقہ کے اکثر لوگ رقاصہ کے نام سے ننگ کرتے ہوئے اس بات پر رضامند نہیں ہوتے تھے۔

Marfat.com

اسی تردد کے دوران ایک برہمن جو قوم آچاری سے تعلق رکھتا تھا بھیک کی خاطر کر
ناٹک پایان گھاٹ پہنچا اور ایک دن رقاصہ مذکور کے دروازہ پر پہنچ کر اس نے سوال کیا۔
عورت نے مروت مدارات سے پیش آتے ہوئے اسے اندر طلب کیا اور اس پر اپنا مطلب
ظاہر کیا اور جاگیرات و انعامات دینے کا وعدہ کرتے ہوئے کسی بھی قوم کا ایک داماد بہم پہنچا
نے کی درخواست کی۔ برہمن مذکور ملک و مال و انعام کی ہوس میں وہاں سے لوٹا اور رفتہ رفتہ
چندا گیری کی طرف جو کہ تروپتی سے چار کروہ کی دوری پر واقع ہے پہنچا یہاں پر نرسمہا
رایل کی اولاد میں سے ایک شخص حکمران تھا۔ اس راجہ کے یہاں تلنگہ قوم کا ایک نوجوان جو
نیک سیرت و صورت تھا نوکر تھا۔ اس نوجوان کا نام کستوری تھا۔ برہمن مذکور نے اس سے
مفصل کیفیت بیان کی۔ نوجوان ملک و مال کی ہوس میں اس بات پر رضامند ہوگیا اور وہاں
سے رخصت لے کر برہمن کے ساتھ پنوکنڈہ پہنچا۔

جب رقاصہ اس بات سے واقف ہوئی تو اس نے بلا توقف نوجوان کو محل میں
طلب کیا اسے دیکھا اور اس کے حسن و کردار کو بے حد پسند کرنے کے بعد اپنے شوہر کو اس
بات کی اطلاع دی چند دنوں بعد اپنی لڑکی کی شادی اس نوجوان سے کر دی۔ وہ اپنے داماد کو
اپنی جان کے برابر گرداننے لگا۔

اس علاقہ سے اہل کار نوجوان مذکور کی تعظیم و تکریم نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ
رقاصہ کا داماد تھا۔ یہ بات نوجوان کو بے حد ناگوار گزری۔ اس نے اس بات کی شکایت اپنی
بیوی اور خوش دامن کے سامنے رکھی اور کہا کہ اعلیٰ اور ادنیٰ کی جانب سے اہانت سے تو بہتر
ہے کہ میں کاشی چلا جاؤں۔ خوش دامن نے پریشان ہو کر رنجش دور کرنے کے لئے اس بات
کی شکایت راجہ سے کی راجہ چونکہ اس کے عنبرین زلفوں میں بندھا ہوا اور اس کی جادو بھری

Marfat.com

آنکھوں میں گرفتار تھا اس لئے اس جگہ اضطرابی سے نکلا اور کہا کہ میں تمام اعیان کو حکم دیتا ہوں کہ اس کی تعظیم کریں۔ بس دوسرے ہی دن اس نے تمام عہدہ داران دولت اور کار پردازوں کو دیوان خاص میں جمع کر کے اسے تعظیم کرنے کا حکم دیا۔ اس قوم کے اشراف نے طوعاً و کرہاً اس کے حکم پر تھوڑا سا سر کو ہلایا۔ اور اکثروں نے اس حکم سے اغماض کرتے ہوئے کوئی حرکت نہ کی اس طور کو دیکھ کر وہ پہلے سے کہیں زیادہ خفیف ہوا۔ اور آزردہ خاطر ہو کر مکان کو لوٹ گیا اور دل برداشتہ ہو کر بستر ناکامی پر لیٹتے ہوئے کھانے پانی سے ہاتھ روک لیا اور عیش و نشاط سے منہ پھیر لیا۔ اس کی بیوی نے بہر طور گرم جوشی اور ہم آغوشی و اختلاط کیا مگر اس نے ایک آہ سرد بھرتے ہوئے آغوشی سے انکار کرتے ہوئے بے نشاطی کرنے لگا۔ شوہر کی اس گراں جانی سے وہ پریشان ہو گئی اور ماں کے آگے جا کر رونے لگی اور کہا کہ میرا شوہر مجھے بیوہ بنانے پر تلا ہوا ہے۔ ماں روتی ہوئی باپ کے پاس پہنچی اور فریاد کرنے لگی کہ میرا داماد ہاتھ سے جانے لگا ہے۔ ایسی حالت میں میری اور میری دختر کی زندگی بے کار ہو جائے گی۔ راجہ نے اس کی دلداری کرتے ہوئے کہا خوش ہو جاؤ میں سر دربار اس کی دلداری کرواؤنگا۔ اسکے لئے خود سر وقد کھڑا ہو جاؤنگا۔ اس قرارداد کے مطابق دوسرے دن بر سر عام اہالی موالی کو جمع کر کے داماد آزردہ خاطر کو طلب کیا اور جب وہ روبرو پہنچا تو اُٹھ کر داماد کو ہاتھ تھامتے ہوئے اسے اپنے بازو میں بٹھا لیا اس بات سے ادنیٰ و اعلیٰ سبھی اس بات پر مجبور ہو گئے کہ اُٹھ کر تعظیم کریں۔ لیکن چند اراکین عمدہ جو اس پنچ حرکت سے خوش نہیں تھے نوکری چھوڑ کر رخصت ہو گئے اور کچھ لوگ زمانہ سازی کرتے ہوئے اس عمل پر رضامند ہو گئے اور اپنا کام انجام دینے لگے۔ داماد اس عمل سے خوش و خرم ہو گیا اور بعیش و آرام بسر کرنے لگا۔

Marfat.com

اسی زمانہ میں رن دولہ خان امیر الامراء بیجاپور ایک گراں لشکر کے ساتھ اس علاقہ کے بندوبست اور مکانات وقلعجات کے سرکش راجوں اور پالیگاروں کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ انھوں نے پنوکنڈہ کا محاصرہ کرلیا۔ یہاں کے راجہ نے یہاں پر قیام کرنا مناسب سمجھتے ہوئے داماد کو اپنے سامنے بٹھا کر کہتر ومہتر کے آگے مسند آرا کیا۔ اور قلعہ ونوابعش اور محافظین اور مہر خاص خود اس کے حوالے کیا اسے کستوری نائڑ کے نام سے خطاب کرتے ہوئے خود رائے ویلور کی جانب جو کہ قلب دریائے پایان گھاٹ میں موجود ہے روانہ ہوگیا۔

جب کستوری نائڑ کو بلند مرتبہ ملا تو وہ مردانگی اور دلاوری سے کوشش کرتے ہوئے چھ سال تک قلعہ کے اندر محصور ہو کر سعی کرتا رہا لیکن بالآخر اس پر خوف شمشیر اسلامیاں طاری ہوگیا اور خفقان کے مرض میں مبتلا ہو کر جان بحق ہوگیا۔ اس کا بیٹا مسلی کونی نائڑ جس کی عمر چودہ سال تھی مسند پدر پر متمکن ہوا۔ اس نے سبھی اعیان دولت اور سپاہیوں کا دل خوش کر دیا۔ اس نے بھی دوسال تک جنگ جاری رکھی۔ آخر کار سردار لشکر اسلام نے دیکھ کر کہ جنگ طول پکڑ رہی ہے اور قلعہ فتح کرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی ہے، دقیق فکر کے بعد نائڑ مذکور کو لکھا کہ اگر تم یہ قلعہ میرے حوالے کردو تو میں اس کے عوض کندرپی کی سند مع توبعین کے جو تیری اور تیری اولاد کی کفالت کے لئے کافی ہونگے عطا کرتا ہوں۔

مسلی کونی نائڑ نے اس بات کو غنیمت جانتے ہوئے رضامندی ظاہر کی اور کندرپی کی سند حاصل کرلی۔ سردار اسلام نے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ نائڑ نے محل مذکور کو مستحکم کیا اور راجگی اختیار کی اس نے کثیر لشکر جمع کیا اور روز بروز ترقی کی اور ملک گیری کرتے ہوئے رای درگ تک پہنچ گیا اور اس پر لشکر کشی کی درگ کے نایک نے ہراساں ہو کر دریافت کیا کہ آخر اس جگہ آنے کا سبب کیا ہے۔ نائڑ نے جواب دیا کہ کچھ کام کے سلسلہ میں یہاں آیا ہوں اور

یہاں سے چندر گیری چلا جاؤنگا۔ یہاں دو چار دن قیام کرونگا۔ نایک مذکور نے جو عقل ودانش سے بے بہرہ تھا سمجھا کہ غالباً کارپردازان اس سے خفیہ شازش کیئے ہوئے ہیں اس شک کی بنیاد پر اس نے فتنہ کو بیدار کیا اور لشکر طلب کر کے بلا تامل اور بے دریافت سبھی کارپردازوں اور ارکان دولت پر ظلم ڈھانے لگا۔ بعضوں کو قتل کر دیا اور بعضوں کو قید کر دیا بلکہ سارا نظام کو زیروزبر کر دیا اس لئے اس کا نام یری بول نایک مشہور ہوگیا۔ جب ارکان دولت نے دیکھا کہ ان کے جان و مال تلف ہو رہے ہیں تو انھیں سخت اندیشہ لاحق ہوگیا اور اپنی جان کیلئے ترسنے لگے۔ نایڑ مذکور کو جو اسی وقت کا منتظر تھا بالاتفاق خفیہ طور پر پیغام روانہ کیا کہ یہاں کا نایک پاگل ہوگیا ہے اور قتل غارتگری خلق اللہ پر کمربستہ ہوگیا ہے اور ہم سب اور اپنی ناموس سامی کی حفاظت میں آنا چاہتے ہیں اگر ریاست کی ہوس ہو تو بے خوف وخطر چھوٹی سی جماعت کے ساتھ اندر چلے آیئے۔

راجہ کے سبھی نوکر پیشہ وخوش باش اور دولت کے قدیم دولت خواہ بھی آپ کی آمد کو مغتنم سمجھیں گے نایڑ نے اس موقع کو مغتنم سمجھتے ہوئے چند ساتھیوں کے ساتھ نایک سے ملاقات کے لئے روانہ ہوگیا اور بغیر کسی مزاحمت اور ممانعت کے قلعہ پر معہ ساز وسامان قبضہ کرلیا۔ نایک دیوانہ کو قید کر کے کندرپی کو روانہ کر دیا بس اسی زمانہ سے درگ صدر راجہائی بلجیوار تلنگہ کے قبضہ میں آگیا۔ نایک نے اس مقام کو مستقر راجگی مقرر کیا اور اپنے تابعین کو محل مذکور (کندرپی) سے بلا کر ملک رانی کرنے لگا۔ ملناسوامی نامی ایک اشراف قوم تلنگہ کی دختر سے شادی رچا کر اس کے نام دیوانی مقرر کر دی چنانچہ وہ آئین کے ساتھ دادگستری کرنے لگا۔

یہ بات مخفی نہ ہو کہ تلنگہ کے راجوں میں یہی رسم وآئین ہے کہ پردھان یعنی مدارالمہام اپنی

Marfat.com

بیوی کا باپ (سسر) ہوتا ہے اور امور دولت کے سبھی مقدمات اور ملک ولشکر کا بندوبست، صلاح وصلح جنگ اسی سے متعلق ہوتے ہیں مسند نشین صرف عیش وعشرت اور سیر وشکار میں اس کی صوابدید پر وقت گزارتا ہے۔

غرض نایڑ مذکور بھی اس دستور پر عمل کرنے لگا اسی دوران پالیگار چتیل درگ نے اپنے نسبتی برادر یعنی بول نایک کا انتقام لینے کیلئے آلات وحرب وضرب جمع کرنے لگا اور حملہ کے لیے روانہ ہوگیا۔ چونکہ نایڑ مذکور جوانمرد تھا اس لئے مقابلہ کے لئے نکل آیا اور اس کی فوج کو ایک ہی شبخوں میں شکست دیدی۔ اسی زمانہ سے یہ قتل وخون کا بازار چلنے لگا یہ سلسلہ سال بسال چلتا رہا۔

نایک درگیہ نے کوہ ملکال مڑو پر جو کہ رائی درگ کے تین کروہ کی دوری پر ایک وحشت ناک مقام ہے اور جہاں پر ایک قریہ چند مکانات کے ساتھ آباد تھا پتھریلی حصار کھینچ کر اس پہاڑی کے دامن میں آباد کیا اس کے اطراف ایک دیوار بنا کر اسے مضبوط کیا اور اپنے ایک بھائی کو چھ سات ہزار پیادوں کے ساتھ یہاں متعین کیا۔ وہ بار بار نایڑ کے ملک پر حملہ کرتا رہا اور ملک تباہ کرتا رہا۔

مسلی کونئی نایڑ نے اس کی بار بار کی حملہ آوری سے تنگ آکر ہرپن ہلی کے پالیگار بسپا نایک سے دوستی کی اور اس کی حمایت میں آسودہ ہوا۔ اس نے چھبیس سال حکومت کی اور ایک بیماری کے سبب فوت ہوگیا اس کا بیٹا ونکٹ پتی اس کی جگہ متمکن ہوا۔ اس نے اپنے آباد واجداد کے برخلاف کیشوا چاری نام کے ایک برہمن کو اپنا دیوان مقرر کیا وہ خود آرام طلب اور نفس پرست تھا اس لئے عیش وعشرت بازی میں مشغول رہنے لگا۔ اسی دوران چتیل درگ والہ نے فوج کشی کی اور چند دیہات اور مواضعات کو غارت کردیا۔ اس نے

Marfat.com

قلعہ کی کشاکش کی کوشش کی۔ ناپڑ آرام طلب نے اپنے دلوائی یعنی پردھان کی سرداری میں فوج آراستہ کی اور اس بات کی اطلاع ہرپن ہلی کے راجہ کو دی اور اس سے مدد کا طلب گار ہوا۔

بسپا نایک ایک لشکر گراں کے ساتھ سیر وشکار کے بہانہ سے ہوچنگی درگ کی طرف روانہ ہوا اور چتیل درگ سے متعلقہ دیہات بسون کوٹہ اورانجی وغیرہ پر حملہ کر کے مویشی وغیرہ طلب کیئے اور اکثر رعایا کے مکانات خراب اور برباد کر دیئے۔

جب نایک درگ کو ان حالات کی اطلاع ملی تو ہم قوم دشمن سے جو کہ دلاور تھا خوفزدہ ہو کر اپنے عزم سے باز آگیا اور اپنے مقام کو لوٹ گیا۔ ونکٹ پتی نایڑ مذکور اپنی جگہ آسودہ ہو گیا اور اسی تردو میں تیئیس ۲۳ سال حکومت کرنے کے بعد کسی مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا۔

اس کا بیٹا پدہ تمیا نایڑ مسند حکومت پر مقرر ہوا۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ نایڑ مذکور قوی جثہ تھا اور اس قدر موٹا تھا کہ دوسروں کی مدد کے بغیر پہلو بدلنا بھی مشکل تھا۔ جس دن صبحدم اپنے آپ بستر سے اٹھ جاتا تھا اس دن شکرانہ کی شکر بانٹتا تھا اس کے کار پرداز دانا اور کارآزمودہ تھے۔ اس کے دور حکومت میں کارخانوں کا بندوبست بے حد اچھا تھا۔ چنانچہ لشکر جمع کر کے ملک گیری کے عزم سے نکلا۔ انہوں نے راجہ کو بھی ہاتھی پر سوار کر کے آلات وحرب وضرب سے آراستہ کر کے شمال کی طرف قلعچہ ہریال پر جو کہ اس ملک کا ضمیمہ تھا قیام کیا۔ یہاں سے اس نے محل موکا پر جو کہ دریائے ہکری پر واقع ہے جو تیتیس ۳۳ مواضعات پر مشتمل سرکار ادھونی سے متعلق ہے، حملہ کیا۔ یہاں کے قلعدار نے قرار داد کے بعد قلعہ نایڑ مذکور کے ارکان دولت کی ابلہ فریبی سے متاثر ہو کر بے جنگ حوالے کر دیا۔

Marfat.com

جب اس بات کی اطلاع حاکم ادھونی کو ہوئی تو وہ جنگ پر آمادہ ہوگیا۔ جب انہوں نے حاکم موصوف کی خدمت میں ایلچی کو معہ زرنذرانہ اور تحائف روانہ کیے ساتھ ہی ساتھ اس محل کی سالانہ پیشکش بارہ ہزار روپے بھی روانہ کر کے اسے رضامند کیا وہاں سے ہنسور کی راہ ہوتے ہوئے دارالسرور کو لوٹا۔

اسی دوران حضرت حسین نامی مجذوبؒ جو کہ ولی کامل تھے ان کے چھوٹے بھائی ٹیپو مستان بابا حمید قدس اللہ اسرارہم کے ساتھ سنہ ایک ہزار ایکسو انتیس ۱۱۲۹ھ میں ان حدود میں داخل ہوئے۔ دونوں مقتدیان دین ایک شہر آرکاٹ میں اور دوسرے شہر گنجی میں آسودہ ہیں۔ یہ تینوں بھائی حضرت امین الدین اعلیٰ بیجاپوری کی نظر فیض اثر سے اس مرتبہ کو پہنچے تھے۔ حضرت حسین مجذوب ان کے برادران کے ساتھ عازم پایان گھاٹ ہوئے اور آنحضرت نے قصبہ مذکور میں قیام کیا۔

ناپڑ مذکور نے آنحضرت کے خرق عادات اور کرامات کے متعلق سننے مشاہدہ کرنے اور امتحان کرنے کے بعد قصبہ ہنسوران کی کفالت کے لئے وید یا۔ اس نے ان کی کفالت کے لئے عالی مکان بھی تعمیر کروادیا۔ اس ملک میں آنحضرت کے کئی کرامات اور مکاشفات ظاہر ہیں۔ تاہم ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے پاس دوراس گائے (بیل) ایک مطلق سفید اور ایک سیاہ ابلق اور ایک راس مادہ گائے جس کا وہ دودھ پیا کرتے تھے موجود تھے۔ ان کے علاوہ چند بلیاں اور کتے ہر قسم کے پرندے ان کے پاس جمع تھے ان تمام کو وہ ایک ہی مٹی کے پیالے میں آب ودانہ اور طعام دیا کرتے تھے۔ نر گاؤں (بیل) کو انسان کے نام سے پکارتے تھے اور وہ جہاں بھی رہتے آنحضرت کی آواز پر جلد حاضر ہو جاتے تھے ان کے پاس ایک شمشیر اور ڈھال بھی موجود تھی۔ آنحضرت برہنہ سر اور بال منڈھائے

Marfat.com

ہوئے رہتے تھے۔ان کے پاس صرف ایک جوڑا کپڑے تھے جو صرف عورتوں سے ستر کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے لیکن کبھی کبھی اسے بھی ترک کر دیتے تھے۔

ایک دن ایک دیہاتی یعنی پٹیل جو اس قصبہ کے متصل سکونت رکھتا تھا اور جو دردِ لاولدی میں مبتلا تھا، فرزندوں کی آرزو میں اشک کے دریا بہایا کرتا تھا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور دست بستہ بار بار رونے لگا۔اس وقت آنحضرت نے ایک نظر ترحمانہ اس پر ڈالتے ہوئے اسی پیالہ سے جس کا تذکرہ اوپر کیا جا چکا ہے ایک لقمہ طعام اسے عطا کیا پٹیل مذکور صدق اعتقاد اور درست نیت سے اس متبرک کھانے کو اپنے گھر لے گیا زوجہ کے ساتھ غسل کر کے صاف باطنی کے ساتھ اسے کھایا اور اسی آرزو مندی میں سو گیا۔بفضل تعالیٰ اسے ایک پسر پیدا ہوا۔پس اس زمانہ میں پسر کو لے کر وہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔آنحضرت نے حکم دیا کہ اس بچہ کو ہمارے مکان کے صحن میں موجود حوض میں چھوڑ دو۔ دیہاتی نے حکم کے مطابق بچے کو بے اندیشہ حوض میں چھوڑ دیا۔

اللہ اللہ ایک شب کا بچہ تبسم کرتے ہوئے پانی پر پشت کر کے قومی بازو پیراکوں کی طرح تیرنے لگا اور تیرتے ہوئے کنارے پر پہنچا۔حضرت نے اسے اُٹھا کر دیہاتی کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ ایک سال تک دودھ پلانے کے بعد میری امانت مجھے لوٹا دو۔کہا جاتا ہے کے اس حوض کا پانی نمکین تھا لیکن طفل کی شناوری کے بعد سے شیریں تر ہو گیا۔

ایک سال بعد دیہاتی نے بموجب ارشاد بچہ کو حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ بچے کے بال کاٹ کر اس کا نام محمد کمال رکھا گیا اور آنحضرت خود اس کی پرورش کرنے لگے۔آنحضرت کی وفات کے بعد جو کہ سنہ ایک ہزار ایک سو چھیاسٹھ ۱۱۶۶ء میں واقع ہوئی اس مرقد مبارک کا مجاور اور خادم یہی شخص ہوا۔

Marfat.com

بعدازاں پٹیل مذکور کوئی بیٹے اور بیٹیاں ہوئیں۔اس کے علاوہ یہ کہ جس وقت ترمک ماما مرہٹہ نے اس ملک پر فوج کشی تو اس کے لشکر کے بازشرارت کیشوں نے موضع پر حملہ کیا اور دست غارت اور جفا کشادہ کرتے ہوئے روضۂ مبارک پر پہنچ کر دست درازی کی اور جو کچھ بھی ہاتھ لگا اٹھالیا۔ یہاں تک کے مرقد منور کا غلاف،فرش،مزین، شمشیر اور سپر بھی اُٹھالی۔ایک ہفتہ کے اندر جن لوگوں نے غارت گری میں حصہ لیا تھا ان کی آنکھوں کا نور جاتا رہا اور ان بے عقلوں کے سر پر دست قضا گھومنے لگی۔

جب سردار لشکر کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے تقصیرانہ پانچ ہزار روپیے معہ سامان نذر روانہ کیا اور جو کچھ سامان لوٹا گیا تھا اس کے علاوہ بھی بہت کچھ سامان دیا۔بس ان کی بینا ئی لوٹ آئی۔ اکثر اہل ہنود ان کے معتقد ہیں بعض آنحضرت کے نام سے اپنے لباس کو گیروے رنگ میں رنگ کر بال تراش کر مورچل اور عود لے کر گھوم گھوم کر گدائی کرتے رہتے ہیں اور نقد و جنس جو کچھ بھی ملتا اسے آنخضرت کے روضۂ پر نذر کر دیتے ہیں۔

القصہ نایڑ مذکور آنخضرت کا بے حد معتقد رہا۔رائی درگ کے مشرق کی جانب دامن کوہ میں جو گاؤں ہے وہ اسی کا بسایا ہوا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے تمام راجے بالائے کوہ اقامت کیا کرتے تھے۔غرض چودہ سال حکومت کرنے کے بعد اس نے جہان فانی کو خیر باد کہا۔اس کا بیٹا ونکٹ پتی نایڑ جو کہ بہت آرزوؤں، التجاؤں اور آہ زاری اور آنخضرت کی دعاؤں سے پیدا ہوا تھا سلطنت پر متمکن ہوا۔

اس نے عہدۂ دیوانی کندرپی نرسیا کے حوالے کی جو کہ اس دوات کا ایک رکن تھا۔ اس نے درست آئین سے حکومت کی۔اس کے عہد میں اکثر اوقات ہرپن ہلی اور درگ والہ کے درمیان اکثر جنگ واقع ہوی۔

نایڑ مذکور نے ہرپن ہلی والہ کی کئی بار شایان شان مدد کی۔ اسی دوران دیوانِ مذکور (نرسیا) نے درمیانی پہاڑی پر ایک مندر تعمیر کروایا جو ابتک باقی ہے۔ مندر کے اطراف زناردارں کے مکانات اور بازار کاراستہ ہے۔

ونکٹ پتی نایڑ چھبیس (۲۶) سال حکومت کرنے کے بعد طبعی اجل سے فوت ہوا۔ نامبردہ کو تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ لڑکوں کے نام کونئی نایڑ دوم راج گوپال نایڑ اور تیسرے کا نام تمیاّ نایڑ تھا اور لڑکیوں میں ایک کا نام ینکاجی اما اردوسری کا نام رورھراماّ تھا۔

والد کے انتقال کے بعد ان تینوں میں نزاع پیدا ہوگیا۔ بہت ہی ردبدل کے بعد ہر ایک مسند نشینی کا دعویدار تھا۔ کارپردازوں اور دیوان کی تجویز پر کونٹی نایڑ کو مسند پر بٹھایا گیا اگر چہ کہ اس کے بھائی بظاہر مطیع ہوئے لیکن دل سے اس کے زوال کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ چنانچہ پانچ سال بعد اس کے ایک بھائی راج گوپال نائڑ نے رات کے وقت کٹار مار کر اسے ہلاک کردیا خود اس کا قائم مقام بن گیا۔ اس نے دو سال ہی حکومت کی تھی کہ اس پر خون ناحق کا بخار چڑھ گیا اور پاگل پن کے آثار نمودار ہوگئے اور اس کا چھوٹا بھائی تمیاّ نایڑ مسند راجگی پر فروکش ہوا۔ ملک اور لشکر کی زمام اس کے ہاتھ میں آئی۔

مذکورہ دیوان (نرسیاّ) چند دن کام کرنے کے بعد فوت ہوگیا تو نایڑ مذکور نے کرشنپا نامی یلیجوار کی لڑکی سے شادی کی۔ وہ بے حد مفلوک اور محتاج تھا لیکن دانائی اور شرافت میں یکتائے زمانہ تھا۔ اسے دیوان مطلق العنان اور مہمات دولت کا مختار بنادیا۔ حساب و کتاب کا سارا کاروبار ہنمت اپا نامی شخص کے حوالے کیا گیا۔ انہیں یہ لوگ پارپتی کہتے ہیں ۔ جب دیوان اس وسیلہ سے احتیاج اور ناداری کے گرد وغبار کو دور کر چکا اور بخت

و دولت میں کامیاب ہوا تو ہر کام دانائی اور پیش بندی سے انجام دینے لگا۔

مسند نشین خاطر جمع ہو کر عیش و عشرت اور خطوط نفس کو دوست رکھنے لگا۔ دیوان عدل وانصاف اور غور و فکر سے غربا پروری کرنے لگا چنانچہ سارا ملک اس کے عہد میں خوب آباد اور رعایا خوش و خرم تھی۔ وہ چار لاکھ ہون محمد شاہی بلا قصور سرکار کو روانہ کرتا تھا۔

جس زمانے میں ناظم حیدر آباد رسالت جنگ نے حیدر علی خان کی سازش سے کرناٹک پایانگھاٹ کے بندوبست کے عزم سے اس علاقہ پر فوج کشی کی تو نایڑ مذکور نے موقع کو غنیمت جان کر بے شمار سپاہیوں کی مدد سے سیاہ ڈونگر عرف دیوکوٹہ کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے کرشنپا دیوان کو روانہ کیا۔

دیوکٹہ ادھونی کے مغرب میں پانچ کردہ کے فاصلہ پرا وردرگ سے چوبیس ۲۴ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ ان دنوں اس جگہ کا قلعدار بادشاہی فاروق خان، قلعدار گلبرگہ شریف کے فرزندوں میں سے ایک تھا۔ اس نے حضور سلطان عالمگیر سے ڈونگر مذکور کی قلعداری حاصل کر کے نام آوری حاصل کی تھی۔ وہ بارہا چند سواروں اور پیادوں کے ساتھ اطراف و جوانب میں چیتل درگ تک قزاقی کرتا پھرتا تھا۔ بعض اوقات اس طرف کے راجوں اور پالیگاروں کے تعلقہ جات تباہ و برباد کر دیتا تھا۔ اسلئے وہ سب اس کے برے وقت کے منتظر تھے۔ لیکن کوئی بھی اس میں کامیاب نہ ہو سکا تھا۔

نامبرد (کرشنپا) عدو شکنی کی تدبیر کرتے ہوئے حوالی ڈونگر پر حملہ آور ہوا اور تھوڑی سی کوشش کے بعد کامیاب ہو گیا۔ اس نے قلعدار بے خبر کو لواحقین زن و بچہ یعنی تمام متعلقین کے ساتھ اسیر کر کے قلعہ توڑنے کے بعد مراجعت کی۔

جب ناظم ادھونی بسالت جنگ مہم مذکور سے لوٹا تو نایڑ نے اس خوف سے کہ کہیں

Marfat.com

آصف جاہیوں کے ہاتھوں اس کا ملک تباہ و برباد نہ ہو جائے ، کیونکہ قلعدار کا ایک بھائی آصف جاہ کی خدمت میں عمدہ کار پر مامور تھا، قلعدار اور دیگر تمام اسیروں کو قید سے رہا کر دیا۔

قلعدار مذکور قید سے رہائی پاکر ناظم ادھونی سے پیوست ہوا اور اپنی بیدادی کا قصہ مفصل ناظم مذکو کو سنایا ناظم نے حاکم گتی مرارراؤ گھوڑپڑیہ کو ترغیب دی کہ وہ اس ملک کو تباہ و تاراج کر دے۔ چونکہ مرارراؤ اسی وقت کا منتظر تھا اسلئے اپنی جماعت کے ساتھ حملہ آور ہوا اور اس تعلقہ کی اکثر رعایا کو خراب اور زراعت کو پامال کر دیا نایڑ مذکور سے ایک خطیر رقم پیشکش حاصل کر کے اور قلعچہ ہریال پر قبضہ کر کے جو کہ رائی درگ کے توابع میں سے ایک تھا مرارراؤ نے مراجعت کی۔ نایڑ مذکور نے غنیم سے انتقام کے لئے لشکر فراہم کیا۔

اسی دوران حیدر علی خان بہادر نے لشکر کشی کی اور مرارراؤ سے شایان شان پیشکش حاصل کی انہوں نے کرکنات یعنی ساحل تنگ بھدرا تک کے علاقہ پر قبضہ کرلیا۔ جب وہ وہاں سے سری رنگپٹن لوٹے تو معزول پارپتی نے مخفی طور پر نایڑ مذکور اور دیوان کی بیدادی کا قصہ اور ملک کی بے بندوبستی کا احوال تحریر کے اور درخواست کی کہ اس علاقہ پر فوج کشی کی جائے۔ نواب نے اس بات کو فوز عظیم جانتے ہوئے رسالدار جہان خان اور اپنے برادر نسبتی مخدوم صاحب کو اپنی فوج کے ساتھ روانہ کر دیا۔ انہوں نے قلعہ اور تعلقہ پر قبضہ کرلیا۔

نایڑ مذکور (تمانایز) کو زاق وزیق (تمام اہل خاندان) اور کرشنپا اور پاربتی مغلول فتنہ انگیز کو دارالامارت سری رنگپٹن کو طلب کیا۔

نواب حیدر علی بہادر نے کرشنپا کو تمام امور شایستہ میں جہاندیدہ اور تجربہ کار دیکھ کر ترحم کریمانہ

Marfat.com

سے اسے اپنے پاس وکالت کی غرض سے نوکر رکھ لیا۔ نایڑ مذکور پر ساٹھ ہزار ہون پیشکش مقرر کر کے اسے اپنے ملک پر باز مامور کرتے ہوئے واپس کر دیا۔ قلعہ درگ کا چونکہ درو بست نایڑ مذکور کو منتقل ہو گیا تھا اسلئے اس نے اس کا انتقام کرتے ہوئے آسودگی حاصل کی۔ وہ پیشکش مقررہ بلا عذر و بہانہ روانہ کرنے لگا۔ اس کا وکیل مطلق اکرشنپا) اپنی دانائی کے سبب نواب کے تمام اعیان واراکین کے تسخیر کرنے میں کامیاب ہوا۔ وہ ہمیشہ نواب کے ہمرکاب رہنے لگا۔

اسی دوران واقعہ چرکولی واقع ہوا۔ نواب اس مہلک جنگ سے بچ نکلے، لالہ میاں برادر نسبتی ء نواب مقتول ہوئے میر علی رضا خاں اسیر ہو گئے اور کرشنپا بھی زخمی ہو کر مرہٹوں کی قید میں رہا اور بعد ازاں مرارراؤ کی سفارش اور نایڑ مذکور کی عرض و معروض مبلغ ادا کرنے کے بعد رہائی حاصل کی۔ اس نے پھر نواب کی خدمت میں حاضر ہو کر انعامات شائستہ سلوک لایقہ اور سر بلندی حاصل کی۔

نواب موصوف نے اس وقت کوہ گتی تسخیر کرنے کی ہمیت کی۔ کرشپنا نے حضور کی خدمت میں عرض کر کے فرمان وسند حاصل کی اور اپنی سپاہ کے ساتھ قلعچہ ہریال کا جو کہ مرارراؤ کا ٹھانہ تھا کا محاصرہ کر لیا اور تین ماہ کی کوشش کے بعد اسے فتح کر لیا۔

الغرض نایڑ مذکور نے درست آئین کے ساتھ تیئیس 23 سال حکومت کی اور انتقال کر گیا۔ چونکہ اسے کوئی بیٹا نہیں تھا اسلئے کرشنپا نے حضور میں عرض کر کے اس کے بھائی کے فرزند نیکنٹ پتی راج بن راج گوپال کو تخت نشین کروایا۔ نامبردہ نے آئین عدل وانصاف سے حکومت کی کرشنپا دیوان کی صلاح سے کامرانی کی۔ چنانچہ عہد ٹیپو سلطان تک ملک درگ اسی حالت میں رہا۔

Marfat.com

کرشنپاّ کے انتقال کے بعد جو کہ حضور سلطان کی مہم بلا دنگر کے دوران ہوئی پاپناّ نامی ایک شخص کو اس کی جگہ مقرر کیا گیا اسی دور سے اس دولت میں خلل واقع ہوا اور زوال کا سبب بنا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ٹیپو سلطان نے ادھونی کی مہم کے دوران اسے نائیڑ مذکور (ینکٹ پتی راج) کو یاد کیا۔ وہ وکیل نادان کی تجویز پر خود بیماری کا بہانہ کرتے ہوئے حاضر نہ ہوا اس مہم سے واپسی کے وقت اگرچہ وہ بے طلب حاضر ہوا تاہم سلطان نے اسے سزا دینے کی ٹھان لی کیونکہ اس کی پہلی غیر حاضری بغاوت کے مترادف تھی۔ سلطان نے اسے اسیر کر کے ہرپن ہلی والہ کے ساتھ مع خاندان بنگلور روانہ کر دیا۔ اس وقت تک اس نے دس سال تک حکومت کی تھی۔ سلطان نے اس کا سارا ملک اپنے آصفوں کے قبضہ میں دیدیا اور راجاؤں کا نام مٹا دیا۔ لارڈ کارنوالس بہادر کی لشکرکشی کے دوران سلطان کے حکم سے انہیں قتل کر دیا گیا چند بعد درگ کے پہاڑوں پر موجود کوہسار کو سلطان کے حکم پر توڑ دیا گیا۔

قلعہ سری رنگپٹن کی تسخیر اور ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد جو کہ سنہ ۱۲۱۳ھ م 1799ء میں واقع ہوئی راج گوپال نائیڑ بن ینکاجی اماد خترینکٹ پتی نائیڑ جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ جو اپنے ماموں کے قتل کے وقت قلعہ سری رنگپٹن میں تباہ حالت میں مقید تھا رہائی پا کر ریاست کی ہوس میں رائی درگ شہر کو روانہ ہو گیا۔ یہاں پر چند ہوا خواہوں اور قدیم ملازمین کی تجویز پر جو خود خانہ نشین تھے اسے موروثی مسند پر بٹھایا گیا۔ اس نے ایک ماہ تک حکومت کی تھی کہ پالیگاروں کا یہ سارا ملک ناظم حیدر آباد کے حصہ میں آیا۔ محمد امین خان عرب اس ملک پر قبضہ کرنے کے لئے اجازت حاصل کر کے پہنچا۔ امین خان اسے اس ملک کی سند حضور سے دلانے کا وعدہ کر کے اپنے ساتھ حیدر آباد لے گیا۔ اس کے بعد

Marfat.com

اس کا حال معلوم نہ ہو سکا کہ کیا ہوا۔

سن ایک ہزار دو سو پندرہ ۱۲۱۵ھ م 1800ء میں اس ضلع کا سارا انتظام لشکر انگریز بہادر کی تنخواہ میں ناظم مذکور کی طرف سے مقرر رہا۔

****

Marfat.com

اورنگ نہم (نواں باب)

چک بالاپور اور وہاں کے راجاؤں کی کیفیت

ایک مورخ نے لکھا ہے کہ پرانے زمانہ میں دریائے گوداوری کی سرزمین میں ایک چرم دوز (چمار) حکمران تھا۔ اسنے اپنی ریاست میں چرمی درم و دینار کو رواج دیا تھا۔ ایک دن اپنے جاہ وجلال کے غرور میں اس نے چاہا کہ اپنی رعایا کے ایک متمول اشرف خاندان بلجیوار کی دختر سے جو کہ حسن و جمال اور دلفریبی میں یکتا تھی سے شادی رچائے اور ہمبستری کرے۔ والیان دختر نے جو صاحب غیرت اور آبرو پرست تھے اس بات کو اپنی ہتک عزت و ناموس خاندان سمجھا اور وقت پا کر رات کے وقت سرزمین بالاگھاٹ کی طرف روانہ ہوگئے۔ یہ سات لوگ تھے۔

ایک دن وہ دوپہر کے وقت ایک گولر کے درخت کے نیچے آرام کر رہے تھے اور اس وقت انھوں نے طفل شیر خوار کے گہوارہ کی رسی شاخ سے باندھ رکھی تھی اور گہوارہ کو جنبش دے رہے تھے کہ ناگاہ قضا سے ایک سانپ درخت کے اوپر سے اتر کر گہوارہ کے اطراف حلقہ مار کر بیٹھ گیا اور اپنا کنچہ طفل کے سر پر چھتہ کی طرح کھول کر بیٹھ گیا۔ طفل کے ماں باپ نے سانپ کی اس حرکت کو فال نیک اور شگون دولت متصور کیا اور اسی جگہ رخت سفر کھول دیا اور وہیں پر عمارت تیار کرنے کی فکر کرنے لگے۔ تھوڑی سی مدت میں ان کی سعی سے مکانات تعمیر ہوگئے اور اس جگہ کا نام ''ہاماتی'' رکھا گیا۔ کیونکہ بزبان کنٹر ہاؤ سانپ کو کہتے ہیں اور واتی درخت گولر کو کہتے ہیں۔ قریہ مذکور رندی درگ سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔

اس واقعہ کو چند دن گزرے تھے کہ اس نے حکام آنے گنڈی سے اس علاقہ میں

Marfat.com

قریات وقصبات بسانے کی اجازت حاصل کی اور اس کام پر مامور ہوا۔ وہ گوڑ کے نام سے مشہور ہوا۔ ان کی پیشانی سے آثارِ دولت مندی اور کلانتری ظاہر تھی۔ ایک دن یہ لوگ سیر و شکار کے لئے شکاری جانوروں اور کتوں کیساتھ باہر آئے اور شکار کرتے ہوئے ایک جنگل میں گئے۔ اس وقت یہاں پر چک بالاپور آباد ہے۔ ناگاہ یہاں پر ایک خرگوش نکل آیا شکاری کتوں نے اس کا تعاقب کیا انہوں نے اسے پکڑنے میں ساری قوت اور چالاکی صرف کر دی مگر خرگوش کو پکڑ نہ سکے۔ آخرکار خرگوش نے کتے پر شیر کی طرح حملہ کر کر کے اس کا حلق کاٹ دیا۔ شکاری اس واقعہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اس بات کی اطلاع انھوں نے اپنے مالکین کو دی انھوں نے آپس میں صلاح ومشورہ کیا اور کہا کہ یہاں کے حیوانات میں اتنی جلاوت اور دلیری ہے تو اگر انسان یہاں سکونت اختیار کرے تو ظاہر ہے کہ وہ بھی جوانمرد ہوگا۔ اس لئے یہاں قلعہ بنایا جائے اور شہر آباد کیا جائے تا کہ اطراف واکناف کے لوگوں کے لئے باعث پناہ ہو۔ پس انھوں نے یہاں قلعہ تعمیر کیا۔

ان میں سے سب سے بڑے بھائی میں آثار شجاعت اور عالم پروری زیادہ تھی اس نے تعمیر قلعہ اور نئے شہر کو آباد کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لے لی۔ جو کچھ رقم اس کے پاس تھی اس سے یہ کام سرانجام دیا۔ اس نے یہیں سکونت اختیار کر لی۔ جب قلعہ حسب دلخواہ مکمل ہو گیا تو اسے اپنے بیٹے کے نام پر جس کے سر پر سانپ نے سایہ کیا تھا، جس کا نام چک بالیا تھا، چک بالاپور رکھا۔

برادر دوم نے جس کا نام یلونک گوڑ تھا یلونکا گاؤں آباد کیا۔ اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ برادر سوم نے قصبہ سکونر جو کہ فی الحال تعلقہ پنکنور میں ہے آباد کیا۔ اسنے وہیں سکونت اختیار کر لی۔ برادر چہارم نے دیون ہلی آباد کر کے وہیں سکونت اختیار کر لی۔

Marfat.com

پانچویں بھائی نے بڑا بالا پور آباد کیا اور چھٹے بھائی نے ہسکوٹہ آباد کیا۔

یہ بات مخفی نہ ہو کی بعض تاریخ دانوں نے یہ کہا ہے کہ یہاں بھی شکار کے وقت ایک لومڑی نے شکاری کتوں کو زیر کیا اور یہی دیکھ کر اس مقام کو پسند کیا اور مضبوط قلعہ تعمیر کیا۔ اور مغرب کی طرف ایک تالاب بنا کر اسے دارالمقر قرار دیا۔ ساتویں بھائی نے موضع ہاماتی کو اپنا دارالمقر بنایا چنانچہ ان کی اولاد درجہ بدرجہ موروثی مکانات میں ترقی کرتی گئی اور راجگی کے لئے ضروری اشیاء جمع کر کے حکومت کرنے لگے۔ انھوں نے راجگان آنے گنڈی کی اطاعت اختیار کی اور پشت بہ پشت یہی وطیرہ اختیار کیا۔

وقت گزرتا رہا اور سن ۱۰۴۴ھ م 1634 ء میں اس نواح کی ریاست ہاماتی بیڑی گوڑا تک پہنچی جو اس وقت فرمان روائی بالا پور کلاں تھا اور اس شہر کے بانی کا فرزند تھا۔ وہ سرداروں کے آئین کے مطابق عدالت پرست اور انصاف پسند تھا۔ اس نے سپاہ اور رعیت کو خوشدل رکھا تھا۔ وہ خود کو راجہ کے نام سے پکارتا تھا۔

انھیں دنوں عادل شاہ کے امیر کبیر بیجا پور یعنی رن دولہ خان معہ شہنواز خان دکنی اس ملک کی تسخیر کے لئے وارد ہوئے۔ ایک طرف سے بندوبست کرتے ہوئے اس طرف پہنچے۔ بھیڑی گوڑا نے ان کا شایان شان استقبال کیا اور تملق چاپلوسی سے مبلغ خطیر اور جواہر بے شمار اور ہمہ قسم کی مٹھائیاں پیش کیں۔ کیونکہ یہاں شکر بہت زیادہ ہوتی ہے اس لئے اس نے مٹھائیوں سے ایک لشکر یعنی پیادگان تمام ساز و سامان کے ساتھ سوار مع سلاح ہاتھی معہ کوس' عماری' حوضہ اور بار برداری اونٹ اور بیلوں کے ساتھ توپیں پیش کیں۔ امیر الامراء مذکور اس بات سے بے حد خوش ہو گئے اور حکومت بالا پور خرد' کوڑی بنڈہ' تلکائی کنڈہ اور دیونہلی اس پر بحال کر دیئے۔ اس کے علاوہ انعامات شائستہ سے سرفراز

Marfat.com

کیا۔ بڑا بالاپور چند دیہاتوں مواضعات کے ساتھ داخل پرگنات صوبہ سرا ہے۔

یہاں سے لشکر سلکٹہ کی طرف روانہ ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں کا حارث سیوانی گوڑا تھا جو کہ بے شعور محض تھا۔ چنانچہ ایک دن بال تراشتے ہوئے اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حجاموں کا استرا خوب تیز اور براق ہوتا ہے بلکہ تیغ اور تیر سے تیز تر ہوتا ہے بہتر ہے کہ اس سے لشکر استرا بنداں (حجاموں) جمع کی جائے تاکہ اس سے ہمیشہ کامیاب رہا جائے پس اس نے تمام جری اور بارہا جنگ آزمودہ سپاہیوں کی برطرف کردیا اور تمام طرف سے موتراشوں اور استرہ بندوں کو طلب کر کے اور مبلغ کثیر صرف کر کے انھیں سان فراہم کئے۔ یہاں تک کہ چار پانچ ہزار نائی تیز استرہ اس کے احمق جھنڈے کے تلے جمع ہوگئے۔ استرہ بندوں نے قلعہ کو آئینہ کی طرح سجادیا۔ سردار ناداں ودولت مند وحجام پسند نے اطمینا ن خاطر اور استقلال مہیا کیا۔ بلکہ اپنی نئی فوج پر ناز بھی کرنے لگا۔

لشکر بادشاہ اسلام نے امرائے خون آشام کے ساتھ بر سروقت پہنچ کر قلعہ کا محاصرہ کرلیا اس مقام کے حاکم نے نادانی اور غرور سے استرہ بندوں کے گروہ کو جبراً وقہراً سامنے کیا اور جنگ کے لئے قلعہ سے نکلا' اس نے جنگجوؤں کی طرح شمشیر آزماتے ہوئے عرصہ جدال وقتال قائم کیا اور صف بندی کی۔ فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔

بادشاہی سپاہیوں نے جو کہ آلات حرب وضرب سے آراستہ تھے دیکھا کہ اپنے مدّ مقابل سپاہیوں کے ہاتھوں میں سان وسامان ہے۔ وہ اسے استعجاب سے دیکھنے لگے ۔جب انھوں نے گھوڑے دوڑائے تو نائیوں کی جیسے جان ہی نکل گئی۔ وہ چمٹا پکڑے ہوئے اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے۔ انھوں نے اپنے دشمن کے آگے آئینہ اور موچینہ پیش کر کے انھیں مسکرانے پر مجبور کردیا۔ سردار نے جب اپنی فوج کی بہادری اور دست نمائی کا مشاہدہ

Marfat.com

کیا تو اسے اپنی بے وقوفی کا احساس ہوا اور غرق جہالت میں ڈوب کر قلعہ کے اندر دوڑ گیا اور دست افسوس ملنے لگا۔ آخر کار کلید فتح الباب لشکر بادشاہی کے حوالے کر دی۔ اپنی نادانی پر خجل ہوتے ہوئے اس نے قلعہ اور اس کے توابع بادشاہ کے متوصلیوں کے حوالے کر دیئے۔ امیر کبیر نے اسے حکومت کے قابل نہ سمجھ کر معزول کر دیا اور تعلقہ سلکٹہ بھیڑی گوڑا کے حوالے کر دیا اور خود دوسرے علاقوں کے بندوبست کے لئے روانہ ہو گئے۔

بھیڑی گوڑا نے صوبہ سرا کی باجگزاری میں اپنے آپ کو منسلک کرتے ہوئے انتظام کیا اور ہوشیاری' دیانت' اور رعیت پروری کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ خلق اللہ کی دادرسی اور عدل اس کا شیوہ تھا۔ اس کے نائبین کی پرستاری کی وجہ سے وہ کامیاب رہا' اس نے کئی مقامات کی مرمت کی اور اپنے علاقہ کے قلعوں کو مضبوط کیا۔ چنانچہ دیوار قلعہ بائین وبالا گڑی بنڈہ کو مٹی اور پتھروں سے' دیولی کو پتھروں سے کیونکہ وہ قلعہ کوہ پر واقع ہے تعمیر کیا۔ اس جگہ کا بڑا تالاب جو قصبہ کے مشرقی دروازہ کے پاس موجود ہے اسی کا بنایا ہوا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ تالاب کی تعمیر کے وقت بدروئے آب جسے توم کہتے ہیں بار بار ٹوٹ جاتا تھا اس لئے رئیس کی طبیعت مکدر ہو گئی۔ یہاں تک کہ معمار نے اپنی بیوی کو اس بندھ میں کھڑا کر دیا اور اس پر تالاب کا بندھ تعمیر کروا دیا چنانچہ اس وقت تک یہاں کے باشندے اور اطراف واکناف کے باشندے یہاں پر پوجا کرتے ہیں۔

غرض گوڑ مذکور نے بیس سال تک عادل رؤسا کی طرح حکومت کی اور اجل طبیعی سے انتقال کر گیا۔ چونکہ اسے کوئی فرزند نہیں تھا اس لئے اعیان دولت نے اسی کے خاندان کے ایک شخص کو جس میں ملک داری کی لیاقت تھی چک بیڑی گوڑا نام رکھ کر مسند نشین کیا۔ سبھی نے اس بات پر رضامندی ظاہر کی مگر گوڑا کی بیوی نے جس کا نام ونگمّا تھا اس

Marfat.com

بات رضا مند نہ ہوئی اور خروج کرتے ہوئے گوڑی بنڈہ روانہ ہوگئی اور وہیں قیام کیا۔ زن مرد صفت کئی بار پالیگار اور گوڑ مذکور پر فتح یاب ہوئی۔ جنگ کے وقت وہ خود ضرور تاً مردانہ وار شمشیر ہاتھ میں لے کر مخالفین کی طرف متوجہ ہوتی تھی اور انھیں دفع کرنے کی کوشش کرتی تھی یہاں تک کہ کامیاب ہوجاتی تھی۔

اس طرح اس نے پندرہ سال مخالفین سے نبرد آزما رہنے کے بعد جان دیدی۔ اس کے بعد اس کا چھوٹا بھائی رامیا گوڑا کے نام سے گوڑی بنڈہ کی مسند پر فروکش ہوا۔ اس نے اپنے ایام حکومت میں جنوب کی طرف ایک تالاب اور مشرق کی طرف ایک مندر تعمیر کروایا۔ یہ مندر قصبہ کے دروازہ کے قریب ایک سنگین چبوترہ پر موجود ہے۔ جب اس کی حکومت کو بارہ سال گزرے تو چک بھیڑی گوڑا چکبالاپور کے حاکم نے جو کہ مرد افگن عورت کے تسلط اور متوفی برادر کے زمانہ سے حسد وحسرت سے اپنی نظریں اس طرف لگائے ہوئے تھا اس خوف سے کہ کہیں وہ حملہ نہ کردے اپنی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کرنے کے بہانے سے طلب کیا اور موضع منڈیگل اور جیگان ہلی کے درمیان اہل بدرقہ کے ہاتھوں قتل کروادیا۔ اسنے گوڑی بنڈہ پر قبضہ کرلیا۔ اس نے سینتالیس ۴۷ سال حکومت کی اور انتقال کر گیا۔

اس کے مرنے کے بعد اس کے بھائیوں میں سے ایک جس کا نام جوگی بھیٹرن گوڑا تھا راجگی پر مسلط ہوا۔ اس نے خلق اللہ پر ظلم وجور اور اذیت کا طریقہ اختیار کیا اس لئے اہل کاروں نے دو سال بعد اسے معزول کر کے قید کردیا اور انیاّ گوڑا نامی ایک شخص کو مسند بالاپور پر بٹھایا۔ اس نے سلامت روی کے آئین سے پندرہ سال حکومت کی اور جہاں سے رخصت ہوا، اسکے بعد اس کا بیٹا بھیری گوڑا مسند نشین ہوا اس نے ہر مرد وزن کے دل سے آہ

Marfat.com

سر دکھنچوائی کیونکہ اسنے بھی ظلم و جورا ور اذیت کا طریقہ اپنایا۔ انھیں اسباب کی وجہ سے کار پردازان نے اسے معزول کر کے قید کر دیا اور اس کے ورثاء میں سے پیچی گوڑا نامی شخص کو مسلط کیا جب اس کی حکومت کو دس بارہ سال گزرے تھے کہ اس کے اور راجہ میسور کے درمیان مقاتلہ اور مجادلہ روداد ہوا۔ ان دونوں کے درمیان خصومت کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ قوم بیدڑ کے دوا شخاص جن کے نام نلہ گھاما اور ویر گھاما تھے قریہ کانڈل چنتا متعلقہ بالا پور خرد میں رہا کرتے تھے انھوں نے حکومت کا روپیہ غصب کر لیا اور منحرف ہو کر فرار ہو گئے انھوں نے گمنیر پالیہ میں پناہ لی جب راجہ کو اس بات کی اطلاع ملی تو اسنے گمنیر پالیہ کے پالیگار کو پیام روانہ کر کے درخواست کی کہ نفران مذکور کو جو کہ محاسبہ دار سرکار ہیں کو روانہ کی جائے کیونکہ انھیں پناہ دینا مناسب ہم جنساں نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں دونوں کے درمیان ناچاقی پیدا ہوگئی۔ اس نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ بلکہ مفرورین کو پناہ دی۔ لہٰذا معاملہ جنگ تیر تفنگ تک پہنچا۔ راجہ نے ایک گراں فوج کے ساتھ گمنیر پالیہ پر حملہ کیا۔ چنانچہ دونوں طرف سے جنگ شروع ہوگئی۔ اس حال سے واقف ہو کر دونوں مفرورین نے بے اطلاع اس جگہ سے فرار ہو کر میسور کے دلوائی کانتیا کے ہاں پناہ لی۔ جب یہ بات راجہ کو معلوم ہوئی تو اس نے گمنیر پالیہ کے پالیگار سے صلح کر لی اور واپس لوٹ آیا۔ اس نے راجہ میسور سے ان مفرورین کو گرفتار کر کے اس کے حوالے کرنے اور ان کی شرارت ظاہر کرنے کے لئے لکھا۔

کانتیا دلوائی نے جو کہ جاہ تمکنت کے غرور میں آسمان تلے سر نخوت اٹھائے ہوئے تھا اس کے جواب میں پہلو تہی کی اور ایلچیوں کو لوٹا دیا پس اس بحث تکرار میں صورت پرخاش نمایاں ہوئی۔

Marfat.com

کا نتیاؔ نے جو اس سے قبل بہانہ کی تلاش میں تھا بالا پور فتح کرنے کے زعم میں اپنے لشکر کے ساتھ حملہ کیا اسنے اس علاقہ کے اکثر مواضعات اور دیہاتوں کو غارتگری کی جاروب سے غارت کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس نے چک بالا پور اور نندی گڑھ کا محاصرہ کر لیا۔

نندی گڑھ بالا پور سے تھوڑے فاصلہ پر ایک پہاڑی قلعہ ہے جسے ہاماتی بھیڑی گوڑا کے دور میں بنوایا گیا تھا۔

چک بالا پور کا راجہ لشکر اور جنگی سامان کی کمی کی وجہ سے قلعہ بند ہو گیا اور حصار کھینچ کر جنگ پر مستعد ہو گیا۔ چند دنوں بعد جب کہ غنیم کے لشکر کا زور زیادہ ہو گیا تو اس نے اندیشہ ناک ہو کر ایک عرضی جس میں میسوریہ کی لشکر کشی کے سبب ملک باج گزار کی تباہی و بربادی کا تذکرہ تھا نواب صوبہ سرا امین خان کو لکھا۔ اور مدد کی درخواست کی و نائب نے کانتیا کو اس عزم سے باز آنے کے لئے لکھا مگر اسنے پوچ زعم اور خیال باطل کے پیش نظر نواب کے عنایت نامہ کے جواب میں کوئی مناسب جواب نہیں دیا اور سر ہلاتے ہوئے اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔

نواب کو اس بات سے بے حد غصہ آیا اور انھوں نے تین ہزار سوار باجگزار کی حمایت کے لئے خود منظور کرتے ہوئے یلغار کیا اور ایک حملہ مردانہ میں کانتیا کو شکست دیدی اور کانتیا کا سر کاٹ کر نیزہ پر لٹکا دیا اس کا لشکر تتر بتر ہو گیا اور میسور لوٹ گیا۔

اس واقعہ کے بعد میسور کے دلوائی دیوراج اور نندراج نے اس تمام علاقہ کو فتح کرنے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔

راجہ بیچی گوڑا بھی اس حرکت سے نادم تھا اگر چہ کہ حکام صوبہ سرا نے اس کی ہمت افزائی کرتے ہوئے میسوریہ کو دور کر دیا تھا تاہم اس نے کانتیا کے سر کے عوض سونے

Marfat.com

چاندی اور زروجواہر میں سر بنوا کر ننذراج میسور کو پیش کیا اس طرح کینہ دور ہوا۔ ننذراج اور اس کے درمیان سلسلہ جنبانی پیدا ہوئی۔ ننذراج نے طلائی سر قبول کرنے سے انکار کر دیا اور حیلہ وفریب کی باتوں سے اسے خوش کر دیا لیکن وقت بد کا منتظر رہا۔

پیجی گوڑا نے بتیس ۳۲ سال حکومت کرنے کے بعد انتقال کیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اپا سوامی گوڑا مسند نشین ہوا اگر چہ کہ اس نے بڑی ہوشیاری اور دانائی سے اپنوں اور بے گانوں کی رضائے خاص وعام کے ساتھ کاروائی کی لیکن لشکر میسور سے غافل نہیں تھا۔ اس نے قلعہ خوب مضبوط کئے اوران میں آلات وحرب وغیرہ جمع کر کے انھیں مستحکم کیا۔

اس دوران نواب حیدر علی خان بہادر نے ترقی کی اور میسور یہ کی حمایت سے مرہٹوں سے بارہا جنگ کی اور اطراف واکناف کے جو پالیگار منحرف سرکار ہو چکے تھے انھیں شکست دی جب وہ صوبہ سرا کے بندوبست سے فارغ ہوئے تو انھوں نے ۱۱۷۲ھ م1756 ء میں چک بالا پور کی تسخیر کی ہمت کی۔ راجہ متحسن ہو گیا۔ مگر اس نے ہمت نہ ہاری۔ بروج وبارہ اپنے خاص معتمدوں کے سپرد کیا اور جنگ کے لئے مستعد ہو گیا۔ راجہ نے جنگ کے لئے ہر دن فوجیں گردہ درگرو روانہ کیں مگر شکست کھاتا رہا آخر سپر انداز ہو کر مرار راؤ کو اپنی مدد کے لئے طلب کیا۔

چنانچہ راؤ مذکور کو اپنی فوج کے ساتھ پہنچا اور گوڑی بنڈہ میں قیام کیا۔ اس نے اس کی حمایت میں اگر چیکہ تعلقات سرکار خداداد میں تباہی مچادی۔ لیکن کام خاطر خواہ نہ ہو سکا۔ اس لئے اس نے مجبور ہو کر راجہ نے صلح کی ٹھان لی اور ایک لاکھ روپے دیکر صلح کی۔ اسنے سالانہ تین لاکھ روپے پیشکش دینیکا وعدہ کیا۔ اس نے اس لئے کل سات لاکھ روپے تین قسطوں میں ادا کرنے کی حامی بھرلی۔ پہلی قسط دیون ہلی میں قیام کے وقت، دوسری قسط

بنگلور کے قیام کے دوران اور آخری قسط سری رنگ پٹن پہنچنے پر۔ نواب حیدر علی خان نے یہ بات مان لی۔ اور وہاں سے مراجعت کی۔

اس بات کی اطلاع پا کر مرار راؤ راجہ کے زوال کا خیال کرتے ہوئے بالا پور پہنچا اور اسے سمجھایا کہ یہ کیا بے عقلی ہے۔ اس خیال خام کو دل سے نکال دو اور جو سات لاکھ روپئے تو نے نواب کو دینے کا وعدہ کیا ہے انھیں نواب کو دینے کے عوض مجھے دیدو جن کی مدد سے میں لشکر فراہم کر کے بلکہ رئیس پونہ و ناظم حیدر آباد کو ان کی افواج کے ساتھ بلا کر تمھاری مدد کرتا ہوں اور یہ سارا ملک بالا گھاٹ تمھارے زیر نگین کرا دیتا ہوں تم ہمت نہ ہارو تمھارے لئے فی الحال یہی بہتر ہے کہ یہ قلعہ میرے حوالے کر کے دو اور تمام خزانہ و فیلخانہ کے ساتھ کوہ نندی درگ میں جہاں کی دیواریں بے حد مضبوط ہیں محصور ہو جاؤ اور دیکھو کہ میں کیا کرتا ہوں۔

پس وہ نادان شخص اس کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گیا قرار و مدار ترک کر کے قلعہ مرار راؤ فتنہ باز کے حوالے کر دیا اور خود نندی درگ میں محصور ہو گیا۔ ان مقدمات کی تفصیل نشان حیدری میں لکھی گئی ہے وہاں سے پڑھی جا سکتی ہے۔

نواب کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انھوں نے تیر خوردہ شیر کی طرح ایسا مردانہ حملہ کیا کہ تھوڑی سی کوشش میں قلع فتح ہو گیا اور مرار راؤ عالم خراب زرد رو ہو کر یہاں سے فرار ہو گیا۔ نواب نے قلعہ کو آلات و حرب و ضرب سے مضبوط کیا۔ اور میر علی رضا خان کو نندی گڑھ کی کشاکش کے لئے روانہ کیا۔ انھوں نے کوہ مذکور کوشش سے تسخیر کیا اور برگشتہ بخت راجہ کو اس کے خاندان کے سبھی چھوٹوں بڑوں اور عورت بچوں کے ساتھ اسیر کر لیا۔

حضور کے حکم کے مطابق راجہ کو زن و بچہ کے ساتھ قلعہ بنگلور میں بند کر دیا گیا اس

Marfat.com

کے بیٹوں میں دو جوان شائستہ نے دین اسلام قبول کرلیا۔ ایک جان بحق تسلیم ہوا اور دوسرے نے جس کا نام صفدر خان ہے ابھی زندہ ہے۔

انیا سوامی گوڑا کا بھائی پیچی گوڑا اس تہلکہ سے قبل اپنے تمام متعلقین اور دوسرے برادرزادوں کے ساتھ اس جگہ سے نکل کر پایان گھاٹ میں پناہ گزیں تھا۔ چند دن بنگار پالیہ وکائستری میں اس نے قیام کیا اور موروثی حکومت حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن دولت ومنزلت میں کمی کے سبب چونتیس ۳۴ سال کے بعد انتقال کر گیا۔ اب اس کے خاندان کے لوگ گراں بہا زیورات فروخت کر کے اور زراعت کر کے اپنی گزراوقات کرتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ اس ملک کے ورثاء ہیں اس لئے چھوٹے بڑے ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

الحاصل جس وقت لارڈ ارل کارنوالس بہادر امیر الامراء انگریزی نے ناظم حیدر آباد اور کارپرداز پونہ کی سازش سے ۱۲۰۶ھ م 1791ء میں بالا گھاٹ کی تسخیر کے عزم سے فوج کشی کی اس وقت رام سومی گوڑا اور نارائن سوامی گوڑا نامی اس کے بیٹوں اور وارثین نے کرنل الکنڈر ریٹ بہادر کی استعانت اور رائے سے عہد و پیمان اور سامان رسد غلات اور اذوقہ لشکر کو پہنچانے کا وعدہ کیا اس کے عوض اپنے ملک کو حاصل کرنے اور بندوبست کرنے کی اجازت حاصل کی اور دوسرے مترصدیوں کی طرح فوج جمع کرنے میں مشغول ہوگئے اور اپنے تعلقات پر مسلط ہو گئے۔

چونکہ قلعہ بالا پور اور نندی گڑھ پر سپاہ سلطانی کا قبضہ تھا اس لئے نارائن سوامی نے انبوہ گڑھ میں کرنل موصوف سے ملکر فوج کی کمک طلب کی۔ رام سوامی نے دلاوری دکھاتے ہوئے تلکائی کنڈہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ جس طرح بھوکا خوان الوان نعمت پر ہاتھ بڑھاتا ہے اسی

Marfat.com

طرح وہ زروجنس اور غلہ پر ہاتھ بڑھانے اور انھیں جمع کرنے لگا اور موردالطاف ہوا۔

قلعہ بنگلور کی فتح کے بعد جب لارڈ کارنوالس بہادر اپنی فوجوں کے ساتھ دیون ہلی کی راہ سے لوٹا اور کچھ دنوں کے لئے چکبالاپور میں قیام کیا۔ وہاں کے قلعہ دار درنائک واڑیوں نے دوروز قبل حضور ٹیپو سلطان کے حکم سے قلعہ نندی گڑھ اور چک بالاپور خالی کر دیا تھا۔

کرنل الکزنڈر ریٹ نے قلعہ بالاپور پر قبضہ کرلیا اور ایک لاکھ روپے نذر سرکار کمپنی تقرر کرنے کے بعد اس کے تابعین کے ساتھ رام سوامی کے نام لکھ دیا۔ چنانچہ نامبردہ اجازت حاصل کر کے روانہ ہوگیا۔

تعلقہ دیونہلی اور سلکٹہ نارائن سوامی کے نام مقرر ہوئے اس نے کرنل موصوف کے حکم سے سلکٹہ کو اپنا دارالمقر بنایا۔ اس کے ایک بھائی ینکٹے گوڑا نے گوڑی بندہ کو جنگ کر کے فتح کیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ اس طرح بھائیوں کے اتفاق سے کام جاری ہوا۔

الحاصل جب رام سوامی کو اپنا دارلمقر دوبارہ مل گیا تو اسنے اپنے قسمت کو یاور سمجھتے ہوئے چھ سو پیادے اور چند سوار جمع کئے اور ایک بھائی کی جو کہ شجیع تھا کی سرکردگی میں قلعہ کی حفاظت کیلیے روانہ کیا اور خود تلکائی کنڈہ کی طرف جو کہ سخت جنگل تھا فی الحال اپنا دارالمقر مقرر کر کے وہاں مقیم ہوگیا۔

جب لارڈ بہادر موصوف انباجی درگ کی طرف روانہ ہوگیا تو سلطان نے عقب سے پہنچ کر قلعہ مذکور کے آگے خیمہ گاڑ دیئے اور حال دریافت کرنے کے بعد اپنے سپاہیوں کو قلعہ کی کشائش کا حکم دیا۔ غازیوں نے قلعہ کے اطراف حلقہ باندھ کر چاروں طرف سے جنگ شروع کردی اور دوسرے دن قلعہ توڑ پھوڑ کر اور حصار پر یورش مردانہ کرنے کے بعد

Marfat.com

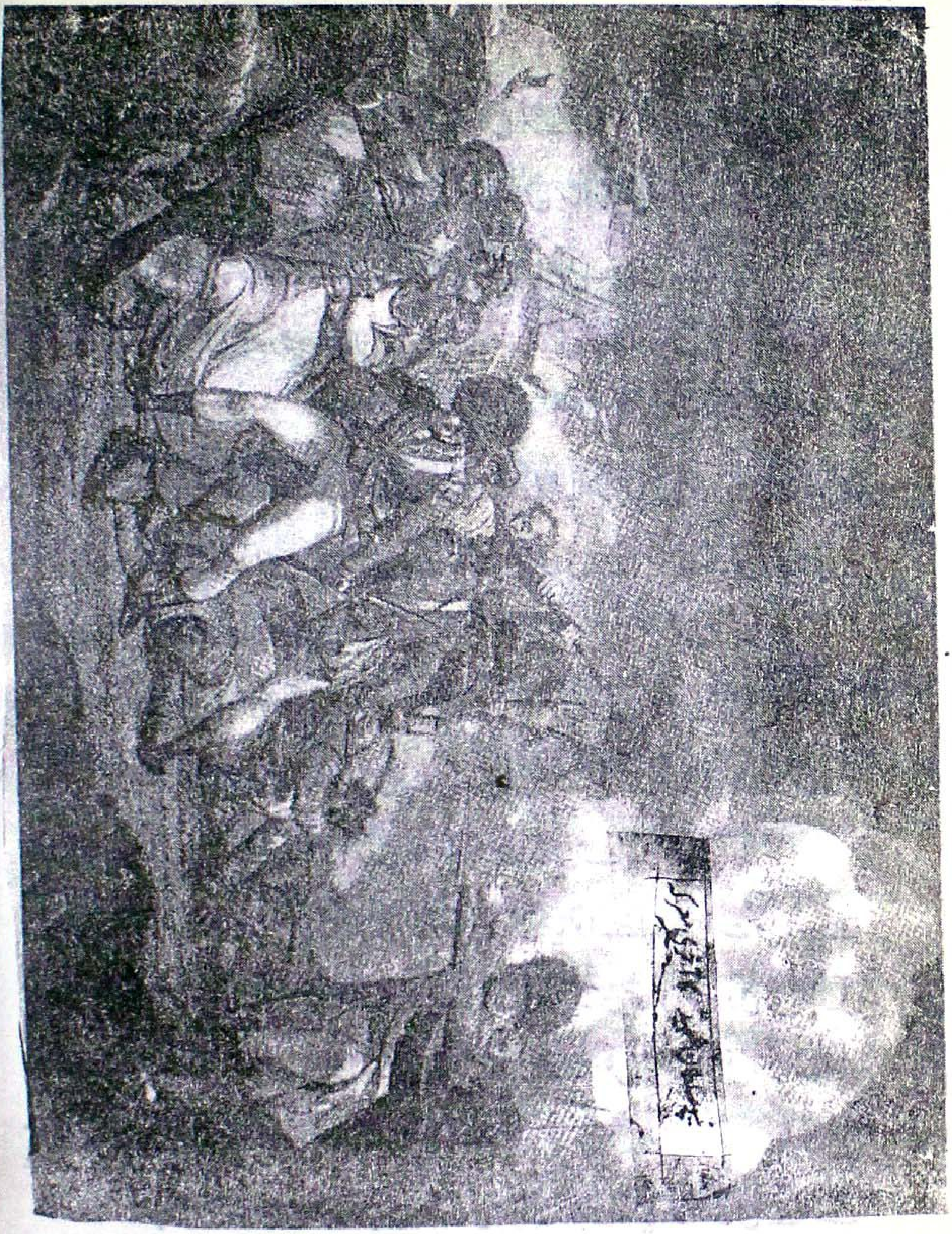

250 الف

ٹیپو سلطان شہید کا آخری معرکہ

Marfat.com

قلعہ فتح کرلیا۔ ہزار پانچ سو سپاہی ہلاک ہوئے۔ قلعچیوں کو تہ تیغ کھینچ لیا اور بقیہ السیف کو اسیر کر کے حاضر حضور کیا۔ قہر سلطانی کے حکم سے جلادوں نے تین سو افراد کے دست و پا کاٹ کر روانہ عدم کیا۔

ٹیپو سلطان کی روانگی کے بعد چونکہ سلطانی سپاہ وہاں موجود نہیں تھیں رام سوامی نے اپنے عامل کو وہاں رکھا اور نندی گڑھ کی تسخیر کے بعد اس ملک کا اہتمام کرنے لگا اور حسبِ قرارداد لاکھ روپیہ نذرانہ روانہ کیا۔

بدقسمتی سے وہ صرف دس مہینے ہی حکومت کر سکا تھا کہ دفعتاً سلطان اور لارڈ بہادر کے درمیان دوسرے شرکاء کی تجویز سے یگانگت ہوگئی اور بلا دبارہ محل وغیرہ جو کہ دارالسلطنت کے مشرق میں واقع تھے واگذاشت ہوگئے۔

نارائن سوامی، رام سوامی اور وینکٹے گوڑا ناامید ہو کر وہی آش سابقہ اپنے کاسہ قسمت میں لیکر نکل کھڑے ہوئے اور وہاں سے بے مقصود راہ پایانگھاٹ سرکی۔

ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد جو کہ ۱۲۱۳ ہجری م 1799ء میں واقع ہوئی سنا گیا ہے کہ صفدر خان اپنے خاندان کے افراد اور دیگر لوگوں کے ساتھ پائین گھاٹ میں جا کر وہیں ایک گاؤں میں مقیم ہے اور ریاست کے کاموں سے بے دخل ہے۔

****

Marfat.com

اورنگ دہم (دسواں باب)

کنچن گڑھ اور وہاں کے حاکموں کا حال

آنے گنڈی کے کرشن رائل کے عہد حکومت میں کنچنا نامی ایک رعیت نے جو بلجیوار قوم لنگایت سے تعلق رکھتا تھا کنول کی طرف سے جو کہ رائلان مذکور کے آباواجداد کا وطن تھا اس نواح میں آ کر رائل کی ایماء سے کوہ تنگ بھدرا کی اس طرف جنگل تراش کر ایک گاؤں آباد کیا اور اس کا نام کنچن گڑھ رکھا۔ گڑھ ضم کاف فارسی اور دال مشدد ہندی اور حرکت ہائی حوز اس ملک کی اصلاح میں قریہ کو کہتے ہیں۔ اسے وہاں کے رسوم نار گوڑی یعنی حق سعی محنت ملتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس نے اپنی زندگی میں تیئس ۲۳ قریے حسن تردد، راستی قول اور رعایا کی خاطرداری سے مغرب، مشرق اور جنوب میں آباد کئے۔ انھیں بیجی نگر کا پرگنہ قرار دیا۔ ان سے ہونے والے محاصل بارہ ہزار ہون جمع کامل ہوتے تھے۔ اس نے اس مکان کو خوب آباد کیا اور دریا کے کنارے مٹی کے ایک تودہ پر حصار کھینچ کر نام آور ہوا۔ اس قریہ کے مغرب میں مذکورہ ندی مشرق اور شمال میں قلعچہ اور گاؤں اور اس کے تھوڑے سے فاصلہ پر شمال کی جانب ایک پہاڑی ہے جس کے اردگرد باغات بے حساب ہیں جن میں ناریل، پھنس، لیموں، سپاری، اور میوہ جات وغیرہ بے حساب پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں سے سیدھے ایک فرسنگ جریبی کے فاصلہ پر سری گپہ کی آبادی ہے جہاں اس نے اپنے باپ گنپا کو نامزد کیا تھا۔ اس کے شمال میں قریب دو فرسنگ بلکہ زیادہ باغہائے میوہ جات، ترکاری سبزی وغیرہ موجود ہیں جو کہ دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ چاول کے کھیت بھی ہیں اس کے مشرق میں تین فرسنگ کے فاصلہ پر دریائے ہگری بہتا ہے۔ یہاں پراڈھونی کے دیہات ہیں جنوب

Marfat.com

میں تکل کوٹہ کے دیہات جو کہ بلاری کا محل ہے۔ یہ سب پہلے سرکار ادھونی میں شامل تھے مگر وہاں کے راجہ کو منتقل ہو گئے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ تعلقہ سرکار مدگل جو کہ ناظم حیدر آباد کی ہمشیرہ کی جاگیر میں شامل تھا۔ مقرر ہوے۔ چند دن بعد یہ ادھونی کے مضاف میں شامل ہوا۔

آصفجاہیوں کے دور حکومت میں تعلقہ جدا ہو کر اس مقام کے گوڑوں کی ملکیت قرار پایا۔ ان سے دس بارہ ہزار روپۓ خراج کے حاصل ہوتے تھے۔ یہ رقم ادھونی کو ملتی تھی۔ میں نے یہ حال مختصر لکھا ہے۔ یہاں پر تفصیل ضروری ہو گئی ہے۔ اس ریاست کی نوبت جب بسون گوڑا اور رگھوتم پتی گوڑہ، جو کنچنا گوڑہ کے فرزند تھے پہنچی تو وہ دونوں پورے اعتبار کے ساتھ رہنے لگے۔

رگھوتم پتی گوڑہ، کنمراج برادر رام راجہ کے دور میں پالکی نشین ہوا۔ ایک دن اس وقت جب کہ کنمراج اور رام راجہ، ہر دو برادوران کے درمیان مناقشہ پیدا ہو گیا تو رام راجہ نے اسے سزا دینے اور گوشمالی کرنے کے لئے لشکر کشی کی۔ رگھوتم پتی اس لشکر کے ساتھ تھا اس نے اس جنگ میں کافی جدوجہد کی۔

رام راجہ اس مقدمہ کے بعد بیجانگر کو واپس لوٹتے ہوئے کنچن گرڑھ کے سواد میں یعنی سرکپہ کے مغربی میدان میں جو ان دنوں غیر آباد تھا قیام کیا۔ نامبردہ نے لشکر کے جملہ اراکین عمدہ کو جن کی تعداد دو سو کے قریب تھی، ایک وقت کا کھانا کھلانے کی دعوت دی۔ انھیں انواع واقسام کے کھانوں، مشروبات اور وہاں کے خوش گوار میوہ جات وغیرہ پیش کئے اور سبھوں کو خوش کر دیا سبھوں نے راجہ سے سفارش کر کے اسے چنور د آفتاب گیری و نقارہ معہ ساز نوبت عطا کروایا۔ اس کے علاوہ محل مذکور بھی بطور مستقل اجارہ داری عاریتاً اسے دیدیا گیا۔ اس کے عوض سات ہزار روپۓ نذر سالانہ مقرر ہوئی۔ انھوں نے اپنے

Marfat.com

مل اور قلعدار سرکار کو ہٹالیا۔ اس زمانہ سے اس نے راجگی اپنائی اور اپنے آپ کو راجہ کے لقب سے پکارنے لگا۔ اس نے اس باون سال درست آئین اور عمدگی کے ساتھ بسر کئے اور انتقال کرگیا۔ اس نے بڑا خزانہ جمع کیا تھا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا بنپا گوڑا کلانتری کرتے ہوئے درست آئین کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ چونکہ وقت اس کا ساتھ دے رہا تھا اس لئے اپنے باپ دادا کی جمع کی ہوئی دولت صرف کرکے دکنی مسلمانوں کے دوتین سو سوار اور دوتین ہزار پیادے جمع کئے اور نام آوری پیدا کی۔

چند دن بعد اس نے ڈوڈیری نائک کی شراکت سے کنگ گیری والہ ملک شولا پور اور دیوگڑھ کو تاخت و تاراج کر کے غنائم بے شمار اور مویشی حاصل کئے۔ کبھی کبھی وہ انگیر اور کوپل کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتا تھا اور وہاں کے مال غنیمت کو اپنے آپ پر حلال سمجھتا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا بادشاہان اسلام یعنی امراء قطب شاہ اور عادل شاہ کی فوجیں کرناٹکین کی تسخیر اور بندوبست کرتی آرہی تھیں اس لئے اس وقت رعایا کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ چنانچہ کم ظرف لوگ زرومال خرچ کر کے حرامیوں کو جمع کر کے کسی بھی طرح عیش کا سامان جمع کرنے کے لئے خلق اللہ کو ستایا کرتے تھے۔ اسی طرح گوڑہ مذکور نے بھی بارہا ارادہ غربا کشی و مردم آزاری کی۔

جب سدّی مسعود خان عادل شاہی کو ادھونی کی صوبہ داری پر نامزد کیا گیا اور انھوں نے عدل انصاف اور نیک نیتی اور غربا پروری اور مردم آزار شکنی کا کام شروع کیا تو راجہ نے خان سعید کا حال دیکھ کر اپنا ارادہ بدل دیا اور دیگر رعایا کی مانند باجگزار ہوگیا۔

چنانچہ اس زمانہ میں اس محل کے محاصل سرکار کو پہنچ جاتے تھے صرف رسوم نار گوڑی

Marfat.com

اور تالابوں کومرمت کے انعام کی رقم اس کے پاس رہتی تھی اوراس کی بزرگی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

رفتہ رفتہ سدی بابابن مسعودخان صاحب صوبہ کی سفارش سے اسے سبندی کے خرچ کے لئے دس ہزارروپے دیئے گئے۔اس کا سبب یہ تھااس زمانہ میں بعض پالیگاراور اس جانب حرامیاں خروج کرنے لگے تھے۔اس نے بہادری کے ساتھ مقابلہ کیااوران کی شورش کودبادیا۔اسی لئے اسے سرکارمیں حاضرہونےاورمجراءکرنے کاشرف حاصل ہوا۔

غرض خان سعید کے ایام میں وہ فارغ البال رہااورریاست آصفجاہیوں کے دور میں چل بسا۔اسنے انسٹھ ۵۹ سال حکومت کی۔

اس کے بعداس کا بیٹامدگم گوڑہ قائم مقام پدرہوا۔اس نے پانچ ہزارروپے اہل کاران سرکارصاحب صوبہ کونذراداکر کےاس محل کی سندحاصل کی اورخاطرجمع رہا۔

انھیں دنوں سیدکریم نامی دکنی کنچن گڑھ جاکراقامت پذیرہوا۔وہ اکثراوقات مکانوں کی تعمیراورقلعوں کی مرمت کا کام کرتا تھا،اس نے سری کپہ کی حصار بندی اورقلعچہ کی آبادی میں اضافہ کیا۔اس کے علاوہ میوہ جات کے درختوں پرنشان لگانے کا کام بھی سرانجام دیااس کی تدبیر سے زراعت میں اضافہ ہوایہ لوگ یعنی راجہ خودآرائی اورکروفرو زیبائی کی کوشش کرتے تھے۔اس کے پاس ڈیڑھ سوسواراورایک ہزارپیادے موجود تھے۔ جب ہدایت محی الدین خان حاکم ادھونی بناتواسے حضورمیں طلب کیاگیا۔کچھ دشمنوں نے جواس کی شان وشوکت دیکھ نہیں سکتے تھےاسے اسیرکرنے کی ترغیب دی۔لیکن حاکم موصوف نے ان باتوں پردھیان نہیں دیابلکہ موقع کامنتظررہا۔

اس دوران مدگم گوڑہ نے حالات سے واقف ہوکرراتوں رات چندملازمین اور

Marfat.com

پورے خاندان ومعہ خزانہ اپنا وطن چھوڑ دیا اور وہاں سے روپوش ہوکر شولا پور کی پہاڑیوں میں پناہ لی۔

دو تین سال اس نے ہر قسم کا فتنہ برپا کیا اور کسانوں کو تاکید کردی کہ زمین پر ایک بھی ہل نہ چلائیں اور بیوپاری خرید وفروخت نہ کریں بلکہ اپنے گھر چھوڑ کر جلاوطنی اختیار کریں حرامیوں نے اس بات سے واقف ہوکر ملک ادھونی اور مدگل خراب و ویران کر دیا۔ اگرچہ کہ ناظم ادھونی نے اسے سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر اس نے اس کے اقوال وقرار پر اعتبار نہ کیا۔ یہاں تک کہ ناصر جنگ قائم مقام آصفجاہ ہوا نا مبردہ ہنپا گوڑہ نے اپنا ایلچی معہ ہزار روپے نذر مورو پنڈت اور سید رضوی خان کی معیت میں حضور کی خدمت میں روانہ کئے اور خان مذکور کے ظلم و جور اور اپنی جلاوطنی کا قصہ کہلا بھیجا اور سند اجارہ محل خود معمول کے مطابق معہ تاکید عدم مزاہمت چونکہ خان موصوف کے نام تھی حاصل کر کے اپنے وطن کو لوٹا اور کاروبار کرنے لگا۔

اس نے کرناٹک پایان گھاٹ کی مہم کے دوران بیس ہزار تھیلے باریک چاول نواب ناصر جنگ کے مودی خانہ کے لئے روانہ کئے اور اس طرح مورد الطاف وعنایات ہوا۔ اس نے سید محی الدین نامی ساکن کنچن گرڈھ بن سید کریم کی وساطت سے میر شریف علی خان شجاع الملک بسالت جنگ کے پاس پہنچ کر اپنی دانائی اور تجربہ کاری سے اس کا منظور نظر بن گیا اور زیب افزائی مسند دیوان ہوا جس کا احوال اورنگ سیوم میں بیان کیا گیا ہے۔

اس نے اپنے دیہات کا بندوبست خود کیا اور سرکار کی فرمائش کے مطابق کاروبار کیا اور جو کچھ زر سرکار حساب کے رو سے ہوتا تھا بلا عذر پہنچا دیا کرتا تھا۔

جب حیدر علی خان ساؤنور وغیرہ کے کاروبار سے فارغ ہوکر اس طرف آئے اور

Marfat.com

شجاع الملک بسالت جنگ سے دس لاکھ روپے حاصل کئے اور ابراہیم خان دھونسا کا تعاقب کرنے کے بعد چند پیادوں کو کنجن گڑھ کی تسخیر وضبطی کے لئے روانہ کیا۔ شیخ انصر رسالدار مسطور پیادوں کے ساتھ اس نواح میں کوس وطنبورہ ملک گیری بجاتے ہوئے پہنچے ہنپا پتی گوڑہ نے عیال واطفال اور اپنے تمام کارخانجات کے ساتھ قلعچہ قائم کر کے شجیع مردوں اور آلات حرب وضرب کے ساتھ قلعہ کو مستحکم کر کے دو تین ماہ تک جنگ کی۔ یہاں تک کہ نواب بہادر نے خود اس طرف توجہ کی اور قلعچہ کا محاصرہ کرلیا۔ نامبردہ نے ہمت ہاردی اور نادانی سے مطیع وفرمابنردار ہوگیا۔ نواب نے بارہ ہزار روپے اس کے حاصل کر کے وقت کے تقاضے کے مطابق محل مذکور اسی کے سپرد کیا اسے اور اسکے ایک بیٹے کو جس کا نام مدکم گوڑہ تھا اپنے لشکر کے ساتھ رکھ لیا۔ کوہ گتی کی فتح اور مرارراؤ بدطینت کو مسخر کرنے کے بعد جب دارالسلطنت پٹن لوٹے تو ہنپا پتی گوڑہ کو اس کے بیٹے کے ساتھ اس کے تعلقہ کو لوٹا دیا بدقسمتی سے اسے اسی دوران پیچش کا عارضہ لاحق ہوگیا اور اسی بہانہ دشت عدم کی سیر کی۔ اس نے بائیس سال حکومت کی۔

اس کے بعد اس کی بیوی جس کا نام تنگما تھا قائم مقام ہوی کیونکہ بیٹا قابل حکومت نہیں تھا۔ اس لئے وہ ملک داری کے کام سرانجام دینے لگی۔ وہ اپنے دونوں طفلوں کے نگہداشت کرتی رہی۔ اگرچہ وہ عامل بلاری کی معرفت زرمقرر بلاعذر روانہ کرتی رہتی تھی مگر نواب بہادر سے جمع خاطر نہیں تھی۔ چند دن بعد اس کا بیٹا مدگم گوڑہ عارضہ چیچک میں فوت ہوگیا۔ دوسرا بیٹا اس کے سائیہ عاطفت میں پلنے بڑھنے لگا۔

نواب حیدرعلی خان کے انتقال کے بعد تنگما سرکار سے منحرف ہوگئی او مہابت جنگ بن بسالت جنگ ناظم ادھونی کی طرف متوجہ ہوئی۔

Marfat.com

ٹیپو سلطان نے ادھونی کے نظم و نسق کے بعد اس محل کی راہ سے تاخت کی اور مذکورہ قلعچہ کو تسخیر کرنے کے لئے فوج متعین کر دی۔ زن مذکور تنگما چند مردوں خزانہ اور اثاثہ کے ساتھ بلا کھٹکے دریائے تنگ بھدار میں کود گئی اور اسے عبور کر کے جان سلامت لے گئی۔ لیکن اس کا ایک آٹھ سالہ فرزند جس کا نام پہینی گوڑہ تھا بد قسمتی سے اسے اسیر کر لیا گیا۔ تعلقہ عامل سلطانی کے قبضہ میں دیدیا گیا حضور کے حکم سے قلعچہ کو توڑ پھوڑ دیا گیا۔ زن مذکور ہری پنڈت پھڑ کیہ مرہٹہ کی وساطت سے پونا کی طرف روانہ ہوگئی۔ مذکورہ طفل نے حضور کے حکم سے اسلام قبول کیا اور اس کی ختنہ کی گئی اور نام علی مردان خان رکھا گیا۔ چند دن بعد اس کی شادی خانجہاں خاں پسر دیشمکھ کولار کے ساتھ کر دی گئی۔

بتایا گیا ہے کہ خان جہاں خان اپنے ہم قوم استاد کی مار پیٹ سے بدول ہو کر خدائے ایزدی کی توفیق سے نواب مرحوم کی پناہ میں آ کر اسلام قبول کر چکا تھا۔ نواب نے اس کی تربیت اور پرورش کی جہد بلیغ کی تھی۔ یہاں تک کہ وہ عہدِ ٹیپو سلطان میں میر میراں کے عہدہ تک ترقی کر گیا۔

مرہٹوں اور سلطان کے درمیان آشتی کے بعد جو سن ایک ہزار دو سو ہجری میں واقع ہوئی اس علاقہ کے چند دیہات یعنی سری کپہ وغیرہ ہری پنت پھڑ کیہ کو پان خوری کے لئے دئے گئے۔ اس نے زن مذکور (تنگما) کو ایک سو روپئے تقرر کر کے سوائے زمین داری کے بھروسہ اس سرحد کو روانہ کیا۔ زن مذکور سری کپہ میں مقیم ہوگئی اور بہت سا روپیہ خرچ کر کے سند اجارہ و تاکید حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی۔ وہاں کے عامل کو مرہٹہ مذکور (ہری پنت پھڑ کیہ) واپس بلالیا۔ دیہات خود اس نے قبضہ کر لیا۔ اور دروازہ قلعچہ پر اپنے نوکر بٹھا دیئے۔

Marfat.com

یہاں کا قلعدار جسے مرہٹہ نے مامور کیا تھا اس بات سے ہراساں ہو گیا اور اس نے اپنی حفاظت کے لئے تیس چالیس افراد کو نوکر رکھا اور حضور کا انتظار کرنے لگا۔

تنگما نے اس بات سے پریشان ہو کر اپنے پیادوں کو حکم دیا کہ اس کے گھر کی دیوڑھی پر گولیاں برسائی جائیں۔ قلعدار اجب باہر آیا تو گولی کھا کر نا کام فوت ہو گیا۔ وہ بے فکر ہو کر بیٹھ گئی۔

ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد چونکہ یہ علاقہ داخل سرکار حیدر آباد ہو گیا۔ اس لئے زن مذکور نے اپنے تعلقہ کے محاصل ادھونی کے تحصیل دار کو روانہ کئے اور ۱۲۱۵ ہجری 1800ء میں کرنل طامس منرو صاحب جو کہ اس تمام علاقہ کے ناظم ہیں ملاقات کر کے اسناد حاصل کئے اور مطیع ومنشاء ہو کر بیٹھ گئی۔

******

Marfat.com

اورنگ یازدہم (گیارہواں باب)

حقیقت مرارراؤ گھوڑپڑیہ اوراورکوہ گتی کا ذکر

سلطنت بیجاپور کی تاراجی اور سلطان عالمگیر والی دہلی کے انتقال کے بعد سلطان کے بیٹوں کے درمیان دولت و سلطنت کے لئے مناقشہ پیدا ہو گیا اور ایک دوسرے کی شکست کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔ یہاں تک کہ پٹیل اور مرہٹے اور علاقہ اورنگ آباد کے زمیندار ترقی کرنے لگے۔ ان کی جمعیت کا سرگردہ سنبھاجی ساہو بھونسلے تھا۔

اسنے پہلے عبداللہ قطب شاہ سے پھر حضور عالمگیر سے رعایاء ہندو دکن سے ان ممالک کے محاصل کا ایک چوتھا حصہ وصول کرنے کی اجازت حاصل کی تا کہ اسے سبزی کے خرچ کے لئے استعمال کیا جا سکے۔ چنانچہ اسی بہانے سداشیو بھونسلہ بن سنبھاجی ساہو نے ملکِ کوکن و بیجاپور میں شرارت مچائی اور سلاطین بیجاپور بلکہ سلطان عالمگیر غازی سے کوئی ایسی گستاخی نہیں تھی جو اس نے نہیں کی۔

غرض اس کے بیٹوں نے وقت کو غنیمت جان کر اس سرزمین میں ہر طرف علم خودسری بلند کیا اور روز بروز ترقی کرتے ہوئے شہر پونا، ناگپور اور خاندیس کو اپنا دارالمقر قرار دیکر کامرانی کی سلاطین دہلی کی جانب سے انھیں ناظمین دکن مقرر کیا گیا۔ چونکہ ان میں دولت شان کی بنیادوں منہدم کرنے کی قوت نہیں تھی اس لئے کبھی ان سے متفق ہو جاتے اور کبھی جنگ کرتے تھے۔

ناظم دکن کے اغماص اور ان کے امراء کے کارخانجات کی بے بندوبسی کی وجہ سے کہ ہر صوبہ میں اپنے اختیار سے خدائی کرتے تھے مرہٹوں نے یہ ارادہ کرلیا کہ تمام ہندو دکن

Marfat.com

کا بے مزاحمت بندوبست کیا جائے انھوں نے اپنے چند امراء کو جا بجا مقرر کر دیا۔ چنانچہ مانا جی سنگھ بھونسلہ کو ملک تنجاور سپرد کیا۔ اس پر اس ملک کا چوتھا معاف کر دیا گیا۔ بعضوں نے کہا کہ تنجاور والہ کے آباد واجداد کا ملک ناگپور ہے اور عبداللہ قطب شاہ نے ناگپور والہ کے ایک بزرگ کو تنجاور جاگیر دی تھی۔ اسی طرح سردار پونہ، ہندوراؤ کو جو کہ اس کے لشکر کے ہراول کا سردار تھا اور جس کا لقب گھوڑ پڑیہ تھا پایانگھاٹ اور پائین گھاٹ کے بندوبست پر مقرر کیا۔ گجندرگڑھ کا پرگنہ مع مواضعات خرچ کے لئے جاگیر مقرر ہوا۔ نامبردہ وہاں سے روانہ ہوکر اپنی جاگیر میں پہنچا اور یہاں پر چند قزاقوں اور اوباشوں کو جمع کر کے، پالیگاروں سے چوتھ وصول کرنے کے بہانے بادشاہی زمینداروں اور قلعداروں کو اذیت پہنچانے لگا۔ چونکہ اکثر منصبدار جاگیردار اور بادشاہ کے نائب صاحب حشمت اور دلیر واقع ہوئے تھے اس لئے لشکر مرہٹہ سے لڑ پڑتے اور انھیں شکست فاش دیتے تھے۔ کیونکہ لشکر مرہٹہ کے سپاہی خلق اللہ کو انواع واقسام کی تکلیف دینے اور ان کی خرابی پر کمربستہ رہتے اس لئے یہ تمام ملک ان کی گرفت میں نہ آسکا۔ چنانچہ کتاب ''نشانِ حیدری'' اس بات کی دلالت کرتی ہے۔

القصہ راؤ مذکور (ہندوراؤ گھوڑ پڑیہ) چند دن ملک گیری کی حسرت میں دست و پا مارنے کے بعد اسیر پنجۂ اجل ہوا ہندو پور جو پنکنڈہ کے قریب ہے اسی کا آباد کیا ہوا ہے اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا سدھوجی گھوڑ پڑیہ مسند نشین ہوا۔ اس کے دو بھائی تھے جن کے نام سنبھاجی اور پرنسوجی تھے ان دونوں کی تالیف قلوب کرتے ہوئے انھیں اپنی فوج کا سردار مقرر کیا۔ اس نے اپنی ہی قوم کی ایک عورت سے شادی کی تھی جس سے چار بیٹے ہوئے جن کے نام گوپال راؤ، دولت راؤ مراری راؤ اور بھوجنگ راؤ تھے۔ اس سے قبلکہ یہ سن تمیز کو

Marfat.com

پہنچتے اور دولت رانی کے قابل ہوتے سدھو جی راؤ انتقال کر گیا۔ اس کی بہن سکنا بائی نے بھا ئی کی جگہ خالی پا کر اور برادر زادوں کی کم سنی کا فائدہ اُٹھا کر ملک رانی کا ذمہ اپنے سر لے لیا۔ وہ سامان جنگ فراہم کرنے لگی۔ اس نے دلیران قوی بازو کالباس زیب تن کیا اور صوبہ سرا کے چند منصبداروں اور پائین گھاٹ کے جاگیرداروں سے زر چوتھ حاصل کیا۔ جب برادر زادے سن تمیز کو پہنچے تو دولت راؤ کو گجندر گڑھ کا اور گوپال راؤ کو تعلقہ سونڈور کا جسے سدھو جی راؤ نے سیندوڑ کے ہاتھوں سے مردانہ وار لڑتے ہوئے حاصل کیا تھا جاگیردار مقرر کیا لیکن مراری راؤ جو کہ مرارراؤ کے نام سے مشہور ہے اور بھوجنگ راؤ کو اپنے لشکر کے بخشیوں کا کام سونپا اور خود ان کی تربیت کرنے لگی۔

چند دن بعد انھوں نے ترقی کی اور اپنے سامنے جو بھی کام آیا اسے بہتر طور پر سرانجام دینے لگے۔ ملک گجندر گڑھ اس کی اولاد پر بحال رہا۔

اسی دوران ناظم آرکاٹ نواب سعادت علی خان کی دولت میں خلل واقع ہوا۔ چنانچہ اسکی تفصیل یہ ہے کہ ناظم موصوف کے انتقال کے بعد نواب دوست علی خان کو آرکاٹ کی صوبیداری پر نامزد کیا گیا۔ ان کے دامادوں کی سرکشی کے سبب جس میں سے ایک حسین دوست خان عرف چنداصاحب تھا۔ وہ نتھر نگر عرف ترچناپلی پر نامزد تھا۔ اس نے راجہ مدورا ترملانائک کے برادر زادہ کی بیوی منگارانی کو لطائف الحیل سے فریفتہ کر کے اور کلام اللہ پر قسم کھا کر کہ اسے کسی طرح رنجش نہیں دے گا اس کے بعد ملک پر قبضہ کر لیا۔ اگر چیکہ کلام اللہ کی قسم کا پاس کرتے ہوئے اس کا ملک لوٹا دیا تاہم رانی کو کافی رنج پہونچایا۔ اس نے اپنے سر سے بھی بغاوت کی راہ اختیار کی۔ چنداصاحب نے اپنے ہمشیرہ زادوں بڑے صاحب اور صادق صاحب کو جو مدورا اور ترناولی کی فوجداری پر مامور تھے۔ اپنی طرف ملا لیا اور

Marfat.com

اس علاقہ کا انتظام حسبِ دلخواہ کرنے لگا۔ سرکار کا روپیہ صرف کر کے آلات حرب وضرب اور لشکر فراہم کرنے لگا۔

دوسرے داماد مرتضی علی خان نے جو کہ رائے ویلور کا جاگیر دار تھا ریاست و نظامت کی ہوس سر میں بھر کر حیلہ بہانے کرنے لگا۔

جب صفدر علی خان بن نواب دوست علی خان نے پدر کی نیابت میں سرکاری زر طلب کیا تو وہ لیت دلیل کرنے لگا بلکہ صاف جواب دیا کہ میرے پاس زر کہاں ہے اگر چاہتے تو سپاہ وتفنگ حاضر ہیں۔ آخر کار ملک میں فساد برپا ہو گیا اور نواح آرکاٹ کی سعادت شامت میں تبدیل ہو گئی۔ خان صفدر نے اپنے باپ کو اطلاع دئے بغیر ناظم پونہ فتح سنگھ کو خط لکھ کر صوبہ آرکاٹ پر لشکر کشی کی دعوت دی۔

مرہٹہ نے اس بات کو مغتنم جانتے ہوئے دندانِ تیز سے اپنے کار پرداز رگھو کی سرکردگی میں دو لاکھ سوار و پیادے لے کر حملہ کیا۔ اس نے سونڈ ور کو آ کر سکنا بائی، مرار راؤ اور بھوجنگ راؤ کو دس ہزار سواروں اور بیس ہزار پیادوں کے ساتھ اپنے ساتھ ملا لیا اور ملک کڑپہ کو تاراج وبرباد کرتے ہوئے رائے چوٹی تک پہنچ گیا۔

نواب دوست علی خان نے اس بات سے واقف ہو کر چار پانچ ہزار سواروں کے ساتھ سبقت کر کے گھاٹ واملچر ومیں مقابلہ کیا اور اسی گھاٹ پر غنیم کے ہاتھوں وہ مارا گیا۔ خاں صفدر بقیۃ السیف سپاہیوں کے ہمراہ قلعہ دیلور میں پناہ گزیں ہو گیا اس نے اپنا دار الامارت غنیم کے حوالے کرتے ہوئے درخواست کی کہ جلد از جلد چندا صاحب کو گرفتار کیا جائے تا کہ وہاں کے نواب کو قتل کر کے وہ مظفر ہو اس نے خان فتنہ کے اشارہ پر خود اپنا دار الامارت دشمنوں کے ہاتھوں برباد کروا دیا اور خود نہتر نگر کی طرف روانہ گیا۔ وہ اور سکنا بائی

Marfat.com

ہر کام میں خوش تھے۔ سکنا بائی خوش آمد گوئی میں طاق تھی اور رعایا کو خوش وخرم رکھے ہوئے ترقی کر رہی تھی۔ اس کے علاوہ اپنے براورزادوں کی ترقی میں بھی وہ کوشاں تھی۔

اس سے وہ اپنے بھائیوں سنبھاجی اور پرسوجی کو رئیس پونہ سے درخواست کر کے انہیں صاحب لشکر بنا چکی تھی۔

غرض سپہ سالار لشکر پونہ نے مرار اؤ کو کرناٹک کے پالیگاروں اور منصب داروں کی طرف لشکر دے کر روانہ کیا راؤ مذکور نے آرکاٹ کے اطراف وجوانب کو خاک سیاہ میں تبدیل کر دیا اور زر چوتھ کے عوض یہاں کے خلائق کی جان ومال تباہ وبرباد کر دئے۔ ایک خطیر رقم اور مال کثیر تعداد میں مال غنیمت لے کر تنجاور کی راہ سے لشکر میں لوٹا۔

چندا صاحب محصور ہو کر جنگ کے لئے مستعد ہو گیا اور اپنے ہمشیرہ زادگان کو ترناویلی اور مدھرا سے کمک کے لئے مع سامان رسد غلات طلب کیا۔ ہر دو صاحبان مع سامان آذوقہ ولشکر سرحد ڈنڈیگل تک پہنچے تھے کہ اس کہ خبر نے امیر ہراول امرت راؤ اور مرار راؤ کو ستر ہزار فوج کے ساتھ انہیں دفع کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ حامی یعنی ہمشیرہ زادے جنگ میں کام آ گئے۔ اور دولت دنیا سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

چندا صاحب نے جو محصور تھا چھ سات ماہ تک زنداں کی شکل میں محصور رہنے کے بعد آذوقہ کی کمی اور کمک نہ پہنچنے کی وجہ سے قلعہ مرہٹوں کے حوالے کر دیا۔ اس طرح مرہٹے کامیاب رہے چندا صاحب کو اس کے فرزند عابد خاں اور داماد شریف علی خاں اور پورے اہل وعیال کے ساتھ زیر حراست کر لیا گیا۔ پس مرہٹہ کامیاب ہو کر اس صوبہ کی قلعہ داری اور صوبہ داری مرار راؤ کے نام مقرر کر کے خود پونہ روانہ ہو گیا۔ اس نے چندا صاحب کو اس کے اہل خاندان کے ساتھ اپنے ہمراہ رکھ لیا۔

Marfat.com

مرار راؤ نے کامیاب ہو کر اپنے چھوٹے بھائی بھو جھنگ راؤ کو اپنے لشکر کا سردار مقرر کیا۔

صفدر علی خاں آشوپ جہاں لئے مرہٹوں کی مراجعت کے بعد ملک آرکاٹ کی نظامت پر قبضہ کر لیا۔ خاں ویلور نے جو کہ صفدر علی خاں کا حقیقی برادر نسبتی تھا اور جو روز بد کا منتظر تھا۔ ایک دن صفدر علی خاں عید کے موقع پر خود بہن سے ملاقات کے لئے گیا۔ اتفاق سے اسے رات وہیں گزارنی پڑی۔ خان ویلوری نے اسے میٹھے اور مرغ کے شوربے میں زہر ہلاہل ملا کر پلا دیا بتایا جاتا ہے کہ بہن نے اپنے شوہر کی خاطر خود زہر بھرا پیالہ بھائی کو دے دیا۔ شوربا پینے کے بعد سے قئے ہوا اور اسے زہر آمیزگی کا علم ہوا تو اس نے ان کے سامنے موچھوں کو تاؤ دے کر کہا دیکھیں اس رات کی سحر کیسے ہو گی۔ جب یہ الفاظ خان ویلوری نے سنے تو اسے اس بات کا خوف پیدا ہو گیا کہ نجانے صبح کو کیا ہو۔ اسلئے اس نے چند بکتر پوش سپاہیوں کو جو پہلے ہی سے مستعد تھے حسن رضا خان برادر نسبتی کی سرکردگی میں بلا کر صفدر علی خان کو جو کہ زہر خورانی سے مضمحل ہو کر بستر پر لیٹا ہوا تھا اور اس وقت اس کے پاس پیکدان کے سوا کوئی اور ہتھیار نہیں تھا۔ صفدر خان نے اس حالت میں بھی پیکدان سے دو تین سپاہیوں کو زخمی کر دیا۔ مگر کہا جاتا ہے کہ بغیر اسلح کے مرد بوڑھی عورت سے بھی زیادہ کمزور ہوتا ہے۔ اسطرح خان قاتل خود ناظم آرکاٹ ہو کر کامیاب ہوا۔ خان مقتول کے اقبال مند فرزندوں کو جن کی تعداد تین تھی قتل کروا دیا۔ بڑے لڑکے کو جس کا نام محمد سعید خان تھا اور جس کی عمر بارہ سال تھی کو یزید خصائل شخص نے یدلخاں جمعدار جاہل کے ہاتھوں قتل کروا دیا۔ اس کام کے لئے اس نے اپنا پیش قبضہ دیا تھا۔ یدلخاں نے باقر صاحب میر بخشی آرکاٹ کی بزم شادی میں حراست خان کے قریب ماہیانہ وصول کرنے کے بہانے قتل کر

Marfat.com

دیا۔ دیگر بچوں کو بھی زہر دے کر ہلاک کر دیا گیا۔

جب اس فتنہ وفساد کی خبر نظام الملک آصفجاہ کو جو کہ برہان پور اور صوبہ بڑاڑ کے بندوبست پر مامور تھا' کو پہنچی تو اس نے ۱۱۵۷ھ م 1744ء میں کثیر ساز و سامان اور بڑی فوج کے ساتھ آرکاٹ کی طرف کوچ کیا اور اس خانہ برانداز پر پہونچا۔ اگر چیکہ اس نے بڑی آہ دلجاحت کے ساتھ اس بات سے انکار کیا۔ آصفجاہ نے اس پر نفرت بھیجتے ہوئے صوبہ کی نظامت سے معزول کر دیا۔ اس سے صفدر علی خان کی دیت کے طور پر ایک خطیر رقم وصول کی اس کے علاوہ تقصیرانہ لگ وصول کیا۔

آصفجاہ یہاں سے نتھر نگر کی طرف روانہ ہوا اور چار پانچ ماہ کی کوشش کے بعد مرار رواؤ سے قلعہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ یہاں سے وہ صوبہ آرکاٹ میں داخل ہوا۔ نواب انوار الدین گوپاموی کی جو نواب محمد علی سراج الدولہ شہامت جنگ کے والد تھے کو صوبہ کی نظامت پر مقرر کیا۔ مرار راؤ نے اس کے بھائی کو اپنے ساتھ رکھ لیا۔ چونکہ یہ دونوں ناظم پونا کی حق نوکری ادا کرتے تھے اس لئے انہیں چھوڑ دیا گیا۔ وہ اپنے ملک کو روانہ ہو گئے اور آصفجاہ حیدر آباد لوٹ گیا۔

راؤ مذکور رہائی پا کر سونڈور پہنچا اور کچھ دیر آرام کیا۔ اسی دوران کوہ گتی کا قلعدار جس کا نام میر عابد علی خان تھا جو کثیر العیال تھا گزر گیا۔ اس کی جگہ اسکا بڑا لڑکا قلعدار بنا۔ اس نے یہاں کے دو زنار داروں کو جو یہاں کے قدیم زمیندار تھے معزول کر دیا۔ انہوں نے فتور اور حرام خوری کرتے ہوئے خفیہ طور پر مرار راؤ سے خط و کتابت کی اور قلعہ گتی کا بندوبست کرنے کے لئے فوج روانہ کرنے کی درخواست کی راؤ مذکور نے جو ایسے ہی وقت کا منتظر تھا اور اپنی ترقی میں کوشاں تھا بابی خان نامی ایک شخص کی سرگردگی میں ایک فوج روانہ

Marfat.com

کی۔ چونکہ گتی کا قلعدار ان تمام باتوں سے ناواقف تھا اس لئے غداروں کی سازش کامیاب ہوگئی اور باپی خان نے قلعہ سر کیا قلعدار کو گرفتار کرکے ناروا قتل کردیا گیا۔ اسنے قلعہ کی تسخیر کی خبر اپنے نائک کو روانہ کی۔

سمرار راؤ مذکور نے رفتہ رفتہ گتی کو پسند کیا اور ۱۱۶۵ھ م 1751ء میں اسے اپنا دارالمقر بنایا اور اسے خوب مضبوط کیا۔

مرار راؤ نے چند اوباش لوگوں کو جمع کیا اور سامان جنگ فراہم کرنے کے بعد کرناٹکین کا بندوبست کرنے کی ٹھان لی۔ یہاں تک اس نے بالاجی راؤ نانا کے چند امراء کی وساطت سے جورگھوراؤ اور اس کے والد کے انتقال کے بعد یہاں کی دولت کے وارث تھے اور کم سن تھے انہیں ستارہ کے قلعہ میں قید کردیا اور علم سرداری ونخوت بلند کرتے ہوئے تمام ملک دکن پر حکومت کرنے کا دعوا کرتے ہوئے بالاجی نانا سے کہا کہ وہ بالاگھاٹ کے علاقہ کی چوتھ کی رقم روانہ کرے اور کبھی اسطرف لشکرکشی کی ہمت نہ کرے۔

یہ بات سن کر بالاجی راؤ نانا غضبناک ہوا تھا اور کہا کہ اللہ اللہ مراری میں اتنی ہمت پیدا ہوگئی اور اتنا زور آور ہوگیا کہ مجھ سے زر چوتھ طلب کرنے لگا ہے میں خود جا کر رقم ادا کرتا ہوں۔ اس نے اپنے امراء اور احصار کو لشکر فراہم کرنے کا حکم دیا۔

مرار راؤ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اسنے پوچ غرور کے تحت بیس ہزار سوار اور تیس ہزار پیادے جمع کئے اور مظفر خان گارڈی کو جس کے پاس سات آٹھ ہزار افراد اور بارود و توپ خانہ تھا ساتھ لے کر ساؤنور کی طرف روانہ ہوا۔

بالاجی راؤ نانا نے صلابت جنگ سے صلح کی اور ستر لاکھ روپیوں کے ملک کو اپنے قبضہ کرنے کے علاوہ شہر بیجاپور اور دولت آباد کی سپردگی کے بعد جو کہ صوبہ سرا کا حصہ ہے اور

صوبیداران آصفجاہ کی نگرانی میں تھے حاصل کرنے کے بعد اس طرف کا بندوبست کرنے کا فیصلہ کیا اور مرارراؤ کی قسمت پر مسکرانے لگا۔ وہ مست ہاتھی کی طرح اپنی بے اندازہ فوج کے ساتھ ساؤنور کی طرف روانہ ہوا۔ ان دونوں کے درمیان جو بن گڈھ کے قریب زبردست جنگ رونما ہوئی۔ چونکہ پونہ کی فوج بے حساب واندازہ تھی اس لئے مرارراؤ کو شکست ہوئی اس نے میدان چھوڑ کر شہر ساؤنور میں پناہ لی۔ اس نے اس شہر کے اطراف بستیاں تعمیر کروائیں اور توپ اور تیرو بندوقوں سے آراستہ ہو کر بیٹھ رہا۔ لشکریاں پونہ نے کئی حملے کئے لیکن ان کی کوشش بارآور نہ ہو سکی۔ مرارراؤ اور افاغنہ ساؤنور نے ہمت نہ ہارتے ہوئے پورے استقامت سے اپنی جگہ تھامے رکھی۔

ایک دن لشکر پونا کے چھ سات ہزار سواروں نے ایک بیتری جو کہ شہر ساؤنور کے دروازہ کے سامنے تھی عبور کی اور مظفر خانؒ گارڈی کی فوج پر جو یہاں متعین تھی یورش کرتے ہوئے خندق عبور کی۔ اہل بیتری پر حملہ کرتے ہوئے اکثروں کو قتل کر دیا۔

راؤ محصور نے اپنی فوج کی کم ہمتی اور دشمن کی فوج کی بہادری کا معائنہ کیا تو اس نے اپنی فوج کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اپنی دولت کی تباہی کا ایسا وقت آ گیا ہے کہ میرے آلات حرب دشمن کے حوالے ہوتے جا رہے ہیں اور میرے نمک حلال سپاہی کیا خوب نمک حلالی کر رہے ہیں میں ناحق ہی ایسوں کو روپے کھلا رہا ہوں۔ جب یہ بات جمعداروں کو جن کے نام یعقوب خان اور حبیب خان تھے اور جو بے حد شجاع تھے اور مرارراؤ کے ملازم تھے کے کانوں میں پہنچی تو وہ تین سو سواروں کے ساتھ مرارراؤ کے سامنے پہنچے اور کہا کہ بے شرم تو خود عورتوں کا لباس پہن کر جوانمردوں پر لعن طعن کر رہا ہے دیکھ ہماری جرأت یہ کہہ کر وہ گھوڑے دوڑاتے ہوئے اپنے رفقاء کے ساتھ ایسا صف شکن حملہ کیا کہ

Marfat.com

دشمن کو فرار ہونے کے سوائے کوئی چارہ کار نہ رہا چنانچہ وہ توپوں کو چھوڑ کر فرار ہوئے جنہوں نے جنگ کی وہ ہلاک ہو گئے دونوں بھائیوں نے ان کا تعاقب کیا اور مورد الطاف ونوازش ہوئے انہوں نے انعامات تحسین حاصل کیے۔

ناظم پونہ نے سمجھا کہ ہزاروں افراد کی جانیں تلف کرنے کے باوصف انہیں مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔ اسلئے اس نے صلابت جنگ کو ورغلا کر طلب کیا وہ پچاس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادوں اور فرانسیسی سردار موسیب ہوسی کے ساتھ آپہونچا۔ انہوں نے محصورین پر ایک دن میں پچاس ہزار گولے برسا کر انہیں سوکھے پتوں کی طرح لرزہ براندام کر دیا۔

راؤ فتنہ باز اور مجید خان نے اس دمدمہ کے افسوں سے گھبرا کر صلح وہ آشتی کا سلسلہ شروع کیا۔ مرار راؤ نے قوم مرہٹہ کے چند امراء کی شفارش سے صلح صفائی کروائی اور گتی اور سونڈور کی سند حاصل کر کے آسودہ ہوا۔ اپنے بھائی بھوجنگ راؤ کو پونا کے لشکر میں متعین کروادیا۔

صوبہ سرا کے ناظم نواب دلاور خان کے عہد حکومت میں اس نے وقت غنیمت جان کر پالیگاران باجگذار کو ورغلا کر فتنہ برپا کیا اور خود حملہ کر کے ملک سرا کا ایک قصبہ رتن گیری اور اننت پور والہ سے کوری کنڈہ حاصل کیا۔

اسی دوران چونکہ حاکم سرا ماں باپ سے زیادہ نرم دل تھا اسلیے راؤ مذکور نے صوبہ سرا کے محل امراء پور پر قبضہ کر لیا اور کامران وہ مغرور ہوا۔ محمد علی خان سراج الدولہ ناظم آرکاٹ کی طلب پر کار پرداز میسور نندراج کی مدد سے کیونکہ چندا صاحب نایطہ نے ناصر جنگ کے قتل کے بعد نتھر نگر کے قلعہ کا محاصرہ کرنے کے بعد سامان رسد اور آذوقہ روانہ

Marfat.com

کرنے کی ہمت کی۔ مگر چندا صاحب کے قتل کے بعد نواب سراج الدولہ نے نندراج کو عقل ودور بینی سے واپس لوٹا دیا۔ یہ تمام قصہ کتاب نشان حیدری میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

مرارراؤ بھی مایوس ہو چکا تھا لیکن نواب محمد علی خان سے قرار کے مطابق روپے حاصل کرنے کی امید میں چند دن وہیں مقیم رہا آخر کار عبدالوہاب خان نصیر الدولہ برادر نواب محمد علی خان اور فرانسیسیوں کے ساتھ تعلقہ تروادی میں جنگ ہوئی جس میں مرارراؤ کا بھائی بھوجنگ راؤ مارا گیا اور حسب قرارداد روپے بھی نہیں ملے۔ اسلئے حیران پریشان ہو کر واپس لوٹ گیا۔

۱۱۷۱ھ م 1751ء میں نواب حیدر علی خان نے بسالت جنگ کی حمایت سے صوبہ سرا فتح کر لیا اور یہاں کے تمام پرگنات میر رضا علی خان کے حوالے کر دئے۔ دوسرے سال چک بالا پور فتح کرنے کی ہمت کی۔ یہاں کے راجہ نے حیدری شمشیر سے گھبرا کر مرارراؤ کی مدد طلب کی۔ راؤ ندکور پندرہ ہزار سوار اور پیادوں کے ساتھ اس کی مدد کو اپنی مطلب براری کا سبب جانتے ہوئے روانہ ہوا اور گڑی بنڈہ میں قیام کیا۔ اسنے ملک خداداد میں گڑبڑ مچانا اور رعایا کو ستانا شروع کیا۔ جب چکبالاپور کے راجہ نے اپنے ملک کی تباہی کے خوف سے نواب بہادر سے صلح کر لی اور سات لاکھ روپئے تین قسطوں میں ادا کرنے کی حامی بھر لی تو راؤ فتنہ باز نے اسے فریب دیکر صلح وآتشی سے دور ہٹا دیا۔ اس نے بالاپور میں اپنا ٹھانا مقرر کر کے وہاں کے قلعدار کو نندی گڈھ روانہ کر دیا۔

جب نواب بہادر کو اس بات کا علم ہوا تو فوراً واپس لوٹے اور جبر وقہر کے ساتھ قلعہ تسخیر کر کے راؤ مردم آزار کے مقابلہ کو پہنچ گئے۔ وہ حیدری سپاہ سے مقابلہ کی طاقت نہ

Marfat.com

دیکھ کر گوڑی بنڈہ روانہ ہوگیا۔نواب بہادر نے گوڑی بنڈہ فتح کرلیا اور راو مغرور کے لشکر پر جو کہ کوڑی کنڈہ کے قریب خیمہ زن تھا شبخوں مارا اور اسے شکست دی چنانچہ وہ لشکر چھوڑ کر بھاگا اور گتی کے حصار میں پہنچ کر ہی دم لیا۔نواب بہادر نے مرار راؤ کے قلعہ داروں سے کوڑی کنڈہ، پنو کنڈہ، مڑک سرا وغیرہ حاصل کر کے ان پر قبضہ کرلیا اور واپس لوٹ گئے۔

اس زمانہ سے راؤ مذکو دولت خداداد کی شکست کے درپے ہوگیا۔ ناظم ادھونی بسالت جنگ، سے موافقت کر کے بہانہ ڈھونڈنے لگا۔

سنہ ۱۱۸۲ھ م 1768ء میں ترمک راؤ ماما نے فوج کشی کی مرار راؤ نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا۔ اس جنگ میں حادثہ چشم زخم عظیم، یعنی چرکولی کی جنگ پیش آئی جس میں نواب بہادر کو بے حد نقصان اٹھانا پڑا۔نواب کے وکیلوں نے ترمک راؤ ماما سے دائمی صلح حاصل کی مگر راؤ مذکور نے کام کو درہم برہم کرتے ہوئے لشکریان نواب کو صدمۂ عظیم پہنچایا۔

سنہ ۱۱۸۵ھ م 1771ء میں نواب محمد علی خان سراج الدولہ نے بالا گھاٹ تسخیر کرنے کا عزم کیا اس کے ہمراہ جنرل اسمتھ کرنل ووڈ بہادر بھی تھے۔ راؤ مذکور کو بارہ لاکھ روپے بندوبست کے بعد خود دینے کا وعدہ کر کے بلوایا گیا۔ چنانچہ راؤ بہانہ جو اپنے لشکر کے ساتھ نواب محمد علی خان کی رزم و بزم میں چند دن شریک رہا۔

اسی دوران راؤ کور نے قلعہ ونکٹ گیری کوٹہ کو جو کہ بتل پلی سے تین کروہ کے فاصلہ پر واقع رہنے اور چارکل کے پالیگار متعلقہ انبور گڈھ ہے پر ایک شبخون مار کر فتح کرلیا۔ اور تھانہ قائم کیا۔

بلاآخر زسی پورم کے قریب جو کہ کولار کا تعلقہ ہے حیدری جمعیت نے ایک شبخون

مار کر اسے شکست دی۔ نواب محمد علی خان کا لشکر تاخت وتاراج ہو گیا۔ راؤ ملامت انگیز زخمی ہو کر افواج فراہم کرنے کا انتظار کیے بغیر گتی کو روانہ ہو گیا۔

اس طرح اکثر اوقات وہ نواب کے باجگزار پالیگاروں جیسے رائے درگ، رتن گری، اننت پور وغیرہ پر ناظم ادھونی کی ترغیب پر حملہ کر کے ملک ویران اور انسان وحیوان کو پریشان کیا کرتا تھا۔

یہاں تک کہ بسالت جنگ اور راؤ بے ننگ کی انگیخت پر ابراہیم خان دھونسا، امیر نظام علی خان صاحب جاگیر سرکار نرمل نے حیدر آباد سے اور تاتیا مرہٹہ نے پونا سے ملک خداداد پر حملہ کیا اور راؤ مذکور نے پانچ چھ منزل آگے بڑھ کر دھونسا کا استقبال کیا۔

نواب بہادر نے جو اعداشکنی میں کافی دانا تھے تاتیا مرہٹہ کو دفع کرنے کیلئے محمد علی شجیع کو سردار لشکر بنا کر روانہ کیا اور خود تیزی کے ساتھ بسالت جنگ کی سرکوبی کیلئے نکلے جو اپنے سردار فوج صفدر جنگ اور فرانسیسی کی مدد سے قلعہ بلاری کا محاصرہ کئے ہوئے تھا انہیں ایک ہی شب خون میں شکست دی قلعہ کوہ بلاری نواب کی اقبال مندی اور غیب سے فتح ہوا۔

نواب بہادر وہاں سے سیدھے ادھونی پہنچے اور بسالت جنگ سے دس لاکھ روپے حاصل کرنے کے بعد دھونسا کی طرف متوجہ ہوئے۔ دھونسا سیماب کی طرح نواب کی شمشیر سے گھبرا کر اور پارہ پارہ ہو کر بھاگ نکلا۔ راؤ مذکور پریشان ہو کر اپنے دارالمقر کی طرف لوٹ گیا۔

الحاصل اگر چہ نواب نے کسی بھی طرح اس کی مزاحمت نہیں کی بلکہ تالیف قلب کیلئے اسے چچا صاحب کے نام سے یاد کیا کرتے تھے لیکن وہ اپنی ازلی شقاوت کے سبب نواب کو نقصان پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا تھا۔ اسلئے نواب بہادر نے اس

Marfat.com

حدیث شریف پر کار بند ہوتے ہوئے کہ موذی کا قتل اس کے ایذا پہنچانے سے قبل بہتر ہے اس طرف توجہ کی سنہ ۱۱۸۷ھ م 1773ء میں گتی فتح کرنے اور اس بدطینت کو گرفتار کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ اس طرف روانہ ہونے کے بعد نواب بہادر نے کہلا بھیجا کہ تعلقہ سونڈور کا بندوبست میرے حوالے کردو اور بغیر کسی زحمت کے اپنا کام کرو۔ البتہ آلات حرب وضرب سے دست بردار ہو جاؤ اس سینہ پر کینہ شخص نے جو اپنے آپ کا دشمن تھا اس بات پر دھیان نہیں دیا بلکہ جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ نواب کی سپاہ قاہرہ نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور محصورین کو تنگ کردیا۔ چاروں طرف سے گولے برسانے لگے۔ تھوڑی سی مدت میں محصورین مجبور د عاجز آگئے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے آب و دانہ ایام جوانی کی طرح وفا نہیں کرتے۔ جب راؤ مذ کور نے اپنے امراء اور توابعین کو عاجز و نالاں پایا تو اپنے کار پرداز پالے خان کو نواب کی خدمت میں روانہ کرتے ہوئے اطاعت وفرمابرداری کا اظہار کیا۔ چھوٹی اور بڑی غلطیوں کی معافی مانگی۔ نواب نے جو رحمدل تھے اس کی بے چارگی پر ترس کھا کر قولنامہ روانہ کیا اور زنانہ کے ساتھ طلب کیا۔ وہاں سے اس پر فساد و خاندان کے ساتھ دارالسلطنت پٹن کو روانہ کردیا اور اس کے تعلقات کو عمال حیدری کے سپرد کردیا۔ وہ اسی جگہ گھٹی ہوئی منزلت اور ندامت کے ساتھ اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ اگر اس تمام واقعہ کی تفصیل درکار ہو تو کتاب نشانِ حیدری سے حاصل کرسکتے ہیں۔

اس کے بھائی کے بیٹوں میں سے ایک جس کا نام گووندراؤ تھا اس واقعہ سے قبل گتی سے نکل کر اکنور کے راجہ شنکر رایل کے ہاں پناہ گزیں ہو چکا تھا۔ وہ دولت کی تاراجی کے بعد یہاں سے نکل کر اکنور کے موضع ہیرو ہلی میں جو کرپنات ساتگڈھ کا تعلقہ ہے قیام پذیر ہوا۔ اس نے ملک گیری کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا، حضرت ٹیپو سلطان

Marfat.com

کی شہادت کے بعد اس نے فوج جمع کر کے سونڈور پر قبضہ کر لیا لیکن نام آوری نہ پیدا کر سکا۔

*****

Marfat.com

جنرل سیاریس

Marfat.com

اورنگ دوازدہم (بارہواں باب)

سرہٹی اوراس کے نواح کے حکام کی کیفیت

آن کس خان امیر باکرامت جسے صلاحیت حال ومال بمرتبہ کمال حاصل تھا اس نے سن ۹۹۹ھ م 1590ء میں حضور عادل شاہ سے صوبہ بنکاپور وغیرہ کے بندوبست کی اجازت حاصلکی اور معمورہ ملکیت کو جو خوب آباد تھا اپنا دارالامارت قرار دیا اور صوبیداری کرنے لگا۔ اس نے ایک بہت ہی خوبصورت مسجد تعمیر کروائی۔ اس مسجد کا ہر مینارہ کافی وسیع ہے۔ یہ مینارا تنے خوبصورت ہیں کہ استادانِ فن اور ہنر منداس پر عش عش کرتے ہیں۔ وہ اس مسجد کی وجہ سے مشہور ومعروف ہے۔ ایک مورخ نے لکھا ہے کہ امیر مذکور صبح بستر سے اٹھنے کے بعد حوارج ضروریہ سے فارغ ہوکر طہارت ظاہری سے فراغت پاکر نماز فجر ادا کرتا اور دو گھڑی روز ہونے پر ذکر وتسبیح اور وظائف شروع کرتا اس ورد کے دوران اس کے قلب کی صفائی اور زبان کی تاثیر سے پتھر جیسے موم میں تبدیل ہو جاتا اور مقررہ سنگتراش اس میں اپنے دلخواہ نقش بنا لیتا اور زیر تعمیر مسجد میں لگوا دیتا۔ بس خان معز الیہ نیک نیت پاک باطن تھا نظم ونسق اور معاملات دینوی میں دین کے آئین پر قائم رہتا تھا۔ ایک دن شب کے وقت وہ محل سرہٹی میں شطرنج کھیل رہا تھا کہ چراغ میں تیل ختم ہو گیا۔ مودی خانہ میں اس وقت تیل موجود نہیں تھا۔ اس کے کارکن تیل کی تلاش میں دوڑ پڑے۔

اس وقت سومنا نامی ایک لنگ بلجیوار جو اس علاقہ کا رہنے والا تھا ترپتی جانے کے ارادہ سے گاؤں کے باہر خیمہ زن تھا۔ اس کے پاس تیل سے بھرے ہوئے تین چار کنستر موجود تھے۔ اس نے ضرورت کے مطابق تیل ان کے حوالے کیا۔ غرض اس پٹیل کے تیل

Marfat.com

سے کاشانہء سرور روشن ہوا۔

رات کو بازی ختم ہوئی۔ صمصام خان کرامت نشان نے نوکروں سے دریافت کیا کہ رات کو ہمارے کارخانہ میں تیل موجود نہیں تھا تم نے کہاں سے فراہم کیا کارگزاروں نے تفصیل بتائی۔ امیر موصوف اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر لکشمیسر کی طرف روانہ ہو گیا اور چند لوگوں کو اس بات پر معمور کیا کہ پٹیل مذکور کو اولین فرصت میں اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ جب پٹیل حاضر ہوا تو خان کرامت نشان نے اس کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے اہالی و موالی اور اپنے خویش و اقارب اور کارپردازوں کے آگے فرمایا اس نیاز مند نیک نام نے جس کی اولاد کو فلاح و بہبود کیلئے میں دعا گو ہوں میری شب دیجور کو روشنی دی جو تا ابد قائم رہے گی اسی سبب سے میں اسے اپنے فرزندی میں لیتا ہوں اور اس کے سود و بہبود کی ذمہ داری اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ اسکے بعد اس نے ویساپانڈگری لکشمیسر معہ رسوم فی روپیہ دو آنہ سے نوازا۔ ساتھ ہی ساتھ عادل شاہ سے کہہ کر پنجہزار روپئے کی جاگیر بھی دلوائی۔ اس کے بعد ایک بزم ترتیب دے کر اسے بلوایا اور اسے خان گوڑا بہادر کے خطاب سے نوازا۔ اس کے ساتھ ہی خلعت دیتے ہوئے اس صوبہ کی نگہداشت اس کے سپرد کی۔ جب خان موصوف کا وقت قریب پہنچا تو انھوں نے خان گوڑا کو اپنے پاس بلوا کر علم خاص نوبت فیل سواری حوضہ اور عماری زرنگار کے ساتھ اسے عنایت کیا۔ اور اسی جگہ لکشمیسر کے قریب مدفون ہوا۔ اس سعادت آمادہ کی والدہ اور زوجہ بھی صاحب کرامت ہیں۔

اگر چہ کہ خانمذکور کے فرزند والد کے انتقال کے بعد بیجاپور روانہ ہو گئے اور انھیں خاطر خواہ نوکری بھی ملی لیکن اوباش منشی کی وجہ سے ترقی نہ کر سکے اور منزلت کی کمی کی وجہ سے انتقال کر گئے۔

Marfat.com

پٹیل مذکور اپنی حسن نیت اور خان مرحوم کی دعا کی تاثیر سے روز بروز ترقی کرنے لگا۔اسی کے دوران خاندان میں کجک فیل جو خان مذکور کے نام سے موسوم ہے ابھی تک نسب ہے اور اس کے خاندان میں اب بھی شام کے وقت پہلا چراغ خان خلد آشیاں کے نام سے جلایا جاتا ہے۔امیر کرامت تخمیر کی رحلت کے بعد یہ صوبہ بنکاپور اور بائیس محل کے شمولیت کے بعد جبار خان میانہ کی جاگیر مقرر رہوا۔اس کے فرزند بہلول خان نے اپنی جاگیر کے بندوبست کی اجازت حاصل کر کے چانور ہلی نامی قریہ بے حد پسند کیا اور وہاں پر ایک عظیم شہر کی بنیاد رکھ کر اسے اپنا دارالامارت قرار دیا۔جب خان مذکور وہاں پہنچا تو وڈ خان گوڑہ نے اس کی ملازمت میں پہنچ کر امیر رحمت تاثیر کی سند پیش کی اور اسباب جاہ وحشمت حاصل کر کے رجوع ہوا۔

جب بہلول خان اپنے والد جبار خان کے انتقال کے بعد اس کا قائم مقام ہوا تو اس نے وہیں جاگیر اور سامان ثروت گوڑہ بہادر پر جاری رکھی بہادر اس کا قائم مقام بنا۔ نامبروہ نے بلاقصور وفتور کار ہائے سرکار جاری رکھا اور آخر کار بے تشویش فوت ہو گیا اس کا بیٹا چک خان گوڑہ بہادر کا قائم مقام بنا۔اگرچہ کہ وہ اسی جاگیر پر مکتفی تھا اور اپنے پیر حدود سے باہر نہیں نکالے اور نہ ہی ملک گیری کا عزم کیا اور تاہم سواری کی زیب وزینت اور شان ودولت مندی کے لئے دو تین ہزار پیادے نوکر رکھ چھوڑے تھے۔

اسی دوران غفار خان بن دلیل خان ساونوری نے جو مسند نشین تھا اس خیال پوچ ونخوت سے کہ ایک ادنی رعیت عبداصنام دولت اسلام کے عہد میں بے باکانہ ہاتھی پر صبح شام نوبت بجاتا ہے بالکل نامناسب بات ہے اسے تنبیہ کرنا چاہئے اور اس کام سے منع کرنا چاہئے۔اس خیال کے آتے ہی اس نے یکایک اس کے استیصال کا عزم کیا۔اس کی

Marfat.com

دولت خدا بخش کو ختم کرنے کے ارادہ سے فوج مستعد کی۔

جب خان گوڑہ کو افغان کی نیت سے واقفیت ہوئی تو ایلچی روانہ کرتے ہوئے پیغام دیا کہ یہ تمام ساز و سامان ثروت و جاہ اس نواح کے ایک رئیس دین پناہ کا بخشا ہوا ہے اگر چہ میں اہل ہنود سے ہوں لیکن مطیع اہل اسلام ہوں۔ اس سے قطع نظر ایک باجگزار رعیت پر جو کہ آپ کے آبا و اجداد سے مطیع ہے ظلم کرنا اور اس کی رعیت کو قتل کرنا نامناسب ہے۔ یہ بات صاحب نعمتان کے لائق نہیں ہے۔ اگر چہ ایلچی نے بہت ہی چرب زبانی سے سمجھایا مگر خان جہل منش نے ذیل کے اشعار کے مصداق کوئی بھی بات نہ مانی۔

بحث با ناقص خیالاں صرفۂ استاد نیست

عقل افلاطون علاج جہل مادر زاد نیست

اس نے اپنی دلیری اور فوج کی زیادتی کے غرور سے جلد از جلد حملہ کرنے کا منصوبہ باندھنے لگا اور التماس قبول نہیں کی اور بلا تامل قلعہ فتح کرنے کے لئے فوج روانہ کر دی۔

خان گوڑہ لاعلاج ہو گیا اور مغفور باکرامت کے نام سے صندل کا ٹیکہ پیشانی پر لگا کر اس کے یادگار علم کو اپنے سامنے رکھ کر جنگ کے لئے تیار ہو گیا۔ دو تین سو سوار اور ایک ہزار پیادوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ چونکہ فتح و شکست من جانب اللہ ہے بقول

''کس را وقوف نیست کہ انجامِ کار چیست'' کسی کو خبر نہیں کی انجام کیا ہوگا۔

دونوں کے درمیان سخت آویزش ہوئی اور ناگاہ فتح نصرت پرچم آنکس خانی کو نصیب ہوئی اور لشکر افغان کو شکست فاش ہوئی۔

خانموصوف کا ہمشیرہ زادہ خان میاں مجروح اور اسیر ہو گیا۔ اس جنگ کے بعد خان جہالت نشان ہم جنسوں میں ٹھٹے کا باعث بن گیا۔ اس لئے نادم ہو کر اس نے خان

Marfat.com

گوڑہ کو بہادر کے خطاب اور تسکین بخش خلعت سے نوازا۔

قصہ کوتاہ مرہٹوں نے ترقی کی اور چوتھ وصول کرنے لگے وہ اس کی وجہ سے ترقی کرنے لگے۔ انھوں نے ساؤنور کے چند محلات پر قبضہ کرلیا۔ چک خان گوڑہ ان دنوں فوت ہوگیا اس کا داماد ہمنت گوڑہ اس کا قائم مقام ہوا۔ اس نے بالاجی راؤ نانا کارپرداز پونہ سے دولت خواہی کی اور سرہٹی جس کے محاصل دولاکھ اور ساٹھ ہزار روپئے ہیں اجارہ کے طور پر اپنے تصرف میں لے لئے۔ رفتہ رفتہ لطائف الحیل اور زرپاشی سے اس نے اپنے علاقہ کے لئے پیشکش مقرر کروائی۔ جب حیدر علی خان کا تسلط ہوا اس وقت یہی دستور جاری تھا۔

جب نواب موصوف مادھوراؤ ترمک ماما سے جنگ آزمائی کے بعد اس کے دستبرد سے محفوظ ہوئے اور بالاجی راؤ نانا کے بھائی راگھو کی فوجیں آوارہ ہوگئیں تو انھوں نے دھاڑواز اور بادامی پر قبضہ کرلیا اور علم محمدی اس علاقہ پر بلند کیا اور رام رام عبد اصنام کی جگہ تحیت وسلام اسلام رائج ہوا۔

خان ساؤنوری بھی نواب کی طرف متوجہ ہوا۔ نامبردہ خان گوڑہ نے بھی پیشکش مقررہ روانہ کرنے کی حامی بھرلی۔ نواب معزالیہ نے اس علاقہ کے پالیگاروں کی تالیف قلب کے لئے خان مذکور کو خلعت بحالی خدمت ایک زنجیر فیل ایک منزل پالکی چنور اور آفتاب گیری دیکر سرفراز کیا۔

نامبردہ نے چند دن عیش وآرام میں گزارے اور راہی ملک عدم ہوا۔ اس کا بیٹا وڈکنچن گوڑہ اس کا قائم مقام ہوا۔ اور اس نے بھی اپنے باپ ہی کی سی سلامت روی اختیار کی۔

Marfat.com

ان دنوں دھونڈو جی واگیہ بن مادھوجی واگھی جو کہ قوم کا مرہٹہ ہے اور جن کا لقب شیر ہے اور جن کے جد وآبا کا پیشہ سپاہ گیری ہے اور دھاڑ وار کے اطراف واکناف میں سکونت رکھتے ہیں اور بعضے شہر پونہ میں نوکری کی خاطر سکونت پذیر ہیں۔

دھونڈو جی واگیہ سن ۱۱۷۴ھ م 1760ء میں نیک ساعت میں موضع ڈمل میں جہاں اسکے والد چند سال سے مقیم تھے پیدا ہوا۔ اور ناز ونعمت، شجاعت وحشمت سے پرورش پانے لگا۔ بارہ سال کی عمر میں اپنے بڑے بھائی سکوجی واگیہ سے جھگڑ کر اسے قتل کر دیا اور گھر سے بھاگ کر گوڑہ مذکور (ڈ کنجن گوڑہ) کے ہاں پناہ گزیں ہوا اور کچھ مدت معقول تنخواہ پر نوکر رہا۔ اگر حالات سازگار ہوں اور ایام سعادت مقصد براری کے لئے مددگار ہوں تو اس کا احوال اور اس نواح کے چند دولت مندوں کے حالات کے لئے علاحدہ اورنگ بناؤں گا اور انھیں لکھونگا۔ فی الحال اس بات کے لئے معذرت خواہ ہوں کہ قلم اس طرف مڑ گیا۔

بہر حال سابق ذکر کی طرف مڑتا ہوں۔ الحاصل گوڑہ مذکور نواب بہادر کی حیات تک بدل رجوع رہا اور دولت خواہی کرتا رہا۔ لیکن نواب بہادر کے انتقال کے بعد جب ٹیپو سلطان مسند آرا ہوئے تو صوبہ نگر کے ناظم ایاز خاں عاقبت نامحمود جو کہ نواب بہادر کا متبنیٰ تھا کے سبب اس علاقہ میں قصور وفتور واقع ہوا۔ اس کے علاوہ مرہٹوں اور نواب نظام علی خان نے اس علاقہ پر حملہ کیا جس سے سارا علاقہ پر فتنہ وشر انگیز ہو گیا۔ ڈ کنجن گوڑہ اور عبدالحکیم میانہ افغان ساؤنور نے ایک ہو کر مخاصمت کی راہ اپنائی۔ جب سلطان اور مرہٹوں کے درمیان صلح ہو گئی تو ڈ کنجن گوڑہ چند دن کے لئے سلطان کا باجگزار ہو گیا۔

سن ۱۲۰۶ھ م 1791ء میں اس علاقہ کا بڑا حصہ دشمن کے قبضہ میں چلا گیا تو

Marfat.com

دڈ کنجن گوڑہ اس طرف چلا گیا۔ پس ان کا دستور یہی تھا کہ جو بھی اس علاقہ پر یعنی جوی کرشنا تنگبھدرا کے مابین کے علاقہ پر حکومت کرتا وہ اس طرف ہو جاتے اور زر پیشکش اور نذرانہ جو کہ مقرر ہوتا روانہ کرتے اور اس کی دولت خواہی کی کوشش کرتے۔ اس علاقہ میں ان کو دیسائی کہتے ہیں۔

یہ بات مخفی نہ ہو کہ یہ بارہ اورنگ مضمون صدق کے ساتھ ترتیب دئے گئے تھے اور انھیں منتشر کرنا مناسب نہ سمجھ کر سن ۱۲۱۵ ہجری م 1800 میں ایک کتاب بنام تذکرۃ البلاد والحکام وخاتمہ ترتیب دیا گیا۔

اس کے بعد اورنگ سیزدہم اور چہاردہم بحسب اتفاق سن ۱۲۲۵ھ م 1810ء میں بقید قلم لاکر داخل کتاب مذکور کئے گئے اور اس کا خاتمہ لکھا گیا۔ اس سے قبل جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں یہ دو اورنگ موجود نہیں ہیں۔

****

Marfat.com

اورنگ سیز دہم (تیرھواں باب)

بلاری اور ہندی انتپور کی بنیاد اور وہاں کے حکام کا ذکر۔

کشن رائل چھتری کے دور حکومت میں تمپا نامی ایک شخص جو قوم کر بر یعنی چرواہوں کی ذات سے تھا کوہ سہاجل سے جو نواح کوکن میں واقع ہے سے اعیال واطفال اور بے شمار مویشیوں کے ساتھ ان حدود میں یعنی بیجی نگر عرف آنے گنڈی میں داخل ہوا اور دریائے تنگ بھدرا پر ایک جگہ پسند کر کے ڈیرہ ڈال دیا۔

اس نے وہاں کے حاکم کا نام دریافت کر کے اسے ایک سو چاندی کے مٹکوں میں دودھ، چالیس مٹکے مسکہ اور ستر مٹکے روغن (گھی) سے بھرے ہوئے اپنی بیوی جس کا نام کر بما تھا کی وساطت سے حاکم کے خاص مطبخ میں روانہ کیا اور درخواست کی کہ اسے یہاں رہنے کی جگہ اور مواضعات کو آباد کرنے کی اجازت دی جائے۔ زن مذکور نے بیجی نگر پہنچ کر کار پرداز رامنا کی معرفت رائل مذکور کی زوجہ کو یہ تمام چیزیں پہنچائیں اور اپنی عرضی پیش کی اور جگہ کی درخواست کی۔ زوجۂ رائل نے خوش ہو کر راجہ سے سفارش کی اور چار بیابانی اور پہاڑی قریے پہلا بلاری، دوسرا کرگوڑ، تیسرا اتکل کوٹہ اور چوتھا اننت پور جو کہ غیر آباد تھے اور جن میں مواضعات نہیں تھے اس کی اقامت اور مویشیوں کی چراگاہ کیلئے دلوائے۔ اسے تاکید کی گئی کہ وہ انہیں بسائے۔ اسے چاروں محلات کی سند ناگوڑی اور وہاں کے محاصل جمع کرنے کی اجازت دی گئی۔

اس وسیلہ سے تمپا کامیاب ہوا اور چند احباء کو جمع کر کے بلاری میں جو دامن کوہ میں واقع ہے سکونت پزیر ہوا۔ اس نے اپنے ایک بھائی کو جس کا نام ہنمپا تھا اننتپور کو روانہ کیا

اور چند دن اس قریہ میں آسودہ حال رہ کر اپنے محلات کی آبادی بڑھانے کی کوشش کی اور آخر کار اجل طبیعی سے گزر گیا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا رنگپا نایڑ اس کی جگہ کلانتری کرنے لگا۔ اس نے اپنے باپ کے آئین کو برقرار رکھتے ہوئے دوست احباب کا دل جیت لیا۔ وہ خود اپنے آپ کو نائر کے نام سے پکارنے لگا۔ اس نے پہاڑی پر جو وسیع جگہ ہے اور جہاں پانی وافر مقدار ملتا ہے مٹی کی دیوار کھینچوائی اور اسے مضبوط کیا۔ اس نے معمورہ کو بھی خوب آباد کیا اور چار پانچ سو پیادے نوکر رکھ کر نام آوری حاصل کی۔

اس بات کی اطلاع جب رام رائل چھتری کو جو کہ کشن رائل کا رشتہ دار تھا کو ملی تو اس نے فوج روانہ کر کے اسے بلا بھیجا اور اس سے زر کثیر بطور جرمانہ وصول کیا کیونکہ اسنے بلا اجازت قلعہ تعمیر کیا تھا اور تاکید کی کہ آئندہ بلا اجازت کوئی کام نہ کرے۔

رنگپا نایڑ کے دل میں چونکہ سرداری کی تمنا تھی اس لئے وہ چند دن حاکم صوبہ ادھونی کے حکم پر عمل کرتا رہا۔ حاکم ادھونی بیجی نگر کے چھتری خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس لئے حسب معمول ناگوڑی کے تحت مذکورہ تعلقات اس پر بحال رہے اور وہ سالانہ تین ہزار روپئے پیشکش روانہ کرتا رہا۔

حاکم صوبہ کے حکم سے اس نے اپنے محلات میں قلعجات تعمیر کئے اور ان کی مرمت کی اور محلات و مواضعات کی آبادی بڑھائی۔ چنانچہ محل بلاری تینتیس ۳۳ موضوعات پر کرکوڑ بتیس ۳۲ مواضعات پر اور محل تکل کوٹہ تینتیس ۳۳ مواضعات پر مشتمل تھے۔ ان کی کل آمدنی اس وقت دو لاکھ گیارہ ہزار ہون بیجی نگر تھی فی ہون سوا تین روپئے کے برابر ہے۔

تعلقہ اننتپور رہنمپا نایڑ کی اولاد پر بحال تھا۔ نایڑ مذکور ابتدائی سن ۱۰۳۰ ھ م 1620ء

میں پچاس سال سعی کرنے کے بعد گزر گیا۔ اس کا خلف صدق دیو پا نایڑ اس کی جگہ تخت پر بیٹھ کر ہنگامہ ملک گیری برپا کرنے لگا۔ اس نے نام آوری حاصل کی۔

اس وقت آنے گنڈی کے چھتریوں کی حکومت ختم ہوگئی چنانچہ ملک صنم پرستوں کے ہاتھوں سے نکل کر سبحہ شماروں میں پہنچ گیا۔ چنانچہ پہلے ملک ریحان خان اور اس کے بعد مسعود خان بیجاپور سے صوبہ ادھونی کی نظامت پر مقرر ہوئے۔ دیو پا نایڑ نے ان کی ملازمت میں پہنچ کر کثیر رقم بطور نذرانہ پیش کر کے بڑی ہی سماجت اور لجاجت سے سند ناگوڑی حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ اس نے ایک جرار فوج جمع کر کے اسباب راجگی فراہم کیے اور اپنے اوقات امتیاز اور اعتبار سے گزارنے لگا یہاںتک کہ بیجاپوریوں کی حکومت ختم ہوگئی اور سلطان عالمگیر نے بیجاپور کا محاصرہ کرلیا اس وقت دیوپا نایڑ نے حضور سلطان میں پہنچ کر ذوالفقار خان امیر الامراء کی وساطت سے سعادت مجرا حاصل کیا۔

کچھ مدت بعد ذوالفقار خان ناظم دکن بنا۔ دیوپا نائر نے حضور سلطان سے سند دلسپانڈگری، ناگوڑی اور دیسموکھی حاصل کی۔ اس نے بادشاہی ضابطہ اور امیری قانون کے مطابق ملک کا اہتمام وبندوبست کیا اور راجگی کے اسباب جمع کیے لیکن اجل نے فرصت نہ دی اور اکیالیس سال حکومت کرنے کے بعد چل بسا۔

اس کے بعد اس کے بیٹے ہنمپّا نایڑ نے مسند نشین ہوکر راجہ کا لقب اختیار کیا اور جدو پدر کے ضابطہ کے مطابق حکمرانی کرنے لگا۔

چند دن بعد اس نے سومنا نامی ایک شخص کی دختر سے شادی کی اور اسے اپنا پردھان بنایا اور ملک کا نظم ونسق اور انتظام مالی اس کے حوالے کردیا۔ پردھان مذکور نے جب تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں پائے اور راجہ کو اپنی مٹھی میں پایا تو ملک میں آتش فتنہ

وفساد برپا کر بیٹھا اور دل میں جدال وقتال کا عزم رکھ کر قلعہ کوہ ملکینڈہ پر جوکہ بلاری کے مغرب میں دوفرسنگ کی دوری پر واقع ہے ٹھانہ روانہ کیا۔ راجہ کو اس بات کی حرص دلائی کہ اولاد چھتریاں کو اسیر کرلے۔ راجہ اس بات کو مانتے ہوئے بارہ ہزار ار پیادوں اور چارسو سواروں کے ساتھ نکل پڑا۔صوبیدار ادھونی کو اس بات سے اغماض کے لئے پچاس ہزار روپے نذرانہ پیش کیا۔

راجہ بیجی نگر سری مل راج کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے اپنے سابقہ غرور کے مطابق مقابلہ کی ٹھان لی۔ چنانچہ دونوں کے درمیان میدان کپلی میں زوردار جنگ ہوئی ۔لشکر آنے گنڈی دشمن کے حملوں کی تاب نہ لاسکا اور اپنے دار المقر کو لوٹ گیا۔ ہنمپا نایڑ نے اپنی فتح پر خوش ہوکر قلعہ کپلی پر جوکہ بیجی نگر کے تابع تھا حملہ کیا اور دس بارہ دن سخت محاصرہ کرکے قلعہ فتح کرنے کی سعی کی۔ایک رات حارس قلعہ نے جو شجیع تھا ایسا سخت شبخون مارا کہ بلاری کے پردھان کا بیٹا مارا گیا اور اس کا لشکر منتشر اور منہدم ہوگیا اور ہنمپا نایڑ بے نیل ومرام اپنے دار المقر کو لوٹ گیا۔

کچھ عرصہ بعد اس نے سامان جنگی اور سوار و پیادے جمع کئے اور محل موکا پر جوکہ ایک زرخیز تعلقہ تھا اور تینتیس ۳۳ موضعات پر مشتمل تھا حملہ کرنے پر کمربستہ ہوا۔ یہ تعلقہ اس وقت رائے درگ کی سرکار میں شامل تھا۔اس نے اس علاقہ میں غارت گری مچائی تاکہ قلعہ اس کے قبضہ میں آجائے لیکن اس جگہ کا قلعدار جس کا نام ویدپتی نایڑ تھا اور جو رائے درگ کے پردھان کشنپا کا رشتہ دار تھا نے مردانہ سعی کی اور اپنے آقا کو اس بیدادی کی مفصل روداد روانہ کی۔

راجہ رائے درگ نے اپنے ہمشیرہ زادہ سامی نایڑ کو ایک گراں فوج کے ساتھ

Marfat.com

روانہ کیا اس نے ایک ہی حملہ میں دشمن کو شکست فاش دی اور بہت سے سپاہیوں کو تہ تیغ کھینچ لیا۔ نایڑ بلاری فرار ہو گیا اور دریائے ہگری پار کر کے بلاری کے کوہستان میں داخل ہوا اور اپنی حفاظت کی کوشش کرنے لگا۔

فتح مند سوامی نایڑ نے بلاری پر فوج کشی کی یہاں کے نایڑ نے ایلچی روانہ کر کے دوستی اور یگانگت طلب کی اور عہد کیا کہ آئندہ کبھی ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ اور مجادلہ نہیں کریں گے اور ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے نایڑ منصور لوٹ گیا۔ شکست خوردہ نایڑ اپنی جگہ سکون سے رہنے لگا۔ تاہم اس طرح کی فتنہ انگیزی کے خیال میں چند دن گزارنے کے بعد فوت ہو گیا اس نے اکتیس سال حکومت کی۔

ہنمپّا نایڑ کے بعد اس کا بھائی چک رامیا نایڑ اس کا جانشین ہوا۔ وہ ملک وفوج کا اہتمام کرنے لگا۔ اس کے دور حکومت میں رائل آنے گنڈی والہ نے کنگیری (جو کہ بیجی نگر کا شہر ہے) کے پالیگار سامی نایک کے اکسانے پر فوج کشی کی اور اس علاقہ کو تاخت وتاراج کیا۔ چک رامیا نایڑ نے چار سو سوار پانچ ہزار پیادوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور ایک دن کی سعی کے بعد دشمنوں کو شکست دیدی۔ رائل مذکور کے اسباب ثروت، جلوئے خاصہ، فیل سوار اور نوبت ونقارہ اس کے ہاتھ لگے۔ رائل مذکور (وینکٹ رائل) شرمندہ ہو کر بیجی نگر کو لوٹ گیا ۔ فتح مند نایڑ اس تعاقب کرتے ہوئے بیجی نگر تک پہنچ گیا۔ نایڑ مذکور نے ہراساں ہو کر بیجا پور فرار ہونے کا عزم کیا لیکن اس کی نانی ہنس کنور بائی نے اسے حرم سرا میں چھپا کر اپنے کارکن کو نایڑ مذکور کے پاس روانہ کیا اور پند ونصائح سے اس کی فہمائش کی دونوں کے درمیان صلح صفائی ہوئی۔ نایڑ مذکور خوشنودی حاصل کرنے کے بعد بلاری لوٹ گیا۔ رائل مذکور اپنی جگہ آسودہ ہوا۔

Marfat.com

کچھ عرصہ بعد نایڑ مذکور نے اسباب جنگ فراہم کرنے کے بعد ہنڈی اننت پور پر حملہ کیا۔ اس جگہ کا حاکم ونکٹ نایڑ بن سدپّا نایر برادر تماکر بر تھا۔ اپنے چچازاد بھائی کی آمد کی خبر سن کر اس نے رشتہ داروں کے درمیان جنگ وقتال مناسب نہ سمجھتے ہوئے کچھ چیزیں تحفہ اور سامان ضیافت روانہ کر کے اسے باز رکھنے کی کوشش کی اس جہل منش نے اگرچیکہ سبھی سامان اپنے پاس رکھ لیا مگر اس کے روانہ کردہ ایلچی کو بڑی ہی شقاوت قلبی کے ساتھ قتل کر دیا۔ اور ونکٹ نا یڑ کو پیغام روانہ کیا کہ مع عیال واطفال ملازمین کے ساتھ اس کے پاس چلا آئے اور قلعہ خالی کر کے اس حوالے کر دے تا کہ جان کو امان پا سکے۔

ونکٹ نایڑ اسکے ارادہ فساد سے واقف ہو کر قلعہ کی سپردگی کو باعث ننگ سمجھتے ہوئے جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ اننت پور سے چھ کروہ کے فاصلہ پر دونوں کے درمیان سخت جنگ ہوئی چونکہ حق اس کے جانب تھا اس لئے ونکٹ نایڑ کو فتح ہوئی اور رامپا نایڑ کو شکست فاش کا منھ دیکھنا پڑا وہ تمام سامان اور نوبت ونقارہ چھوڑ کر فرار ہو گیا اور بلاری تک کہیں دم نہ لیا۔

ونکٹ نایڑ فتح سے خوش ہو کر نوبت بجاتے ہوئے مال غنیمت کے ساتھ دارا لحکومت کو لوٹ آیا۔

اس کے بعد سے ان دونوں کے درمیان دشمنی پیدا ہو گئی اور ان کے درمیان بار بار جنگ ہونے لگی لیکن رامپا نایڑ اپنی زندگی میں کبھی ان پر کامیاب نہ ہو سکا۔

جب اس کا وقت آ پہنچا تو اس نے اپنے بیٹے کو بلا کر مسند پر بٹھایا اور ملک رانی اور اننت پور والہ سے انتقام لینے کی وصیت کرنے کے بعد فوت ہو گیا اس کے فرزند ڈھمپا نایڑ نے نامزد ہو کر ملک اور لشکر کی تنظیم کی اور ہر ایک موضع کے اطراف قلعچے تعمیر کروائے ہر

Marfat.com

جگہ پیادے اور محافظ مقرر کیئے اور اس طرح حرامیوں کے داخل ہونے اور مرہٹوں کی فوج سے اپنے ملک کی حفاظت کی ۔ بنجر زمین کو اس نے اپنی فوج اور محافظین میں تقسیم کیا اس نے اپنی فوج کو داد و دہش سے خوش دلی اور رعیت کو آسودہ کر رکھا تھا۔ اس نے ایک ہزار پانچ سو سوار اور دس ہزار پیادے آلات حرب وضرب اور پانچ چھ توپیں بنکری جمع کر کے ... گیری کا عزم کیا۔ اس نے ناگاہ کنگیری دیہات پر جو کہ دریائے تنگ بھدرا کے اس طرف واقع ہے حملہ کیا اس جگہ کی رعیتوں کے مکانات جلا کر خاک کر دیئے۔

کنگیری کے پالیگار سومنا نایک جو کہ صاحب لشکر تھا اپنے سپاہیوں اور ملازمین کی پاس ناموس کے لئے جو کچھ ... موجود تھی اس کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ لیکن اپنی فوج کے شعلۂ شمشیر اور ہمت و جرأت کو آزمانے کے عوض جنگ کی تاب نہ لاکر پیام آشتی روانہ کیا اور دو لاکھ روپئے نذر روانہ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ نایڑ فوجکش نے اس بات کو مغتنم سمجھتے ہوئے مبلغ حاصل کر کے مراجعت کی۔ اس نے مال غنیمت کا آدھا حصہ اپنے لشکریوں اور کارکنوں میں تقسم کر کے انھیں خوش دل کر دیا۔ اس واقعہ کے دس سال بعد اس نے راجہ آنے گنڈی پر حملہ کیا اور اس پر غالب آکر بے حساب زر و گوہر حاصل کیئے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک سال اس کے علاقہ کی خواتین نے اس بات پر اصرار کیا کہ ہنمپا کی مندر کے دیوکی پرستش جاترہ کے دوران کرینگے۔ یہ مندر شہر بیجی نگر میں واقع ہے۔ نایڑ مذکور نے انھیں غرباء کا لباس پہنا کر بیلوں پر سوار کر کے روانہ کیا۔

پرسہ سال میں ایک بار کیا جاتا ہے اور اس موقع پر ہر قوم ملک و شہر کے لوگ اجناس و پارچہ کے بیوپاری جوق در جوق آکر جمع ہو جاتے ہیں یہاں پر عورتوں اور مردوں

Marfat.com

کا ہجوم مورو ملخ کی طرح ہوتا ہے۔ اس موقع پر بت کو ایک رتھ کے اوپر سب سے بلند مقام پر رکھ کر کوچہ بہ کوچہ گھماتے ہیں۔ بت کی پوجا اور اس کے نظارہ کے بعد لوگ ہٹ جاتے ہیں اور خرید وفروخت میں لگ جاتے ہیں اس لئے اس اجتماع کو یہ لوگ پرسہ اور جاترہ کہتے ہیں۔

ٹائیڑ مذکور نے اپنی خواتین کو بدرقہ اور چند نوکروں کے ساتھ روانہ کیا۔ اگرچہ اس کی اطلاع کسی کو نہیں تھی اور یہ لوگ رات کے وقت بغیر کسی کو اطلاع دیئے ہنمپا کے مندر میں داخل ہوئے تھے اور اس دیو کی پوجا کرنے اور تماشا دیکھنے میں مشغول تھے کہ بلاری کے رہنے والے ایک شخص کی نظر جوان سے بددل اور عداوت رکھتا تھا پڑی اس نے ان کی موجودگی کی اطلاع آنے گنڈی کے رایل کو دیدی اس نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے چند ملازمین کو بھیج کر ان تمام کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ بعضوں کا کہنا ہے کہ اس نے نائیڑ کی لڑکی سے جو جوان اور حسین تھی مباشرت بھی کی۔

جب اس بات کی اطلاع نائیڑ کو ملی تو وہ سانپ کی طرح تڑپنے لگا اور اپنے ناموس کے پاس سے لرزنے اور کف افسوس ملنے لگا لیکن عجز الحاح کے سوا کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر ایلچیوں کو پانچ لاکھ روپئے اور دیگر تحایف وسامان، عفو درگزر کے خطوط بیجی نگر کے پردھان سیونا کی وساطت سے روانہ کئے اور ہزار جد وکد کے بعد اپنے متعلقین کی رہائی حاصل کی۔ اس کے بعد اس نے ناظم ادھونی کا باجگذار ہو کر اسی ندامت اور کوشش میں بیس سال گزارنے کے بعد خفقان کے مرض میں مبتلا ہو کر اپنی جان خازن نیران کے سپرد کی۔

اس کے بعد اس کا بیٹا ڈوڈرامپا نائڑ اس کی جگہ مسند نشین ہوا۔ اس نے اپنے ملک کے نظم ونسق کیلئے لشکر جمع کیا۔ اس نے اپنے والد کے زمانے سے اپنے دادا کی یہ وصیت سن رکھی تھی کہ انتپو روالہ سے انتقام لیا جائے۔ اس نے وصیت پورا کرنے کی کوشش شروع کی۔

چنانچہ اس نے انت پور پر یکا یک حملہ کیا اور آبادیوں کو خاک میں ملا دیا۔ اس نے قلعہ انت پور جیتنے اور چچیرے بھائیوں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی۔

انت پور کے راجہ تمانایڑ بن ونکٹ نایڑ نے اس وقت موجود سپاہیوں سے سامان کی قلت کے باوجود جنگ شروع کی مگر کم عمری اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے وہ دشمن کو رفع نہ کرسکا۔ اس نے اپنی گھریلو عورتوں کی بات مان کر جنگ سے دست کشی اختیار کی اور قلعہ کے دروازے کھولدیئے اور زنانخانہ میں بیٹھ رہا۔ نایڑ بلاری نے جب اپنا بلہ بھاری دیکھا تو فتح ونصرت کے نوبت بجانے اور توپ چلانے لگا۔ اس نے ناحق شناسی کو اپناتے ہوئے تمانایڑ، اس کے تمام اہل وعیال اور لواحقین کو گرفتار کرلیا اور اس کا سارا سامان ضبط کرلیا اور انہیں لے کر بلاری لوٹ آیا۔

چند دن بعد وہ آصفجاہیوں کی بے بندوبسی اور ظلم وجور سے تنگ آکر روپوش ہوگیا اور بلاری چھوڑ کر کبھی تکل کوٹہ اور کبھی تنگ بھدرا کے اس طرف کے علاقہ میں بسر کرنے لگا۔ اس کے اشارہ پر اس کے ملازمین نے ادھونی کے اطراف کے علاقہ میں چوری اور ڈاکہ زنی کرنا شروع کردی۔ انہوں نے شارع عام مسدود کردی۔ یہانتک کہ ہدایت محی الدین خان مظفر الدولہ ادھونی پر رونق افروز ہوا۔ اس کا حال دریافت کرنے بعد خلق اللہ اور باجگذاروں کی حفاظت کا خیال کرتے ہوئے اس کی شوخی سے اغماض کیا اور قولنامہ روانہ کرکے اسے طلب کیا اور چوروں کو سزا اور تنبیہ کرنے کی تاکید کرکے ادھونی کے سارے علاقہ میں رسوم کاویلی مقرر کیئے جو کہ فی صد پانچ ہون پر مشتمل تھے۔ تاہم ہدایت محی الدین خان نے رسوم کاویلی کے عوض پہلے سے مقرر شدہ پیشکش قبول کی اور اسے معاف کردیا نایڑ مذکور مکمل اطمینان کے بعد اپنے دارالحکومت کو لوٹ آیا اور اہلِ اسلام کی اطاعت کرنے

Marfat.com

لگا۔اس نے پندرہ سال اور کچھ ماہ حکومت کی اور چل بسا۔

اس کے بعد اس کا بھائی چک ہنمپا نایڑ مسند نشین ہوا۔ وہ منصف، اقارب پرور اور دوست نواز تھا۔اس نے تمنا نایڑ انت پور والہ کو بلا کر اپنے بھائی کا قائم مقام کیا۔مگر اس کا کار پرداز اس بات پر رضا مند نہ ہوا اور اس نے کافی جدو جہد کے بعد دوڈیا نایڑ کو جو کہ چک ہنمپا نایڑ کا متبنیٰ تھا کو راجگی اور سرداری پر بٹھا دیا۔

جب یہ خبر انتپو روالہ کو ملی تو اس نے غصہ میں آ کر اس کے استیصال پر کمر باندھ لی۔اس نے شجاع الملک بسالت جنگ کی خدمت میں 40 ہزار روپے روانہ کرتے ہوئے حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ جنگ سے قبل ایک عنایت اس مضمون کا روانہ کیا گیا کہ تو اجنبی شخص یعنی اولاد غیر اور پرورش یافتہ سرداران موروثی ہے اور تجھے نطفہ مناسب دولت حاصل نہیں ہے اگر تجھے اس قوم سے واقعی نسبت ہے تو سرکار کی طرف رجوع ہوا اور اپنی حقیقت ظاہر کر اور سند بحالی ریاست حاصل کر اور دارالحکومت خود سرکار کے قلعہ دار کے حوالے کردے۔

تایڑ مذکور نے مناسب جواب دینے کے عوض سرکشی کی اور ناظم ادھونی نے لشکر جمع کر کے بلاری کی تسخیر کا فیصلہ کیا اور کوچ کا حکم دیا۔ چنانچہ ان دونوں کے درمیان چھ ماہ تک جنگ و جدال ہوتی رہی آخر کار قلعہ کے سپاہیوں نے جن کی تعداد بے حد کم تھی مغلوں کے لشکر پر شبخون مارا اور لوٹتے ہوئے اس کے سرداروں نے تکل کوٹہ کو جو کہ بلاری کا محل تھا تسخیر کر لیا۔اور اس طرح شادکام لوٹے۔ بسالت جنگ اس بات سے طیش میں آ گیا۔اس نے ایک حربی فوج تربیت دی۔

اسی اثناء نظام علی خان اسد جنگ ناظم حیدر آباد کو پائین گھاٹ کی مہم در پیش ہوئی

Marfat.com

اور حیدر علی خان کے ساتھ جنگ گھاٹ جنگم در پیش ہوئی جو کہ مشہور ہے۔ بسالت جنگ بھی اپنے بھائی کے ساتھ اس جنگ میں موجود تھا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھائے ہوئے نایر مذکور نے تکل کوٹہ پر حملہ کر کے وہاں کے قلعدار کو شکست دے کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

جب رئیس حیدر آباد اور ناظم آرکاٹ کے درمیان صلح صفائی ہوگئی تو بسالت جنگ ادھونی لوٹ آیا۔ چونکہ اس کے دل میں نایڑ مذکور (ہنمپا نایڑ) سے خلش باقی تھی اسلئے بسالت جنگ نے صفدر جنگ اور فرانسیسی موسی لالی کی سرکردگی میں ایک سنگین فوج بلاری کی فتح کیلئے روانہ کی۔

ایک مورخ نے لکھا ہے اس وقت نواب حیدر علی خان بہادر اپنے لشکر کے ساتھ ابراہیم خان دھونسہ کی نخوت شکنی کیلئے چیتل درگ اور صوبہ سرا کو مرکز بنائے ہو تھے۔ بسالت جنگ نے نواب حیدر علی خان سے اس قلعہ کی تسخیر میں مدد طلب کی۔

مختصر یہ کہ نواب موصوف نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے کیونکہ وہ بھی چند دنوں سے اس قلعہ کی تسخیر کا عزم کئے ہوئے تھے سنہ ۱۱۸۷ھ م 1773ء میں ناگاہ حملہ کیا اور ایک ہی حملہ میں لشکر بسالت جنگ کو جو آسمان کی نیرنگ سازی سے غافل تھا شکست دی اور لشکر کو درہم برہم کر دیا۔ چنانچہ موسی لالی چند بندوقچیوں اور صفدر جنگ نے چند سواروں کے ساتھ راہ عافیت اختیار کی۔

نایڑ مذکور نے لشکر مغل میں توپ اور بندوقوں کی آسمان شکن آواز سنی تو کسی کو روانہ کر کے حالات دریافت کئے۔ جب اسے حالات سے واقفیت ہوئی تو اپنی جان کے خوف سے لرزہ براندام ہو گیا اور راتوں رات چند یگانہ ملازمین اور تمام خزانہ زنانہ کے ساتھ عقب کوہ سے اتر کر فرار کی راہ اختیار کی۔ اس طرح سارا جنگی سامان فدائیان نواب قوی طالع

Marfat.com

کے ہاتھ لگا۔

نواب ظفر مند نے درگاہ واہب العطیان اور فتح بخش حقیقی کے آگے اس بلاتوقع فتح غیبی پر سجدہ شکر ادا کیا۔ انہوں نے خوش ہوکر وہاں ٹھانہ مقرر کیا اور قلعہ اور حصار کی مرمت پر زر کثیر صرف کیا۔ کہا جاتا ہے کہ نایڑ مفرور نے انیس سال حکومت کی تھی۔ جب غیب سے بلاری نواب کے تصرف میں آ گیا تو اننت پوروالہ اور بسالت جنگ کف افسوس ملتے رہ گئے۔

القصہ وہاں کی تنظیم و تنسیق اور بسالت جنگ سے دس لاکھ روپیے وصول کرنے کے بعد نواب بہادر نے کوہ گتی کی تسخیر کا عزم کیا اور اننتپور کی طرف گھوڑے دوڑائے۔ وہاں کے نایڑ نے جان کے خوف سے راتوں رات اپنے لواحقین زن و فرزند زر و گوہر کے ساتھ راہ فرار اختیار کرتے ہوئے کوہستان شولاپور میں پناہ لی۔ وہاں سے پاکتور آ کر چند دن محمد امین خان کی پناہ اختیار کی اور وہیں انتقال کر گیا۔ اس کے بیٹے سدپا نایڑ نے اس کی جگہ کلانتری کی۔

سنہ ۱۲۰۶ ہجری م 1791ء میں نواب نظام علی خان، مرہٹہ اور انگریز نے یکدل ہوکر ملک ٹیپو سلطان کی تسخیر کا عزم کیا اور اس پر حملہ کر دیا۔ ہنمپا نایڑ نے ہری پنت پھڑ کیہ کا ساتھ دیا اور اچھے دنوں کی تمنا کرنے لگا۔ ٹیپو سلطان اور رؤساء موصوف کے درمیان صلح صفائی کے بعد ہری پنت پھڑ کیہ نے ٹیپو سلطان سے سفارش کر کے سدرام پورہ نامی ایک قریہ جو کہ اننت پور کا ایک تعلقہ تھا بطور جاگیر دلوادیا۔ چنانچہ ہنمپا نایڑ اپنے زن و فرزند کے ساتھ وہاں مقیم ہے اور نام و نشان نایڑان بلاری اس وقت زمین سے ناپید ہے۔

سرزمین بلاری کی آب و ہوا گرم خشک ہے۔ شہر کے اطراف اگرچہ کہ میٹھا پانی

Marfat.com

موجود ہے لیکن سردوتر اور بلغم افزاء ہے۔ دریائے تنگ بھدر ابارہ فرسنگ کی دوری پر شمال کی جانب ہے۔ نیجی نگر کی سرحد پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اور دس فرسنگ کے فاصلہ پر سرحد ادھونی موجود ہے۔ یہاں کی اکثر رعیت کمبل باف ہے اس لئے یہاں کی کمبل نرم اور باریک ہوتی ہے۔

******

Marfat.com

Marfat.com

اورنگ چہاردہم (چودھواں باب)

شیخ احمد ملک جہاں خان نصیب الدولہ عرف دھونڈو جی واگیہ کی کیفیت۔

اس کی اصل یہ ہے کہ اس کے جد و پدر سپاہی پیشہ تھے جن کا تعلق قوم مرہٹہ سے تھا ان کا لقب واگیہ یعنی مرہٹوں کی اصطلاح میں شیر ہے۔ وہ پہلے پہل تعلقہ بادامی اور دھارواڑ میں سکونت رکھتے تھے ان میں سے بعض پونا میں نوکری کی خاطر سکونت پذیر تھے۔ بعضوں نے اسی جگہ زراعت کا پیشہ اختیار کر رکھا تھا۔

دھونڈو جی واگیہ سنہ ۱۱۷۰ھ م 1756ء میں تعلقہ ڈمل میں جہاں اس کے والد چند دنوں سے زن و بچہ کے ساتھ سکونت پذیر تھے، تولد ہوا۔ اس کے باپ کا نام مادھو جی واگجی تھا۔

سن شعور ہی سے اس میں صولت اور جوانمردی کے آثار نمایاں تھے۔ جب اس کی عمر بارہ سال ہوئی تو اس نے ایک گھریلو جھگڑے کے دوران اپنے ہی ایک بڑے بھائی کو جس کا نام سکو جی واگیہ تھا جان سے مار دیا اور بھاگ کر سرہٹی کے زمیندار جس کا نام ہنمنت گوڑا تھا۔ پہنچا اور وہاں پر چند دن نوکر رہا۔ اس جگہ ایک معمولی سی بات پر وہاں کے کارکنوں سے جنگ کرتے ہوئے دو تین افراد کو زخمی کر دیا۔ جس کے سبب اسے برطرف کر دیا گیا۔ وہاں سے وہ پونہ میں اپنے چچا جس کا نام ترکیا واگجی تھا چلا گیا۔ چند دن وہ اپنے عمو کی رفاقت میں بسر کرتا رہا۔ یہاں اس نے کافی مال و دولت حاصل کیا اور وہاں سے نکل کر چند اوباش منشوں اور قزاق طبعوں کی سرداری کرتے ہوئے ملک مرہٹہ تاخت و تاراج اور رعایا کو غارت کرنے اور دیہاتوں کو نذر آتش کرنے لگا۔ اس وقت ملک مرہٹہ کیپالیگاروں اور

Marfat.com

فوجداروں نے جواس کی قزاقی اور دست برد سے تنگ آچکے تھے فوج کشی کی اور بسیار کوشش کے بعد اسے اس کے ساتھیوں کے ساتھ گرفتار کر کے صوبۂ پونا کو روانہ کر دیا۔ چنانچہ وہ پانچ سال یہاں مقید رہا۔

نارائن راؤ پسر دوم بالا جی راؤ نانا حاکم پونا کے دور میں اس کے چچا اور دیگر کار پردازوں کی سفارش پر اس شرط پر کہ وہ دوبارہ ایسی نامناسب حرکات نہیں کرے گا اسے رہا کیا گیا۔ اس پر یہ شرط لاگو کی گئی کہ وہ دیہات غارت نہیں کرے گا۔ خلق اللہ کو نہیں ستائے گا۔ ڈاکوؤں کی طرح ملک کو تباہ وتاراج نہیں کرے گا اور اس علاقہ میں سکونت نہیں رکھے گا۔

ڈھونڈو جی واگ نے قید سے رہائی پاتے ہی ایک گھوڑا اور دو تین خدمتگاروں کے ساتھ صوبہ مرج کا رخ کیا اور وہاں چند دن قیام کیا۔ چونکہ ناظم مرج پرسرام بھاؤ نے اس کی خاطر خواہ تواضع نہیں کی اس لئے وہ وہاں سے بھی روانہ ہو گیا لیکن جاتے ہوئے اس کی ہم قوم ایک عورت سے شادی کر لی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ناظم مرج کے رشتہ داروں میں سے ایک کی دختر اس کی جوانمردی، جرأت اور حسن تردد پر عاشق ہو گئی اور خفیہ پیغام ہمبستری روانہ کرتے ہوئے اس کے ہمراہ ہو گئی۔

غرض وہ مرد صفت خاتون کے ہمراہ بادامی بھشٹپا برہمن کے پاس جو کہ لشکر نواب حیدر علی خان بہادر کی فوج میں سواروں کی بخشی گری کے عہدہ پر فائز تھا پہنچا اور سابق کی طرح اس سے معرفت بلکہ محبت و یگانگت حاصل کی۔ یہاں اس نے چند دن آرام کیا اور اس کے ہمراہ لشکر نواب موصوف میں رہ کر پائین گھاٹ کی دوسری مہم میں حصہ لیا لیکن اس نے نواب موصوف کی نوکری قبول نہیں کی۔ اس کے اخراجات بھشٹپا زناردار خود اپنی طرف

Marfat.com

سے پوری کرتا رہا۔

نواب کے انتقال کے بعد وہ ساؤنور کی طرف روانہ ہوا چونکہ صاحب تدبیر تھا اس لیے راستہ میں ڈیڑھ سو سوار اور چند پیادوں کو اپنے ساتھ لینے میں کامیاب ہو گیا اور ساؤنور پہنچ گیا۔ دو تین دن موقع پا کر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نواب کے دروازہ پر بیٹھ گیا اور اپنی سپہ گری کے ناز پر نوکروں کی آمدورفت میں مزاحم ہو گیا۔

عبدالحکیم خان کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو اسے تشویش لاحق ہو گئی۔ اس نے دریافت کیا کہ میری ڈیوڑھی پر کیوں ہجوم کئے ہو اور مجھ سے تمہیں کیا علاقہ ہے کہ ایسی شوخی اور جوانمردی کرتے ہو اور تمہیں کیا چاہئے۔

دھونڈو جی نے جواب دیا کہ سپاہی زادہ تہی دست اور تن کا ننگا ہے۔ مجھے امید ہے کہ سالانہ ایک لاکھ روپیے مجھے عطا کر کے اور جو بھی مشکل کام ہو گا مجھ سے کروالو گے۔ حکیم خان نے کہلا بھیجا کہ فی الوقت اس جانب کے اکثر محلات مرہٹوں کے اقتدار میں ہیں اور قلمرد کے جو محاصل ہیں ان سے چند سپاہ اور دیگر ملازمین کا ماہیانہ ادا کرنا بھی مشکل ہے اس لئے زر سالانہ کی ادائیگی کی درخواست پر عمل کرنا میرے لئے دشوار ہے دھونڈو جی نے دوبارہ التماس کی کہ اگر ایسی بات ہے تو نقد مشاہرہ مجھے نہیں چاہئے لیکن جو علاقہ مرہٹوں کے قبضہ میں ہے اس کی سند دیوانی میرے نام مقرر کر دو تاکہ میں ہر تدبیر اور حیلہ سے جس کی میری صائب عقل رہبری کرتی ہے عمل کروں۔

حکیم خان نے طوعاً و کرہاً یہ بات مان لی اور اس مرد شجیع کو اپنے سامنے طلب کیا اور خلعت گراں بہا مع فلکی اور شمشیر طلائی عطا کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ دھونڈو جی واگیہ میرے کارکنوں میں سے ایک ہے۔

Marfat.com

شجیع دھونڈو جی نے اپنے مقصد کو پالیا تو وہ اپنی جمعیت کے ساتھ مصری کوٹہ کے نواح میں جو کہ ساؤنور کے محلات میں سے ایک تھا پر حملہ کیا۔ اس وقت یہ علاقہ مرہٹوں کے قبضہ میں تھا۔ اس نے کافی سوچ بچار کے بعد اپنے ساتھیوں کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ اس کے ہاتھ پیر باندھ کر واجب القتل مجرمین کی طرح قلعہ دار کے روبرو پیش کریں اور وہ خود ہتھیاروں سے لیس تیار رہیں اور مجلس میں پیش کرنے کے بعد میرے اردگرد موجود رہیں اس وقت میرے ہاتھوں کے بند آہستہ سے کھول دیں۔

اس کے رفقاء نے اس کے مشورے کے مطابق اسے دست بستہ قلعچہ کے اندر قلعدار کے آگے پیش کیا اور کہا کہ دھونڈو جی شرارت کیش کو جو کہ پھر سے سوار و پیادے جمع کرنے اور ملک سرکار کو تباہ و تاراج کرنے کے ارادہ سے اس نواح میں آیا ہوا تھا گرفتار کر لائے ہیں۔

اس مقام کا قلعدار اس بات سے بے حد خوش ہو گیا اور اس علاقہ کے تمام علاقہ داروں کو اس ارداہ سے جمع کیا کہ ڈھونڈو جی واگیہ کو طوق و زنجیر پہنا کر صوبۂ پونہ روانہ کرے۔ قلعہ دار نے اپنے روبرو بٹھا کر اپنی زبان سے تنبیہ اور گالی گلوچ شروع کی اسی اثناء ڈھونڈو جی کے ایک رفیق نے اس کا بازو کھول دیا اور اس کے آگے تلوار اور ڈھال پیش کی۔ ڈھونڈو جی جوانمردی سے جست لگا کر نرغے سے نکلا اور شمشیر نیام سے نکال کر پہلے ہی حملہ میں قلعدار کا سر قلم کر کے قلعچہ کے دروازہ کے قریب پھینک دیا۔ اس کے رفقاء نے وہاں کے کارکنوں کو قتل کر دیا۔ اس طرح قلعچہ اور اس کے توابع ڈھونڈو جی کے قبضہ میں آ گئے۔

اسی وقت اس نے اپنی جمعیت اور زن شیر صفت کو جو کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے طلب کیا اور گاؤں کو غارت کر کے تین چار لاکھ ہون ہمدست کئے۔ اس میں سے پچاس

Marfat.com

ہزار ہون ہیرے جواہرات کی چند چیزوں اور پاندان طلائی اور دیگر لوازمات اور حقہ طلاء حاکم ساؤنور کی خدمت میں روانہ کیا۔ حاکم ساؤنور نے وہاں سے چنور آفتاب گیری ونقارہ اور علم سرخ معہ کہار اور انعام روانہ کئے۔

اس کے بعد ڈھونڈو جی تین چار سو سوار اور چھ سات سو پیادے جمع کر کے ملک مرہٹہ اور نواب نظام علی خاں کا ملک تباہ کرنے لگا۔

سنہ ۱۱۹۹ھ م 1784ء میں مرہٹہ اور نظام علی خان نے ملک ٹیپو سلطان کی تسخیر کے لئے اتفاق کر لیا اور فوج کشی کی مرہٹوں نے مصری کوٹہ گدگ وغیرہ کی کشا لیش کا ارادہ کر کے اس طرف فوج کشی کی۔

جب اس فوج کے سردار نے قلعچہ کا محاسرہ کر لیا اور مورچال کیا تو اس زن مردانہ صفت نے جسے اس قلعہ کی قلعداری پر مامور کیا گیا تھا داد شجاعت دی۔ مردِ دلاور اپنی قلیل جمعیت کے سبب میدان جنگ میں نہیں پہنچا بلکہ ڈمل اور سرہٹی کی جانب جا کر شولا پور والا کے ہاں پناہ لی۔ اس نے تکاپو اور ترکتازی کی کوشش ترک کر دی، جب زن مذکور نے دیکھا کہ قلعچہ کی دیوار توپوں کی ضرب سے ٹوٹ رہی ہے اور بارود اور ضرب کا سامان ختم ہونے کو ہے تو وہ ایک رات موقع پا کر جوانمردوں کی طرح شمشیر ہاتھ میں لے کر پوری جمعیت کے ساتھ قلعہ سے باہر نکل آئی ناگاہ دشمن کے طلایہ گردوں نے اسے باہر نکلتے ہوئے دیکھ لیا اور حملہ آور ہوئے۔ اس تہور منش عورت نے جوانمردی کا ثبوت دیتے ہوئے تین چار گھنٹے میدان جنگ میں داد شجاعت دی۔ اور اپنے تن نازک پر کئی زخم کھائے اور غنیم کے سپاہیوں کو اپنے آگے سے ہٹا کر اپنے شوہر کے پاس پہنچ گئی۔ اگرچہ غنیم کے سپاہیوں نے اس پر قابو پانے اور اسیر کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔

Marfat.com

شجیع موصوف حزم واحتیاط کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیتے ہوئے پوری آگہی کے ساتھ بسر کرنے لگا۔

جب ٹیپو سلطان نے صوبۂ ادھونی کی تسخیر کے بعد ساؤنور کی طرف فوج کشی کی۔ حاکم ساؤنور نے اپنی جان کے اندیشہ سے مرہٹوں کی پناہ طلب کی۔

اس مرد دلاور نے خان ساؤنور سے ناامید ہو کر عمر خان نامی ایک شخص کو جو کہ اس مرد شجیع کی فوج میں بخشی گری کے عہدہ فائز تھا بھشٹپا زناردار کی معرفتحضرت ٹیپو سلطان کی خدمت میں پیغام روانہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ سلطانی ظل عاطفت میں آنا چاہتا ہے اور اسے اپنا آدمی سمجھا جائے اور خلعت و پاندان اور امیدواری کا عنایت نامہ دیا جائے اور اس علاقہ کی فوجداری کی اجازت دی جائے تا کہ وقت ضرورت ملک غنیم پر حملہ کیا جائے تا کہ اس کی جوانمردی کی آزمائش ہو سکے۔

سلطان اس کی جوانمردی سے اچھی طرح واقف تھے کیونکہ وہ بالفعل باجمعیت اور صاحب عزم شخص تھا اس لئے سلطان نے اس کی حاجت پوری کرنے کے لئے خلعت معہ کچھ نقد رقم خفیہ طور پر روانہ کی اور غنیموں کے ملک کی غارت گری کا اشارہ کیا۔ ڈھونڈو جی سلطانی قذاق کی طرح کام کرنے اور غنیم کے ملک پر بار بار لشکر کشی کر کے زیروزبر کرنے لگا۔

جب ٹیپو سلطان کی غنیم کے ساتھ صلح ہو گئی اور وہ سری رنگپٹن میں مقیم ہوئے تو ڈھونڈو جی نے ایک ہزار پانچسو سوار اور پیادے جمع کئے اور کسی کی مدد کے بغیر اس مقولہ کے مطابق کہ۔

اہل ہمت را نباشد تکیہ بر بازوی کس   خیمہ افلاک بے چوب و ستوں استادہ است

Marfat.com

(اہل ہمت کسی دوسرے کے بازوئے ہمت پر تکیہ نہیں کرتے جیسے خیمۂ افلاک آسمان بے ستوں کھڑا ہوا ہے۔)

اس نے سخت جنگل اور کوہستان میں سکونت اختیار کی۔ مصلحتاً وہ گاہ ملک ٹیپو سلطان پر بھی حملہ کرتا رہتا تھا۔

جب دکن کے دولت مند یعنی نواب نظام علی خان ناظم حیدر آباد مرہٹہ ناظم پونہ اور انگریز ناظم کرناٹک پائین گھاٹ نے ایک دوسرے کے اتفاق سے ٹیپو سلطان کے ملک پر لشکر کشی کی تو ڈھونڈو جی لاعلاج ہو کر مصلحت کی بناء پر ہری پنت پھڑکیہ کی پناہ میں چلا گیا اور ظاہری طور پر اس کے نوکر کی طرح رہنے لگا اور ٹیپو سلطان کے محروسہ علاقہ کی غارت گری کرنے لگا۔ جس وقت مرہٹوں کی فوج صوبہ سرا اور کوہ مدگری کے قریب تھی اس نے سلطان پیٹھ پر جو کہ سری رنگپٹن سے ڈیڑھ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے حملہ کر کے غارت کیا۔ سلطان کے پانچ چھ ہزار سواروں نے اس کا دو تین منزلوں تک تعاقب کیا اور اسے اسیر کرنے کی کوشش کی۔ اس نے اس وقت ایک جاسوس کے ذریعہ حضور سلطانی میں یہ پیغام روانہ کیا کہ میں ڈھونڈو جی واگیہ ہوں اور مصلحت کی بناء پر مرہٹوں سے ملا ہوا ہوں لیکن دراصل آنحضرت کا نوکر ہوں۔

قصہ مختصر چاروں دولتمندوں کے درمیان صلح اور دفع مناقشہ کے بعد جب وہ اپنے اپنے دارالحکومت کو پلٹ گئے تو ڈھونڈو جی واگیہ نے اپنا پچھلا وطیرہ اختیار کر لیا اور بغیر کسی یار اور یاور کے ملک کی تخریب کرنے زر وصول کرنے اور مردم آزاری کرنے لگا یہانتک کہ سنہ ۱۲۰۹ ہجری م 1794 ء میں اس کے جور و ظلم کی فریاد چاروں طرف سے بحضور سلطان پہنچی۔ انہوں نے مشورہ کر کے بہشتپا زناردار کے ذریعے قولنامہ روانہ کیا اور اس کے مناسب وجاہ میں

Marfat.com

مناسب افزائش کرنے کا وعدہ کر کے اسے حضور میں طلب کیا۔ اس نے زنار دار نامعتبر کی بات پر بھروسہ نہ کرتے ہوئے عمر خان بخشی کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔

عمر خان حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ باتیں عرض کیں۔ حضور نے کہا بہتر ہے اسے حاضر کرو انشاء اللہ اس کی مراد پوری ہوگی اور اگر مسلمان ہو جائے تو اس کے حسب دلخواہ سرفراز کیا جائیگا۔ عمر خان یہ بات مان کر واپس لوٹ گیا اور حضور کی ساری باتیں بتلائیں۔

دھونڈو جی نے بے اندیشہ چار سو سوار اور ماں اور بیوی کے ساتھ حاضر ہو کر سعادت مجرا حاصل کیا۔ جب مسلمان ہونے کی بات آئی تو اس نے کہا کہ فدوی کو اس لئے طلب نہیں کیا گیا تھا اور مجھے اس بات سے ہرگز آگاہی نہیں تھی سلطان نے غضبناک ہو کر عمر خان کو طلب کیا اور سوال کیا کہ میں نے کیا کہا تھا اور تم نے میری کہی ہوئی پوری بات کیوں نہیں کہی اسنے عرض کیا کہ مسلمان ہونے کا ارشاد شاید صادر نہیں کیا گیا تھا یا فدوی یہ بات بھول گیا۔ یہ بات سن کر سلطان کا غصہ اور بڑھ گیا اور انہوں نے جلادوں کو حکم دیا کہ اس کی ناک کاٹ دی جائے کیونکہ اس نے پیغام رسانی ٹھیک طور سے نہیں کی تھی۔ عمر خان نے غیرت مردی کے سبب دریائے کاویری کے پُل پر سے کود کر جان دیدی۔ اس کے بعد سلطان نے چند ناعاقبت اندیش برہم زنان کارخانہ دولت کی بات مان کر اسے مجرا کے بہانہ طلب کیا اور دیوڑھی پر پکڑ کر پابہ زنجیر کر دیا دھونڈو جی نے اس وقت کہا کہ حضور کی جو مرضی ہے اس سے مجھے سرمو انحراف نہیں اور آپ کی قیادت کے سوا کوئی چارہ نہیں انھوں نے ایک دستہ روانہ کر کے اسے اور اسکے ہمراہیوں کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا۔ اس کے گھوڑوں کو اپنے لشکر میں جمع کر لیا۔ تین دن بعد قاضی القضات کو چند سرداروں کے ہمراہ پندو نصائح کے لئے

Marfat.com

روانہ کیا اور پند ونصائح سے اسے اس طرح سمجھایا کہ وہ مرد با توفیق مشرف با اسلام ہو گیا اور ختنہ کروالیا وہ خاص عام میں سلطان کے فرزند کے نام سے موسوم ہوا۔ اس کا نام شیخ احمد رکھا گیا۔ مسلمان ہونے کے بعد اس نے تین دن تک کھانے پینے سے احتراز کیا سلطان کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو قاضی کی زبانی تسلی آمیز باتیں کہلا بھیجیں اور اپنے خاص طعام سے خوانچہ مہر لگا کر روانہ کیا۔ اس مرد با توفیق نے طمانیت خاطر کیلئے کھانا کھا کر دلجمعی حاصل کی۔ ختنہ کا زخم مندمل ہونے کے بعد اس نے علم دین وفقہ جو کہ ضروری تر ہیں حاصل کئے اور کلام اللہ مکمل کیا۔

چند دن بعد خانجہان خان چیلہ ... کچہری سے ایک دستہ نے اس سے ملاقات کی اس مرد با توفیق نے اس دستہ کے سرداروں کو اپنے پاس بلا کر خان جہاں خان کے تمام حالات دریافت کئے۔ اس دن اسے روزہ مرہ کے اخراجات کے لئے ملنے والی رقم جو کہ تین روپئے تھی نہ ملی۔ اس نے کھانے پینے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ جان پہچان کے ایک شخص کے ذریعے یہ بات کہلا بھیجی کہ افسوس ہے کہ ایک برہمن زادہ سفلہ مشرب خانجہاں اور میر میراں بن جائے اور میں اس شجاعت ذاتی اور نسبتی کے باوجود صرف شیخ احمد ضعیف رہ جاؤں سلطان نے اس بات پر مسکراتے ہوئے اسے ملک جہاں خاں کا خطاب عطا کیا۔ کچھ دن بعد ایک دستہ عطا کرتے ہوئے اسے قید سے رہا کرنا ہی چاہتے تھے کہ میر آصف دولت خواہ حق تلف جس کا نام میر محمد صادق تھا نے عرض کیا قبلۂ عالم کیا آپ دوسرے ہمسنگ اور ہم بازو کو پیدا کرنا اور اسے سرفراز کرنا چاہتے ہیں؟ کیونکہ وہ قوت فراہم کر کے کبھی بغاوت کر بیٹھے تو پھر سرکار کے فدائیوں میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ اس کا مقابلہ کر سکیں۔ پس اسے اسی طرح زنداں میں رکھا گیا۔

Marfat.com

جب سن ۱۲۱۳ھ م 1799 ء میں سپہ سردار جنرل ہارس ایک کثیر لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا اور چند دن کی سعی کے بعد قلعہ سری رنگ پٹن تسخیر ہوگیا اور ٹیپو سلطان شہید سے رہائی پاکر کرنل میکلوڈ صاحب کے پاس پہنچا جو کہ اس وقت سری رنگپٹن کا کلکٹر مقرر ہوا تھا اور کہا کہ میں ایک کارآمد شخص ہوں میرے لائق کوئی کام ہے؟

صاحب موصوف نے کہا کہ بالفعل میرے پاس تیرے لائق کوئی کام نہیں ہے اس لئے تو جہاں چاہے جاسکتا ہے۔

وہ اسی وقت اپنی بیوی، متبنیٰ بیٹے، جس کی ماں کا پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا کو ساتھ لے کر بغیر کسی زاد راہ اور سواری کے شب کے وقت شہزادہ فتح حیدر کی خدمت میں جو اس وقت چن رائے پٹن کے قریب لشکر کے ساتھ خیمہ زن تھے پہنچا اور ان سے التماس کی کہ سپاہ جنگی فراہم کریں، قلعجات کو مستحکم کریں اور انگریزوں کے ساتھ جنگ لڑیں۔

شہزادہ فتح حیدر نے بدخواہان دولت تباہ روسیاہ خود فریب (پورنیا) کی باتوں سے فریب کھا کر اس کی بات نہ مانی۔

وہ مرد شجیع لاچار ہوگیا اور ان سے ایک گھوڑا اور تلوار حاصل کر کے روانہ ہوگیا اس نے چیتلدرگ کے کوہستانوں تک کہیں قیام نہیں کیا۔ اثنائے راہ میں چند سوار فراہم کر کے اس علاقہ کے آصفوں کو پکڑ کر نقدی حاصل کی اور دریائے تنگبھدرا کے کنارے چند دن اقامت کرنے کے بعد سوار و پیادوں کی کثیر فوج جمع کر کے جنگ اور اعداء شکنی پر مستعد ہو گیا اور اس نے جنگ وجدال شروع کر دی۔

سرداران لشکر انگریز نے بے قیاس سپاہیوں کے ساتھ اسے دفع کرنے کی ٹھان لی۔ انھوں نے ابوالقاسم خان میر عالم حیدر آبادی وغیرہ کی فوجیں بھی اپنی مدد کے لئے طلب کرلیں۔

Marfat.com

اس مرد دلاور نے اپنی شجاعت اور زورِ بازو سے سرداران موصوف کو کافی گردش دی اور ہنگامۂ پیکار گرم کیا۔ کبھی ان کو مارتا کبھی ان کے آگے سے نکل جاتا تھا۔ اور اپنے حال پر یہ شعر پڑھا کرتا تھا۔

کارِ مرداں گہ گریز و گہ ستیز

روز قا بو جنگ وروز بد گریز

بہادروں کا وطیرہ یہ ہے کہ جب موقع ملتا ہے حملہ کرتے ہیں جب حالات موافق نہیں ہوتی تو رک جاتے ہیں جب موقع ملتا ہے تو جنگ کرتے ہیں ورنہ گریز کرتے ہیں۔)

اسی طرح انگریزوں کے لشکر سے لڑتے ہوئے وہ نہر بلی ہال تک پہنچ گیا۔ ناظم آنے گنڈی ببر جنگ بہادر وغیرہ اس شیر بیشۂ جلادت سے ملے ہوئے تھے۔ جب اس کے لشکریاں کو رسد غلات کی کمی ہوگئی تو وہ اس نہر کو عبور کر کے دھاڑواڑ کی طرف روانہ ہو گئے وہ وہاں سے بادامی پہنچے۔

بد قسمتی یہ ہے کہ زمانہ اہل ہمت و خلق پرور کی شکست پر کمر بستہ ہے اور بہانہ ڈھونڈتا رہتا ہے۔

سپاہ انگریز اور مغول نے اس پر ایک ایسی طرف سے جہاں سے حملہ کا خوف نہیں تھا اور جہاں پر طلایہ مقرر نہیں کیا گیا تھا شب خون مارا جب انگریزی فوج قریب پہنچی تو اس شجاعت پیشہ مرد کے سپاہیوں نے خبردار ہو کر دشمن پر حملہ کر دیا۔ انگریزوں نے اس کے بے شمار سپاہیوں کو ہلاک کیا اور ان کے سدراہ بن گئے۔ ان کی اکثریت کو توپوں کے گولوں سے ہلاک کیا۔ ڈھونڈو جی نے مجبور ہو کر نہر عبور کرنے کی ٹھانی مگر اس نہر کا ساحل دہی کی طرح نرم اور دلدلی تھا اور اتنا گہرا تھا کہ اگر ہاتھی بھی پیر رکھتا تو تحت الثریٰ تک پہنچ جاتا۔ نہر عبور

Marfat.com

کرتے ہوئے اس کے اکثر سپاہ اور گھوڑے ہلاک ہو گئے۔

غرض وہ شجیع اور ببر جنگ ناظم ادھونی نے بعض دلاوروں کے ساتھ نہر بسلامت عبور کی اور شولا پور کی طرف روانہ ہو گئے ۔ انگریز فوج چھوڑا ہوا سامان جمع کر کے دریائے تنگ بھدرا کے طرف آ گئی ۔شجاعت منش دھونڈو جی نے چند دن شولا پور میں قیام کیا اور ایک شائستہ جمیعت بہم کرنے کے بعد شولا پور والہ کی حمایت سے ایک ہی حملہ میں ناظم مرچ پرسرام بھاؤ کا سر قلم کر دیا اور کھوکلیہ مرہٹہ کو جو کہ سد راہ ہو رہا تھا گرفتار کر لیا اس کا سر بھی قلم کر دیا۔غنیموں کے ملک کو غارت کر کے زمین کے برابر کر دیا ۔اس طرح ایک کثیر جماعت کے ساتھ وہ دریائے تنگ بھدرا کے اس طرف آ گیا۔

کرنل ولیز لی بہادر نے گورنر چینا پٹن (مدراس) کے حکم سے قلعہ سری رنگپٹن سے نکل کر حملہ کیا۔اس شجاعت منش نے جس کے پاس پچیس تیس ہزار سوار ہر قوم کے جمع تھے غنیم سے بے خوف ہو کر اسے شکست دینے کی کوشش شروع کی لیکن چونکہ اس کے پاس کہیں قیام لئے کوئی مستقل جگہ نہیں تھی اس لئے وہ کہیں بھی قیام نہ کر سکا بلکہ جگہ سے جگہ تبدیل کرتا رہا۔اس دوران کوئی ایسا لمحہ نہیں گزرتا تھا جبکہ گولہ باری نہ ہوتی ہو۔اس لئے وہ مرد شجیع دشمن فریبی سے کام لیتا رہا۔اس صورت میں حیدر آبادی لشکر نے جو دوبارہ کرنل ولزلی کی کمک کیلئے آ گیا تھا حیلہ سازی سے کام لیا اور اس شیر منش ڈھونڈو جی کے چند افغانوں کو ورغلا کر حرام نمکی پر آمادہ کر لیا۔ایک دن جبکہ وہ تہور منش کونال کے سواد میں خیمہ زن تھا یہ خانہ برانداز افغان جن کی تعداد چھ سات ہزار تھی سیہ مستی میں ڈوب کر ماہیانہ اخذ کرنے کے بہانے اس کے آگے پہنچے اور اس کا کھانا پینا حرام کر دیا اور مخفی طور پر دشمنوں کو آگاہ کر دیا۔مردمان فرنگ اور سپاہ نظام بے فرہنگ نے چاروں طرف سے یورش کر دی۔اس

ہنر بیشہء شجاعت نے اپنے برے وقت کا اندازہ کرلیا اور خیمہ سے نکل کر حمیت اسلامی کی بناء پر ہاتھ میں شمشیر لے کر اپنے چند شیر صفت حامیوں کے ساتھ حملہ کر دیا۔ اللہ اللہ اس کی جرأت دیکھنے کے لائق تھی اس نے رستم وافراسیاب کے کارنامہ کو فراموش کرا دیا۔ اور اپنی ذات سے سوائے نام کے کچھ باقی نہ رکھا۔ یہاں تک کہ فلک کج سنگ ستم اور اذیت فلاخن گردش خویش سے اہل اسلام کے سر پر عالم پرور جان دیتے ہیں اور پھر اٹھنے کا نام نہیں لیتے۔ شیران صحرا نورد کو دغا وفریب سے مکڑی کے جال میں اس طرح پھنساتے ہیں کہ وہ دم نہیں لے سکتی اور مور وملخ سے زبوں تر کر دیتے ہیں۔ جو کہ گزرا میں نے کہدیا۔

کہا جاتا ہے کہ اس کی زوجہ، متنبہ لڑکے کے ساتھ اہل فرنگ کے ہاتھ قید ہوگئی۔

واللہ اعلم بالصواب۔

ختم شد۔

نوٹ: اس سلسلہ میں مزید تفصیلات ڈاکٹر شفیع احمد شریف صاحب کی تحریر کردہ کتاب ملک جہاں خان شیخ احمد ڈھونڈا جی واگیہ کے مطالعہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ کتاب ڈاکٹر شفیع احمد شریف 3349/1، تھرڈ مین لوردنگر، میسور سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

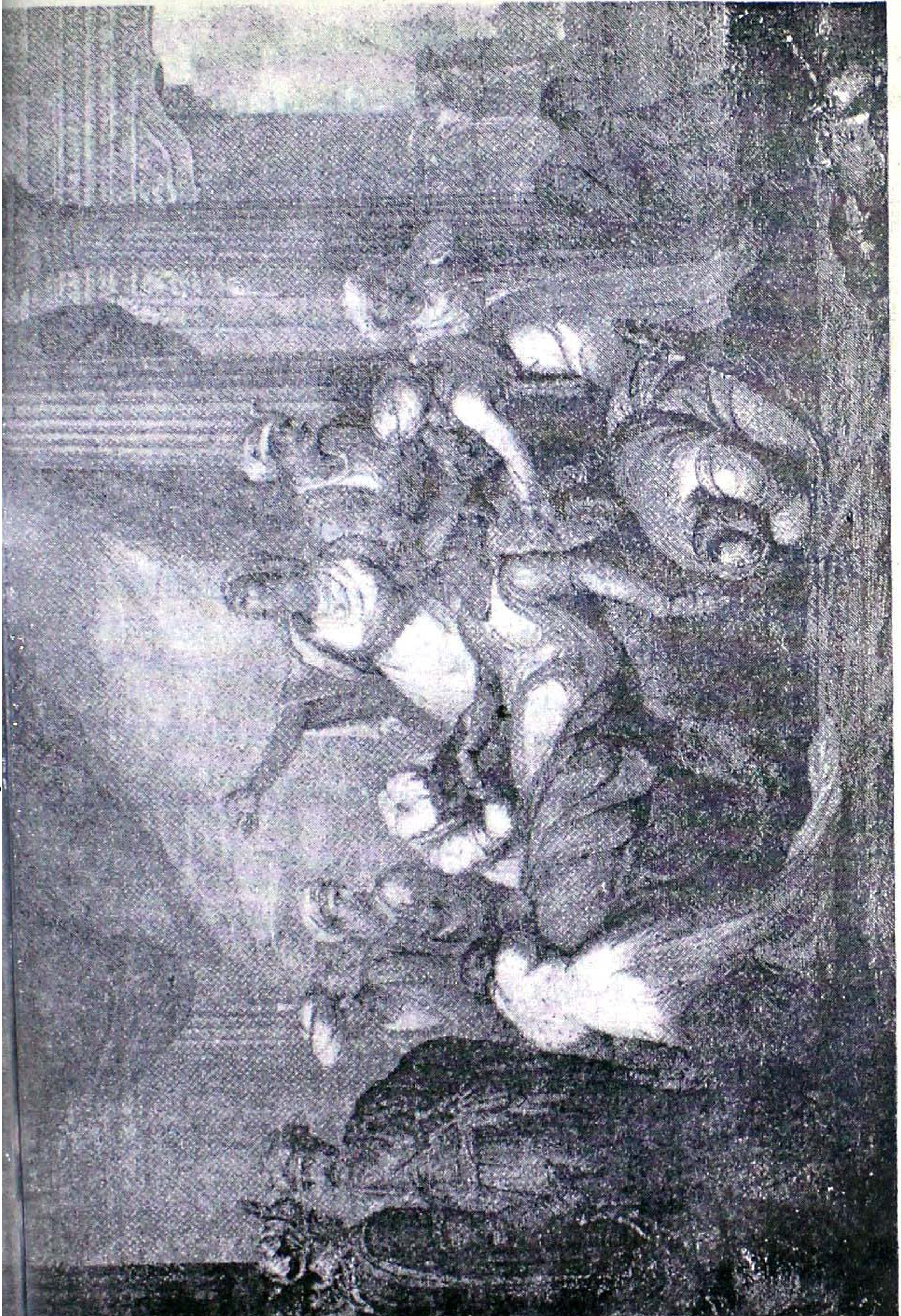

ٹیپو سلطان شہید کی نعش کی شناخت رشتہ داروں کے ذریعے۔

Marfat.com

خاتمۂ کتاب

الحمدللہ والمنۃ، کہ ایں بے رنگ استعدادِ فصاحت و بے آبِ مہارت نظم ونثر و بلاغت چہاردہ اورنگ برنگ کہ برفکر آمیزی حسن اتفاق رنگ شائستہ پذیر رفتہ چنانچہ برنگ تحقق وتشریح حالات بادانش وفرہنگ رنگ بخشان جہاں کہ برنگ ریزی قیدِ سال و ماہ رنگ صدق وسداد یافتہ رنگ آوران راست رنگ برنگ افشانی ضبط و ربط صحیح معنی الفاظِ شبرنگ بعبارت سلیس وسادہ برنگ نارسایانَ رنگ براہ شکستہ اگرچہ اینہم برنگ خاطر خواہ نیست۔ بارے رنگین ساز بزم طرب خوش رنگ تاریخ خوانان و واقعہ بنیان با آب وتاب کہ رنگ بخش واقعہ نگاری ایں بے سواد داند تو اردشد۔ عرض برنگ توقعی کہ صاحبان ایں فن برقلم شکستہ رقم ایں رنگ باز بے علم وشعور برنگ عیب پوشاں جائیکہ بہ بست رنگا رنگ عبارات وفقرات کہ محض بے رنگینیٔ استعداد است نظر افتد ورنگ عفو تحسین خواہند ریخت۔ درسنہ یکہزار ودوصد وپانزدہ ویکہزار ودوصد وبیست وپنج ہجری کہ بگلرنگ فضائی سبزہ زاراں نواح چشم رنگ افزائے مشاہدہ رارنگ بخش حقیقی ایں گلدستہ رنگ آمیزرا برنگ بہاروسیم رنگ بخش نظارگیاں بے زیوررنگ کہ رنگینیٔ طبع ہم رنگ خودانداردـ بحمدؐ وآلہ الامجاد صلی اللہ تعالیٰ وآلہ واصحابہ وذرّیاتہ واتباع سلمہ، تسلیماً کثیراً کثیرا۔

ترجمہ: یہ کتاب جو رنگ استعداد، فصاحت اور مہارت سے خالی ہے چودہ اورنگ کی شکل میں تشکیل دی گئی اس میں ماہ وسال اور تاریخی حالات کو تشریح اور سچائی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس میں بلاغت اور فصاحت کے عوض سلیس اور سادہ زبان استعمال کی گئی ہے۔ تاریخ پڑھنے والوں اور تاریخ دانوں سے گذارش ہے کہ وہ اس بے علم اور بے شعور شخص کی کوتاہیوں کی عیب پوشی کرتے ہوئے اس شکستہ رقم کو درگذر کردینگے۔ اوراس پر انگشت

Marfat.com

نمائی نہیں کرینگے۔ یہ کتاب ایک ہزار دوسو پندرہ ۱۲۱۵ھ اور ۱۲۲۵ھ میں پایہء تکمیل کو پہونچی۔ خدا کے فضل سے اسے عوام وخواص کے لئے پیش کیا گیا۔ بمحمدؐ آلہٖ الامجاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ وذریاتہ واتباع وسلم تسلیماً کثیراً کثیراہ

فارسی نسخہ جسے ہم نے مائکروفلم، نسخہ سالار جنگ میوزیم اور اسٹیٹ آرکیوز حیدرآباد سے حاصل کیا ہے میں درجہ ذیل تحریر موجود ہے

چہاردہ اورنگ بموجب حکم محمد اکبر خان بہادر فرزند کلاں نواب محمد الف خان بہادر مغفور رئیس قمرنگر عرف کرنول بتاریخ نوزدہم ماہ شوال فرخندہ فال ۱۲۶۱ھ یکہزار دو صد و شصت و یک ہجری نبویؑ روز چہارشنبہ بوقت چاشت درجائے زہرہ پیٹ کرنول از خط کج مج عاصی پرمعاصی غلام محمد خان بن محمد سعید خان فہمند مرحوم وکیل کرنول باتمام رسید (مہر)

ہر کہ خواند دعا طمع دارم

زانکہ من بندہء گنہگارم

قاریہ برمن مکن چنداں عتاب

گر خطائی رفتہ باشد در کتاب

--

نوشتہ بماند سیہ برسفید

نویسندہ رانیست فردا امید

مسودہ جناب سلیم تمنائی میں درج ذیل مضمون درج ہے

کتبہ کمترین عزت احمد درسنہ ایک ہزار دوسو اکیاون ہجری (۱۲۵۱ھ) خیر

Marfat.com

حسب فرمائش حضرت خواجہ سید شاہ ید اللہ محمد محمد الحسینی چشتی القادری البشری۔ خلف اضغ حضرت خواجہ سید شاہ امین اللہ محمد محمد الحسینی قدس سرہٗ۔ از نسخہء مولانا عبدالوہاب صاحب مدار الامراء جو کہ مصحح ہے مکتوبہ سید احمد صاحب جو کہ سنہ ۱۲۵۱ھ میں لکھا گیا تھا اور کتب خانہ مولوی محمد حبیب اللہ فرزند قادر مرتضی حسین سالار الملک مخزون تھا ڈاکٹر محمد غوث بن محمد مرتضی کے واسطہ سے حاصل کر کے یہ نقل تیار کی گئی۔

ابتدا سے صفحہ ۹۳ تک محمد تمیم عبدالرؤف فرزند عبدالوہاب نے اور اس کے بعد سید غوث پیر نہال مخدومی نندلور نے لکھا۔ یہ ماہ ۱۲ صفر المظفر سنہ ۱۳۸۵ھ میں بمکان سوداگر نذر اللہ صاحب بمقام مدن پلی ختم کیا گیا۔

****

بزبان اردو

ڈاکٹر شفیع احمد شریف فرزند جناب یم غوث شریف صاحب (مرحوم) مدیر آفتاب کرناٹک و مائو نیوز میسور۔ بروز اتوار مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۹۲ء بوقت دو پہر تین بجے اردو ترجمہ ختم کیا۔

ختم شد

Marfat.com

تذکرۃ البلاد والحکام

از میر حسین علی کرمانی المتخلص حاکم

حواشی

FOOT NOTES

مدت بادشاہت

خاندان بہمنی ، بادشاہانِ بیدر

سن ھجری	نام بادشاہ	سن عیسوی
748	علاولدین بہمن شاہ	1347
756	محمد اول	1358
776	مجاہد	1375
779	داؤد	1378
780	محمد ثانی	1378
799	غیاث الدین	1397
799	شمس الدین	1397
800	تاج الدین فیروز	1397
825	احمد والی احمد	1422
839	علاء الدین احمد	1436
862	ہمایون	1458

865	نظام	1461
867	محمد سوم لشکری	1463
887	محمود	1482
924	احمد	1518
927	علاء الدین	1521
928	ولی اللہ	1522
931	کلیم اللہ	1525 تا
934		1527

تاریخ بادشاہت عادل شاہی بادشاہان بیجاپور

ھ	بادشاہوں کے نام	ء
896	یوسف عادل شاہ	1430
916	اسمٰعیل عادل شاہ	1510
941	ملوّ عادل شاہ	1534
941	ابراہیم عادل شاہ اول	1534
965	علی عادل شاہ اوّل	1558
988	ابراہیم عادل شاہ ثانی	1580
1037	محمد عادل شاہ	1657

Marfat.com

083	سکندر علی شاہ	1672 تا
1097		1686

تاریخ بادشاہت

نظام شاہی بادشاہان احمد نگر

ھ	بادشاہوں کے نام	ء
895	احمد نظام شاہ	1490
915	برہان نظام شاہ اوّل	1509
960	حسین نظام شاہ اوّل	1553
973	مرتضیٰ نظام شاہ اوّل	1586
995	حسین نظام شاہ ثانی	1589
997	اسمٰعیل نظام شاہ	1591
1002	برہان نظام شاہ ثانی	1595
1004	بہادر نظام شاہ	1596
1004	(احمد غاصب)	1596
1012	مرتضیٰ نظام شاہ سوم	1630 تا
1043		1633

تاریخ بادشاہت

قطب شاہی بادشاہان گولکنڈہ

Marfat.com

ھ	باشاہوں کے نام	ء
918	سلطان قلی قطب شاہ	1512
950	جمشید قطب شاہ	1543
957	سبحان قلی قطب شاہ	1550
957	ابراہیم قطب شاہ	1550
988	محمد قلی قطب شاہ	1580
1020	محمد قطب شاہ	1612
1035	عبداللہ قطب شاہ	1626
1083	ابوالحسن قطب شاہ	1672 تا
1091		1687

تاریخ بادشاہت

عمادشاہی بادشاہان برار

ھ	بادشاہوں کے نام	ء
895	فتح اللہ عماد شاہ	1490
910	علاءالدین عماد شاہ	1504
937	دریا عماد شاہ	1529
970	برہان عماد شاہ	1562
982	تفال خان (غاصب)	1574

Marfat.com

پہلا باب

حواشی

(۱) بیجی نگر:۔ موجودہ وجے نگر جو کہ ریاستِ کرناٹکا کے بلاری ضلع میں ہوسپیٹ کے قریب موجود ہے۔

(۲) فرسنگ:۔ ایک فرسنگ تین میل کے برابر ہوتا ہے ایک میل 1ء6 کلومیٹر کے برابر ہوتا ہے(ایک فرسنگ: تین میل۔ایک میل=1.6 کلومیٹر)۔

(۳) وانمباڑی:، ریاست تمل ناڈو کا ایک شہر۔

(۴) ہری ہرا اور بکاّ ہری ہرا اور بکاّ دونوں بھائی سنگما نامی ایک شخص کے فرزند تھے سنگما آنے گنڈی کا ایک معمولی سردار تھا، علاؤالدین خلجی ،سلطانِ دہلی کے سپہ سالار ملک کافور نے جب دکن پر حملہ کیا تو ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گیا۔ گمان غالب ہے کہ ان دونوں بھائیوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔۔

علاؤالدین نے انھیں دکن کا گورنر بنا کے روانہ کیا۔

سنگما کے پانچ فرزند تھے۔سب سے بڑے لڑکے کا نام ہری ہرمناّ وڈیار تھا۔ اس کے ذمہ مرہٹہ علاقہ کا جنوبی حصہ آیا تھا جو کہ موجودہ گوا ہے۔اس کا دارالخلافہ بنکاپور تھا۔

دوسرے فرزند کمپا کے ذمہ نیلور اور اودے گری تھے تیسرے بیٹے بکاّ کے ذمہ دیوسمدرا اور پنوکنڈہ تھے بکا کے فرزند کمارا کمپنا کو ملباگل کا گورنر بنایا گیا یہ پانچوں اور راج کمار وجے نگر سلطنت کے بانی ہیں۔

سنگما یکم کے بعد اس کا بیٹا ہری ہرا اوّل 1339ء میں مسند راجگی پر متمکن ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی بکا اول مسند آرائے سلطنت ہوا۔

(۵) کاشی :۔ بنارس

(٦) پنوکنڈہ :۔ ریاست آندھراپردیش کا ایک شہر

(٧) مرکرہ :۔ ریاستِ کرناٹک کے ضلع کوڈگو کا صدر مقام، جسے آجکل ڈکرہ کہتے ہیں۔

(٨) کندنول :۔ موجودہ شہر کرنول جو کہ ریاست آندھراپردیش کا ایک شہر ہے۔

(٩) کروہ :، ایک کروہ تقریباً دو میل کا ہوتا ہے۔

١٠ خواجہ بندہ نواز گیسودراز گلبرگہ شریف۔ آپ کا مقبرہ گلبرگہ شریف میں مرجع خلائق ہے

(١١) احمد شاہ :۔ احمد شاہ بن تاج الدین فیروز شاہ اس نے 1422 تا 1435 بادشاہت کی۔ ١٢۔ بیدر ؛ ریاست کے ضلع بیدر کا صدر مقام جس کی بنیاد 1423ء میں دوھربا کے کھنڈروں پر رکھی گئی۔

١٣۔ محمد تعلق شاہ ؛ عرف احمد شاہ گجراتی بادشاہ بیدر جس نے 1422ء سے 1435 تک حکومت کی۔

١٤۔ سلواتما ؛ مشہور مورخ نونیز Nunez نے لکھا ہے کہ ویرنرسمہا رایل کے کچھ فرزند اور تین بھائی تھے ویرنرسمہا نے اپنی وفات کے وقت اپنے وزیر (سلواتما) کو حکم دیا کہ وہ اس کے سب سے بڑے بھائی کی آنکھ نکال لے اور اپنے فرزندوں میں سے کسی ایک کو تخت نشین کر دے۔ مگر عقل مند وزیر نے اپنے آقا کی وصیت سے انحراف کرتے ہوئے ریاست کی بہبودی کو مقدم سمجھا اور نرسمہا رایل کے بھائی کو جس میں ہوشیاری اور مردانگی کے آثار نمایاں تھے تخت پر جلوہ افروز کیا۔ اس طرح عظیم راجہ کرشنا دیورایا متمکن سلطنت ہوا۔

یہاں پر نونیر (NUNEZ) اور کرمانی کے بیانات کے تضاد پر نظر رکھنی

Marfat.com

چاہیئے۔ کرمانی کے مطابق کرشنا دیورایا نرسمہا رایل کی کنیز کا لڑ کا تھا۔ اور چونکہ وہ راجہ کا چہیتا تھا اس لئے رانی نے اس سے خار کھاتے ہوئے وزیر کو اپنے خط پر راجہ کی مہر لگا کر روانہ کرتے ہوئے حکم دیا تھا کہ کرشنا دیورایا کی آنکھیں نکال لے مگر وزیر نے حکم عدولی کی اور کرشنا دیورایا کو روپوش کر دیا کرشنا دیورایا اپنے وال کے ہاتھوں جلوہ افرز سلطنت ہوا جبکہ نونیز کرشنا دیورایا کو نرسمہا رایل کا چھوٹا بھائی بتاتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ نرسمہا رایل کی وفات کے بعد جلوہ افروز سلطنت ہوا۔

کرشنا دیورایا نے 24 جنوری 1510 سے 1529ء تک حکومت کی بعض مورخین نے اس کی مدت بادشاہت سے 1509 سے 1530ء تک بتائی ہے۔

ڈاکٹر چنابسپا پیس بائل رجسٹرنگ افسر ڈائریکٹر یٹ آف میوزیمس ، میسور نے اپنی جدید ترین تحقیق کے مطابق لکھا ہے کہ کرشنا دیورایا کی تخت نشینی کرشنا جنم اشٹمی یعنی 8 اگست 1509 کو نہیں ہوئی جیسا کہ عام خیال ہے انہوں نے بتایا ہے کہ حال ہی میں ملے ایک کتبہ Inscription کے مطابق کرشنا دیورایا کا پتابھی شیکا (تخت نشینی) ساکا 1431 سکا سموتسرا ماگھا سندھا 14 م 24، جنوری 1410ء میں ہوئی اور اس نے تخت نشینی کی خوشی میں ایک گاؤں سنکانی یاکشا ہلی Sankany yaksha Halli ویروپاکشا (مندر) کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔

15۔ محمود۔ محمود شاہ بن محمد شاہ بہمنی سوم نے (1482 تا 1512ء) حکومت آرائی کی۔

16۔ سلطان قلی قطب الملک علی برید شاہ ثانی نے 1512 تا 1542ء (بادشاہ گولکنڈہ) تک حکومت آرائی کی۔

17۔ یوسف عادل شاہ بیجاپوری 1490ء تا 1510

18۔ سبحان قلی قطب شاہ 1550ء میں متمکن سلطنت ہوا۔

19۔ 1490ء میں ملک احمد نظام الملک جس نے شہر احمد نگر کی بنیاد رکھی تھی اس نے بیجاپور کے بادشاہ یوسف عادل شاہ اور برار کے بادشاہ فتح اللہ خان عماد الملک کو دعوت دی کہ اس کا ساتھ دیں اور حکومت بیدر سے علیحدہ ہو کر اپنی الگ الگ حکومت قائم کر یں۔ اس طرح نظام شاہ عماد شاہی حکومتیں قائم ہوئیں 1512ء میں قطب الملک نے قطب شاہی حکومت قائم کی اور برید الممالک نے برید شاہی حکومت قائم کی۔

20۔ اچھوت رایا۔ دور حکومت 1529ء تا 1542ء 1529ء میں کرشنا دیو رایا کی وفات کے بعد اچھوت رایا مسند نشین ہوا اور اس نے عیش عشرت کی زندگی کی اختیار کی اس کے دو بہنوئیوں نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لیکر من مانی شر وع کی یہ بات اچھوت رایا کی بد نامی کا باعث بنی۔ ان تینوں کے نام تھر ملا تھے جن میں سے ایک کو دیوانہ تھر ملا یا بچا تھر ملا کہتے ہیں۔

جب اچھوت رایا کے بھائیوں نے وجے نگر پر حملہ کر دیا تو تھر ملا نے جو کچھ مال و دولت اس کے پاس موجود تھا اسے توڑ پھوڑ کر برباد کر دیا۔ ہاتھیوں کو ہلاک کر دیا اور گھورو ں کی آنکھیں پھوڑ کر انہیں اندھا کر دیا اور بالا آخر خود کشی کر لی۔

اچھوت رایا کے بھائیوں نے آپسی مشورہ سے رایا کے ایک رشتہ دار سدا شیو کو مسند نشین کیا۔ اچھوت رایا کا انتقال 1512ء میں ہوا۔

سدا شیو رایا، دیون رام راجہ کہ ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن گیا اور سارا نظام حکومت رام راجہ کے ہاتھوں میں چلا گیا۔

سداشیورایا کے بعد مسند راجگی کرشنا دیورایا کے ہاتھوں آئی کرشنا دیورایا نے بھی رام راجہ کی بے حد عزت افزائی کی اور اپنی بیٹی ترومالمبا کی شادی اس کے ساتھ کردی۔

21۔رام رایا۔رام رایا کرشنا دیورایا کا دیوان تھا۔

22۔نظام شاہ۔مرتضی نظام شاہ بن حسین نظام شاہ 973ھ م 1565ء۔

23۔علی عادل شاہ اول بن ابراہیم عادل شاہ 965ھ م 1558ء۔

24۔کاماچی۔کاماکشی جو ایک مشہور مندر ہے۔

25۔ 1564ء میں علی عادل شاہ اور سداشیورایا کے سپاہیوں نے احمد نگر کی کئی مسجدوں کو شہید کر دیا ان دونوں کے ظلم وتعدی نے مسلمانوں کو برافروختہ کردیا۔اس کے علاوہ سداشیورایا کے دیوان رام راجہ سلوا نے حکم دیا کہ بیجاپور اور گولکنڈہ کے بادشاہ اگر سداشیوا سے ملنا چاہتے ہیں تو انہیں راجہ کے آگے غلاموں کے طرح سجدہ ریز ہونا پڑے گا اور اس طرح اس کی تعظیم بجالانی ہوگئی۔

ان مغرورانہ اعلانات نے بادشاہانِ اسلام کو اس کے خلاف متحد کردیا۔ابراہیم قطب شاہ نے اتفاق واتحاد کی شروعات کی اور حسین نظام شاہ کی دختر چاند بی بی سے شادی کی۔اس نے علی برید کو بھی اپنے ساتھ ملالیا۔

سداشیورایا نے اس اتفاق و اتحاد کو نظر حقارت سے دیکھتے ہوئے اس کی پرواہ نہیں کیبلکہ اپنی نخوت اور غرور کے بل بوتے پر انہیں مزید جھڑک دیا۔اس طرح اس نے اپنے ہی پیروں پر کلہاڑی مارلی۔

جنگ تالی کوٹہ 24-12-1564 کو شروع ہوی اور 1565 -1-25 کو ختم ہوی۔جنگ کا صحیح محل وقوعدو دیہات راکشا کسی اور تنگاڈی کے درمیان ہے

بتایا گیا ہے کہ وجے نگر کی فوج میں ہزاروں ملمان سپاہی موجود تھے جبکہ اسلامی فوج میں بھی ہزاروں ہندو سپاہی موجود تھے۔ یہ جنگ جنگ بنی ہٹی کے نام سے بھی مشہور ہے۔

جس وقت فیصلہ کن جنگ ہوی اس دن رام رایا ایک ہاتھی پر سوار تھا اس نے اپنے ماتحتین کو حکم دے رکھا تھا کہ حسین نظام شاہ کو قتل کر کے اس کے سر کو اس کے سامنے حاضر کریں ۔ اور علی عادل شاہ اور ابراہیم قطب شاہ کو زندہ پا بہ زنجیر اس کے آگے پیش کریں۔

جب رام رایا کو زیر نگیں کرنے کی تمام کوششیں بیکار ہوگئیں تو اسلامی فوج کے ایک سردار کشور خان لاری نے نظام شاہ کے حکم سے ایک نئے اسلحے کی ایجاد کی ۔ اس نے مشہور توپ ملک دینار میں گولوں کی جگہ تانبے کے لاکھوں سکے ڈالکر اسے داغدیا۔ اس طرح اس سے نکلنے والے گرم پتلے سکے بندوق کی گولیوں کی طرح دشمن کے سپاہیوں کو لگے اور ہزاروں سپاہی ڈھیر ہو گئے۔ دشمن کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی ۔ اسی دوران نظام شاہی افواج کشور خان کی سرکردگی میں دشمن پر پل پڑیں۔

اسی دوران رام رایا قتل ہو گیا۔ بتا یا گیا ہے کہ جب جنگ اپنے عروج پر تھی اسلامی فوج کے چند سپاہی دشمنوں کو مارتے ہوے رام راج کے ہاتھی کے قریب پہنچ گئے اور اس کی شان وشوکت دیکھ کر اس پر حملہ کر دیا راجہ زمین پر گر گیا۔ اسی وقت وہاں موجود ایک برہمن نے چلا کر کہا کہ یہ سدا شیورایا ہے (رام رایا) اس کی جان بخشی کر دو یہ تمہیں مال مال کر دے گا۔ اسی وقت ایک سپاہی نے اپنے ہاتھی کو حکم دیا کہ وہ رام رایا کو اپنی سونڈ میں اٹھالے۔ وہ اسے اٹھائے ہوئے رومی خان کے پاس پہنچے اور رومی خان اسے لئے ہوئے

Marfat.com

نظام شاہ کے پاس پہنچا۔ نظام شاہ نے اسی وقت اسے قتل کرنے کا حکم دیا اور اس کا سر نیزہ پر چڑھا دیا گیا بتایا گیا ہے کہ اس جنگ میں تقریباً ایک لاکھ سپاہی ہلاک ہوئے اور ہزاروں کو غلام بنالیا گیا۔ سدا شیو رایا اور اس کے بھائی 1550 ہاتھیوں پر ہیرے و جواہرات بھر کر اپنے ساتھ آنے گنڈی لے گئے۔ ان ہیروں اور جواہرات کی قیمت کئی کروڑ بتائی گئی ہے۔

Cambridge History of India Vol iii By Sir W. Haig

26۔ ابوالحسن قطب شاہ عرف تانا شاہ 1672 تا 1687۔

27۔ کرناٹک دیس بالا گھاٹ اور میسور کے علاقے۔

28۔ میر جملہ۔ میر محمد سعید اردستانی جو اپنے لقب میر جملہ سے جانا' پہنچانا جاتا ہے۔ اس کے دیگر القابات معظم خان خان خانان' سپاہ دار اور یار وفادار ہیں۔

اس کے والد کا نام مرزا ہزارہ وتھا جو ایک غریب سید خاندان سے تعلق رکھتا تھا جسکا پیشہ تیل فروشی تھا۔

میر جملہ کا شمار سترہویں صدی کی مشہور ترین ہستیوں میں ہوتا ہے۔ جس نے تنگ دستی اور فاقہ کشی سے ترقی کرتے ہوئے مسولی پٹن کے گورنر کے عہدہ پر فائز ہونے کا شرف حاصل کیا۔ اس نے گولکنڈہ کے وزیر تک بننے کی سعادت حاصل کی۔

قطب شاہ نے 1637ء میں اسے کرناٹک فتح کرنے پر مامور کیا فتح کرناٹک کے بعد وہ بالفعل گورنر کرناٹک بن گیا۔ چند دن بعد اس نے بادشاہ دہلی شاہ جہاں سے ملاقات کی اور شاہ جہاں نے اسے دیوان کل کا عظیم منصب عطا کیا۔

وجے نگر (وجیا نگر) کی بربادی اور مکمل شکست میں میر جملہ نے اہم کردار ادا کیا۔ میر جملہ نے اورنگ زیب کی شہزادگی اور تخت و تاج کی کشمکش کے دران اس کا مکمل

Marfat.com

ساتھ دیا۔

میر جملہ کا انتقال ۲ رمضان المبارک 1073ھ م 31۔ مارچ 1663ء کو ہوا۔

29۔ داؤد خان پنی۔ تفصیلات کے لئے حاشیہ نمبر 20 دیکھئے۔

30۔ رنگ رایل چھتری نے اورنگ زیب کی مدد طلب کی اور وعدہ کیا کہ وہ اسلام قبول کر لے گا۔

(اورنگ زیب اور اس کا دور۔ از ظہیر الدین فاروقی)

دوسرا باب

1 ۔ بیجی نگر۔ وجیانگر ہمپی ۔ ریاست کرناٹک کے ضلع بلاری کا ایک اہم قصبہ۔

باب اول حاشیہ 1

2۔ پنوکنڈہ یا پنکنڈہ۔ ریاست آندھرا پردیش کے ایک ضلع کا صدر مقام۔

3۔ کشن رایل۔ کرشنا دیورایا 1510ء تا 1529ء

4 نول کوٹہ۔ نول کوٹہ وہ مقام ہے جہاں تالی کوٹہ کی جنگ ہوئی {1565 A.D}۔

5۔ رتنا گیری۔ بلاری کے قریب ایک پہاڑی قلعہ۔

6۔ نرسمہا رایل۔ دیکھو پہلا باب حاشیہ نمبر 14۔

7۔ رن دولہ خان۔ رن دولہ خان رستم زمان' بیجاپور کی عادل شاہی حکومت کا سپہ سالار تھا۔ عادل شاہ کے حکم سے رن دولہ خان اور شاہ جی (شیوا جی کے والد) نے 1637ء میں کلاڑی راجاؤں کے صدر مقام بدنور کو فتح کر لیا۔

Marfat.com

رن دولہ خان نے افضل خان اور خان محمد کی مدد سے کنڑ علاقے بدنور (اکیری) بسواپٹنا اور میسور کے کچھ علاقوں پر قبضہ کر لیا قبضہ شدہ علاقوں میں سرا، بنگلور، سری رنگ پٹن، چک نائکن ہلی، بیلور، ٹمکور، بالا پور، کنگل اور ساگر شامل تھے۔ انہوں نے یہ فتوحات 1638ء سے 1644ء کے درمیان یعنی چھ سال کی مختصر سی مدت میں حاصل کیں۔

15۔ بدے ہال۔ موجود بدی ہال۔

16۔ سرا۔ ریاست کرناٹک کے ضلع ٹمکور کا ایک قدیم شہر۔ چودھویں صدی عیسوی میں تمکور کے علاقے پر وجیا نگر کے بادشاہوں نے قبضہ کر لیا، ان راجاؤں نے تمکور کے علاقہ کو ہوگل واڈی، پالن ہلی، مدگری اور ڈکل تین حصوں میں تقسیم کیا۔ جب بیجا پوری سرداروں نے اس علاقہ پر حملہ کیا تو ان پالیگاروں کو بھگا دیا گیا۔

جب بیجا پور کا علاقہ مغلوں کے زیر نگیں آ گیا تو انہوں نے سرا کو مرکز قرار دیا اس کے تحت ڈوڈ بالا پور، بنگلور، ہوسکوٹے اور کولار کے اضلاع قرار دیے گئے۔ یہاں پر ایک فوجدار تعین کیا گیا۔

اس ضلع کے جنوبی تعلقہ جات پر چک دیورایا وڈیر نے قبضہ کر لیا۔ اس طرح سترہویں صدی تک سرا کا معتد بہ حصہ میسور کے راجاؤں کی ملکیت میں آ چکا تھا۔ جب 1764ء میں حیدر علی خان نے سرا فتح کیا تو بقیہ ضلع بھی میسور کے تحت آ گیا حضرت ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد یہ علاقہ میسور کے راجہ کو دیدیا گیا۔

اورنگ زیب 1635 سے 1644ء تک دکن کا گورنر رہا۔ 1659ء میں اورنگ زیب نے دارشکوہ کو جو کہ قلعہ آگرہ میں مقید تھا قتل کروا دیا اور شہنشاہ شاہجہاں کو قلعہ

آگرہ میں نظر بند کردیا۔ شاہجہاں آگرہ میں 1659 سے 1665ء تک نظر بند رہنے کے بعد انتقال کر گیا۔ اس کی تاریخ وفات یکم فروری 1665ء مطابق 26 رجب المرجب 1076ھ ہے۔

اورنگ زیب نے 22-6-1686 میں بیجاپور فتح کیا اور 12 اکتوبر 1687 میں گولکنڈہ فتح کیا۔

اورنگ زیب کی وفات 13 مارچ 1707ء مطابق 1118ھ میں ہوئی۔

18۔ ملک عنبر۔ یہ ایک حبشی غلام تھا۔ اسے سدی عنبر بھی کہتے ہیں۔ اس نے اپنی فہم و فراست اور بہادری سے یہ بات ثابت کردی کہ دنیاوی جاہ وجلال رنگ و نسل پر منحصر نہیں ہے۔ بتایا گیا ہے کہ اسے تین مرتبہ فروخت کیا گیا۔ پہلی مرتبہ اسے مکہ معظّمہ کے قاضی القضات نے خریدا۔ دوسری مرتبہ اسے غلاموں کے ایک تاجر نے خریدا اور غلاموں کے تاجر نے اسے نظام شاہی امیر خواجہ مرک چنگیز خان کے ہاتھوں فروخت کردیا۔

مکہ معظّمہ کے قاضی نے اس کی تعلیم و تربیت اپنے فرزندوں کی طرح کی اور اسے تمام مروجہ علوم سے آراستہ کیا۔ چنگیز خان نے اسے سپاہیانہ تعلیم دی اور جنگ وجدال کے فنون سے آگاہ کیا۔ ملک عنبر نے تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کیں اور جلد ہی اتنا طاقتور ہو گیا کہ اس نے مرتضی نظام ثانی کو قطب شاہی حکومت پر متمکن کیا۔ اس نے خود اپنی فوج ترتیب دی اور دولت آباد کے ناقابل تسخیر قلعہ پر قبضہ کرلیا۔

اس نے لگان وصول کرنے کیلئے نئے وصول وضع کئے جس سے لگان کی وصولی بہتر ہوگئی اور مالیات پر خوش گوار اثر پڑا۔ اس نے دکن کے علاقوں کو فوجی نکتۂ نظر سے اس قدر مضبوط کیا کہ مغل شہنشاہوں کو اس طرف دیکھنے کی بھی ہمت نہ ہوئی۔ اس نے بیس سال

Marfat.com

حکومت کی۔

ملک عنبر نے شہر کرکی کی بنیاد رکھی اور اسے اپنا دارالخلافہ مقرر کیا۔ اسنے مغلوں کو بار ہا شکست دی۔ اس نے بیس سال حکومت کی۔

اگر چہ کہ اس کا دور حکومت جنگ وجدال سے بھرا رہا تاہم اس نے فنون لطیفہ سے غفلت نہیں برتی۔ وہ دیہاتوں کی ترقی اور بہبودی کیلئے ہمیشہ کوشاں رہا۔ اسی لئے رعایا بھی اسے بے حد چاہتی تھی اور اسے آج بھی غریبوں کے مددگار کے طور پر جانا جاتا ہے۔

اس کا انتقال 1626ء میں ہوا۔ اس کے دو فرزند تھے۔ فتح خان اور چنگیز خان۔ فتح خان کو 1630ء میں تقرب خان نے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ چنگیز خان، قطب شاہ کے دربار میں منصبِ قائم مقام پر فائز ہوا۔

The life and works of Malik Amber

By B.G. Tomaskar }

19۔ شاہ جہاں۔ شہنشاہ دہلی بن جہا گیر۔

20۔ داؤد خان پنی بودی زائی۔ داؤد خان پنی کا فرزند تھا۔ خضر خان نے اپنی ابتدائی زندگی ایک تاجر کی حیثیت سے شروع کی مگر کچھ عرصہ بعد اس نے حکومت بیجاپور میں ملازمت اختیار کر لی۔ داؤد خان، خانجہاں خان کوکہ (وزیر) کی سفارش سے بادشاہی افواج میں شامل ہوگیا اور اپنی قابلیت کے بل بوتے 4000 زات (پیادوں) اور چار ہزار سواروں کے عہدہ پر فائز ہوا۔ اسے خان کا خطاب دیا گیا۔

جب اورنگ زیب وارد دکن ہوا تو اس نے ذوالفقار خان کو فوجدار بنایا تو داؤد خان کو نائب فوجدار کا عہدہ دیا گیا۔ اورنگ زیب نے [1706] میں واگنگیر اکی جنگ میں شرکت

کیلئے اسے خصوصی طور پر مدعو کیا۔ اس نے اس جنگ میں نمایاں حصہ لیا۔ جب ذوالفقار خان کو دکن کا صوبہ دار بنایا گیا تو داؤد خان کو نائب صوبے دار کا عہدہ دیا گیا۔ شہنشاہ فرخ سیر نے اس کا تبادلہ گجرات کی نظامت پر کر دیا۔ جہاں سے اسے حسین علی خان (سادات بارہ) سے جنگ کیلئے برہان پوار روانہ کیا گیا جہاں پر اس کی موت بندوق کی گولی کھا کر ہوئی۔

(ماآثر الامراء جلد III)

21 کولکنڈہ کی فتح۔ دیکھو حاشیہ اورنگ زیب۔

22 قاسم خان کو 1687 میں سرا کا گورنر مقرر کیا گیا۔

23 اورنگ زیب کی وفات (1707) کے بعد اس کا فرزند محمد معظم بہادر شاہ تخت نشین ہوا۔ اس نے 1712 میں وفات پائی۔

24 کالی کوٹ۔ کیلی کٹ۔ ریاست کیرلا کا ایک اہم شہر

25 چتلدرگہ۔ ریاست کرناٹکا کے ضلع چتلدرگ کا صدر مقام۔

26 دہنوجی دہ باشی جادو ایک مرہٹہ سردار تھا جس نے اورنگ زیب سے جنگ آزمائی کی۔ اگرچیکہ اس کے علاوہ اس کا کوئی دوسرا کارنامہ نہیں ہے تاہم وہ کافی مشہور ہے۔

27۔ قاسم خان۔ دیکھو حاشیہ (21) قاسم خان کو اورنگ زیب نے سرا کا گورنر مقرر کیا۔ اسکے ذمہ یہ کام سونپا گیا کہ وہ دریائے کرشنا کے علاقوں کو فتح کر کے یہاں کے دیسائیوں سے خراج اصول کرے۔

1687 میں قاسم خان نے بنگلور فتح کیا اور اسے میسور کے راجہ دیوراج کے

Marfat.com

ہاتھوں تین لاکھ روپیوں کے عوض فروخت کر دیا۔ قاسم خان کو بیجاپور کرناٹک کا فوجدار مقرر کیا گیا۔ اسی دوران مرہٹہ سردار سنتوجی گھوڑپڑیہ نے بیجاپور کرناٹک کے علاقہ پر حملہ کر کے اسے تباہ ربرباد کر دیا۔ سنتوجی کی گوشمالی کیلئے مختلف سرداروں کے تحت فوج روانہ کی گئی۔ سب سردار قاسم خان سے آملے تاہم قاسم خان کا اقتدار صرف اپنی ہی فوج تک محدود تھا۔ دیگر سرداروں کی فوج اس کے ماتحت نہیں تھی۔

مغل فوج دوڈیری کی گڑھی میں پناہ گزیں ہوئی۔ سنتوجی نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور محصورین کی مدد کیلئے آنے والی فوج کو شکست دیدی۔ مغل سرداروں نے ہتھیار ڈالدیئے۔ قاسم خان اسے نے اپنی ہتک اور بے عزتی سمجھتے ہوئے 1696ء میں خودکشی کرلی۔

Rise and Fall of Marathas by Nadkarni

and History of Marathas by James Duff-

28 آصف جاہ۔ آصف جاہ کا نام قمرالدین بن عابد خان تھا۔ عابد خان کے والد کا نام شہاب الدین تھا جو 1642 میں ہندوستان آئے۔ انھوں نے شاہجہاں کے وزیر سعداللہ خان کی دختر صوفیہ خانم سے شادی کی۔ اورنگ زیب نے 1680 میں عابد خان کو خان کا خطاب عطا کیا اور 1686 میں غازی الدین خان کا اور پھر فیروز جنگ کے خطاب سے نوزا گیا۔ فیروز جنگ کا انتقال 1710ء میں ہوا۔ عابد خان کو صوفیہ خانم سے 11۔ اگست 1671ء میں ایک لڑکا تولد ہوا جس کا نام قمرالدین رکھا گیا۔

1691ء میں سے چن قلج خان (طفل شمشیر باز) کا خطاب دیا گیا۔ اورنگ زیب کے فرزند بہادر شاہ نے اسے خان دوران کا خطاب عطا کیا (۱۱۱۹ھ م ۱۷۱۳ء)

Marfat.com

مئی 1713ء میں شہنشاہ فرخ سیر نے اسے نظام الملک دکن کے چھ اضلاع کا گورنر مقرر کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسے واپس 1720ء میں دوبارہ اسے دکن کا گورنر مقرر کیا گیا اور وہ اپنی وفات ۴؍ جمادی الثانی ۱۱۴۶ھ م ۱۹۔ جون 1748 تک اس نے گورنری کی۔ انتقال کے وقت اس کی عمر 78 سال تھی۔

اس کی تاریخ وفات "متوجہ بہشت" سے نکالی گئی ہے۔

اس کے پسماندگان میں چھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں اس کے فرزندوں کے نام۔

(۱) غازی الدین خان فیروز جنگ

(۲) نظام الدولہ میر احمد خان ناصر جنگ

(۳) سلابت جنگ، نظام علی خان اسد جنگ، نظام الملک آصفجاہ ثانی

(۴) میر شریف علی خان

(۵) محمد شریف بسالت جنگ

(۶) میر مغل علی خان، نظام الملک آصفجاہ سوم ہیں۔

29۔ بابا بڈھن۔ بابا بڈھن ریاست کرناٹک کے مشہور صوفی اور ولی ہیں۔ آپ کا مزار شریف چکمگلور ضلع کے بابا بڈھن گری پر موجود ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب تیرہویں صدی میں آپ عرب سے یہاں تشریف لائے تو اپنے ساتھ کافی کے چند بیج لائے تھے اور ریاست کرناٹک میں کافی کی پیداوار آپ ہی کی دین ہے۔

30۔ مرج۔ ریاست کرناٹک کے ضلع بلگام کا ایک قصبہ۔

31۔ فتح سنگھ بھونسلے کو پیشوا ساہو بن سنبھاجی بن شیواجی نے لے پالک بنا لیا

تھا۔ شاہو جس کے معنی نیک کے ہیں اورنگ زیب کا دیا ہوا لقب ہے۔ شیوا جی کے وارثوں نے یہ نام اپنالیا۔

بتایا جاتا ہے کہ شاہو، بادشاہ شاہ عالم سے ذوالفقار خان کی وساطت سے اپنے ملک کی سند حاصل کر کے لوٹ رہا تھا کہ ایک گاؤں کے پٹیل نے اس کے طلایہ پر حملہ کر دیا اور اس کے قاصد کو قتل کر دیا شاہو نے خفا ہو کر اس گاؤں پر حملہ کر دیا پٹیل کی بیوی نے نوزائیدہ بچہ کو شاہو کے قدموں پر ڈال کر جان کی امان طلب کی۔ ساہو نے پٹیل کو کھنڈے اور اس کے گاؤں کے کئی لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور اس نوزائیدہ بچے کو اپنا لے پالک بنالیا اور اس کا نام فتح سنگھ رکھا (سنگھ کے معنی شیر ہیں) اور آکل کول کی جاگیر جو اسے اورنگ زیب کی جانب سے عطا ہوئی تھی فتح سنگھ کو دیدی۔

1727ء میں ساہو نے فتح سنگھ کو شیوا جی کے بھائی دینکو جی کی مدد کے لئے ترچنا پلی روانہ کیا جس پر نظام الملک آصفجاہ نے قبضہ کر لیا تھا نظام الملک نے فتح سنگھ کو شکست دیدی۔

32۔ نرکنٹ نرساجی: کنٹیر وانزسمہا راجہ ڈڈیر کا لقب۔

33۔ حسن: ریاست کرناٹک کے ضلع ہاسن کا صدر مقام جو ہاسن کے نام سے مشہور ہے۔

34۔ بیلور: ریاست کرناٹک کے ضلع ہاسن میں موجود ایک ٹاون جس کے مندر کافی مشہور ہیں۔

35۔ شاہ نواز خان۔ اس کا اصل نام میر عبدالرزاق تھا۔ اس کی پیدائش لاہور میں ۹۔ مارچ ۱۷۰۰ء میں ہوئی۔ یاد رہے کہ شاہ نواز خان، اور شہنواز خان دو الگ الگ

شخصیتیں ہیں میر عبدالرزاق شاہ نواز خان کے آبا داجداد بادشاہ دہلی شاہجہاں کے دربار میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔اس کے دادا کاظم خان دربار اکبری میں لاہور اور ملتان کے دیوان تھے شاہنواز خان کے والد میر حسن کا انتقال اس کی پیدائش سے قبل ہی ہو گیا۔

کاظم خان کے دو بھائی عبدالقادر دیانت خان اور میر حسن امانت خان دکن میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔کاظم خان کا تیسرا بھائی میر عبدالرحمٰن وزارت خان حکومت بیجاپور کا دیوان تھا۔شاہنواز خان 1715 میں اورنگ آباد پہنچا اور یہیں مقیم ہو گیا۔

شاہنواز خان کی وفات ۱۱۔مئی ۱۷۵۸ء کو حیدرآباد میں ہوئی۔اس وقت اس کا ایک فرزند میر حسن خان یمین الدولہ منصور جنگ بھی مارا گیا۔

274

بتایا گیا ہے کہ ۱۱۔مئی ۱۷۵۸ء کو نظام علی خان نے فرانسیسی سردار موسیو بسی حیدر جنگ کو ہلاک کر دیا اور خود اورنگ آباد کو فرار گیا جب یہ خبر فرانسیسیوں کو پہنچی تو وہ غصہ سے پاگل ہو اٹھے۔اس وقت بسالت جنگ نے انہیں اطلاع دی کہ اس فتنہ کی بنیاد شاہنواز خان ہے۔یہ سنتے ہی فرانسیسیوں کا ایک افسر آناً فاناً شاہ نواز خانؒ کے خیمہ میں داخل ہوا اور اسے بندوق مار کر ہلاک کر دیا اس کا فرزند میر عبد الولی محمد حسن خان یمین الدولہ منصور جنگ صوبہ دار حیدرآباد بھی مارا گیا۔شاہنواز خانؒ ایک ادیب اور سیاست دان تھا۔اس کی کتاب ''ماثر الامراء'' ایک عالمانہ پیشکش ہے۔

شاہ نواز خان 1753ء میں سید لشکر خان کے استعفیٰ کے بعد نظام کا وزیر بنا تھا۔

(18 th Century Deccan by Sethu Madhav Roa)

38۔ چکبالا پور: ریاست کے ضلع کولار کا ایک قصبہ۔

Marfat.com

39۔کڑی بنڈہ: ضلع کولار کا ایک چھوٹا سا قصبہ۔

40۔نندی گڑھ۔ فی الوقت اسے نندی درگ یا نندی ہلز کہتے ہیں۔ چکبالا پور سے تقریبا تین میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی گاؤں ہے جو آجکل گرمائی مستقر (Hill Resort) کے طور پر مستعمل ہے۔

نندی گڑھ کی تعمیر چکبالا پور کے پالیگاروں نے کی تھی مگر اس قلعہ کو نواب حیدر علی خان اور ٹیپو سلطان نے شیشہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط کر دیا تھا۔ کرنل کارنوالس نے 1791 میں میسور کی تیسری جنگ کے دوران اس پر قبضہ کر لیا تھا۔

کرنل ولکس لکھتا ہے (Col. Wilks) انگریزوں نے جتنے بھی قلعوں کا مطالعہ کیا ہے اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ ٹیپو سلطان نے اپنے ملک کی مدافعت کے اس اہم ستون پر بے حد توجہ مبذول کی تھی۔ ہر ایک قلعہ بیحد مضبوط ہے تاہم نندی گڑھ کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ ٹیپو سلطان نے اس پر اپنی خصوصی توجہ مبذول کی تھی۔ جس کے سبب یہ بلند بالا قلعہ نا قابل تسخیر ہو گیا ہے۔

(Gazetteer- Kolar Dast.)

41۔ کنہرا۔ کرناٹک۔

42 فتح محمد۔ حیدر علی خان کے والد کا نام۔ فتح محمد کے والد کا نام محمد علی تھا جو شیخ ولی محمد کے فرزند تھے۔ وہ (1625-56) میں محمد عادل شاہ کے دور حکومت دہلی سے گلبرگہ تشریف لائے

تھے۔ شیخ ولی محمد دیندار شخص تھے اور وہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز گلبر گوی کی درگاہ سے وابستہ ہو گئے۔

Marfat.com

ان کے فرزند ولی محمد گلبرگہ سے نکل کر بیجاپور میں مقیم ہو گئے پھر وہاں سے کولار کو نقل مکان کیا۔ان کے چار فرزند تھے جن کے نام محمد الیاس، شیخ محمد، محمد امام اور فتح محمد تھے۔ فتح محمد نے کولار سے نکل کر نواب آرکاٹ سعادت علی خان کے ہاں نوکری کر لی۔نواب آرکاٹ نے انھیں پہلے دوسو پیادوں اور دوسو سواروں پر افسر مقرر کیا پھر ترقی دیکر انھیں 500 پیادوں 500 سواروں اور 50 توپوں کا سردار بنا دیا۔کچھ عرصہ بعد آرکاٹ سے نکل کر انھوں نے سرا کے گورنر درگاہ قلی خان کی ملازمت اختیار کی۔ اس نے انھیں 400 پیادوں اور 200 سواروں کا سردار مقرر کیا اور انھیں ڈوڈبالا پور کی قلعہ داری عطا کی۔

فتح محمد کا انتقال 1726 میں ہوا۔ان کے پسماندگان میں نوجوان بیوہ کے علاوہ دو فرزند شہباز جن کی عمر نو سال اور حیدر علی خان جن کی عمر چھ سال تھی، شامل تھے۔انتقال کے وقت وہ بے حد مقروض تھے۔

43۔رگھو جی اپنی تمامتر بہادری، سپاہیانہ قابلیت اور اچوک نشانہ بازی کے باوصف پیشوا بننے کی تمنا پوری نہ کر سکا تھا۔

رگھو جی نے ۱۹، مئی ۱۷۴۰ء میں آرکاٹ کے نواب علی دوست خان کو شکست دی اور ۲۱، مارچ ۱۷۴۱ میں چندا صاحب نایطہ کو شکست دی اسے گرفتار کر لیا اور اسے پونا میں مقید کر دیا۔چندا صاحب کو 1749 میں رہا کیا گیا۔وہ 1752 میں فرانسیسیوں کے ہاتھوں مارا گیا۔

44۔آصفجاہ: وفات ۱۷۴۹ء۔

45۔علی دوست خان وفات۔دیکھو حاشیہ نمبر ۴۳۔

46۔حسین دوست خان عرف چندا صاحب نایطہ۔نواب آرکاٹ علی دوست

Marfat.com

خان کا داماد تھا۔ 1741 میں رگھوجی بھوسلے نے اسے گرفتار کرلیا۔ ساہو نے اسے 1749 میں قید سے رہا کیا۔ اس کی موت 1752 میں ہوئی۔

47۔ ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ۔ آصف جاہ کی دختر کالی بیگم کا فرزند تھا اس نے افغانوں سے مل کر ناصر جنگ کو قتل کرنے کی سازش کی اور اسے 1750ء میں قتل کروادیا۔ خود اس کی موت انھیں افغانوں کے ہاتھوں رائے چوٹی کے قریب 1751 میں ہوئی۔

48۔ صلابت جنگ۔ وہ آصفجاہ کا دوسرا فرزند تھا ناصر جنگ کی وفات کے بعد اسے آصف جاہ دوم کے خطاب سے نظام الملک بنا دیا گیا۔ اسکے چھوٹے بھائی نظام علی خان نے اسے قلعہ بیدر میں مقید کردیا۔ اسے 20 ستمبر 1763ء م ۲۰ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ کو نظام علی خان کے حکم سے گلا گھونٹ کر ہلاک کردیا گیا۔ مرہٹی تاریخوں میں لکھا گیا ہے کہ اس کے قاتل کا نام علاء الملک تھا جسے بعد میں گونڈال کا گورنر بنایا گیا۔

49۔ عبدالمجید خان۔ حاکم کڑپہ۔

50۔ بسالت جنگ۔ بسالت جاہ میر شریف علی بن آصفجاہ۔

51۔ چرکولی۔ یہ مقام سری رنگ پٹن اور میلکوٹہ کے درمیان واقع ہے۔ چرکولی کی جنگ جو کہ حیدر علی خان اور مرہٹوں کے درمیان اس مقام پر لڑی گئی کافی مشہور ہے۔

اس جنگ کے موقع پر حیدر علی خان نے میدان جنگ سے پیچھے ہٹنے کا فیصلہ کیا۔ مگر مرہٹہ فوج نے پیچھے ہٹتی ہوئی فوج پر شب خون مارا جس سے حیدر علی کے فوج کے کئی سردار مارے گئے حیدر علی خان خود بمشکل اپنی جان بچا کر سری رنگ پٹن پہنچے۔ ٹیپو سلطان جو اس وقت نوجوان تھے جوگی کا بھیس بدل کر سید محمد کے ساتھ سری رنگ پٹن پہنچے۔ حیدر علی

بیٹے کی گمشدگی سے متفکر ہو کر حضرت قادر ولیؒ کی درگاہ پر دعاؤں میں مشغول تھے کہ انھیں فرزند کی بخیر و عافیت واپسی کی خبر ملی۔ کرمانی کے مطابق ٹیپو سلطان نے ایک پنڈاری کا بھیس بدل کر اپنی جان بچائی۔ یہ جنگ ۶ مارچ ۱۷۷۱ء میں واقع ہوئی۔ اسے جنگ آشوب چشم بھی کہتے ہیں۔

53۔ بالاجی راؤ نانا۔ بن نارائن راؤ کو 1773 میں جب کہ اس کی عمر صرف ۱۵ سال تھی قتل کر دیا گیا۔ دیکھو چوتھا باب حاشیہ نمبر 24۔

54 لارڈ کارنوالس: لارڈ چارلس کارنوالس انگریزی افواج کا سپہ سالار۔

55۔ ہری پنت پھڑکیہ یہ ایک مرہٹہ سردار تھا جس نے ۱۷۹۱ء میں ستارہ پر حملہ کر کے اسے فتح کیا۔ اس کی وفات 1794ء میں ہوئی۔

Marfat.com

تیسرا باب

1۔ دامانتی۔دمینتی۔

2۔ اکبر۔شہنشاہ محمد جلال الدین محمد اکبر بن ہمایوں۔

3۔چنپاوتی:چمپاوتی۔

4ادونی:ادھونی۔

5۔اورنگ زیب کو بیجاپور اور گولکنڈہ پر فتح حاصل کی۔انہیں 22-6-1686 کو بیجاپور پر فتح حاصل ہوئی اور گولکنڈہ ۲۔اکتوبر ۱۶۸۷ء کو فتح ہوا۔

6 کنول۔کرنول۔

7۔کالی بیگم۔خیر النساء بیگم۔آصفجاہ کی چہیتی دختر۔ہدایت محی الدین خان کی والدہ۔

8۔انوارالدین خان گوپاموی۔نواب آرکاٹ جس کا تقرر آصفجاہ نے کیا تھا۔ اسے چنداصاحب نایطہ۔ہدایت محی الدین خان اور فرانسیسیوں نے مشترکہ طور پر حملہ کر کے دمل چرو کے قریب 1749 میں قتل کر دیا۔

9۔پھولچری :پانڈیچری۔

10۔صفدر جنگ۔فرانسیسی کمانڈر مو سیوڈی بسی کا خطاب۔اسے رستم جنگ بھی کہتے ہیں۔

12۔بلاری کی فتح۔حیدر علی خان نے 1775 میں بلاری پر فتح حاصل کی۔

13۔حیدر علی خان کی وفات:نواب حیدر علی خان کی وفات بمقام نرسنگارایاں پیٹ نزد چتور واقع ہوئی۔تاریخ وفات یکم محرالحرام ۱۱۹۷ھ م ۷ دسمبر 1782 ہے۔وفات

Marfat.com

کے وقت آپ کی عمر ساٹھ سال تھی۔

14۔ٹیپو سلطان۔ حضرت ٹیپو سلطان کی تخت نشینی بقول کرمانی بروز یک شنبہ ۲۰ محرم الحرام ۱۱۹۷م ۲۶ دسمبر ۱۷۸۲ کو ہوئی۔حیدر علی کی وفات کے وقت حضرت ٹیپو سلطان کی عمر اکتیس سال بارہ ماہ ۱۸ دن تھی اور تخت نشینی کے وقت ان کی عمر ۳۲ سال آٹھ دن تھی۔ جدید تحقیق جو نا چیز نے کی ہے اس سے ثابت ہے کہ حضرت ٹیپو سلطان کی تخت نشینی ۴۔مئی 1783 میں ہوئی اور وفات ۴ مئی 1799 کو۔

15 رستم جنگ۔موسیو لالی کا خطاب:

Marfat.com

چوتھا باب

1 ساؤنور: ریاست کرناٹک کے دھارواڑ ضلع کا ایک قصبہ۔

2 حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ اول۔

3۔ حضرت عمر بن خطاب : خلیفۂ دوم

4 ۔ مسلمہ۔ مسلمہ کذاب جس نے آنحضورؐ کی وفات کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا۔

5 برہان نظام شاہ۔ بادشاہ احمد نگر 1509ء تا 1553ء

6۔ عادل شاہ۔ ابراہیم عادل شاہ 1534ء تا 1558ء

7۔ محمد عادل شاہ۔ 1627ء۔ تا 1657 کرمانی نے اس کا نام محمود عادل شاہ لکھا ہے۔

8۔ ابراہیم قطب شاہ اول 1550 تا 1580ء

9۔ علی عادل شاہ ادل 1558ء تا 1580

10. علی عادل شاہ ثانی 1657

11۔ کنول۔ کرنول۔ ریاست آندھرا پردیش کا ایک شہر۔

12۔ سکندر عادل شاہ 1672ء تا 1686ء

13۔ ابوالحسن تاناشاہ عرف ابوالحسن قطب شاہ 1671 تا 1687ء 1083ھ تا 1098ھ

14 سلطانان تیمور۔ سلاطین تیموریہ یعنی مغل بادشاہان۔

15 عالمگیر کی وفات ۳ جون ۱۷۰۷ء۔

Marfat.com

16 سید لشکر خان۔سید لشکر حان آصفجاہ کا وزیر تھا۔اسنے آصف جاہ کی وفات کے بعد 1753 میں اس عہدہ سے استعفٰی دیدیا اسے صوبہ بڑاڑ کا گورنر بنایا گیا۔مغل شہنشاہ نے اسے نائب صوبیدار کا عہدہ عطا کیا۔اس کا انتقال 1757 ءمیں ہوا۔

17۔شاہنواز خان۔دیکھو دوسرا باب حاشیہ 35۔

18۔موسیوڈی بسی۔(Monseur De Bussi) یہ فرانسیسی تھا جس کا اصل نام چارلس جوسف نپٹر یسر مارکوئس ڈی بسی کا ٹلنا تھا۔اس کی پیدائش فرانس کے ایک گاؤں بسی میں ہوئی اس کے والد کا انتقال کمسنی میں ہو گیا۔اس کے ہاتھ سوائے مارکوئس کے خطاب کے کچھ اور نہیں آیا۔ شہنشاہ فرانس لوئی پندرہ نے اعلان کیا کہ کوئی بھی فرانسیسی اس کی اجازت کے بغیر بھی مشرقی ممالک میں تجارت کر سکتا ہے۔ڈی بسی فرانس سے نکل کر جزائر فرانس پہنچا اور پھر وہاں سے ہندوستان پہنچا۔یہاں اس نے مختلف سرکاروں کے تحت کام کیا۔اس کی افواج نے نواب آرکاٹ انوارالدین خان شہامت جنگ گوپاموی کو ہلاک کیا۔

19۔چنچی۔موجودہ جنجی۔

20۔صلابت جنگ۔دیکھو باب دوم حاشیہ نمبر 47

21 سوای مادھوراؤ۔وہ نارائن راؤ پیشوا کا سپہ سالار تھا اوران حریفوں میں سے ایک تھا جو اس کم عمر پیشوا کو ہٹا کر خود ہی پیشوا بننے کیساازش کرر ہے تھیما دھوراؤ اور زرگھوناتھ راؤ کے درمیان سخت دشمنی تھی۔

لکشمی نارائن اپنی کتاب ''مآثر آصفی'' میں نارائن راؤ کے قتل کا واقعہ اس طرح بیان کرتا ہے۔

Marfat.com

رگھوناتھ راؤ مال و دولت اور حکومت کا حریص تھا اس لئے اس نے فوج کے سپاہیوں سے سازش کی۔ جن سپاہیوں اور سرداروں نے سازش میں شرکت کی ان کے نام درج ذیل ہیں سمن سنگھ، پنج ہزاری، رسالدار، محمد یوسف گارڈی، چار ہزاری۔ رسالدار محمد عرب دو ہزار عربوں کا سردار، قلاجی پوار جو چار ہزار سپاہیوں کا سردار تھا، اور مناچی پھکڑا جو دو ہزار سواروں کا سردار تھا، رگھو ناتھ نے انھیں جاگیروں اور انعامات سے مالا مال کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ رگھوناتھ راؤ اس وقت نارائن کی قید میں تھا سازش میں شامل سرداروں کو اس نے پیغام رسائی کیلئے اپنی بیوی کی مدد لی جو پانی کی صراحیوں میں پیغامات چھپا کر لے جاتی تھی۔ بتایا جاتا ہے کہ پیر کے دن نارائن راؤ حسبِ معمول مندر جا کر پوجا پاٹ سے فارغ ہو کر محل لوٹا۔ محافظ دستہ کو رخصت دیکر وہ کھانے کے کمرہ میں داخل ہوا۔ اسی وقت سازشی سردار محل میں داخل ہوئے تو لاجی پوار، محمد یوسف اور رئیس محمد نے نارائن راؤ کو پکڑ لیا اور اسے کھینچتے ہوئے باہر لے آئے۔ سمن سنگھ نے رگھوناتھ راؤ کو قید سے رہا کیا اور اسے بھی باہر لے آئے۔ اگرچہ کہ رگھوناتھ راؤ نے سرداروں سے درخوست کی کہ وہ نارائن راؤ کو قتل نہ کریں بلکہ قید کردیں مگر انھوں نے اس کی بات نہ مانی اور قتل کردیا۔

لکشمی نارائن نے اس کی تاریخ وفات ''شدر اجہ زمن مقتول'' سے نکالی ہے رگھوناتھ راؤ کی قسمت میں پیشوا بننا نہیں لکھا تھا۔ نانا فرنویس نے اسے پکڑ قید کردیا اور اس کی موت قید ہی کی حالت میں واقع ہوئی۔

پانچواں باب

1739.1ء

2۔ترچناپلی

3۔پھولچری ۔پانڈیچری

4۔انوارالدین خان گوپاموی۔

5۔نواب ناصر جنگ،نظام الدولہ عرف دودماں بن آصفجاہ۔وفات ۱۲،دسمبر 1750ء

6شمر۔شمرذی االجوشن۔قاتل حضرت امام حسینؑ

7۔کڈپہ۔آندھراپردیش کے ایک ضلع کا صدر مقام

8۔سعداللہ خان بہادر مظفر جنگ عرف ہدایت محی الدین خان۔

9۔فرانسیسیوں نے صلابت جنگ کو آصفجاہ مقرر کیا۔

10۔ 1776ء

11۔1792ء

12۔1801ء

Marfat.com

چھٹا باب

1۔ بندر میلا پور۔ مدراس شہر کا ایک حصہ، قدیم بندرگاہ

2۔ سلطان۔ سلطان اورنگزیب عالمگیر

3 سادات بارہ۔ سید حسین خان اور سید حسن خان دو بھائی ہیں جو سادات بارہ کے نام سے مشہور ہیں۔ دونوں بہت طاقتور وزراء تھے انھیں بادشاہ گر بھی کہا جاتا ہے۔ وہ فرخ سیر بادشاہ دہلی کے وزیر تھے۔

4 آصف جاہ کی وفات۔ آصفجاہ کا انتقال برہان پور کے سفر کے دوران ہوا۔ قریب المرگ حالت میں اس نے ناصر جنگ کو قریب بلا کر کچھ نصیحتیں کیں جن کا تذکرہ لکشمی نارائن نے اپنی کتاب مآثر آصفی میں کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے علی دودمان (ناصر جنگ) مغرور طبع تھا۔ وہ اپنی ماتحتیں سپاہ سالاروں اور دیگر افراد سے بے حد برا سلوک کرتا تھا۔ یہ لوگ صرف لاچاری سے اس کی اطاعت کرتے تھے تاہم اندرونی طور پر اس کی بربادی کے خواہاں تھے۔

وہ لکھتا ہے کہ آصفجاہ کی اس وصیت اور نصیحت کو صدر الصدور ضیاء الدین حسین خان وزیر مذہبی امور نے اسی وقت لکھ لیا آصف جاہ کی وفات کے وقت ناصر جنگ اور لالہ منسارام بھی موجود تھے۔

آصفجاہ کا انتقال ۴، جمادی الآخر ۱۱۶۱ھ م ۱۷۴۸ میں ہوا اس کی نعش صدر الصدور ضیاء الدین حسین خان وزیر مذہبی امور اور لالہ منسارام کی نگرانی میں خلد آباد لے جائی گئی جہاں پر حضرت شاہ برہان الدینؒ کی پائینتی اسے دفنا گیا۔

5۔ نادرشاہ درانی بادشاہ افغانستان نے 1741 میں دہلی پر حملہ کیا اور اسے

Marfat.com

اپنے قبضہ میں کرلیا۔

6۔عبدالحکیم خان میانہ۔

7۔ہدایت محی الدین خان کا انتقال ۱۴، فروری 1751 میں رائے چوٹی کے قریب ہوا۔

8۔انت پور۔آندھرا پردیش کا ایک شہر۔

ساتواں باب

آٹھواں باب

1۔رائے درگ۔آندھرا پردیش کا ایک شہر۔

2۔ترمک ماما۔مرہٹہ سردار جس نے 72-1769 میں کرناٹک پر حملہ کیا اور حیدر علی خان سے جنگ کی۔

3۔من۔40 سیر

4۔ایک ٹن؛1016 کلوگرام جبکہ کلوٹن یا میٹرک ٹن = 1000 کلوگرام

5۔جنگ چرکولی۔دیکھو حاشیہ نمبر 51 دوسرا باب۔

نواں باب

ا۔چکبالاپور۔گزیٹر آف انڈیا، میسور اسٹیٹ کولارڈسٹرکٹ کے مطابق چودھویں صدی کے اواخر میں کسان خاندان کے سات افراد رام سوامی بٹا (پہاڑ) کے دامن میں

Marfat.com

مقیم ہوئے۔رام سوامی بٹاندی درگ کے مشرق کی جانب واقع ہے اس کسان خاندان کا تعلق آندھراپردیش کے گاڑی بانوں کے خاندان سے تھا جسے تلگوزبان میں بنڈی کپلو کہتے ہیں۔بنڈی کپلو ،موراسووکلو کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں۔یہ لوگ بیر ادیوا کی پرستش کرتے تھے۔اس خاندان کا ایک فرد رائے بیری گوڑا تھا جو کانچی کے قریب اپنے گاؤں آلور سے نکل کر یہاں ایسا تھا کیونکہ اس گاؤں کے سردار نے جو دوسری ذات کا تھا اس کی بیٹی دوڈ ماسے زبردستی شادی رچانا چاہتا تھا۔رائے بیری گوڑا نے خواب میں دیکھا کہ اسے دہیں مقیم ہونے کا حکم ہوا ہے۔اس لئے اس نے یہیں سکونت اختیار کرلی۔ یہ گاؤں دیون ہلی کے شمالی جانب واقع ہے۔

رائے بیرے گوڑا نے آوٹی میں قیام کیا اور اس کے فرزند نے دیون ہلی آباد کیا۔

اس کے ایک بھائی نے دوڈ بالا پور اور چک بالا پور کی بنیاد رکھی سنا گوڑا بالونلی ہلی چلا گیا جوٹمکور ضلع کا ایک گاؤں ہے اسنے کورٹگرے کی بنیاد رکھی۔

یہاں پر گز بیٹراور کرمانی کے بیان درمیان موجود فرق کوملحوظ رکھا جائے۔

کرمانی نے لکھا ہے کہ تلنگانہ کے ایک اشرف خاندان کا ایک شخص اپنے ملک کے راجہ سے جواس کی دختر کے ساتھ ہم شادی کرنا چاہتا تھا اس لیے وہاں سے نکل کر کرناٹک کی طرف آ گئے وہ دوپہر کے وقت یک شیر خوار بچے کے گہوارے کوایک ولر کے درخت سے باندھ کر اسے جنبش دے رہے تھے کہ ایک سانپ نیچے اتر کر بچے کے سر پر کنچہ چنور کی طرح کھول کر بیٹھ گیا۔ان لوگوں نے اسے فال نیک سمجھا اور یہیں آباد ہوگئے۔کرمانی کے بیان کی روشنی میں ہم ان دونوں بیانات میں موجود تضاد کا مطالعہ کرسکتے ہیں۔ تاہم ہم یہ بات حتمی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ کرمانی نے جو بھی لکھا ہے کافی تحقیق وتفتیش کے بعد لکھا ہے۔

Marfat.com

گزیٹیئر نے بیرے گوڑا کا سلسلہ نسب درج ذیل دیا ہے۔

مالے بیرے گوڑا

|

مری گوڑا

|

دوڈ بیرے گوڑا

|

رنکپا گوڑا (پوتا)

|

جوگی بیرے گوڑا (برادرزادہ)

|

ونکٹ اما (بیوی ۱۶۴۰ء)

|

مری گوڑا (جوگی بیرے گوڑا کا پوتا)

|

انے گوڑا (بڑا بھائی)

|

حویلی گوڑا (جسے چار ماہ بعد معزول کر دیا گیا)

Marfat.com

بیچا گوڑا

|

دوڈا بیرے گوڑا

|

ونکٹ ناروئن گوڑا

|

بیچے گوڑا (صرف نو ماہ حکومت)

|

چکپا نایکہ (لاولد)

2۔ یلونگا۔ موجودہ یلہنکا۔

ہوسکوٹا ۔ موجودہ ہوسکوٹہ جو کہ شہر بنگلور کا ایک مضافات ہے۔

4۔ سلکٹہ ۔ خلع کولار کے ایک تعلقہ کا صدر مقام جسے فی الوقت سدلکٹہ کہتے ہیں۔

5۔ گزیٹیر کے مطابق چکبالا پور کے حاکم نے حیدر علی کو پانچ لاکھ پکوڈے دینے کا وعدہ کیا (پکوڈا سونے کا سکہ جو اس وقت چار روپیوں کے برابر تھا) اس کا مطلب یہ ہے کہ چکبالا پور کے حاکم نے ۲۰ لاکھ روپے بطور جرمانہ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ اس صلح کے متعلق کرمانی لکھتا ہے کہ چکبالا پور کے حاکم نے ۷ لاکھ روپے تین قسطوں میں ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ پہلی قسط دیون ہلی پہنچنے پر، دوسری قسط بنگلور پہنچنے پر اور آخری قسط میسور پہنچنے پر۔ مگر یہ

Marfat.com

رقم ادا نہ ہو سکی کیونکہ حاکم چکبالا پور نے وعدہ خلافی کی۔ گزیٹیر پکوڑا لکھتا ہے جبکہ کرمانی روپیو ں کی بات کرتا ہے جو قرین قیاس ہے چونکہ کرمانی اس جنگ کے دوران موجود تھا۔ اس لئے اس کی بات کو سچ مان لینے میں کوئی قباحت نہیں ہونا چاہیے۔

6۔ نندی درگ۔ دیکھو حاشیہ 40 دوسرا باب

7۔ گزیٹیر لکھتا ہے کہ چکّپا نا یک لا ولد تھا جب کے کرمانی لکھتا ہے کہ اس کے دو فرزند تھے جنھوں نے حیدر علی خان کے دور میں اسلام قبول کیا۔ ان میں سے ایک کا انتقا ل ہو گیا۔ اور دوسرا فرزند جس کا نام صفدر خان ہے ابھی تک چکبالا پور کے قریب ایک گاؤں میں آباد ہے لیکن اس کی منزلت گھٹ گئی ہے۔

دسواں باب

1۔ لنگ بلجیوار۔ لنگایت ذات۔

2۔ صلابت جنگ۔ دیکھو باب دوم

3۔ دیشمکھ۔ گاؤں کا مصدی جس کے ذمہ محصول کا حساب و کتاب لکھتا ہوتا ہے۔

5 میر میران۔ وزیر جنگ۔

گیارہواں باب

1 گوٹی۔گتی

2چوتھ۔یہ رقم محصول کی ایک چوتھائی حصہ ہوتی ہے۔چوتھ مرہٹوں کو مسلم بادشاہوں اور ہندو راجاؤں کی جانب سے ادا کی جاتی تھی چوتھ کی وصولی مرہٹے خود اپنے اہلکاروں کے ذریعہ کرتے تھے۔چوتھ کی رقم درج ذیل طریقہ پر تقسیم کی جاتی تھی۔

(۱) راج راتی۔وصول شدہ چوتھ کا ایک چوتھا حصہ (۱/۴) حکمران وقت کو دیا جاتا تھا۔

(۲) راج راتی کی ادائیگی کے بعد جو رقم بچ رہتی تھی اسے کھاتیا کہتے تھے۔اس رقم کا ۶ فی صد حصہ کو سہوترہ کہتے تھے راجہ یا پیشوا کے اخراجات اور اس کے آرام و آسائش کے لئے دی جاتی تھی۔

3۔نارگنڈی یا تین فیصد رقم راجہ یا پیشوا کی صوابدید پر خرچ کی جاتی تھی۔

4۔بقیہ رقم 6% جسے عین کھاسا کہتے تھے مختلف جاگیرداروں میں تقسیم کی جاتی تھی تا کہ وہ فوج جمع کریں اور وقت مرہٹوں کی مدد کے لئے روانہ کریں اگر ریاست مرہٹوں کے زیر نگیں ہو تب بھی برابر وصول کی جاتی تھی مسلم حکمرانوں کی جانب سے چوتھ کی ادائیگی نے مرہٹوں کی طاقت میں اضافہ کیا۔

3۔ترناویلی۔موجودہ ترلویلی۔تمل ناڈو کا ایک شہر۔

4رگھو۔رگھوناتھ راؤ بھوسلے۔

5۔مدورا۔تمل ناڈو ریاست کا شہر مدورے۔

6۔آشوب جہاں۔صفدر علی خان کا عرف۔

Marfat.com

7۔ جنگ چرکولی۔ دیکھو باب دوم حاشیہ 52

8۔ میل کوٹہ۔ میل کوٹہ یہ سریر نگپٹن سے قریب ایک پہاڑی گاؤں ہے جو آجکل سنسکرت کی تعلیم وترویج کے لئے بے حد مشہور ہے جنگ چرکولی اسی گاؤں کے قریب واقع ہوئی۔ اس کے متعلق کرنل ولکس لکھتا ہے حیدرعلی نے اس دن سرشام ہی سے مے نوشی شروع کردی تھی اور اس کے ہوش وحواس گم تھے جب کہ مرہٹوں نے حملہ کیا ولکس عام طور پر اسٹیوارٹ کے بیان پر انحصار کرتا ہے لیکن اسٹیوارٹ نے حیدرعلی کی شراب نوشی کا تذکرہ نہیں کیا ہے، کرمانی جسے حیدرعلی کی قربت حاصل تھی لیکن اس نے حیدرعلی کی اس جنگ کے دوران شراب نوشی کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ ولکس اس طرح حیدرعلی کو بدنام کرنا چاہتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ مرہٹوں کی اس فتح کا اثر بھی کم کرنا چاہتا ہے ۔

10۔ گٹی پر حیدرعلی نے 1776ء میں قبضہ کیا۔

Marfat.com

بارہواں باب

ترپتی۔ آندھراپردیش میں ہندوؤں کا مشہور تیرتھ گاہ تروپتی کے نام سے مشہور ہے۔

2 دیشپانڈے۔ محصول وصول کرنے والے افسر Revenue Officer ()

3 خاں۔ انکس خاں

4 دیسائی۔ پرگنہ کا حاکم۔ تحصیلدار۔

5 جاگیر۔ یہ زمین کا وہ قطعہ ہے جو کسی شخص کو اس کے منصبداروں کی تنخواہ کی ادائیگی کے لئے بجائے نقد رقم کے دی جاتی ہے۔ جاگیر یا تو شرطیہ یا بلاشر طیہ دی جاتی ہے۔ شرطیہ جاگیردار پر لازمی ہوتا تھا کہ وہ فوج اور دیگر امور کے اخراجات مقررہ طریقہ پر ادا کرے۔ جبکہ بلاشرطیہ جاگیر میں تمام امور جاگیردار کی صوابدید پر چھوڑ دیئے جاتے تھے۔

تیرہواں باب

اہندی کُربا۔ ہندی کنٹر زبان میں سور (خنزیر) کو کہتے ہیں اور کربا ایک ذات جو جانوروں کو پالتی اور چراتی ہے۔ ہندی کربا یعنی سوروں کا چرواہا یا پالنے والا۔

2۔ بیجی نگر دیکھو باب اول اور حواشی

3۔ کرگوڈ۔ کرگوڈو

4۔ نارکوڈی۔ نارگوڑوں۔ دیکھو نارگندی گیارہواں باب حاشیہ نمبر 2

5 ہمپانے 1709 تک حکومت کی (گزیٹر)

Marfat.com

چودہواں باب

1۔ ڈھونڈو جی واگ۔ مرہٹہ سردار جس نے حضرت ٹیپو سلطان کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ اور انگریزوں سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوا۔

2. ڈمل۔ ریاست کرناٹک کے ضلع شیموگہ کا ایک گاؤں۔

3۔ راجاین اپنی کتاب " South Indian Rebellion "میں لکھتے ہیں کہ ڈھونڈا جی چنگیری میں پیدا ہوا۔

محب الحسن خان اپنی کتاب " History of Tipu Sultan " میں لکھتے ہیں ڈھونڈا جی واگ جو ایک مرہٹہ تھا چنگیری میں جو میسور ریاست میں ہے پیدا ہوا۔ کرمانی لکھتے ہیں وہ ڈمل میں پیدا ہوا۔

محب الحسن خان لکھتے ہیں اسنے حیدر علی خان اور ٹیپو سلطان کی فوج میں ایک سوار کی حیثیت سے کام کیا جبکہ کرمانی لکھتے ہیں کہ اگرچیکہ وہ حیدر علی کی فوج میں رہا لیکن اس نے ان کی ملازمت اختیار نہیں کی بلکہ اپنے اخراجات بہشتپا زنار دار سے حاصل کرتا رہا میسور کی تیسری جنگ کے دوران کثیر مال غنیمت لے کر فرار ہو گیا اور لکشمیسر کے ویسائی کے ہاں نوکر ہو گیا۔ کرمانی لکھتے ہیں کہ اس نے لکشمیسر کے دیسائی کے ہاں بچپن میں جبکہ وہ اپنے بڑے بھائی سکوجی کو ہلاک کر کے فرار ہو گیا تھا نوکری کی۔

جنگ کے خاتمہ پر اس نے آوارہ منشوں کا گروہ مہیا کیا اور گڑ بڑ مچانے لگا۔ اس نے 1793 میں ہاویری اور دھارواز پر قبضہ کر لیا۔ اسی دوران اس نے ساوَنور پر قبضہ کیا۔ اور مرہٹہ علاقوں میں گڑ بڑ مچانے لگا۔ ان فتوحات سے خوش ہو کر اس نے ایک افغان عمر خان کو ٹیپو سلطان کی خدمت میں روانہ کر کے ان کی مدد طلب کی اور دعوا کیا کہ وہ اس

Marfat.com

پورے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ٹیپو سلطان نے اس سے کسی طرح کا تعلق رکھنے سے انکار کر دیا۔حکومت پونا اس کی ان حرکتوں سے پریشان ہوگئی اور حاکم پونا نے اپنے سردار دھونڈو پنت گوکھلے { gogila } کی سر کردگی میں فوج روانہ کر کے اسے شکست دی۔اس شکست سے پریشان ہو کر اس نے ٹیپو سلطان کی ملازمت اختیار کرنے کی ٹھان لی۔اسکے ساتھ دوسو سپاہی اور کچھ گھوڑے بھی تھے وہ 1794 میں سری رنگ پٹن پہنچا۔سلطان نے اسے فوج میں افسر مقرر کیا اس نے اسلام قبول کیا اور اس کا نام شیخ احمد رکھا گیا اور اس کی اپنی درخواست پر اسے ملک جہاں خان اور نصیب الدولہ کے خطابات دیئے گئے۔میر صادق کی شرارت کے سبب اسے نظر بند کر دیا گیا۔تاہم اسکے ساتھ کافی اچھا سلوک کیا گیا اور اسے روزانہ اخراجات کے لیے ۳ روپے اور دستر خوانِ خاص سے کھانا سربراہ کیا جاتا رہا 1799 میں سلطان کی شہادت کے بعد وہ رہا ہوا اور اپنی فوج جمع کر کے تقریباً ڈیڑھ سال تک انگریزوں سے جنگ کرتا رہا۔اسکا انتقال ۱۱ ستمبر 1800 میں ہونگل کے قریب ہوا۔

4. ٹیپو سلطان نے ساوٗنور میں (۲۴، اکتوبر ۱۷۸۶) سے ۱۳، نومبر ۱۷۸۶ تک قیام کیا یعنی ۱۱ ذی الحجہ ۱۲۰۱ھ سے یکم محرم الحرم ۱۲۰۲ھ تک۔

5۔ میر آصف۔دیوان۔میر صادق۔

6 کرمانی لکھتے ہیں کہ دھونڈاجی کی وفات ۱۰، ستمبر ۱۸۰۰ میں کونا گل دھاڑ واڑ ضلع میں ہوئی جبکہ محبّ الحسن اس کی تاریخ وفات ۱۱، ستمبر ۱۸۰۰ بتاتے ہیں، سر دیسائی اپنی تاریخ New History of Maratha'' میں لکھتے ہیں کہ وفات کے وقت اس کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی جبکہ کرمانی اس تاریخ پیدائش 1170ھ بتاتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وفات کے وقت شیخ احمد کی عمر 44 سال سے زیادہ نہیں تھی۔

Marfat.com

مزید تفصیلات کے لئے ڈاکٹر شفیع احمد شریف کی کتاب شیخ احمد ملک جہاں خان ڈھونڈا جی واگ'' کا مطالعہ کیا جائے۔

Marfat.com

(الف)

ابراہیم عادل شاہ - 65,67,74,133,

ابراہیم قطب شاہ - 66,67,134,

ابراہیم بتیری - 119,120,124,

ابراہیم خان پینی - 124,183,185,
127,128,258,273,293,

ابراہیم پینی اور علی خان - 124,

ابوالمنصور خان ختاسانی - 25

ابوالحسن قطب شاہ عرف تا نا شاہ -
79,91,136,153,178,

تیلی بنڈہ - 119,

اتی گل - 88,

آتش خان - 93, 95,

انکی ہلی - 208,

اچھوت راج - 65,

احمد فاروقی - 13,

احمد شاہ بہمنی - 59,

احمد نگر - 66,73,77,78,91,133,
135,136,154,177,182,

احمد آباد - 136,

احمد والی احمد - 313,

احمد شاہ درانی - 127,

احمد خان - 104,193,

ادگیر - 59,

احمد نظام شاہ

آصف جاہ - 160,

ادھونی - 116,119, 120, 121, 124, 126,
127, 130, 132, 142, 150, 161, 163,
170, 183, 202, 206, 210, 114,
230, 235, 236, 238, 253, 254,
255, 256, 257, 258, 259, 260,
272, 273, 284, 286, 290, 291, 293,
295,

آدم قلی خان - 105

اسٹیٹ آرکیوز - 6

آرکاٹ - 33, 37, 96, 105, 111, 113,
125 , 142 , 155, 156, 158, 160,
163, 231, 263, 264 266, 267, 270
293,

ارجن وڈیر - 48, 49,

ارجندرا - 48,49,

ارجن کنڈہ - 48,49,.

ارل کارنوالیس - 117,218,219,250,
251,

اسٹیٹ آرکیوز - 7, 310

اسٹوری سی، اے - 11,

اسٹیورٹ چارلس - 16, 20,

اسپر نگر - 28,

Marfat.com

اسیر۔ 129,
اسدپور۔ 37,
اسمٰعیل علی عادل شاہ۔ 132,
اسد خان۔ 80, 92.153 ,156 178, 179, 180,
اسد علی خان مظفر الملک۔ 130, 132,
اسد خان مہکری نائطہ۔ 165,196,292,
اسد جنگ نظام علی خان۔ 25,26, 125, 127,
128, 129, 130, 131, 132, 144, 146,
148 151 98, 202, 273, 281, 294,
300, 302,
اسمتھ جنرل۔ 200,
اضرابِ سلطانی۔ 20,
اشرف علی خان۔ 113, 211,
افلامِ معمور خانی۔ 152, 156,
اعظم خان۔ 139,
افضل خان۔ 107, 108, 111, 114, 133,
135, 136, 142, 143, 145, 164, 165,
168, 170, 174, 194, 195, 196, 197,
افراسیاب۔ 308,
اکرام کاوش۔ 14, 18, 28, 38, 40, 138,
اکبرآبادی۔ 110, 130,
اگنی۔ 60.,
اکنور۔ 274,
اگلی۔ 83,

اللہ وردی کوچک خان ببر جنگ 81, 306,
الف خان کرنولی۔ 141, 184.
الف خان پنی۔ 9, 185, 186, 202,
آلی گرام۔ 193,
الیگزنڈر ریئٹ کرنل۔ 253,
امیر حسن عابدی۔ 86,88,
امجد خان۔ 91,
امین خان حیدرآبادی نواب۔ 101, 102, 103,
247,
امین خان عرب 236
امتیاز گڑھ۔ عرف شکروار پیٹ۔ 121,
امین الدین علیٰ بیجاپور، حضرت 231,
امرت پور۔ 85, 86,
امراپور۔ 270,
آمینہ خاتون، ڈاکٹر۔ 38, 40,
احمد ولی احمد۔ 313,
انشائے عسکری۔ 9 ,
آنیگنڈی 40,50,58,59,60,67,82,5,103
204, 218, 119,152,154,177,202
241,242, 253, 284, 286,
287,289,290,306,
انکس گڑھی۔ 88,
انوارالدین خان گوپاموی شہامت جنگ۔ 113,
143. 162, 194, 219, 267,
آنبور گڑھ۔ 44, 125, 158, 250,

انگریز۔ 128, 151,

انت پور۔ 202, 270, 273, 283, 284,
287, 288, 291, 292, 294,

اونچی۔ 214, 217, 230

انیا گوڑا۔ 245, 250,

انیا سوامی گوڑا۔ 150,

آفتاب کرناٹک میسور۔ 13,

انباجی درگ۔ 251,

انکس خان۔ 134,278,

انڈین کونسل آف ہسٹاریکل ریسرچ۔ 13,

اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ۔ 19,

اورنگ زیب عالمگیر۔ 91, 152,197،135,139,

اورنگ آباد۔ 92, 125, 139, 140, 144,
153, 154, 158, 160, 178, 179,
184, 185, 186, 217

اوجینی۔ 18, 25, 30, 53, 191,

یران۔ 140,

ایلور۔ 108,

ایاز خان۔ 148,281,

(ب)

باقر آگاہ۔ 10, 11, 24,

بابا فخر الدین اولیا۔ 12,39,58,59,

بابا حمید۔

بالا گھاٹ۔ 26,45, 48, 51, 60,79, 80,
82, 85, 86, 87, 91, 93, 128, 152,
161,164,173, 240, 249, 250, 259
156, 268, 272,

بابی خان۔

بارہ محل۔ 35, 49, 145, 154, 155, 156,
164,

بائیس محل۔ 33, 278,

باخر علی مہکری۔

باقر صاحب۔ 266,

بابا نظہر ولی سہروردی۔ 54.

باکل واڑی۔ 88,

باکلی۔ 204, 205,

بالا پور کلاں، دوڈ بالا پور۔ 88.92. 105. 106,
108,

بالاجیراؤ ناناّ۔ 115,116,117,126,
127,144,145,268,280,297

بابوجی سندھیا۔ 117,

باقر علی مہکری۔ 33,

بابانگر۔ 122,

بجلی خان۔ 204, 205

بادامی۔ 129,147,296,297, 306,

بحر فطرت۔ 12, 14, 39, 40,

بخشی بیگم۔ 170,

بدیع المعانی۔ 12, 39, 59,

بدنور، عرف نگر۔ 85, 86, 88, 93, 95,98,

Marfat.com

99,105 , 106, 110, 111,
بدویل۔ ,153
برٹش میوزیم۔ ,7, 8
برگِ تنبول۔ ,47
برہان نظام شاہ۔ ,133
برہان پور۔ 93, 139, 153, 157, 183,
191, 267,
بھرمانائیک ,158, 218
برہان الدین سپہ سالار۔ ,149
براڑ۔ ,64,78,125,267
بڑے صاحب ,265.
برہان نظام شاہ۔ ,65,133
بسپانائیک۔ ,94,230
بسالت جنگ میر شریف علی خان۔
132,145,172365,356 96,116,
235,257,258,271, 172,273، 196
, 292,293, 294
بسم اللہ شاہ پیرزادہ۔ ,172
بسونا۔ ,206,208,209
بسونت نائیک۔ ,209
بسپانائیک۔ 211, 94,113,
218, 119, 222,229, 230
بسپانائیک بن چک شوم شنکر۔
بخش کستوری۔ ,83
بسواپٹن۔ ,85,88,89,94,100,114,205
بلاڈنگر۔ ,148, 149, 237
بلاری (منظر آباد)۔ ,119,127,128,129
149,202,254, 258, 273, 283, 284,
286 287, 288, 291, 293, 294,
بلب نائیڑ۔ ,152
بلونت راؤ۔ ,116.165. 168
بلی چاپ نائیک۔ .225
بمبئی۔ .13.38
بنگلور۔ ,13,25.33.38.88.99.116.219
238, 249,
بنکاپور۔ ,134,135, 276, 278
بنگال۔ ,25, 119, 166
بندی کنڈہ۔ ,35
بندی علی شاہ۔ 35
بنی ہال نہر۔ ,306
بنگارپالیہ۔ ,250
بھاکم ثانی۔ ,52, 53,56
بھوک سمندر۔ ,52,53,56
بوکاپٹن۔ 83
بودی کوٹہ۔ ,87
بودی ہال۔ ,88,94,112
بھونگیر۔ ,153, 155
بھوپٹ راج۔ ,50
بوڑی رامن درگ۔ ,155

بوڑی زائی۔ 92,177,

بوکارائل۔ 52,

بوکانگر۔ 57,

بھیمارائل۔ 52,

بھرمانائک۔ 209,

بوبل نائک۔ 94,224,228,229,

بھوجنگ راؤ۔ 262, 263, 264, 266, 270, 271,

بھوپٹ راؤ۔ 222,

بہمنیہ سلطنت۔ 59,

بہادرخان آصف۔ 118,

بہلول خان ساونوریعرف یرگٹی بہلول خان کالا پہاڑ۔ 86, 134, 135, 136, 177, 278,

بہادر (ہمت بہادرخان)۔ 198,

ہوچنگی درگ۔ 210,

بہادر نظام شاہ۔ 90,

بہادرخان (دیکھوداودخان پنی)

بھرماسنگھ۔ 119,139, 357

بہادرشاہ (دیکھوسلطان اعظم بہادرشاہ)

بیجی نگر، عرف آنے گنڈی۔ 46, 52, 66, 67, 68,69, 75, 77, 78, 79, 80, 82, 84, 85,120,224, 253,254,283,284,286,287,289,290,

بیدر، (ظفرآباد)۔ 52, 59, 65,96, 136,

138,140,204,

بھیمارالکھتری۔ 64,67,73,80,.85,86,87, 91,92,93, 119,124,126,137, 140,152, 287,

بیلور۔ 53,

بھیم سین۔ 100

بیگن پلی۔ 132

بیری گوڑا۔ 242, 244,

بیجی گوڑا۔ 246, 247, 250,

بینگلور۔ 249,

(پ)

پائینگھاٹ۔ 31,47,48,60,67,69,79,82.83, 87,92,95,107,112,125,129,141,142,146, 160,162,174,186,194,197, 225,227,231,235,250,252,257,262, 263,275,292,297,302,

پالن ہلی۔ 83,95,107,174,

پاؤگڈھ۔ 88,

پالیگارمیسور۔ 110,114,116,

پانگل۔ 202,

پاکنور۔ 110,132,2175,176,294,

پانی پت۔ 127,

پاپنا۔ 237,

پالے خان۔ 273,274,

Marfat.com

358
پدہ تمانا یڑ۔,88
پرتاب رائل۔ ,51,59
پڑاوڑ رائل۔,52
پڑدلہ خان چہل تنی۔,98
پرسرام بھاؤ (ناظم مرچ) 81,149,129,151
پرنیا رنا ردار۔,221,222
پرسوجی گھوڑ پڑپہ۔,262,265
پلپ نائک پالیہ۔,152
پنکنڈ۔ پنوکندہ۔
12,14,39,46,48,51,52,53,67,68,69,78
82,79,87,88,89,90,94,119,164,165,169,224
225,227,262,272,
پھوٹ راج۔ ,68
پنکنور۔ ,164,241
پندڑو۔,193
پندت خانہ۔,52,142
پونا 12,14,39,464,48,51,52,53,67,
68,69,78,79,82,87,88,89,90,94,
104,119,164,165,169,224,225,
227,262,272,
پھولچری۔,125,142,161162,197
پورن چند۔,190,193
پیغمبر اخرالزمان۔,119,133
پنچ کوہ۔150,358

پھینی گوڑا۔,259

(ت)

تاریخ افاغنہ۔,43,45
تاریخ ٹیپو سلطان۔,3,40
تانے شاہ۔,92
تاتامہ ہٹہ۔,273
تاور کرہ۔,83
تاج الدین فیروز۔,234
تجنیس اللغات۔,12,14,15,39
تحفۃ الاحباب در مناصب البدابی الحسن۔22
تحفۃ الاحباب در مناقب اصحاب۔22
تحفۃ العالم۔,25, 28
تذکرۃ البلاد والحکام۔
7,11,12,39,41,43,45,282,
ترکلا پٹن۔,53
تری کرہ۔ ,85,88,100,205
ترچنا پلی (نتھر نگر)۔,111
ترپاتر۔,199
تروالور۔,111
ترکی۔,53
ترملا نایانک۔,263
ترمک ماما مادھوراؤ۔,145,146,272
تبلی بنڈا۔ ,120
ترپتی۔,276

Marfat.com

359

ترناولی۔ 263,265,

ترکیاوا پچی۔ 206,

تقال خان۔ 241,250,251,

تلکائی کنڈہ۔ 242,250,251,

تگل کوٹہ۔ 254,284,291,292,293,

تمل ناڈو۔ 38,

تمواج بن سری چنگل راج۔ 67,68,69,77,
78,80,154,

تمیانایک۔ 207,

تمیانایڑ۔ 230,234,236,291,292,

تمپا۔ 207,

تماکربڑ۔ 283,

تنگما۔ 158,258,259,

تنجاور۔ 261,

تنگ بھدرا (دریا) 48,49 ,50,78,86,96,
119,149,150,218,219,236,253,259,
283,289,291,296,305,307,

(ٹ)

ٹوری گڈھ۔ 88,

ٹائگرس آف میسور۔ 43,

ٹیپو سلطان شہید۔ 10,12,16,17,18,20,24,
26,27,28,33,35,36,39,40,41,42,80,
117,118,129,132,145,147148
,149,202,218,219,220,237,238,251,
252,259,260,275,281,294,300.301,
302,305,

ٹیپومستان۔ 231,

ٹمکور۔ 33,359

(ث)

ثناواللہ خان (مولوی) 125,126,

(ج)

جالی ہلی۔ 129,

جان نثار خان کالا پہاڑ۔ 133,137,

جانواڑہ ۔ 161,

جبار خان میانہ۔ 134,175,278,

جریملہ۔ 88,161,207,

جنرلہ۔ 161 ,

جگن راج 154,

جگ پتی بھوپٹ راج۔ 154,

جگ دیو (کوہ)۔ 73,

جمشید قطب شاہ۔ 67,

جمعہ پیٹ۔ 121,

جعفر خان۔ 159,

جنیر۔ 59, 64, 66,194,

جوبن گڑھ۔ 135, 269,

جوگی بھیری گوڑا۔ 53, 245,

Marfat.com

جہان خان منصور جنگ۔,123
جمل مڑک۔,161, 172
جہان خان۔,134, 236
جیکن ہلی۔,245
جوگی بھیری گوڑا۔,53, 245
جیمس فریزر کرنل,11

(چ)

چارلس اسٹیوارٹ۔16,20
,چاند بی بی خدیجہ زماں ہدیہ سلطانہ۔,74
چانور ہلی۔,135, 278
چنور۔ 11, 153, 155, 156, 209, 300.,
چھتریاں آنے گنڈی۔,285
چرکولی۔ ,145، 239,
چکبالاپور۔,25,71,101,240,241, 245,247,248,249,250.,
چک کریا شٹی۔,48
چکن کوٹہ۔,99
چک شوم شنکر۔,215
چک بلاپا۔,245
چک بھیری گوڑا۔,278
چک شٹی وڈیر۔46
چک رامیا نایڑ۔,287
چک ہنمپا نایڑ۔,292
چمناجی پنت۔,116
چندر گیری۔ 49, 52, 63, 79, 87, 224, 228,
چنگل پیٹ۔,35, 36, 67, 68, 154
چمپاوتی۔,119
چنتو چمناجی دیش مکھ۔,93, 360
چنتو پنڈت۔,119,147
چندر سین جادو,119
چنداصاحب نائطہ (حسین دوست خان) 113,194, 211,264,270,
چنچی۔ 142,
چنچاپ نائک۔,222, 223
چندرائے پٹن۔,304
چنور۔,254
چتل درگ۔ 83,88,94,95,96,100, 106,111,.112,113, 146,158, 164,173, 205,206,209,211, 114,118, 121,222, 223,224,
چین خلیج خان ، میر قمرالدین آصف جاہ۔(دیکھو آصف جاہ) 96,
چیناپٹن (مدراس),307
چینی درگ۔, 220

Marfat.com

(ح)

حامداللہ ڈاکٹر۔ 25

حبیب خان۔ 269,

حبیب انساء بیگم ولی اللہ ڈاکٹر پروفسر۔ 11, 14,
33, 38, 40,

حسن علی عزت، ملکاشعراء۔ 10, 17, 20, 21,

حسن علی۔ 42

حسن (ہاس موجودہ شہر)

حسن رضا نائطہ۔ 118,

حسن کانگو۔ 59,

حسین نظام شاہ۔ 65, 72, 74, 75, 78

حسین دوست خان، عرف چندا صاحب نا
ئطہ۔ 125,142, 263,

حضرت خواجہ سید شاہ یداللہ محمد محمد الحسینی چشتی القادری۔
311,

حسین خان بھٹی۔ 154,

حسینی میاں۔ 174,

حسین رضا خان۔ 118,266,

حضرت محبوب سبحانی۔ 203,

حضرت حسین مجذوب۔ 230, 231,

حقوق المسلمین۔ 20,

حلیم خان (عبدالحلیم خان)۔ 145, 146, 150,
151,

حلیم خان۔ 169, 171,

حمید خان۔ 78, 157,

حضرت خواجہ شاہ امین اللہ محمد محمد الحسینی۔ 230,

حضرت خالد بن ولید۔ 177,

حیات بیگم۔ 74,

حیدر جنگ موسیو بھوی۔ 144,

حیدرآباد۔ 7 ,8,12,25,26,28,29,73,91
,93,105,115,117,125,,130,,131.132,
136,140,141,152,170,176,
185,197, 202, 235 ,238,
248,249,250,254,260,267,273,292,

حیدر علی خان بہادر (نواب)
۔10,13,16,17,23,30,31,39
,40,41,48,80,105,116,117,127,128,129,145,
200,214,248,249,258,271,280,

حیدر قلی خان۔ 114, 115,

(خ)

خالقِ باری۔ 12,

خاندیس۔ 139,

خان جہان خان چیلہ دیس لکھ میر میراں۔ 303,
258,

خان ویلوری۔ 265,

خان میاں۔ 279,

خانگوڑا دیش پانڈے۔ 276, 278,279,

Marfat.com

خداوند خان۔ 96,

خضر خان۔ 152, 176, 177, 178,179, 180,

خضر خان پنی بوڑی زائی۔ 92, 123, 134,

خواجہ غلام حسین خان خانِ زماں۔ 28,

خیرامیاں عبدالقیر خان۔ 11,146, 147, 149,

(د)

دادا نائک پالیہ۔ 210,

داؤد خان پنی۔ 92,93,97, 100,123, 152, 154,155, 177, 178, 179, 180, 181, 182,

دادریا۔ 203, 204,

داراب خان۔ 109,

داراشکوہ۔ 90,91, 131,

داستانِ میسور۔ 14, 18, 28, 38,

دال چرو گھاٹ۔ 196,

درو جی۔ 79,

درگاہ قلی خان۔ 95, 104, 105, 106,

دریائے کرشنا۔ 26,75,85.,128,190,195,196,260,

دکن۔ 87,91,93,96,112,118, 132,133,134,135,

دلیل خان عرف دلیر خان۔ 105,135,136,137,138,

دلیل خان۔ 106,107,

دلاور خان۔ 109,110,111,112, 114, 128, 140,142, 162, 167, 216, 269,

دریائے نربدا۔ 141,

دریائے کاویری، 140,

دلیر دل خان۔ 109,113,129, 135,

دمینتی۔ 119,

دھونڈوجی واگیہ۔ 297, 298, 301, 302, 306,

دلوائی۔ 100, 101, 103,

دوڈ بھیری گوڑہ۔ 100,

دوڈ خان گوڑہ۔ 78, 277,

دوڈ کنچن گوڑہ۔ 280,281,

دوڈ ہنمپا نائڑ۔ [illegible]

دوڈ رامپا نائڑ۔ 290,

دوڈیا نائڑ۔ 292,293,

دوڈ بری نائیک۔ 255,

دوڈیا نائیک۔ 88,127,

دوست علی خان (علی دوست خان نائط)362 125,160,163,263,264,

دولت خان فوجدار۔ 220,

دولت خان راؤ۔ 263,

دولت آباد۔ 296,

دھارواڑ۔ 97,177,184,193,

Marfat.com

دھارواڑ۔ ,97,177,184,193

دھرمار۔,47,156,164

دھناجی دباڑہ۔,94

دھرم راج۔ ,120

دیر سنکارکنڈہ۔,60

دیوپا۔,83

دیون سیرپی۔,85,86

دیون ہلی ۔,114,242,243,248,251

دیسائی ۔,285

دسموگھی ۔,282

دلیپانڈے خان گوڑا۔,139

دیوکٹہ ۔,120

دیورایل۔,59

دیوراج۔,153,247

دلیل خان۔ ,107,108

دیوگیر۔,59

دیوکوٹہ۔,235

دیوہٹی ۔,88

دیوپانایڑ۔,284

دیوگڈھ۔,255

(ڈ)

ڈل۔,219, 296,300

ڈل والہ۔,208,211

ڈنڈیگل۔,147,148,281,301,306,308

ڈھونڈو جی واگیہ شیخ احمد ملک جہاں خان ۔

نصیب الدولہ۔,302

ڈویژنل آرکیوز۔,16,18,19,33

(ذ)

ذوالفقار خان بن اسد خان.

80,92,153,156,178,179, 180,182,

285,

(ر)

راج گوپال نایڑ۔,234,238

راجہ پٹیل داس۔,114

راجیند را۔ ,121

راستیہ مرہٹہ۔ ,139,140

راگھو۔,158,159,280

رام داس۔,192,193

راج رایل۔ ,57

رام سوامی۔ ,250,251,252

رامیا گوڑا۔ ,245

رام رایل چھتری، ,85,154, 284

راچند ردیوا۔

راچند رارایل۔,134

رام راجہ۔ 65,66,75,76,77, 84,120

,121,205,223,254,

راسن گڈھ۔ 56, 363
رامپا نایڑ۔287,288,
رائق۔28,
رامنا۔ 62,
رائےدرگ۔87,88,95,105,119,156,
158,164,169,207,222,227,229,233,
235,238,273,286,
رائچوٹی۔125,143,264,
رائچور۔63,126,132,163,
رائےموتی۔ 197,
رایل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال۔10,13,
رتن گری۔82,83,85,88,95,107,114,
128,270,273,
رحیم خان۔ 152,
رستم چک کفایت خان۔97,98,
رسول خان بھٹی۔ 154,
رحیم خان عرف رحمان خان۔
169,170,171,175,
ریحان خان۔89,121,
رستم جنگ۔ 130,
رن دولہ خان۔ 79,85,227,
رنگ رایل۔78,79,87,224,
رگھوتم گوڑا۔ 110, 254,
رنگ رَیا۔204,205,
رنگ نایک۔ 82,84,
رمگا نایک۔ 78,
رن مست خان (دیکھو بنی خان)39,133,139,
رنگیا نایڑ۔ 284,
رومی خان۔117,
رنگ سوامی نایک۔ 85,

(ز)

زین العابدین شوستری۔10,27, 28,
زبرجد۔17,27,
زہرہ پیٹ۔310,

(ژ)

(س)

سالار جنگ میوزیم۔7,8,
ساونور۔39,42,86,125,132,133,140,
141,143,144,145,146,147,148,150,161,
185,206,210,214,158,268,269,298,
299,310,
سامی نایڑ۔140, 289,
سامی نایک۔185,
سارات بارہ۔139,183, 189,
سات گڈھ۔274,
سبحان قطب شاہ۔54,

Marfat.com

ستارخان۔ 175,

ستارہ۔ 175,

سداشیووڈیڑ۔ 46,48,

سداشیوبھونسلے۔ 104,202,

سدوجی گھوڑپڑیہ۔ 114,251,

سدابابابن سد مسعود خان۔ 256, 364

سدی بلال خان۔ 174,

سدی مسعود خان۔ 121,255,

سدھوجی۔ 104,114,263,

سدرام پورہ۔ 27,294,

سداپور۔ 27,

سدی عنبر۔ 91,

سدی مفتاح۔ 91,92,93,

سداپانائیڑ۔ 294,

سدھوٹ۔ 152,153,157,158,163,
165,169,

سدی مسطورسناک۔ 92,

سدرام جوگی۔ 53,56,

سرا۔
33,69,82,89,91,92,95,97,100,101
104,105,106,107,108,110,111,112,
114,115,116,117,118,127,158,163,164,
165,210,214,217,224,244,247,248,263,
270,271,293,302,

سری مل راج۔ 224,286,

سرانداز خان کشمیری۔ 136,154,

سراج الدولہ۔ 271,

سرہٹی۔ 88,

سری رنگ رایل۔ 276,296, 300,

سرورخان۔ 52,169,170,171.

سرکارخداداد۔
18,176,214,218,219.220.248,

سرہند۔ 149,

سری پت رایا۔ 222,

سری گپہ۔ 253,254,256,259,

سری رنگ پٹن۔ 10,16,18,26,28,33,52
.88,93,103,115,116,118,129,145,146,
149,151,175,202,220,221,236,238,249,
274,302,302,305,

سعادت علی خان نواب۔ 263,

سعادت اللہ خان ناظم۔ 33,96,

سعداللہ خان کایم کانی۔ 131,

سکوجی واگیہ۔ 281, 296,

سعید خان۔ 169,171,255,256,

سکندر علی شاہ۔ 79,135,136,

سکنابائی۔ 263,264,265,

سلیم تمنائی۔ 9,12,18,311,

سلطان التواریخ۔ 17,

سلیکٹ لیٹرس آف ٹیپو سلطان۔ 10,11,258,

Marfat.com

(منتخبہ مکتوبات ٹیپو سلطان)
سکینہ بیگم۔ ,26
سلطان احمد شاہ بہمنی۔ ,59
سلطان قلی قطب شاہ
80,91,92,97,122,124,136,182,261,
285,
سلطان محمد بہادر شاہ۔ ,154
سلکٹہ۔ ,114,243,244, 251
سلطان محمد معظم۔ ,136,137,138,154
سلطان محمد اعظم بہادر شاہ۔ ,93,154
سلمبرو۔ ,155
سلطنت خداداد۔ 365 ,40
سمیوازیم۔ ,141
سیتے بدنور۔ ,88
سند دیوانی۔ ,148
سمبل بائی۔ ,57
سنکل۔ ,88
سنبھاجی ساہو بھونسلے۔ ,94,261,262,265
سونڈہ۔ ,88,98,104
سونڈور۔ ,264,270,275,290
سوی گوڑا۔ ,185
سومنا۔ ,276,285
سومنا یک۔ ,289
سید غوث پیر نہال مخدومی نندلو۔ ,9,10,45,311

سید عبدالقادر کرمانی۔ ,10
سید حسین تمنا۔ ,26
سید شاہ عبداللطیف ذوقی۔ ,24
سید شاہ ابوالحسن قربی۔ ,22,24
سید نورالدین۔ ,25,26
سید عبداللہ۔ ,25,26
سید عبداللطیف خان بہادر شوستری۔ ,25,28
سید ابوالقاسم۔ ,26
سید بابا فخر الدین حسینی سہروردی ۔ ,24
سید علی چلہ کشی۔ ,54
سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز۔ ,58
سید مصطفیٰ خان مدارالمہام۔ ,73,154
سید محی الدین۔ ,125,172,257
سیاہ ڈونگر ۔ ,120
سید لشکر خان۔ 142
سید امیر عرب (دیکھو امین خان) ,156, 157
سید رجب علی۔ ,164
سید مظفر اورنگ آبادی۔ ,.167
سید محی الدین۔ ,125, 156
سیام کنواری۔ ,20,119
سید محمد۔ ,26,174
سید حسین علی خان امیر الامراء۔ ,182
سیکاکول۔، ,143
سید محمد خان آصف۔ ,219
سید حسین خان۔ (سادات بارہ) ,183

Marfat.com

311, 367

سید حسن خان۔183

سید موسیٰ۔ ,26

سید احمد حسین تمنا۔ ,11, 26

سید رضوی خان، منشی۔,83, 84, 85

سید کریم دکنی۔,255

سید رضوی خان۔ ,192

سید محی الدین۔ بن سید کریم۔ ,125

سیف اللہ۔ ,130 , 132

سیف جنگ۔101, 118, 234

سہ راہ۔(سرا)۔ ,89

(ش)

شاہ جہاں۔,91, 97, 134, 176

شاہ نواز خان بخشی الملک۔ ,73 ,79,85, 90

142,143,

شاہ یوسف قتال۔,58

شاہ نواز خان۔ 199, 241, 366

شاہ مجذوب مسکین۔,198, 199

شاہ نور۔,135

شجاع لدولہ(نواب)۔,25

شجاع لملک۔,125, 128, 257, 291

شریف علی خان۔ ,125, 264

شیر محمد دلیس مکھہ۔,163

شفیع احمد شریف(ڈاکٹر)۔ ,7, 13, 17, 307

شکتی گڑھی۔,47

شکر کھیڑہ، جنگ۔,157

شکوہ جاہ۔,90, 130

شلنگر۔ ,52

شمع مجلس۔,30

شنکر رائل۔ ,273

شنکر کل۔,88

شولہ پور عرف(واگنگرہ)۔ ,73, 89, 127

137, 254, 256, 293, 299, 306,

شوم شنکر۔209, 210, 213, 214,218, 220

شوم شنکر بھوپا راجہ۔,209, 219

شوم شنکر برادرزادہ، بساپا نایک۔210, 211,212

شیخ محمد حبیب اللہ۔ ,22

شیخ فیضی،۔ ,118

شیخ منہاج۔,177, 178, 180.,181

شمس الدین۔,313

شیخ انصر رسالدار۔,257

(ص)

صادق صاحب۔,262

صبح وطن۔,28

صفدر علی خان۔ ,110, 187, 263, 265

266,

صفدر جنگ۔ ,125, 127, 171, 272

Marfat.com

صفدرخان۔ 249, 251,

صلابت جنگ، میر اسد علی خان 67, 114, 115,

124, 143, 162, 195, 197,

(ض)

(ط)

طاہرخان۔ 95,

طاس گڑھ۔ 118,

طالب محی الدین (نواب)۔ 106,

طامس منرو کرنل۔ 201,

(ظ)

ظفر پیکر۔ (میر زینالعابدین عابد)۔ 18,

ظفر آباد۔ (کورگ)۔ 27, 135,

(ع)

عادل شاہ ثانی۔ 134, 151, 176,

عابد خان۔ 104, 112, 210,

عابد خان بن چنداصاحب۔ 264,

عالم علی خان۔ 184,

عادل شاہ۔ 73, 77, 91, 100, 132,

66, 72, 133 254, 275, 276, 367

عبدالوہاب مولانا۔ 310,

عبدالحکیم خان۔ 170, 280, 298,

عبدالخالق سعید۔ 11, 12,

عبدالقادر سروری پروفیسر۔ 32,

عبدالرشید خان۔ 154,

عبدالقادر قادری۔ 33,

عبدالرزاق خان۔ 174,

عبدالعزیز۔ 86, 89, 90,

عبدالحکیم خان (دیکھو حکیم خان) 11, 143,

عبدالحلیم خان۔ 90, 92,

عبدالروف۔ 9.

عبدالطیف خان۔ 25,

عرب خان۔ 157,

عزیز خان یلچشمی۔ 154,

عبداللہ خان۔ 100,

عبدالرسول خان۔ 107,

عبدالمجید خان۔ 115, 124, 139,

155, 159., 161, 162, 163,

عبدالمجید خان بن غفور میاں،۔ 139,

عبدالغفار خان۔ 138,

عبدالخیر خان عرف خیرامیاں کہارو۔ 150,

عبدالکریم۔ 17,

عبدالنبی خان۔ 152, 155,

عبدالنبی خان بن کریم خان۔ 155,

عبدالحمید خان بن مجید خان۔ 162,

عبداللہ قطب شاہ۔ 151, 260, 261,

Marfat.com

369
عبدالوہاب خان نصیرالدولہ- 9, 270,
عزیز میاں- 132, 133, 154, 171,
عبدالرزاق خان- 154,
علی عادل شاہ- 65, 73, 76, 78, 85, 120, 133, 181,
علی دوست خان نائطی- 109, 112, 157, 161,
علی شاہ شہریار- 66,
علی مراد خان- 154,
علی خان بینی- 178, 182,
علی مرداں خان (بھینی ہوڑا)- 258,
عمر خان- 301, 302,
علیم صبا نویدی- 43,
علاوالدین- 314,

(غ)

غالب خان- 103,
غازی الدین خان فیروز جنگ- 122, 123, 141,
غازی نگر- 103,
غازی خان بید- 138, 144, 277,
غفار خان بن دلیل خان ساونوری- 277, 138,
غفور میاں- 138, 139,
غلام محمد خان- 9, 309,
غلام محمد غوث خانِ اعظم (نواب)- 9,28, 37,
غلام مصطفیٰ خان بخشی- 111,
غلام محی الدین خان- 116,
غلام علی خان- 131,
غلام حسین خان- 131,
غوث محی الدین مہکری- 13, 36, 368
غوثی چنگل پیٹی- 35,

(ف)

فاروق خان- 234,
فاطمہ بی بی رومی- 53,
فتح المجاہدین- 17, 25, 26, 27,
فتح سنگھ- 100. 109, 157,
فتح نامہ ٹیپو سلطان یا ضرابِ سلطانی- 20.
فتح محمد- 104, 108,
فتح خان بھٹی- 153,
فتح حیدر- 26,40,304,
فرخ سیر سلطان (محمد فرخ سیر) 165,166,168,
فرانسیسی- 124,129,141,142,143,159,161,
فطنت (میر فیاض عسکری)-
فقہ محمدی- 17,34,
فلک شکوہ (محمد علی مہکری خانہ زاد)- 33,
فیض اللہ خان ہیبت جنگ- 31,
فی الوقت نگر- 85,

Marfat.com

(ق)

قادر باری۔ 12,
قادر خان۔ 175,
قاسم خان۔ 64,65,93,94,95,96,305,
قاسم خان برید الملک۔ 64,65,
قاضی ارتضی علی خان خوشنود۔ 23,
قاضی احمد مجتبی خوشدل۔ 23,
قبول خان۔ 79,154,
خاض عبداللہ حسین خلیل۔ 13,
قلندر حسین اطہر۔ 13, 104, 105
قطب الدین خان۔ 131,
قلی قطب شاہ۔ 67,73,77,78,85,91,134,
153,255,
قمرالدین چین قلیچ خان آصفجاہ (دیکھو آصفجاہ) 123,183,
قمرالدین خان۔ 174, 219, 220,

(ک)

کالا پہاڑ (جان نثار خان)۔ 132,133,
کارنوالیس لارڈ۔ 116,218,219,237,249,250
کالی بیگم۔ 123,
کالی کٹ۔ 33,93,109,
کانتیا دلوائی۔ 101,242,245,
کاشی۔ 51,224,
کانڈ چتنا۔ 245,
کاویری (دریا)۔ 48,52,140,
کپلی۔ 128,285,
کریم صاحب۔ 146,
کرناٹک۔ 7,13,20,23, 24, 60, 65, 67,
69,78,80,82,85,87,92,111,
124,127,128,140,141,145,
149,161,186,193,223,234,254,
256,264,301,
کرنول، کندنول، کنول
9,52,199,200,309,۔
کرمانی (میر حسین علی)
11,12,14,15,16,47,41,42,43,
کرما میاں۔ 173,
کرک پیٹرک۔ 11,42,
کریم خان شاہ ایران۔ 30,
کریاشتی وڈیار۔ 46,47,
کٹیال۔ 120,
کرنل مارکس ولسکس۔ 10,40,
کریم میاں۔ 142,153,
کرنل الگ زنڈر۔ 250,
کرشنیا بلجیوار۔ 233,
کرب کوئل۔ 152,
کرگوڑ۔ 282,283,
کڑک۔ 198,

Marfat.com

کڑپہ، 140,145,150,155,
158,161,169,170,173,
201,253,175,184,185,194,198,199,
کرنل ولیم ملنلس۔ 10,13,41,
کڑنی کرہ۔ 88,
کستوری نایڑ۔ 154,157,
79,87,223,224,226,۔
کستوری کرشنا۔ 82,83,
کشمیر۔ 53,135,191,
کشن رایل۔ 51,52,53,54,
61,62,63,64,65,83,119,
152,182,183,
کشن گری۔ 154,
کشن راج۔ 84,203,221,
کفایت خان۔ 97,
کفالت دروازہ۔ 191,
کلی کوٹ۔ 147,
کلال باڑ۔ 136,137,
کندپلی۔ 83,
کندکن ہلی۔ 105,
کنچن نگر،
کنچی، کنچنگڈھ،
118,25,149,252,253,255,256,257۔
262,

کن کن پالہ۔ 90,
کنچن کوٹہ۔ 53,170,
کن کن گڈھ۔ 153,
کلکتہ۔ 13,40,
کلیکوٹ۔ 88,
کندرپی نرسیا۔ 60,83,223,232,
کنچنا گوڑا۔ 253,
کنک گیری۔ 254,
کنگیری۔ 286,288,
کنم راج۔ 25,65,75,76,77,119
کونٹی نایڑ۔ 233,
کوڈی گندہ۔ 270,271,
کورگ۔ 51,88,147,149,
کجلی بن۔ 51,
کوڑیال بندر۔ 128,147,
کوٹور۔ 174,210,219,
کوٹہ۔ 105,
کوری کوٹہ۔ 272,
کولار۔ 88,93,104,
کوری گندہ۔ 103,
کوئن میکنزی کرنل۔ 11,
کھٹ گمبیر پالیہ۔ 163,
کھمم۔ 152,
کنول۔ 118,134,145,157,161,167
170,176,177,178,182,198,201,202,

Marfat.com

کیتال۔ 118,
کیشو اچاری۔ 228,

(گ)

گتی، فیض حصار۔ 33,130,269,273,
گجرات۔ 59,
گدگ۔ 139,144,299,
گجندر گڈھ۔ 81,129,
۔ 80,94,128,161,162,
گلدستہ کرناٹک۔ 28,
گلزار آصفیہ۔ 28,
گلبرگہ۔ 58,73,133,
گلشن عشق۔ 118,
گملا پور۔ 80,
گمنیر پالیہ۔ 36,245,
گنج کوٹہ۔ 152,154,
گنج۔ 84,
گنج عام۔ 19,
گنج شنا نگان۔ 30,33,
گن ہلی۔ 105,

(ل)

لالہ مہتاب رائے سبقت۔ 29,31,
لالہ مجلس رائے۔ 31,
لاہور۔ 30,183,
لالہ میاں، 52,
لال خان۔ 154,
لکریت ہلی۔ 196,
لکشمیر۔ 176,
لطیف آرکاٹی۔ 37,
لندن۔ 6,7,

(م)

مارک ولکس کرنل۔ 42,
مائکس ولیم کرنل۔ 11, 39, 40,
مامور خان کڑاڑہ۔ 95,
ماگڑی درگ، 98,
مادھوراو ترمک ماما۔ 279,
مادھوراو بن بالاجی راؤ نانا۔ 117, 145,
مادھوراو سوائی۔ 143, 280, 295,
ماکنور۔ 174,
ماہی کنڈہ۔ 112,
مالوہ نل بل۔ 119,
مانا جی سنگھ بھونسلہ۔ 259, 261,
مٹور۔ 87,
متی تمانایک۔ 168, 169, 170,
مجاہد شاہ بہمنی۔ 58,
مجید خان۔ 142, 143, 160, 164, 166,
169, 185, 269,

Marfat.com

محمد ثانی۔ 313,

محمد اکبر خان بہادر۔ 8, 309,

محب الحسن خان۔ 39, 40 ,

محمد اول۔ 313,

محمد افضل۔ 154,

محمد الف خان نواب۔ 309,

محمد شمیم عبدالروف۔ 8, 310,

محب الحسن خان (پروفیسر)۔ 10, 39,

محمد یوسف کوکن۔ 9, 13, 21,

محمد غلام محی الدین مہکری۔ 349,

محمد حبیب اللہ مولوی۔ 8, 310,

محمد علی مہکری خانہ زاد فلک شکوہ۔ 32, 35,

محمد ابورہ۔ 118,

محمد سوم لشکری۔

محمد باقر آگاہ، 20

محمد مرتضیٰ۔ 22,

محمد علی خانہ زاد۔ 33

محمد علی والاجاہ۔ 22

محمد قدرت اللہ خان قدرت۔ 23,

محمد سعید عاصی۔ 32 .,

محمد باقر یک رنگ۔ 32,

محمد خان، مولوی، 23, 40

محمد اعظم بہادر شاہ۔ 96, 137, 182 ,

محمد فرخ سیر سلاطین۔ 96 ,

محمد غوث ڈاکٹر۔ 8, 310 ,

محمد شہباز۔ 121,

محمد امین خان عرب۔ 131, 237, 283,

محمد حسین۔ 132 ,

محمد خلیل اکبرآبادی۔ 12, 135,

محسن خان عرف موچا میاں۔ 160, 162, 168 ,

169,170,

محمد شاہ بادشاہ دہلی۔ 161,

محمد خان جعفرآبادی۔ 162, 194,

محمد علادل عادل شاہ۔ 133, 177,

محمد اکبر خان۔ 9.,

محمد الف خان۔ 9,

محمد نگر۔ 191 ,

محمد علی خان سراج الدولہ (دیکھو انوارالدین خان گوپاموی)

محمد علی قطب شاہ۔ 269, 270, 271 ,

محمد غیاث۔ 173 ,

محمد ثانی۔ 313,

محمد کمال۔ 231 ,

محمد سعید خان۔ 265 ,

محمد علی خان سراج الدولہ شہامت جنگ۔ 145 ,

193, 205, 272,

محمد علی شجیع۔ 108, 272 ,

محمد اکبر حسین خلیل۔ 13,

محمود خان۔ 40,41,98,99,100,105, 108,

محمود خان مارسٹن۔ 40,

محمود تغلق شاہ۔ 58,

محمود خان ولازاک۔ 99,100,

مدن پلی۔ 9, 163, 310,

مدمڑک۔ 114, 272,

مدگیری نائک۔ 96, 205, 206, 208,

مدلور۔ 105,

مدگیری۔ 117,301, 102,

مدگل۔ 251,

مدکم گوڑا۔ 256, 257,

مدکم گوڑا ابن انیا گوڑا۔ 255,

مدھرا۔ 10,11,

مزازینالعابدین۔ 17, 18,

مدکیرہ۔ 52,

مرتضیٰ نظام شاہ۔ 65, 74, 78, 85,

مڑکیسی۔ 88, 95, 101, 106 , 113, 117,

مریم بیگم۔ 26,

مرچ۔ 98,115, 139, 148, 296, 306,

مرار راؤ گھوڑپڑیہ۔ 110,113, 124, 125, 126, 143, 163, 168, 171, 172, 235, 236, 242, 247, 248, 260, 261, 262, 263, 264, 265 , 266, 267, 268, 269, 270,

مرجان حبشی۔ 135,

مرزازین العابدین عابد۔ 18,

مرشد قلی خان۔ 25,

مرزا عسکری۔ 18,

مسعود خان۔ 102, 121.,130, 284,

مسلی کونٹی نائر۔ 88, 223, 226, 228,

مشیر الملک اعظم الامراء۔ 128, 130, 131, 177,

مشہور خان۔ 104,

مصری کوٹہ۔ 139, 144,147,297, 299,

مظفر خان گارڈی۔ 162,196,198,267, 268,

مطیہؒ 176,

معید المجاہدین۔ 2,

مفرح القلوب۔ 17,

منور خان پنی۔ 198, 199, 200, 201,

مکرم خان شیرازی۔ 135

مکرم علی خان۔ 111,

ملناً۔ 52,

ملک ارجن وڈیر۔ 154

ملک احمد بہری نظام الملک جنیری۔ 64, 65,

ملک ریحان۔ 89, 94, 100, 283,

ملکاپور۔ 90, 95,

ملک عنبر۔ 91.,

ملک جہان خان۔ 146, 307,

مل نائک۔ 83, 84, 154,

ملی پاڑی۔ 162,

ملنا سومی۔ 227

Marfat.com

ملناڈ۔ 85,
ملکال مڑو۔ 229,
ملیکنڈہ 285.
ملتان 53,
منصور جنگ۔ 123,
منشی میر حسن علی۔ 137,
مولانا حاجی قلندر حسین اطہر۔ 13,
منجو میاں عرف کلو 99,
منگارانی۔ 128, 262,
منگلور۔ 128,
منظر آباد۔ (بلاری)۔ 128,
منور خان پینی۔ 199,200,201,202,
منڈیگل۔ 245,
موگا، 124,
موسیو لالی فرانسیسی (عرف) رستم جنگ۔ 128,293,
مورو پنڈت 142,192,193,257,
موسی بھوسی' حیدر جنگ۔ 143,163,197,
موسی سپرنی۔ 197,
موسی ڈویلیکس۔ 197,
میر حسین علی کرمانی حاکم۔ 1,3,7,8,10,11,12,
14,17,22,27,39,40,41,42,45,52,
میر زین العابدین شوستری۔ 25,26,27,
میر فیاض عسکری۔ 18,19,
میر محمود حسین پروفیسر۔ 33,38,

میر رض الدین۔ 26,
میر عالم سید ابوالقاسم۔ 26,
میر محمد صادق (عرف میر صادق)۔ 28,221,304,
میران خان۔ 71,
میر جملہ مدار المہام۔ 79,153,
میٹور۔ 88,
میر حسین اللہ۔ 35,
میر علی رضا خان۔ 117,173,175,237,249,271,
میر نظام علی خان اسد جنگ۔ 125,
میر شریف علی خان شجاع الملک بسالت جنگ۔
125,214,257,
میل کوٹہ۔ 106,
میر مغل علی۔ 126,
مہابت جنگ داراجاہ۔ 130,131,250,
مہابت جنگ اسد علی خان بن بسالت جنگ۔
130, 258,
مہتاب سخن۔ 32,
میر حسین علی خان۔ 132,139,
میر قمر الدین خان۔ 96,
میر بخشی۔ 25,267,
میر فیض اللہ خان ہیبت جنگ۔ 217,
میر حسین علی (ہمشیرہ زادہ میر صادق) 221,
میر عابد علی خان قلعدار۔ 267,
میسور یونیورسٹی۔ 7,
میسور۔ 7,10,15,18,19,30,32,33,34,37,

Marfat.com

38,40,41,42,95,99,100,101,105,
106,110,114,116,117,145,173,206,
214,246,247,248,270,312,
میسور میں اُردو کی نشو نما۔ 11,14,40,
میسور گزیٹیر۔ 10,38,41,
میسور میں اُردو۔ 4,11,12,
میکلوڈ جنرل۔ 305,

(ن)

نارائن راؤ۔ 117,297,
نارائن سوامی گوڑہ۔ 249,
ناظم پونا۔ 30,132,149,270,302,
ناظم دکن۔ 96,98,105,112,115,144,
158,160,
ناظم ادھونی (ہدایت محی الدین خان)
28,29,172,214,307,
ناظم حیدرآباد۔ 29,30,130,176,302,
نادر شاہ ایرانی۔ 191,
نارائن گڈھ۔ 211,217,221,222,
ناصر جنگ 100,113,114,125,141,142,144,
145,160,162,185,186,187,193,94,
195,196,257,270,
نارائن سوامی۔ 250,251,252,
ناگوڑی۔ 284,285,
ناگپور۔ 261,262,
نبی خان عرف رن مست خان۔ 133,139,152,
نتھر نگر عرف ترچناپلی۔
54,141,160,263,267,271,
نجیب خان مراری۔ 104,
نرسمہا رایل۔ 60,61,63,82,83,155,225,
نزہت الامیان۔ 13,
نرکنٹی نرس راج۔ 100,
نہر ہگری۔ 119,
نرکنڈہ۔ 129,149,
نربدا دریائے۔ 64,162,
نرسی پورم۔ 273,
نسمانگی درگ۔ 117,
نشان حیدری۔ 10,11,12,13,27,39,40,
41,43,52,80,105,116,127,165,173,
249,262,271,274,
نظام علی خان۔ 25,26,125,127,128,129,
151, 130,132
نظام شاہ۔ 67,73,77,89,
نل گھاما۔ 246,
نل دمن۔ 119,
نظام الملک آصفجاہ۔ 140,158,
نندی درگ۔ 102,240,247,249,
نندیال گڑھ۔ 199,124,
نندلور۔ 310,

Marfat.com

سندراج دیوان۔ 247,248,271,
سندی گڑھ۔ 25,102,248,249,251, 271,
نورخان۔
نواب طاہرخان۔ 107, 108, 109,
نواب بہادر۔ 19, 144, 145, 146,
نواب نورالدین خان گوپاموی۔
نواب موصوف۔ 59 143,
نیلور۔ 60,
نیل کنڈہ۔ 74, 84, 118, 201,
نیل گڈھ۔ 88,
نیک نام خان۔ 152, 163,
نہال کوٹہ۔ 84,
نیکٹور۔ 164,
نواب غوث خان۔ 37,

(و)

وانمباڑی۔ 49
واگن گرہ۔ 92,
375وامبرلہ چرو۔ 261,
ویارن ریر۔ 50,
وجے نگر۔ 46, 52, 71,
وڈیری۔ 93, 109,
وڈیار پالیہ۔ 49,153, 155, 171,
ولی اللہ۔ 11,14,
ولیم کرک پیٹرک کرنل۔ 10, 11, 41,
ولیم ایچ مارلے۔ 40,
ولیم مالکس کرنل۔ 10, 12,
وماکوڑ۔ 105,
ویرنرسمہارایل۔ 84,
ویربھدرا رایل۔ 60,
ویروباجی رایل۔ 52,
ویشراج۔ 52,
ویرپسپانایک۔ 209, 210,
ویدپتی نایڑ۔ 285.
ویلور۔ 10 , 11, 12, 13, 16, 22, 24,
40, 153, 226, 233, 265,
وینکٹادری راج۔ 73, 75, 76, 77,
وینکٹ نرسمہاراج۔ 78, , 79, 87,
وینکٹ گوڑا۔ 251,
وینادر۔ 128,
وینکٹ پتی راج۔ 153,
وینکٹ گری۔ 88,
وینکٹ راؤ۔ 123,
وینکٹ نائیک۔ 138,
وینکٹ پٹی نائڈو۔ 228. 229, 232, 233,
وینکٹ پتی راج بن گوپال راج۔ 236, 237,
وینکٹ رایل۔ 286,
وینکٹ نایڑ بن سدپانائڈو۔ 287

Marfat.com

(ه)

ہارس جنرل۔ 220,

ہاماتی۔ 239, 241,

ہاماتی بھیری گوڑا۔ 246,

ہدایت محیالدین خان،۔ 29, 112, 123, 124,
139, 141, 143, 159, 161 162 ,

ہری ہرایل۔ 53,

ہرتی۔ 83, 139,

ہرپن ہلی۔ 88, 94, 112, 201, 202, 204,
206, 208, 210, 218, 219, 220,
228, 229, 232, 237,

ہری ہرا۔ 112,

ہزارزینہ۔ 118, 119,

ہرتال۔ 119,

ہری مدکیری نایک۔ 210,

ہری داس پنڈت۔ 218,

ہری چندرائل۔ 58, 59, 221, 222,

ہری ہرگھاٹ۔ 86,

ہریال۔ 236,

ہری پنت بھڑکیہ۔ 116, 117, 150, 258, 293,

ہگری (دریا)۔ 208, 229,

ہلکور۔ 105,

ہمت بہادر خان۔ 161, 186,

ہمت خان خلجی۔ 136,

ہمت خان بن طرہ باز خان۔ 182,

ہمت بہادر خان کنولی۔ 124, 194, 198,

ہندوراؤ گھوڑپڑیہ۔ 94, 261,

ہنمپا مندر۔ 288, 289

ہناور۔ 128,

ہنومان۔ 231, 292,

ہنومپا نایک۔ 205,

ہنمپا نایک۔ 205, 206, 207, 208, 282,

ہنور۔. 230,

ہنمنت اپا۔. 233,

ہنمپا گوڑا۔ 254, 256,

ہمپاپتی گوڑا۔ 256, 257,

ہنمنت گوڑا۔ 279, 295,

ہندی انت پور۔ 282,

ہنمپا نائڑ۔ 283, 284, 285, 287,

ہنمپا نائڑ بن دیوپا نائڑ۔ 283,

ہمپا مندر۔ 49,

ہوسکوٹہ۔ 31, 88, 115, 127, 163, 168,
171,

ہوبلی۔ 105, 128,

ہوچنگی درگ،۔ 204, 218, 220,

ہیاوادا نارڈ۔ 10, 38, 41,

ہوسپیٹ۔ 210,

Marfat.com

(ی)

یرگل۔,83
یری بول نائک۔227
یشونت راؤ ہولکر۔ ,128, 208
یل تمراج۔,223
یعقوب خان۔ ,268
یلونک گوڑا۔,240
یلونکہ 240
یملہ۔,163
یملی والاعرف نیک نام خان۔
ینکاجی لماّ۔,233, 237, 258, 259
ینگٹے گوڑا۔ ,250
یوسف عادل خان۔ ,64, 65
یدلخان۔,265

کتابیات

۱۔ہسٹری آف انڈیا	یلفنسٹین مونٹ اسٹیوارٹ
2۔ایڈوانسڈ ہسٹری آف انڈیا -	نیل کنٹا شاستری اینڈ سرینواساچاری
3 ۔دی السٹریٹڈ ہسٹری آف دی برٹش ایمپیر ان انڈیا	ای۔ ایچ۔ نیان
4 ۔پرشین ڈاکیومنٹ وول 3rd	جنرل ایڈیٹر کے۔ڈی۔ بھارگیو
5 ۔کیمبریڈج ہسٹری آف انڈیا جلد تین	سر۔ڈبلیو۔ ہیگ
6 ۔دی ،دلّی سلطنت	آر۔سی۔ مجمدار
7 ۔ ہسٹری آف دی مرہاٹھا پیپل	سی۔اے۔کنچن اور راؤ بہادر ڈی۔بی۔پراسنیس
8 ۔نظام لملک آصف جاہ اول فونڈر آف حیدرآباد اسٹیٹ	ڈاکٹر یوسف حسین خان
9 ۔ایٹینتھ سنچوری دکن	بی۔پی۔سی مادھوا راؤ
10 ۔ہسٹری آف ٹیپو سلطان	محب الحسین خان
11 ۔لئیف آف میر جملہ، دی گورنر آف اورنگزیب	جگدیش نارائن سرکار
12۔گزیٹیڑ آف انڈیا میسور اسٹیٹ	سوریا ناتھ یوکامت
ٹمکور ڈسٹرکٹ	..
کولار ڈسٹرکٹ	..
میسور ڈسٹرکٹ	..
13۔ حیدر علی	نریندر کرشنا سنھا اُردو ترجمہ از اقتدار حسین صدیقی
14 ۔مغل ایڈمنسٹریشن آف دکن انڈر نظام الملک آصفجاہ	ڈاکٹر یم۔اے۔نعیم
15 ۔سورسس آف دی ہسٹری آف دی نوابس آف دی کرناٹک جلد چار	
محمد کریم کے سوانحات ممتاز	محمد حسین نائنار
16 ۔سوتھ انڈین ربیلین	راجاین
17 ۔ہسٹری آف بیجاپور	ڈی۔سی۔ورما

18۔ہسٹری آف دی مراٹھاس	جیمس گرانٹ ڈف
19 ۔ہسٹری آف کرناٹکا	نامعلوم
20 ۔دی ٹیگرس آف میسور	پراکسی فرنانڈیز
21۔ہسٹری آف دی قطب شاہی ڈائناسٹی	شیروانی ایچ۔کے۔
22 ۔اورنگ زیب اینڈ ہز ٹیمس	ظہیرالدین فاروقی
23 ۔ہسٹری آف انڈیا	
1000سے 1707 تک	آشیر بادی لال سری واستوا
24۔تاریخِ ہند جلد دوم	
25 ۔ٹیپو سلطان اے۔اسٹڈی ان ڈپلومیسی	
اینڈ کانفرانٹیشن	بی۔شیخ علی
26 ۔دی برٹش ریلشنز ویتھ حیدر	بی شیخ علی
27۔دی لئیف اینڈ ورکس آف ملک عنبر	بی۔جی توماسکر
28 ۔نشانِ حیدری (فارسی)	میر حسین علی کرمانی
29 ۔سلطنتِ خداداد	محمود خان محمود مارسٹن
30 ۔میسور میں اُردو کی نشونما	ڈاکٹر حبیب النساء بیگم
31 ۔میسور میں اُردو	ڈاکٹر آمینہ خاتون
32 ۔داستانِ میسور	میر اکرام علی کاوش
33 ۔تجنیس اللغات	میر حسین علی کرمانی
34 ۔بحرِ فطرت	میر حسین علی کرمانی
35۔اے۔ڈسکرپٹیو کیٹلاگ آف	
ہسٹاریکل مینوسکرپٹس ان دی عربک اینڈ	
پرشین لانگویج ان دی لئیبریری آف ایشیاٹک	
سوئیٹی آف گریٹ برٹین اینڈ آئرلینڈ 1853	
pages 87 L XXVII	
36۔میسور گزیٹیر جلد دوم ہسٹاریکل پارٹ	جی۔ہیاوادنا راؤ
ون بنگلور پریس 1930 صفحات 448 تا 455	

Marfat.com

37۔ٹیویلیٹ اٹ سری رنگ پٹن	ڈنس فارسٹ
38 ۔اڈوانسڈ ہسٹری آف انڈیا	بی۔سی۔ مجمدار
29۔اڈوانسڈ ہسٹری آف انڈیا	کرنل مارکس ولکس
40۔مآاثرالالمراجلدسوم	لالہ منسارام
41 ۔مقالاتِ محمود	میرمحمود حسین
42 ۔تمل ناڈوکے مشاہرِادب	علیم صبانویدی
43۔شیخ احمد دھنڈا جی واگ	ڈاکٹرشفیع احمد شریف
44۔تقویم ہجری وعسوی	ابوالنصرمحمد خالد
مختلف کتب	سلیم تمنائی

Marfat.com

اظہارِ تشکر

نحمدہٗ نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد اللہ اس اہم اور بیش قیمت تاریخی دستاویز کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی مجھے سعادت نصیب ہوئی ہے۔ جس سے مجھے بیحد مسرت اور خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ یہ کام پایۂ تکمیل کو نہ پہنچتا اگر اس میں میرے بہت سے دوستوں، ہمدردوں اور بزرگوں کی مدد شامل حال نہ ہوتی۔

سب سے پہلے میں استاذی پروفیسر میر محمود حسین صاحب مرحوم و مغفور کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے نہ صرف مجھے یونیورسٹی کی فیلوشپ دلوائی اور ڈاکٹریٹ کے مقالہ کے لئے تذکرۃ البلاد والحکام جیسے اہم اور قدیم فارسی مسودہ کے ترجمہ کا کام میرے ذمہ تفویض کیا بلکہ پی ایچ ڈی کی ڈگری کی تکمیل تک میری قدم قدم پر مدد اور رہنمائی فرمائی۔

میں ان دوستوں کا بھی شکر گذار ہوں جنہوں نے اس اہم کتاب کو اُردو میں ترجمہ کرنے کی ترغیب دلائی جن میں ایک خصوصی نام ڈاکٹر بشیر احمد رازی مرحوم (سابق پروفیسر و صدر شعبۂ نباتیات، جامعہ میسور) کا ہے۔

میں ڈاکٹر فہمیدہ بیگم صاحبہ سابق، ڈائرکٹر قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، نئی دہلی کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس مسودہ کو منظوری دی۔

Marfat.com

میں قومی کونسل برائے فروغ زبان اُردو کے موجودہ ڈائرکٹر ڈاکٹر حمید اللہ بھٹ صاحب کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کی طباعت واشاعت کی ذمہ داری قبول فرمائی۔

میں عزیزی پروفیسر سید منظور احمد سکریٹری انجمن ترقی اُردو ہند شاخ میسور کی متحرک اور فعال شخصیت کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس مسودہ کی منظوری میں انتھک کوشش کی اور دہلی کے ارباب اقتدار کو منوانے میں بہت ہی اہم رول ادا کیا۔

میں میرے ہمدم دیرینہ ومشہور ادیب جناب سلیم تمنائی صاحب اور جناب سید منور صاحب آرٹسٹ کا بھی ان کے مشوروں اور کتاب کی صحت دیکھنے کے لئے مشکور ہوں ۔ میں بزم اُردو کے اراکین خصوصاً جناب رزاق افسر ۔ رفیق عارف، جناب سلیم ہاشمی اور بزم اقبال کے اراکین کا بھی ان کے مشوروں اور نیک تمناؤں کے لئے مشکور ہوں۔ میں بے حد ممنون ہوں میری شاگردانِ عزیز نیرہ بانو، زہرہ خانم (سلمیٰ)، مبینہ بانو اور یاسمین تاج کا جنہوں نے نہ صرف اس کتاب کی کمپیوٹر کتابت کی بلکہ اس کے لئے اشاریہ تیار کرنے میں بھی بے انتہا کوشش کی۔

میں اپنی بیگم ڈاکٹر سیدہ حبیب النساء یم لیس سی پی ایچ ڈی سینیر سائنٹسٹ، سی، یف، ٹی، آر۔ آئی، میسور (CFTRI) کا بھی ممنون ہوں جن کا صبر، ہمت افزائی اور مالی تعاون شامل حال ہیں۔

میں مشکور ہوں اپنے فرزندِ ارجمند عزیزی شجاع محمود بی ای کا جنہوں نے

Marfat.com

مجھے کمپیوٹر کی نوک پلک سدھارنے میں ہر مرحلہ پر میری رہنمائی اور مدد کی۔

میں اس اہم تاریخی دستاویز کے قارئین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری کمزوریوں سے درگزر فرمائیں اور اگر ترجمہ اور زبان کی کہیں کجی محسوس ہو تو اسے میری کم علمی پر محمول فرماتے ہوئے مجھے معاف فرمادیں۔

مجھے یقین ہے کہ وہ احباب جو ترجمہ کی پابندیوں، مشکلات اور اس کے نشیب و فراز سے واقف ہیں وہ میری اس کوشش رندانہ کی ضرور داد دیں گے خصوصاً اس لئے بھی کہ یہ ترجمہ ایک قدیم فارسی مسودہ سے کیا گیا ہے۔

میں ان تمام احباب کا جن کی کتابوں سے میں نے اس کتاب کی تیاری میں استفادہ کیا ہے اور جنہوں نے مجھے تصاویر فراہم کی ہیں کا بے حد ممنون ہوں۔

نوٹ: اشاریہ کی تیاری میں کئی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہے اگرچہ کہ اس بات کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے کہ اغلاط نہ ہوں تاہم کہیں کہیں غلطی کا احتمال باقی ہے لہٰذا درخواست ہے کہ اگر کہیں سہو ہو تو اس کی اطلاع ناچیز کو دی جائے تاکہ آئندہ اس غلطی کو دور کیا جاسکے۔ کتاب میں حواشی، اشاریہ اور کتابیات ایک قابل قدر اضافہ ہیں۔

مخلص

ڈاکٹر شفیع احمد شریف

20/ 05/ 2001